188747

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188747

UNIVERSAL
LIBRARY

به عون صناع مکین مکان و فضل خلاق زمین زمان

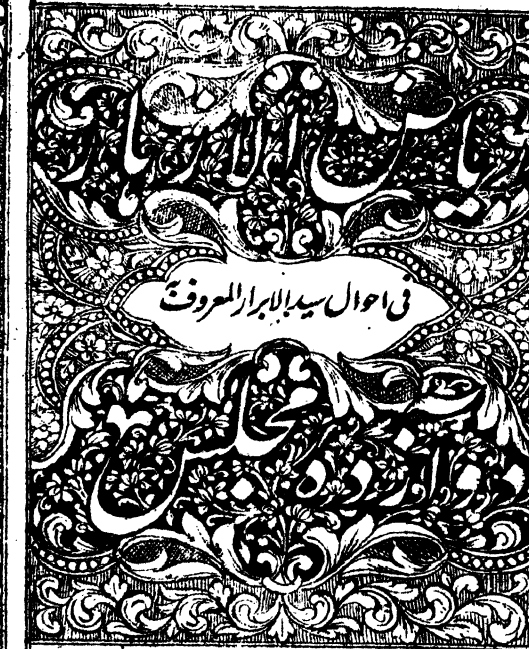

مطبع ناگری منشی نول کشور بتا رونق چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی ما انعم علینا بارسال نبیہ و اصطفاء حبیبہ والصلوٰۃ
والسلام علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین ۔

اما بعد خاکسار گنہگار سید دوارمنفصرت پروردگار وجیہ الدین محمد رضوی قادری رزاقی موہانی ابن
مولوی سید محمد یوسف حسن خان بہادر صدر الصدور مرحوم ابن مولوی سید حسن بخش صدر
ابن مولوی سید شاہ وجیہ الدین محمد طاب اللہ ثراہم وجعل الجنۃ مثواہم خدمت مین علمائان
آستانہ حضرت رسالت پناہ وجان نثاران بارگاہ والاجاہ کے کچھ حال مؤلف اس کتاب اور مصنف
اس تالیف مستطاب ریاض الازہار فی احوال سید الابرار صروف بہ دوازدہ مجلس کا اور
باعث ہوسکنے اس کتاب جامع البرکات کا پاس اپنے التماس کرتا ہی اور کیفیات کتاب مسطورہ واسطے
ازدیاد شوق طالبین اور ترقی ذوق واہلین اسطرح پیرایۂ تحریر مین لاتا ہی کہ مؤلف
اس کتاب نایاب کے کہ نام نامی اور اسم گرامی انکا مولوی خیر الدین اور کنیت ابو العلا ہی
متوطن گوپامؤ ہانی کے سنہ ۱۱۷۳ ہجری ماہ محرم الحرام مین اتفاقات اور حسن مقدرات سے
سدوش افروز منصب موہان اور تشریف فرماے اس کلبۂ احزان کے کہ وطن آباے کرام اس خاکسار کا
اور سن متعلقات شہر لکھنؤ سات آٹھ کوس جانب مغرب واقع ہی ہوے اور غریب خانہ کو قدوم

یمنت لزوم سے سرفراز کیا اور یہ کتاب کہ نگاشتۂ دست خاص اور برکت یافتۂ تحریر باختصاص
آنکے کی تھی اس خاکسار کو بکمال طیب خاطر عنایت فرمائی اور نقل اسکی خود ہمراہ اپنے لے گئے پس اس
زمانہ سے مجھکو خیال اسکے طبع کرانے کا تھا اور ہر دم شوق دامنگیر خاطر اسکی شہرت دلوانے کا لاکن تقدیر ات
اور اتفاقات متنوعہ روزگار سے نوبت حصول تمنائے دل نہ آئی اب کہ تدبیر موافق تقدیر ہوئی
میں نے خدمت ہمتہ تن مروت منشی صاحب ذی المجد والکرم صاحب الفضل والشیم کان ہمت و مروت
بحر خجستہ وفتوت الکلیل فرق عزت گوہر تاج عظمت فلک اخلاق راخورشیدے و خورشید استغراق
نورے منشی نولکشور صاحب زاد مجدہم میں واسطے طبع کرنے اسکی کے تحریک کی منشی صاحب
موصوف نے بکمال عنایت اور مہربانی فرمایا اور نظر افادۂ خلق اللہ یہ حرف زبان سے نکالا کہ ہم اسکو
طبع کرینگے چنانچہ راقم خاکسار نے تصحیح اسکی اپنے ذمہ لی اور بامداد و شرکت اخ الاخوان مولوی سید محمد
حماہ اللہ من فتن الزمن اور اسعاد و اعانت ابن اخی محب قلبی مولوی حافظ سید محمد ابراہیم
سلمہ الرب العرش العظیم تصحیح اس کتاب لاجواب کی عمل میں لائی ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۳ھ میں بیچ مدت
منشی صاحب ممدوح کے ارسال کی شائقان محافل متبرکہ مولود شریف اور عاملان اس کتاب
منیف پر واضح ہو کہ جلد ریاض الازہار سے تاریخ تالیف اور توصیف اس کتاب انیقہ کی کہ سن
بارہ سو چھیاسی ہجری میں تالیف ہوئی نکلتی ہے از انجا کہ مؤلف موصوف نے اسکو اوپر بارہ مجلسوں کے
مرتب اور محتوی کیا ہے اسواسطے یہ کتاب مشہور اور معروف دوازدہ مجلس ہوئی تا کہ ماہ مبارک ربیع الاول میں
غرہ سے تا دوازدہم ہر روز ایک مجلس پڑھی جاوے چنانچہ مؤلف صاحب اپنے وطن میں اسی طرح
سے پڑھا کرتے تھے اور یہ گنہگار و مذنب الدین محمد غلام آستانۂ حضرت نبوت ملائک خدم حضرت سیدان عشم
سیاح صحرائے قدم آستانے بحر کرم فرمان فرمائے ملکوتیان راہ راست نمائے ناسوتیان سلیمان کرسی نشین
زیر نگین شاہی تخت نشین عرش برین صاحب مقام اوادنی حبیب خلوتکدۂ رفیق اعلیٰ جناب رسالت
انتساب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جب سے کہ یہ کتاب مستطاب
دستیاب ہوئی اسی طرح ہر ماہ ربیع الاول میں غرہ سے دوازدہم تک پڑھا کرتا ہے اور الحق یہ کتاب مستطاب
ایسا زخیر مکمل اور اطناب غیر مخل میں بے نظیر و نادر الوجود ہے متانت اور فصاحت اوفی مضامین اور ربط
عبارت میں ہر فصل ایک باب ہے اور ہر باب ایک کتاب خدا سے قدیر دعا ہے خیر ہے مصنف اور قاری اور طابع کو
اَللّٰھُمَّ وَفِّقْ جَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ لِاِقَامَۃِ مَجَالِسِ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ
رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ علی ما جعلنا من امۃ نبی الرحمۃ ونشکرہ علی ما نجانا من الکفر والطغیان ونصلی ونسلم علی رسولہ وحبیبہ وصفیہ محمد سید الانس والجان

الاشعار فی النعت المولد

رسول سید الثقلین حتما ... نبی فی فخار الانبیاء
بشیر المرسلین بخیر شوق ... نذیر الکافرین بنار درآء
لواء الحمد فی صعب القتال ... حسام اللہ فی یوم الوغاء
شفیع المذنبین باذن ربہ ... رؤف المسلمین بلا مراء
نبی قبل خلق الناس طرا ... وآدم کان فی طین وماء
رسول افضل الرسل الکرام ... وآول ھم برتب الاصطفاء
تبارت البلاد وما یعادلھا ... بنور محمد ذی الاجتباء

وعلی آلہ واصحابہ المشرفین بخلود الخلد ورضاء الرحمن وعلی اتباعہ واتباع اتباعہ الذین ھم بقدیہ یھتدی الی ریاض الجنان صلوۃ وسلاما لا تعد ولا تحصی ما حرک الشعر رؤسا وفوق الرؤساء

اما بعد حمد و ثنا نے پروردگار اور صلوٰۃ و سلام جناب احمد مختار کے کہتا ہے بندہ گنہگار امیدوار رحمت کردگار حاجی مسکین ابو العلا محمد خیر الدین عفی اللہ عنہ والدیہ اے مسلمانو جگاوے تمکو اللہ تعالیٰ خواب غفلت سے اور توفیق دیوے اور اطاعت اور محبت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ قبل لکھنے احوال اور افعال اُس پاکیزہ خصال اور بیان ذات اور صفات اُس جمال باکمال کے جاننا اُن چیزون کا کہ بجا لانا اُنکا اور بر تمامی خلائق کے واجب ہے ضرور ہے گوش دل سُنو ایک سچا جاننا اُس سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ بیچ پہونچانے احکام الٰہی کے دوسرے ایمان لانا ساتھ اُنکے اور تابعداری اُنکی کہ بانتیسرے اُنکی محبت مین جان و مال اپنا نثار کرنا چوتھے جو باتین کہ مقتضائے محبت اور تعظیم اور تکریم کی ہین باوب تمام بجا لانا پانچوین ہر شدت اور کربت مین مدد اُس جناب پاک سے چاہنا کہ ان سب چیزون کو حق سبحانہ جل جلالہ نے کلام مجید مین بکلمۂ وجوب ادا کیا اور فرمایا ہے کہ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموٰت والارض الٰہ الا ہو یحیی ویمیت فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تہتدون یعنی کہ تو اے محمد کہ اے لوگو مین بھیجا ہوا اُس اللہ کا ہون تمہارے سب کی طرف کہ مالک ہے تمامی زمین اور آسمانون کا اور نہین ہے کوئی قابل پرستش اور لائق عبادت کے سوا اُسکے اور مارنے والا اور جلانے والا سب کا بجز اُسکے دوسرا نہین پس ایمان لاؤ تم اے لوگو اُس اللہ کا اور اُسکے رسول کا ایسا وہ رسول کہ صاحب کتاب اور برگزیدۂ بارگاہ رب الارباب ہے اور نہ لکھا ہے نہ پڑھا ہے کسی بشر سے علم اُسکا علم لدنی ہے تعلیم یافتہ جناب کبریا سے اور وہ ایسا رسول ہے کہ یقین کرتا ہے اللہ پر اور اُسکے سب کلام پر پس اُسکا تم بھی ایمان لاؤ اور اُسکی رسالت کو سچا مانو اور اطاعت اور فرمانبرداری مین اُسکے قصور نکرو تاکہ تم سب راہ ہدایت پاؤ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے

یا ایہا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر فقد ضل ضلالا بعیدا یعنی اے مسلمانو ہمیشہ دل سے سچا جانو تم اللہ کو اور اُسکے رسول کو اور ایمان لاؤ اور مانو اُس کتاب کو کہ نبی پر آخری اور روشن کتابین کہ قبل خاتم النبیین کے آئین اور جو کوئی کہ نمانے اور تصدیق دل سے نکرے اللہ اور اُسکے انبیا اور ملائکہ اور کتابون کی اور ایمان نہ لاوے روز قیامت کا پس وہ گمراہ ہے سخت گمراہ ہونے کر کے اور اُسکا کہین ٹھکانا نہین اور خبر دیتا ہے حق سبحانہ جل شانہ

قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ

خالی نہ رہے شاران بارہ محبت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فالذین آمنوا بہ وعزروہ

فنصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے ہین صدق دل سے اُس نبی کریم پر اور تعظیم اور توقیر اُسکی کمال محبت اور اخلاص سے کرتے ہین اور ہر حال مین مدد اور اعانت اور جانفشانی جان و مال سے ساتھ اُسکے بجا لاتے ہین اور اُسکی کتاب یعنی قرآن مجید کی تابعداری اور اطاعت مین مصروف ہین وہی لوگ پانے والے ہین دیدار خدا اور شفاعت محمد مصطفی کو اور لینے والے ہین نعماے جنت کو اور دور رہنے والے ہین عذاب دوزخ سے اور ایسے آیات کلام مجید مین بہت ہین پس ان خطابات سے ثابت ہوا کہ واجب ہر سب خلائق پر ایمان لانا ساتھ اُس سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور قبول کرنا اُنکی رسالت کو اور سچا جاننا اُنکو اُن سب باتون مین کہ لائے ہین وہ اللہ کی طرف سے اور یہ سچا ہی ہمکو بیان اُسکا کہ بدون اس تصدیق قلبی کے ہرگز ہرگز مسلمان نہین ہوتا ہی اور حقیقت ایمان کی یہی تصدیق ہی اور زبانی اقرار علامت اس تصدیق کی ہی وسطے اجراے احکام ظاہری شریعت کے اور جز ایمان کا نہین ہی اسی لیے بعضے مقام مین اقرار زبانی ساقط ہی جیسا مکرہ اور گونگے سے کہ یہ مومن ہین فقط تصدیق دل سے کفایت کرتی ہی اور عذر اُنکا شرعاً مسموع ہی بشرطے کہ اُنسے کوئی چیز منافی ایمان کی مثل ہاتھ زنار کے یا سجدہ کرنے بُت کے اور سوا اُسکے سرزد نہووے اور باوجود قوت اور مہلت اور قدرت اوپر نطق کے اگر اقرار بزبان سے نکرے اگرچہ وہ ہندو مین اللہ مومن ہوتا ہی لیکن در اقتضاے مین معتبر نہین اور ارباب شریعت اُسکے مسلمان ہونے کا حکم نکرینگے اسواسطے کہ زبان ترجمۂ دل اور اقرار نشانی تصدیق قلبی پر ہی ہی مذہب جمہور علما کا مگر اسی مسلمان کو کمال ایمان میسر نہین ہوتا ہی اور وہ مومن کامل نہین کہلاتا ہی جب تلک محبت اُس سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیک جیسا کہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مین آیا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ و مالہ وولدہ ووالدیہ والناس اجمعین یعنے مومن کامل نہین ہوتا ہی تمسے کوئی جب تک نہون مین بہت دوست نزدیک اُسکے اُسکی ذات اور مال اور اولاد اور ماباپ سے اور سارے آدمیون سے اور یا ہی حدیث امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مین کہ ایک روز عرض کیا حضرت عمر نے خدمت شریف مین کہ انت احب الی یا رسول اللہ من کل شی الا من نفسی اللتی بین جنبی فقال لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا تکون مومنا حتی اکون احب الیک من نفسک فقال عمر والذی انزل علیک الکتاب لانت احب الی من نفسی اللتی بین جنبی فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الان یا عمر قدیم ایمانک یعنے تو دوست میرا ہی

یارسول اللہ زیادہ سب چیز سے مگر میری جان سے کہ درمیان دو قرن پہلو میری کے ہو پس فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے عمر نہ خواہد گیا تو مسلمان کامل جب تک کہ نہ ہو نگا میں زیادہ دوست خود یک تیرے تیری جان سے پس قسم کھائی حضرت عمر نے اور کہا سوگند اُس خدا کی کہ بھیجی اُسنے اوپر تیرے کتاب تو دوست زیادہ ہو نزدیک میرے میری جان سے پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے عمر اب پورا ہوا ایمان تیرا اور تو مومن کامل ہوا اللہ اور اُسکے رسول کے نزدیک اور آیا ہو کتب احادیث میں کہ قیل لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم متی اکون مومنا قال اذا احببت اللہ تعالیٰ وتحب اللہ تعالیٰ اذا احببت رسولہ تحبہ وتحب رسولہ قال اذا اذا تحبت طریقہ واقتدیت بسنتہ واحببت بحبہ وابغضت ببغضہ وعادیت بعداوتہ وتعاونت الناس فی الایمان علی قدر تفاوتہم فی محبتی وتتعاون فی الکفر علی قدر تفاوتہم فی بغضی الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ یعنے ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ میں کب مسلمان ہون فرمایا جبوقت کہ دوست رکھے تو اللہ کو التماس کیا کس چیز سے پہچانی جاوے دوستی میری ساتھ خدا کے فرمایا جب تو دوست رکھے اُسکے رسول کو یعنی نشانی دوستی اللہ کی دوستی اُسکے رسول کی ہو عرض کیا کس بات میں معلوم ہووے دوستی اُسکے رسول کی فرمایا اختیار کرنا تیرا سنت پیمبر کی اور عمل کرنا اُسکے مثل پس علامت محبت رسول کی یہی ہو کہ جس چیز کا اُسنے امر کیا ہو وہ بجا لانا اور جسسے کہ منع فرمایا ہو اُسکو چھوڑ دینا اور درآراستہ کرنا اپنے باطن کا انوار عرفانی سے اور پاک رکھنا اُسکو شہوات نفسانی سے اور فرمایا کہ دوستی تیری جسکو کہ دوست رکھے تو بسبب اِسکے ہو کہ وہ مجھکو دوست رکھتا ہو اور دشمنی تیری جسکے ساتھ کہ ہو اسی باعث سے ہو کہ وہ میرا دشمن ہو اور مددگار رہ اُسکا جو مددگار میرا ہو اللہ بدخواہ رہ اُسکا جو بدخواہ میرا ہو تب تو مومن ہو اور متفاوت ہین آدمی اپنے ایمان مین بقدر تفاوت اپنی کے دوستی مین مجھکو کہ دوستی رسول مین قوی ہین ایمان اُنکا بھی قوی ہو اور جو اُنکی محبت مین ضعیف ہین ایمان بھی اُنکا ضعیف ہو اور ایسا ہی حال کفر کا ہو کہ جو دشمنی نبی مین قوی ہو کفر اُسکا قوی اور اشد ہو اور جو عداوت مین ضعیف ہو کفر اُسکا بھی ضعیف ہو بعد ازان تین بار فرمایا الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ یعنی ہرگز نہ ہوگا ایمان کامل نصیب نہوگا جسکو رسول کے ساتھ محبت نہوگی پس اے مسلمان فوز دارا ایمان کا اوپر محبت اللہ اور اُسکے رسول کے ہو اصل ساتھ اصل کے اور کمال ساتھ کمال کے اور محبت کا مادہ وہی ہو کہ جو کچھ اپنے تئین دنیا اور

آخرت سے خوش آوے اور جو چیز اپنے نام کی ہو وہ سب محبوب کو سونپ دیوے اور اپنے اور صفات اور شہوات اور لذات نفسانی سب چھوڑ کر اوصاف محبوب سے موصوف ہو جاوے اور جو روحانی دوست کا عین وقت ہے اور اسکے رنج اور بلیات کو اپنی شفا جانے اور جان و تن اپنا اسکی رضا میں دیوے اور اسکی رضا جوئی سے سر مو تجاوز اور تخلف نہ ہووے تب مرتبہ قرب اور معیت روحانی کا ساتھ محبوب کے حاصل ہوتا ہے اگرچہ ظاہر میں لاکھوں کوس دور ہووے اور بدون اسکے حصول اس مرتبہ کا متصور نہیں پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ محبت ساتھ اس سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسی ہی رکھے تا ایمان کامل اسکو نصیب ہووے اور آداب اور تعظیم اور توقیر جناب پاک کی ہر چیز اور ہر وقت میں ملحوظ رکھنا یہ لوازم محبت سے ہے از انجملہ تعظیم اور آداب روایت احادیث اور سنن اس عالی جناب میں ہے جیسا کہ منقول ہے مطرف سے کہ جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ پوچھنے کو آتے تھے باندی گھر میں سے نکلکر کہتی تھی کہ امام سے پوچھا ہے کہ آیا تمکو خواہش حدیث شریف سننے کی ہے یا کچھ مسائل دریافت کرنا ہے پس اگر وہ لوگ کہتے کہ ہم مسائل پوچھینگے امام مالک علیہ الرحمۃ اسی وقت گھر سے باہر آتے اور جواب مسائل کا دیتے اور اگر خواہش انکو حدیث سننے کی ہوتی تو امام غسل کرکے اور کپڑے نئے پہنکر اور عمامہ سر پر باندھکر اور اپنے تئیں معطر اور مطیب کرکے تشریف لاتے اور تخت یا منبر پر بکمال ادب اور خشوع اور خضوع بیٹھکر حدیث پڑھتے اور بخور رات اور خوشبویات اس جگہ پر جلاتے اور لوگوں کو سماعت حدیث شریف سے مستفیض کرتے اور امام اس حال سے کسی اور وقت سوائے قرارت احادیث نبوی نہیں بیٹھتے تھے اور کبھی رستے میں یا کھڑے ہو کر یا بے طہارت تازہ قرارۃ حدیث نہیں فرماتے تھے اور ایسا ہی منقول ہے اور ائمہ سلف سے اور مشہور ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وقت لکھنے اپنی صحیح کے ہر ہر حدیث شریف پر آب زمزم سے غسل کیا اور روزہ گاہ مقام ابراہیم میں پڑھکر حدیث شریف کو لکھا اور اسطرح کا آداب اور تعظیم اور توقیر مقتضائے نہایت محبت ان لوگوں کا ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اور جملہ توقیر اور آداب اس جناب کے اعزاز اور اکرام آل اور ذریات آپکا ہے کہ جگہ گوشہ اس مضرع کے ہیں اور راز مروج سطرات آپکی کہ امہات مومنین ہیں اور تعظیم اور احترام صحابہ کرام کا ہے اور ادا انکے حقوق کا دعا اور استغفار سے اور اقتدا اور اتباع انکا اور حسن ادب ساتھ انکے اور محبت ساتھ انکے اخلاق کے اور محفوظ رکھنا اپنی زبان کو سب اور لعین آمیز کرنے سے کیونکہ اکثر وہ مخالف اور اعتقاد کی ہے جیسا کہ قذف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پس وہ کفر ہے اور نہیں تو

دیباچہ ریاض الابرار ۸ دوازدہ مجلس

بدعت اور فسق ہو اور بندر کھنا بیان کرنا ذکر اختلافات اور منکرات اور قبائح سے کہ آجکل مین اُنکے گندے ہین اور کنارہ کشی کرنا اخبار مورخین اور رواۃ جاہلین سے اور اقتراء اہل تشیع سے کہ قبائح اور معائب اُنکے بیان کرتے ہین کہ اکثر یہ امور کذب اور افترا ہین اور جو واقعات کہ اُنسے بروایات صحیحہ مروی ہوے ہین اُنکو باحسن تاویلات مأول کرنا اور ذکر اُن لوگون کے بدی اور عیب سے نکرنا بلکہ ساتھ حسنات اور فضائل اور محامد صفات کے کرنا اسواسطے کہ اُنھون نے صحبت اُس رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پائی ہے اور حق تعالی اُنکی ثنا اور مدحت کلام مجید مین بیان فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود اور فرماتا ہے والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا ذلک الفوز العظیم اور فرماتا ہے لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم واثابہم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونہا وکان اللہ عزیزا حکیما اور فرمایا ہے اُنکی شان مین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور فرمایا مثل اصحابی کمثل الملح لایصلح الطعام الا بہ اور فرمایا اکرموا اصحابی فانہم خیارکم اور فرمایا من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ علیہ والملائکۃ والناس اجمعین اور ایسی بہت آیات اور احادیث فضائل صحابہ کرام مین ہین پس اُنکے حق مین بجز تعظیم اور توقیر کے کلمہ بے ادبی کا زبان سے نہ نکالنا چاہیے اور رتبہ تعظیم اور احترام اُس سرور انام علیہ الصلوۃ والسلام سے توقیر اور بزرگی اُن اشیا کی ہے کہ متعلق ذات پاک سے ہین مثل مشاہد اور اماکن متبرکہ اور زیارت قبر مکرم سے ساتھ خشوع اور خضوع تمام کے اور تعظیم و توقیر اُن چیزون کی کہ دست مبارک اُنکو لگا ہو یا بدن اطہر سے مس فرمایا ہو جیسا کپڑا وغیرہ منقول ہے کہ ابو محذورہ صحابی رضی اللہ عنہ کی پیشانی کے بال بہت بڑے تھے ایسے کہ جسوقت کھڑے ہوتے تھے اور اُنکو چھوڑ دیتے تھے زمین تک لٹکتے تھے لوگون نے اُنسے پوچھا کہ یہ بال کسواسطے اسقدر بڑھائے تمنے اور ہمین تو شواتے ہو تم کہا کہ ایک دن مین بالون کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک سے چھوا تھا اسلیے اُنکو تعظیماً اور تبرکاً نہین ترشواتا ہون اور خالد بن ولید کی ٹوپی مین چند بال مُوے مبارک حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور تبرکاً اُنکو اُسمین رکھا تھا ناگاہ بعضی لڑائیون مین وہ ٹوپی سر سے گر پڑی پس حضرت خالد نے اُسکو خوب مضبوط باندھا تا بارہ دیگر وہ نگرے اور برکت اُسکی مجھ سے جدا نہو اور ایسا ہی حال ہے اور تبرکات کا اور حکایت کی گئی ہے احمد بن فضلویہ زاہد سے کہ وہ شخص غازیون اور تیر اندازون سے تھا

کہا اُسنے کہ مجھ سے امین نے گمان کو اپنے ہاتھ سے بے عمارت مسجد نبی سے سُنا میں نے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
گمان کو اپنے دست مبارک میں لیا ہے اور مال امام مالک رحمہ اللہ کا یہ تھا کہ کبھی مدینہ شریف میں جانور پر سوار ہو کر
نہ نکلے اور کہتے تھے کہ مجھکو شرم آتی ہے کہ جس زمین پر تم مرکب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نقش کیا ہو اور
اُس زمین پر پاؤں مبارک اپنا رکھا ہو اُسکو میں اپنے مرکب سے پامال کروں اور ایک شخص کہ بہت جلیل القدر
اور ذی عزت تھا اُسنے کہا میں کہا تھا کہ مدینے کی مٹی انجھی اور خوشبودار نہیں ہے پس امام مالک رح نے سُنکر فتوی
اُسکے تین دُرّے مارنے اور قید کرنے کا دیا بسبب ترک تعظیم اور ادب اور اہانت اُس خاک پاک کے کہ جسمیں سرور عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدفون ہوے اور بمقتضا کمال محبت اُن لوگوں کا ساتھ اُس جناب پاک کے تھا
کہ ہر دم اور ہر وقت پاس آداب اور تعظیم اور احترام اُنکو ملحوظ رہتا تھا اللہ تعالی سب مسلمانوں کو ایسی
محبت حبیب کریم اپنے کی دیوے اور جملہ لوازم اور اقتضا محبت سے کثرت درود شریف کی ہے
اور پر اُس سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور فوائد اور نتائج اُسکی حد حصر اور بیان سے زیادہ ہیں اور
ضبط اُسکا زبان قلم سے دشوار ہے لیکن جو بفضلہ علما اور حفاظ احادیث نبوی نے احادیث صحیحہ اور روایات
حسنہ سے ثبوت کو پہنچایا ہے گوش گذار سامعین کیا جاتا ہے کہ جملہ فوائد درود شریف سے بجا لانا
امر الہی عزاسمہ کا ہے اور موافقت مصلی کی ساتھ اللہ تعالی اور ملائکہ اُسکے کے بھیجنے درود اور
سلام میں اور پر اُس خیر الانام کے جیسا کہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی
یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور پانا ثواب دس درود کا اللہ تعالی کی جانب سے ایکبار
پڑھنے کے بدلے اور بلند ہونا دس درجوں کا اور لکھا جانا دس نیکیوں کا اور مٹنا دس بدیوں کا اور بمضمون
احادیث میں بدل ایکبار درود پڑھنے کے ثواب دس بردے آزاد کرنے کا اور بیس جہاد کا آیا ہے اور
فائدہ درود شریف پڑھنے کا مقبول ہونا دعا درود پڑھنے والے کی اور واجب ہونا شفاعت اُسکی سید الانبیا
اور گواہی دنیا ایکبار درود پڑھنے والے کے ایمان پر اور حاصل ہونا قرب نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
اور کھڑا ہونا برابر اُس فائز جناب کے اور پردوازے جنت کے اور سب سے آگے نصیب ہونا ملازمت اہل
جناب سے روز قیامت کو اور عدالی اور فضیل ہونا اُس حضرت کا سب کا مون درود پڑھنے والے میں اُس روز
ہولناک کو اور کافی ہونا سارے مہمات دینی اور دنیاوی میں اور روا ہے حاجات میں اور فائدہ کثرت
درود کا مغفرت ہے سب گناہوں سے اور کفارہ ہے سب بدیوں کا بلکہ بدل ہے فوت فرائض کا اور قائم ہونا
اُسکا مقام صدقے اور خیرات کے اور دور ہونا رنج اور بلا کا اور چنگا ہونا سب امراض ظاہری اور باطنی سے
اور فتحمندی پانا اور برآنا مدعا کے اور حاصل ہونا رضا اور محبت الٰہی کا اور فراغ خاطر اور طہارت

فی ذکر کثرت درود شریف

فات اور صفائے قلب اور نزول برکت کا سبب کامون مین ہی کہ اسباب اور اموال مین اور اولاد او
اولاد مین اور نجات یا ہول قیامت سے اور آسانی سکرات موت مین اور مخلصی تنگی زمانہ آفات و
اور دور ہونا فقر اور فاقے کا اور خوشبودار ہونا اس مجلس کا کہ درود اسمین پڑھا جاوے اور جیسا نامہ
بیٹھنے والون اس مجلس کو اور کثرت نور کی وقت گذرنے کے اوپر پل صراط کے اور طرفۃ العین
یا رہونا ہر خلاف حال نہ پڑھنے والے درود کے اور بڑا فائدہ اور مقصد اعلیٰ پڑھنے درود سے عرض
نام درود پڑھنے والے کا حضور پرنور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور زیادہ ہونا محبت
اور استحضار محاسن شریف کا قلب مین اور تمثل ہونا صورت مبارک کا آنکھون درود پڑھنے وا
بشرطے کہ رجوع قلب اور حضور دل سے ہووے اور حاصل ہونا محبت مسلمانون کی اور محبت
جناب پاک کی ساتھ درود پڑھنے والے کے اور حاصل ہونا مصافحہ اس جناب اقدس سے روز
اور نصیب ہونا اجمال باکمال کا حالت خواب مین اور محبت ملائکہ کی ساتھ درود پڑھنے والے کے او
فرشتون کا درود صلی کہنے کے ثمون سے اور پختہ ہاندھی کے اور دعا دینا فرشتون کا درود
ساتھ زیادتی خیر اور برکت کے اور پہونچانا ملائکہ کا حضور پرنور نبوی مین اسطرح پر کہ فلان بن فا
یسلم علیک یا رسول اللہ اور اعظم فوائد اور اعلیٰ مقاصد سے حاصل ہونا شرف رد سلام کا کہ عا
مستمر اس جناب پاک سے ہو اور کون سعادت اور فخر زیادہ تر اس سے ہو کہ دعاے خیر اور سلامتی کی آ
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے شامل حال اس شخص کے ہووے اگر تمام عمر مین ایکبار بھی میسر آوے
موجب صدہا ہزار کرامت اور شمہ انواع خیر اور سلامت کا ہووے اور حصول اس سعادت کا یقینیات سے
کو ہرگز اسمین شک اور شبہہ نہین ہی کیونکہ بعد ثبوت حقیقت حیات اس جناب پاک کے اور ثبوت
بلکہ نفس سلام کی کمال تاکید سے اوسے اس سنت مین اور سبقت اس جناب اقدس کے سلا
جیسا کہ شمائل نبوی مین آیا ہی کیا شک اور شبہہ ہی اور فوائد درود سے باندھنا فرشتون کا ہی لکھنے
درود پڑھنے والے سے تین دن تک اور گھر اہونا درود پڑھنے والے کا زیر عرش معلی
روز قیامت کو اور بھاری ہونا پلہ اعمال کا اور امن پیاس سے روز حشر کو اور کثرت ازدواج کی جنت مین
اور سوا اسکے فوائد بیشمار اور مقاصد بحساب ہین پس اے شوریدگان عشق آگہی و اے دلبستگان الفت کے
رسالت پناہی درود بھیجنے مین اور پراس تقیید بمجیدہ وخصال کے کہ حق سبحانہ تعالیٰ ساتھ وجوب اسکی
تقیید حکم فرمایا ہی اشتغال رکھو اور ہمیشہ صلوٰۃ اور سلام سے رطب اللسان اور عذب البیا
نامستحق ان عطایات الٰہی اور مستوجب ان درجات نامتناہی کے ہو اور سبب تک کرنے اس امر

بعد حمد مسنہ کے وعیدات واردہ صحیحہ اور عقوبات شدیدہ فاضحہ سے ڈرتے رہو کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ یعنے جو کوئی کہ میں اسکے روبرو ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھپر
درود نہ پڑھے پس اسنے مجھپر ظلم کیا اور بعضی روایات میں آیا ہے فَمَاتَ وَدَخَلَ النَّارَ یعنے اگر اس حال میں
مرا داخل دوزخ ہوویگا وَشَقِيَ عَبْدٌ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ یعنے بدبخت ترین لوگوں میں سے ہے وہ شخص کہ
میں اسکے سامنے مذکور ہوں اور وہ مجھپر درود نہ پڑھے وَمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَلَا بَرِحَ مِنَ النَّارِ یعنے جو کوئی نہ پڑھے
درود مجھپر پس میں اس سے بری الذمہ ہوں محمد سے کچھ کام نہیں اللہ تعالیٰ ہمکو نیک توفیق دیوے

هذه القصيدة من أويس القرني رضي الله عنه

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى رَأْسِ فَرِيقِ النَّاسِ ... مِنْهُ لِلْخَلْقِ أَمَانٌ بِزَمَانِ الْيَأْسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مَنْ هُوَ فِي حَرِّ عَدِ ... كُلِّ مَنْ يَطْمَعُ يَسْقِيهِ رَحِيقَ الْكَأْسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مَنْ بِرَجَاءِ الْكَرَمِ ... خُصَّ مَنْ جَاءَ إِلَيْهِ لِعُمُومِ النَّاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مُؤْنِسِ كُلِّ الْبَشَرِ ... مُبْدِلِ الْوَحْشَةِ فِي الْقَبْرِ بِاسْتِئْنَاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى رُوحِ رَئِيسِ الرُّسُلِ ... نَقْتَدِي نَحْنُ عَلَى أَرْجُلِهِ بِالرَّأْسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى ذِي لَهُ عَهْدٌ نِعْمَةٌ ... أَنْعَمَ الْيَوْمَ عَلَى الْخَلْقِ بِلَا مِقْيَاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى صَاحِبِ شَرْعٍ حَسَنٍ ... فَرَّقَ النَّاسَ مَتَى جَاءَ مِنَ النَّسْنَاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى ذِي كَرَمٍ أُمَّتُهُ ... تَدْخُلُ الْجَنَّةَ فِي الْحَشْرِ بِلَا وَسْوَاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مَنْ هُوَ لَوْلَاهُ لَمَا ... يَشْمَلُ النَّامِيَةُ الْكَوْنَ مَعَ الْحَنَّاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مَنْ هُوَ مَنْ عِصْمَتِهِ ... يَعْصِمُ الْحَيَّ مُحَيِّيهِ مِنَ الْخَنَّاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مَنْ هُوَ مَنْ عَادَ بِهِ ... لَمْ تَصِلْ قَطُّ إِلَيْهِ يَدِ الْوَسْوَاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مَنْ هُوَ مَنْ بَارِقَةِ ... السَّيْفِ قَدْ ذَهَبَ قُطَّاعُ بَصَرِ الشَّمَّاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى صَاحِبِ نَوْعِ الشَّرَفِ ... فَازَ النَّاسُ بِهِ الْفَضْلَ مِنَ الْأَجْنَاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مَنْ لِخَيَالِ الْكَرَمِ ... فِي رِيَاضِ الْأُمَمِ الْيَوْمَ كِبَا الْغُرَّاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مَنْ بِغِنَاءِ الْكَرَمِ ... مِنْ بُيُوتِ الْفُقَرَاءِ يُذْهِبُ الْإِفْلَاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى عِتْرَتِهِ الطَّاهِرَةِ ... وَعَلَى الصَّحْبِ مَعَ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ

صَلِّ يَا رَبِّ عَلَى مَنْ لَا وَيْسَ مِنْهُ ... مَهَرَ الْقَالِبِ وَالْقَلْبِ مِنَ الْأَدْنَاسِ

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

مجلس اول

یہ مجلس پہلی ہی بیان شرف اور فضائل اُس خلاصۂ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کہ آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ثبوت کو پہونچا ہی اور کُتب سابقہ مین مذکور ہی

اے مسلمانو جو قرآن عظیم اور فرقان قدیم مین رفعت قدر اور عُلوِ رتبت اور حفظ آداب اُس پیشوائے مرسلان کا تصریح اور کنایہ سے واقع ہوا ہی اور پروردگار عالم نے صفات اور مراتب اور درجات اُنکے اپنے کلام مجید مین بیان فرمائے ہین دلیل واثق اور شاہد صادق اسپر ہی کہ کوئی اِس عظم مرتبت اور رفعت منزلت اور جامع جمیع صفات اور کمالات کا عالم غیب سے عرصۂ ظہور مین نہین آیا اور کسی کو بزرگی برابر اُنکی بزرگی کے اور قدر برابر اُنکی قدر کے نہین ملی انصاف کی جا ہی کہ جبکہ حق سبحانہ جل جلالہ آپ مداح اور ثنا خوان ہووے پھر اُنکی عظم مرتبت اور عالیہ منزلت کو احاطہ کون کرسکے اور اوصاف اُنکے مدارج اور مناصب کا کس سے ہوسکے بشر کو کیا تاب و طاقت اور قلم کو کیا یارا کہ اُسمین زبان ہلاوے **شعر**

محمد ہی تیرا ممدوح ذات کبریائی کا ✤ کرے بندہ گر اُسکی مدح برعوئی ہر خدائی کا ✤ مگر تھوڑا اور انوکھا

شوریدگان الفت رسالت پناہی کے لکھا جاتا ہی اسی اہل مجلس اُن آیتون مین سے کہ جو خبر اور بشارت دیتی ہین وجود رسالت اور شفقت اور رحمت اُس رحمۃ للعالمین سے اور پر اُمت کے

ایک یہ آیہ کریمہ ہی لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم یعنی بتحقیق آیا ہی تمھارے پاس وہ پیغمبر کہ تمھاری جنس سے ہی اور پہچانتے ہو تم مکان اور جگہ اور صدق اور امانت اُسکی کو کہ کبھو درمیان تمھارے جھوٹ نہین بولا اور جانتے ہو تم آبا اور اجداد اُسکے کو کہ سب افضل اور اشرف اور عاہر اور مطہر ہین اور دیکھتے ہو تم شرف ذات اور محامد صفات

اور اخلاق عظیمہ اور افعال حسنہ اُسکے کو اور وہ ایسا ہی کہ سخت دشوار ہین اُسپر وہ چیزین کہ مشقت مین ڈالین تمھارے تئین اور زیان تمکو کرین دنیا اور آخرت مین اور کمال تلاش رکھتا ہی تمھاری یعنی چاہتا ہی کہ اُمت میری زیادہ ہوتی رہے اور ہمیشہ خواہش اُسکو ہی واسطے رشد اور ہدایت تمھاری کے اور غایت شفقت اور نہایت مہربانی اور رافت رکھتا ہی اور پر مومنین کے اور یہ آیہ کہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی اپنے بندون پر احسان رکھ کر فرماتا ہی لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم تلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وانکانوا من قبل لفی ضلال مبین یعنی بتحقیق احسان کیا اللہ تعالی نے اوپر مومنین کے کہ بھیجا اُنکے درمیان مین پیغمبر اُنکی جنس سے تاکہ احکام الہی اُنکو پہونچاوے اور پاک کرے اُنکو خصائل ردیہ سے اور آراستہ کرے ظاہر اور باطن اُنکا افعال حسنہ اور اخلاق مرضیہ سے اور تعلیم اور تربیت سے راہ ہدایت پر لاوے اگرچہ تھے وہ قبل اُسکے گمراہ اور فرماتا ہی ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم تلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وانکانوا من قبل لفی ضلال مبین وکما ارسلنا فیکم رسولا منکم تلوا علیکم آیاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون اور سوائے اُنکے اور آیات ہین کہ دلالت کرتی ہین رسالت اور شفقت اور رحمت اُمت پر اُس رسول مقبول کے مفسرین نے لکھا ہی کہ رسول کے بھیجنے مین اُنکی جنس سے یہ حکمت تھی کہ تصدیق اور تابعداری اور پیروی لانے اوامر مین غیر جنس سے منحرف اور متوحش نہوویں اسواسطے کہ ہر ایک کو اپنی جنس سے الفت اور موافقت ہوتی ہی اور قبول کرنا اُسکے احکام کا گوارا خاطر نہین ہوتا ہی مقبول ہی حضرت امام جعفر صادق علیہ وعلی آبائہ الصلوۃ والسلام سے کہ فرمایا امام نے جب جانا حق سبحانہ تعالی نے کہ خلق میری معرفت اور اطاعت سے عاجز ہی اور منظور تھا کہ اُنکو اپنی معرفت دیوے اور تعلیم احکام کرے تب پیدا کیا ایک شخص کو اُنکی جنس سے اور بنایا اُسکو حجت اپنی صفت کا کہ رافت اور رحمت ہی اور کہا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور کہا اُسکو سفیر صادق اور رسول بحق ناطق جیسا کہ فرمایا وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی اور گردانا اُسکی اطاعت کو عین اطاعت اپنی اور اُسکی مواخفت کو محض مواخفت اپنی اور روگردانی اُس سے موجب اپنی ناخوشی کا جیسا کہ فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلناک علیہم حفیظا یعنی جسنے حکم مانا رسول کا اُسنے حکم مانا اللہ کا اور جسنے منہ پھیرا اُس سے تو ہمنے تجکو نہین بھیجا اُنپر نگہبان پس ہونا اُنکی ذات بابرکات کا اور اُنکے شمائل اور صفات کا رحمت اور رافت خلق کے جس کسی کو حصہ اُسکی رحمت سے پہونچا نبوت پائی اُسنے دنیا اور آخرت مین تمامی کامرانی سے اور بلا اُسکو سارا مطلوب اور مرغوب اُسکا اور جو

فائدہ

بے نصیب یا اُسکی رحمت سے ہلاک ہوا وہ دونوں جہان مین اور مبتلا ہوا رنج اور بلیات مین اور نہ دیکھا اُسنے
منہ صلاح اور فلاح کا اور محلوظ رہا اُس عالی مقام سے یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اُس ذات پاک کا نام
نور تمام اور سراج منیر رکھا جیسا کہ فرمایا قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ
سبل السلام و یخرجہم من الظلمات الی النور باذنہ و یہدیہم الی صراط مستقیم یعنی تحقیق آیا ہے تمھارے
پاس اللہ کی طرف سے ایک نور کہ روشن ہوتے ہین جمال باکمال اُسکے سے دیدے اہل بصیرت کے
اور ایک کتاب ظاہر کہ پیدا ہوتی ہین اُسکے باعث سے راہین قرب اور وصول الی اللہ کی ہدایت
کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے اُس شخص کو کہ اطاعت اور فرمانبرداری اُسکی کرے اور اُسکو راضی رکھے
اور نکالتا ہے اُنھین لوگون کو تاریکی کفر سے طرف روشنی ایمان کے اور دکھاتا ہے اُنکو راہ راست مضبوط
اور فرمایا یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا یعنی ای محمد
تحقیق بھیجا ہمنے تجکو گواہی دینے والا تصدیق اور تکذیب امت پر روز قیامت کے اور خوشخبری دینے والا
تابعداروں کو ثواب اور نعماے جنت سے اور ڈرانے والا آگ ہمگاروں کو عذاب اور عقاب دوزخ سے
دنیا مین اور بلانے والا خلق کو طرف دین اور عبادت خدا کے بحکم اُس خدا کے اور چراغ چمکتا تا گمراہان کو
جہالت اور ضلالت کو راہ راست ایمان پر لگا دیوے اور فرمایا و رفعنا لک ذکرک یعنی بلند کیا ہمنے نام
اور آوازہ تیرا دنیا اور آخرت مین نبوت اور شفاعت سے اور نزدیک کیا ہمنے تیرے نام کو اپنے نام کے ساتھ
کلمہ اسلام اور اذان اور تشہد مین مروی ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ایکدن جبرئیل علیہ السلام نے آکر مجھ سے کہا کہ پروردگار تیرا بعد سلام کہتا ہے کہ آیا تجھکو معلوم ہے
کہ کس چیز سے بلند کیا ہمنے نام تیرا کہا مین نے کہ اللہ تعالیٰ داناتر ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے حق تعالیٰ فرماتا ہے
نہ ذکرت ذکرت معی یعنی جسوقت ذکر کیا جاویگا تو مذکور ہوگا میرے نام کے ساتھ اور موقوف رکھا ہمنے
تمام ہونے ایمان کو اوپر ذکر تیرے کے ساتھ ذکر اپنے کے کہنے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور
گردانا ہمنے ذکر تیرے کو ذکر اپنا اور اطاعت تیری کو اطاعت اپنی اور محبت تیری کو مستلزم اپنی محبت کو
مستوجب غفران ذنوب کا کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم یعنی کہو اے محمد
اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی میری اطاعت کرو میری تا اللہ تمکو دوست رکھے اور بخشے گناہ تمھارے اور جملہ
اعزاز اور اکرام اُس سرور انام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ وقت ندا حبیب اپنے کے یاد کرتا ہے
اُنکو بوصف نبوت اور رسالت سے اور فرماتا ہے یا ایہا النبی و یا ایہا الرسول اور انبیاء سابقین کو انکا نام لیکر
پکارتا ہے کہ یا آدم و یا نوح و یا ابراہیم و یا عیسیٰ و یا موسیٰ اور جس جگہ کلام مجید مین نام آیا ہے کسی

فائدہ در ذکر حق تعالیٰ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و اہل بیت و صحابہ و انبیاء و ملائکہ علیہم السلام ۱۲

باتمام کلمۂ رسول اللہ کے اور خاتم النبیین کے لایا اور تجدار یا ایہا المزمل و یا ایہا المدثر بین آثار محبت اور علامات ملاطفت اور مہربانی کے پائے جاتے ہین اور پر ارباب ذوق اور اہل محبت کے پوشیدہ نہین ہین اور لکھا گیا نام شریف انکا اوپر عرش اور کرسی اور ہر ایک آسمانون اور بہشتون کے اور گردونون حورعین اور غلمان بہشتی پر اور جنت مین کوئی درخت نہین ہوگا کہ نہ لکھا ہووے ہر پتے پر اسکے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

روایت کی ہے بزاز نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب لے گئے مجھکو طرف آسمانون کے نہ دیکھا مین نے کسی آسمان کو مگر لکھا تھا اوسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور فرغی کی وحشت حضرت آدم علیہ السلام کی آپکے نام مبارک کے ذکر سے جیسا کہ ابونعیم نے اپنی کتاب علیہ مین بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نقل کیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام زمین ہند پر ڈالے گئے اُنکو وحشت اور اضطراب بہت سا ہوا تب جبرئیل علیہ السلام نے کلمات اذان کے جیسے اب کہی جاتی ہے پس جسوقت کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ پر پہونچے فرح اور سرور عجیب حضرت آدمؑ پر ظاہر ہوا اور وہ وحشت و اضطراب بالکلیہ اُنسے جاتا رہا اور کہا لاحق تعالیٰ نے نام پاک اُنکا کہ محمد ہے اپنے نام کریم سے کہ محمود ہے اور منادی در میان آسمان اور زمین کے کہ ذوالعرش محمود ہے اور نام رکھا حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کا اسماے حسنی سے ساتھ شرح نام کے تفصیل اُسکی بیان اسما شریف مین آویگی اور مناقب جمیلہ اُس فخر دو عالم سے یہ ہے کہ اُنکی عظمت اور قدر و منزلت کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپکی حیات اور بقا کی قسم کھائی اور فرمایا لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون یعنی قسم ہے تیری حیات اور بقا کی کہ تحقیق ہے کفار اپنی گمراہی کے نشے مین مدہوش ہین اور اسطرح کی قسم حق تعالیٰ کی طرف سے اوپر نہایت بزرگی اور کمال محبت ساتھ اُس سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلالت کرتی ہے بسطرح کوئی عاشق اپنے معشوق کی قسم کھاتا ہے کہ تیرے سر کی قسم یا تیری جان کی قسم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوالجوزا سے کہ اجلۂ تابعین سے ہین منقول ہے کہ نہ پیدا کیا حق جل و علا نے کسی فرد بشر کو ایسا گرامی تر کہ قسم کھائی ہووے اُسکی حیات اور بقا کی سوا ے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور قسم کھائی رب العزت نے قرآن عظیم کی واسطے تحقیق رسالت اُس فخر بنی آدم کے اور شہادت اوپر ہدایت اور راہ پر ہونے اُسکی کے راہ راست پر کہ ہرگز نہ اُسمین کجی اور تجاوز حق سے نہین ہے اور فرمایا یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم یعنی اے محمد قسم ہے مجکو قرآن عظیم کی کہ تحقیق تو میرا بھیجا ہوا ہے اور سیدھا راستہ بتانے والا ہے لوگون کو کہ ہرگز اُسمین کجی اور تجاوز حق سے نہین ہے اور حق عزوجل نے واسطے اور کسی نبی کے اپنی کتاب کریم مین قسم نہ کھائی اور واسطے زیادت تشریف اللہ کریم اپنے نبی کے اُس شہر کی قسم کھائی کہ مولد اور

مسکن انکا تھا اور فرمایا لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد تا سبب معلوم کریں کہ شرف المکان بالمکین
اور سبب سے قسم کھائی حق تعالیٰ نے مکان رسول کی ویسے ہی قسم کھائی زمان رسول کی اور کہا والضحیٰ
ان الانسان لفی خسر الآیۃ اور قسم کھائی حق تعالیٰ نے سورۂ نون یعنی دوات سے پاک کرنے اپنے نبی کے جنون سے
کہ کفار نادان جہل اور حماقت اور عناد کے نسبت اُسکی جناب پاک کے طرف کرتے تھے اور خبر دی حق تعالیٰ نے
اسی سورہ میں ساتھ عنایت کرنے اجر بے نہایت کے کہ وان لک لاجرا غیر ممنون اور ثنا کی
اپنے رسول کی ساتھ خلق عظیم کے کہ انک لعلی خلق عظیم اور جمع تمام نعمتوں اور کرامات کو اور عادی
سب انواع عطیات اور سعادات کو یہ آیا کہ یہ ہو کہ فرمایا ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنی عنقریب دیگا
تجکو رب تیرا اسقدر مدارج اور مناصب سے کہ تو راضی ہوویگا اور پیمانہ تیری خواہش کا بھر جاویگا اور کسی
قسم کی طلب اور خواہش تجکو باقی نہ رہیگی تفسیر فتح العزیز میں شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ نے
لکھا ہو کہ خیال کیا چاہیے کہ جب وعدہ اللہ کا بہت بڑا ہوا اور بخشائش اُسکی بے انتہا اور خواہش
اُس شفیع امم کی بھی بیشمار کسقدر نعمتیں اُس جناب کریم کو عنایت ہوینگی جو سیر ہو جاوے اور
پھر خواہش کسی چیز کی نکرے حدیث شریف میں آیا ہو کہ جب یہ آیہ نازل ہوئی فرمایا جناب
اقدس نبوی نے کہ میں ہرگز راضی نہونگا جبتک کہ ایک ایک کو اپنی امت سے بہشت میں نہ پہونچا دونگا اور
سورۂ والنجم تمامی آیات اُسکے فضائل اور شرف مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مملو اور مشحون ہیں
بشر کو کیا تاب و توان کہ احصا اُسکا کر سکے اور گنہ حقیقت کو پہونچے بیت ثنا خوان جسکا سب ارض و
سما ہو ❊ صفت اُسکی بھلا انسان سے کیا ہو ❊ اور منجملہ اُن آیات کے کہ مشعر ہیں تعظیم اور تکریم نبی
کریم سے اور متضمن ہیں اوپر جلوشان اور رفعت قدر اور منزلت اُنکی کے یہ آیہ کریمہ ہو ان اللہ و ملائکتہ
یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنی بتحقیق حق تعالیٰ اور تمام فرشتے اُسکے
درود بھیجتے ہیں اوپر اُس پیمبر برگزیدہ کے اے مومنو تم بھی درود اور سلام بھیجو اوپر نبی کریم اپنے کے اور التماس
کرو اپنے پروردگار کی اور موافقت کرو اُسکے فرشتوں کی درود بھیجنے میں اوپر اُس پیغمبر جلیل القدر کے
پس جمع کیا اللہ تعالیٰ نے تمام عالم علوی اور سفلی کو اوپر ثنا اور دعا اپنے سبب کے اور اعلان کیا ذکر
اُنکے کو اولین اور آخرین میں اور نشر کیا مناقب اُنکے کو آفاق میں شرق سے غرب تک اور بر و بحر اور
آسمانوں میں اور دلوں میں مومنین کے دلوں میں کہ راحت پاتی ہیں اُنکے ذکر سے ارواح
مومنین اور خوش ہوتے ہیں کان اُنکے حضرت کے ذکر سننے سے اور ذوق اور لذت اُٹھاتی ہیں زبانیں
اُنکی اُنکی یاد سے اور جملہ اظہار مراتب عظمیٰ اور نعماے متعددہ سے کہ فائض ہیں اوپر اُس حضرت صلے اللہ

ف قسم بمکان رسول کی مشعر ہے تعظیم اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲

علیہ وآلہ وسلم کے سورۂ فتح ہی کہ حق تعالیٰ نے اُسمین خطبہ مدح اور ثنا اپنے رسول کا پڑھا ہی اور حج کیے واسطے حضرت کے اُس سورہ مین نعمائے کثیر و فتح عظیم اور مغفرت ذنوب اور اتمام نعمت اور ہدایت اور رحمت سے بعد ازان منت رکھی مومنین پر ساتھ نازل کرنے طمانینت اور آرام اور یقین کے کہ خلاصہ سب نعمتون کا ہی تا تصدیق اُس رسول کی باطمینان قلب کرین اور بیان کیے آخر سورہ مین مناقب اور فضائل اُنکے صحابۂ کرام کے اور وعدہ کیا اُنسے مغفرت اور اجر عظیم کا اور یہ سب موجب رفعت شان اور فضل اور شرف اُس سید انس و جان کا ہی اور جملہ فضائل مختصہ بحضرت سے سورۂ کوثر ہی کہ بھری ہوئی تعظیم اور تکریم نبی کریم سے ہی فرماتا ہی اللہ تعالیٰ انا اعطیناک الکوثر یعنی کہ دیے ہمنے تجکو مناقب کثیرہ کہ ہر ایک اعظم تمامی دنیا اور مافیہا سے ہی فصل لربک وانحر پس جب دین ہمنے تجکو یہ نعمتین مشغول ہو عبادت ہماری مین عبادت بدنی اور مالی سے اور دوست بدگویون کے کہنے سے کہ کہتے ہین تجکو ابتر یعنی بے نسل اور بے برکت ان شانک ہو الابتر ہر آئنہ جو مخالف تیرا ہی اور تجھسے دشمنی رکھتا ہی وہی بے نسل اور بے برکت ہی اسوسطے کہ تا قیام قیامت جو مومن کہ پیدا ہوگا اولاد معنوی تیری ہی اور ذکر تیرا منبرون اور زبان عالم پر آخر زمانے تک باقی ہی کہ پہلے نام خدا کا لیوینگے بعد اُسکے نام تیرا اور آنحضرت مین مے مراتب اور درجات تجکو ملینگے کہ وصف اور بیان سے زیادہ ہین پس ایسے شخص کو ابتر کہنا چاہیے ابتر عیب کردہ الا تیرا ہی کہ دنیا اور آخرت مین کوئی اُسکا نام نہ لیوے اور اگر نام زبان پر آوے بلعنت آوے اور انا عطیناک بصیغۂ ماضی اسلیے ہی تا معلوم کرو تم کہ یہ نعماے اور مناقب حضرت نبی کریم کو بعد وجود عنصری کے نہین ملے ہین بلکہ پیش از وجود عنصری حاصل تھے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد گویا حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ یا محمد مہیا کیا مین نے سب اسباب سعادت کا تیرے لیے قبل پیدا ہونے تیری کے پس کیونکر بے بہرہ چھوڑتا مین تجکو بعد وجود تیرے کے اور مشغول ہونے تیرے کے عبادت مین اسی محمد ندیے ہمنے تجکو یہ نعمائے طاعت اور عبادت تیری کے بلکہ محض فضل اور احسان ہمارا ہی بے موجب اور بے سبب کہ منی اجتبا کے یہی ہین اور وہ آیہ کہ دلالت کرتی ہی نہایت فضل اور کرامت حضرت پر اور حضرت کے نبی الانبیا ہونے پر اور ہونا اور انبیا علیہم السلام کا حکم امت حضرت مین یہ آیہ کریمہ ہی واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ یعنی یاد کرو تو اے محمد اُسوقت کو کہ لیا ہمنے پروردگار تیرے نے عہد اور پیمان تمامی انبیاسے سبب کہ دی گئی کتاب منزل اُنکو اور فہم اور دانائی اِس بات کی کہ آویگا تمھارے پاس ایک رسول ہمارا کہ وہ میرا محبوب ترین خلق سے ہی نام اُسکا محمد بن عبد اللہ اور وہ رسول

تصدیق کرنیوالا ہوگا اُن سب چیزوں کی کہ تمکو دی ہے تمنے ہمارا نمائندہ لاؤ تم ایمان اُس رسول کا اور نصرت اور اعانت اُسکے دین کی کرو اگر اُسکے زمانے مین خود موجود ہو ورنہ انہی انہی سب امت کو اُسکے اوصاف اور نبوت تعلیم کرجاؤ کہ بسوقت اُسکا زمانہ بعثت کا پاوین مدد اور یاری اُسکی کرین اور اطاعت اُسکی اور اپنے لازم جانین قال الاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری بعد ازان کہا حق تعالی نے آیا یہ اقرار مضبوط کیا تمنے اور اِس عہد و پیمان کو قبول کیا تمنے کہ اُسکو ہمو فا کرینگے اور اُسپر ثابت قدم ہین تعالوا اقررنا کہا سب انبیائے خدایا اقرار کیا ہمنے اور اِس عہد و پیمان کو قبول کیا ہمنے قال فاشھدوا وانا معکم من الشاہدین فرمایا حق تعالی نے اے ملائکہ گواہ رہو تم اِس بات پر اور مین بھی گواہ ہون تمھارے ساتھ اِس عہد اور پیمان کا پس نظر کرو اے طالب انصاف اِس تعظیم اور تکریم اپنے نبی کریم کو کہ کیسا یہ شخص جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہے کہ جسکے واسطے سب انبیاء پیشین سے عہد اور پیمان اُسکے اتباع کا لیا گیا پس معلوم ہوا کہ وہ حضرت نبی الانبیا ہین اگر انبیاء پیشین آپکے عہد نبوت مین ہوتے سب ایمان حضرت کا لاتے اور نصرت اور اعانت آپکے دین کی کرتے حدیث شریف مین آیا ہے کہ لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی یعنی اگر موسی علیہ السلام زندہ ہوتے نہ چارہ ہوتا اُنکو بجز متابعت میری کے بسبب اُس عہد اور پیمان کے کہ اللہ تعالی سے کیا تھا اور فرمایا اللہ تعالی نے تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجات یعنی یہ انبیا ہین کہ تفضیل دی ہمنے بعضون کو اوپر بعض کے کسی کو خلعت کلیمی پہنایا ہمنے یعنی موسی علیہ السلام اور کسی کے مراتب اور درجات بلند کیے ہمنے وہ کون یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باتفاق مفسرین مراد اِس بعض سے ذات پاک نبی کریم ہے اسواسطے کہ اِس آیہ کریمہ مین جو تفضیل کہ مراد ہے بعضے انبیا علیہم السلام کی اوپر بعض کے وہ تین وجہ سے ہو ایک یہ کہ آیات اور معجزات اُسکے اظہر اور قوی تر ہون دوسرے یہ کہ امت اُسکی زکی اور دوانا تر اور اکثر اور امتون مین سے ہوے اور اُسکے بسبب وہ مخصوص ہوے ساتھ رفعت درجات اور نعماے غیر متناہی کے سو اِسمین ہرگز شک اور شبہہ نہین کہ آیات اور معجزات جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر اور اشہر اور اقوی ہین اور انبیا علیہم السلام سے اور امت آپکی بہترین اور زکی اور دوانا ترسب امم سے ہے جیسا کہ کلام مجید مین آیا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الآیہ اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بہرحال معلوم اِس آیہ کریمہ اور حدیث شریف کا شامل تمام فضائل اور کمالات کو ہے اور ذات پاک اُس دُر یتیم بہا کی بھی افضل اور اکمل ہو اور جو کمالات اور فضائل کہ درگاہ الٰہی سے آن حضرت کو عنایت ہوے کسی اور نبی کو میسر نہوے پس بیشک اور شبہہ وہی بڑے ہین مراتب اور درجات مین تمام انبیا اور

لہ یعنی علماء امت کے مسیر نبیون فی امر الدین کے مسیر انبیاء بنی اسرائیل کے ۱۲

مرسلین علیہم السلام سے اور رؤف اور افضل ہین سائر مخلوقین سے اور مدینہ شفاعت ہین کہ بخاری اور مسلم نے
روایت کی ہو دیکھو تم کہ روز رستخیز کو حق سبحانہ تعالیٰ اپنے رسول کریم کو کیا کیا درجات اور مراتب عنایت فرماویگا
جسوقت تمام خلائق ہول قیامت سے عاجز آویگی اور کمال شدت رنج و غم سے آرزو کریگی کہ اللہ کے پاس
کسی کو شفیع اپنا مقرر کرین تا وہ درگاہ الٰہی مین شفاعت ہماری کرے اور اس جاے ہولناک سے آرام
دیوے اور اس رنج و غم سے چھڑاوے پس سب خلائق آویگی آدم علیہ السلام کے پاس اور عرض کریگی
اے آدم تو باپ سب آدمیون کا ہی ہمارا کیا تجھکو اللہ نے اپنے دست قدرت سے اور جگہ دی تجھکو اپنی بہشت
مین اور سجدہ کروایا اور ہر چیز کا نام تجھے سکھایا اب تو ہماری شفاعت اپنے
رب کے پاس کر تا ہمین اس غم سے آرام دیوے اور اس مصیبت بھرے مکان سے نکالے پس فرماوینگے
آدم علیہ السلام کہ مجھکو وہ رتبہ کہان جو تم گمان کرتے ہو تا تمھاری شفاعت کے لیے جرأت کرون
اور فرماوینگے کہ مین ڈرتا ہون اس خطا سے جو گیہون کھایا اور اپنے رب کی نافرمانی کی مگر جاؤ
تم نوح علیہ السلام کے پاس کہ وہ اول سب پیغمبرون کا ہی پس آویگی سب اہل محشر نوح علیہ السلام کے
پاس تب نوح علیہ السلام فرماوینگے کہ مین شفاعت کے لائق نہین ہون جیسا کہ تم سمجھتے ہو اور مین اپنی
تقصیر سے شرمندہ ہون کہ جو ناواقفیت اللہ سے اپنے بیٹے کی نجات مانگی تھی مگر جاؤ تم ابراہیم خلیل اللہ
علیہ السلام کے پاس کہ وہ اللہ کا بڑا دوست ہی تب آویگی سب خلائق خلیل الرحمن علیہ السلام کے نزدیک پس فرماوینگے
ابراہیم علیہ السلام کہ مجھ سے اس بات کی توقع نہ رکھو مین لائق اس مرتبہ کے نہین ہون جو اللہ سے التجا کرکے
تمکو بچاؤن اور شفاعت تمھاری کرون کیونکہ مین نے اپنی عمر مین تین بار جھوٹھ بولا ہی سو ہر دم اس سے
پشیمان رہتا ہون اے مسلمانون وے تینون باتین حقیقت مین جھوٹھ نہ تھین لیکن ظاہر مین جھوٹھ
معلوم ہوتی ہین ایک بات یہ تھی کہ جب کافرون نے آپ کو عید کے دن اپنے ساتھ جنگل کے
جانے کے لیے بلایا فرمایا کہ طبیعت میری نادرست ہی سچ ہی کہ کسی انسان کی طبیعت سب وقت مین
برابر نہین رہتی ہی دوسری یہ بات کہ جب جھوٹے بتون کو توڑ کر بڑے بت کے کاندھے پر تبر رکھدیا
اور کافرون نے جب آکر پوچھا کہ یہ کام کسنے کیا فرمایا کہ بڑے نے کیا ہوگا تم جھوٹون سے پوچھو شاید وے
کہینگے یہ بھی سچ تھا کہ بزرگی کی راہ سے ابراہیم سب سے بڑے تھے تیسری بات یہ کہ اپنی بی بی کو چچا کی
بیٹی تھی بادشاہ مصر کے ظلم سے بچانے کے لیے بہن بولے تھے سو یہ بھی کچھ جھوٹھ نہ تھا کہ چچا کی بیٹی کو
بہن بولنا درست ہی الغرض حضرت ابراہیم نے ایسے عذر کرکے فرمایا کہ جاؤ تم موسیٰ کے پاس جو اللہ نے
اسکو بزرگی دی ہی اور اسپر توریت نازل کی ہی اور اس سے کلام کیا ہی اور رتبہ بہت مقرب بنایا

تب سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہ رو برو اپنا سب کیفیتکہ وہ فرماوینگے مجکو یہ طاقت کہان جو تمکو بچاؤن اور اس عید اعظم سے چھوڑاؤن یہ فقط گمان تمہارا ہو مین اپنی خطا سے شرمندہ ہون کہ جو قبطی کو ایک مشت مکے سے مار ڈالا تمہارے تم جاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس کہ وہ بندۂ خاص اور رسول اُسکے ہین اور وہ ایک روح اور کلمہ اللہ کا ہو کہ بن باپ کے اُنکو پیدا کیا تب سب آوینگے عیسیٰ علیہ السلام کے روبرو وہ فرماوینگے مجھسے یہ امید مت رکھو یہ کام مجھسے نہو گا مگر پیرتبہ خاتم النبیین کا ہو اُنکے پاس جاؤ کہ وہ اللہ کے ایسے خاص بندے ہین جو اُنکے اگلے پچھلے سب گناہ اللہ نے بخشدے فرمایا جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تب سب اہل محشر آوینگے میرے پاس کہ تم ہماری شفاعت کرو تا پروردگار ہمکو اس ہول محشر سے نجات دیوے حضرت فرماوینگے کہ سچ ہو یہ کام میرا ہو پس وہ حضرت در گاہ رب العزت مین بعد طلب اذن کے جب حکم جاوینگے اور اُسکو سجدہ کرینگے اور عنیقریب کہ اللہ بتا دیگا وہ سجدے مین رہینگے بعد ازان رب العزت فرماویگا اے محمد اُٹھا و سر اپنا اور کہو جو کچھ کہ کہنا ہو کہ وہ سب سُنا جاویگا اور منظور رہوویگا اور جسکی شفاعت چاہو اُسکی شفاعت کرو کہ وہ بیشک مقبول ہوویگی اور جو کچھ مانگو تو وہ سب تمکو دیا جاویگا پس وہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے سے سر اُٹھا کر اپنے پروردگار کی ثنا کرینگے اور کہینگے ابیات یہ ترے بندے ہین اے رب کریم ✤ ہول محشر سے نہایت ہین سقیم ✤ تو بچا وے آج آفت سے انھین ✤ اور اس ہول قیامت سے انھین ✤ تجھ سوا اُس سے کرین ہین التجا ✤ رحم کر تو رحم اے میرے خدا ✤ ہے مجھے امید اس درگاہ سے ✤ بخشدے خاطر رسول اللہ سے ✤ پس حق سبحانہ تعالیٰ جل جلالہ ایک گروہ گنہگارون سے سیمین کرکے فرماویگا کہ اپنی شفاعت کر پس وہ شفیع المذنبین حضور پروردگار عالم سے باہر آکر اُس گروہ کو دوزخ سے نکالکر جنت پہنچاوینگے پھر دوسری بار حضور رب العزت مین جاکر سجدہ کرینگے اور اسی طرح بار بار اور ہر بار مین گروہ گروہ کی شفاعت کرکے بہشت مین داخل کرینگے یہانتک کہ باقی نہ رہیگا کوئی اہل ایمان سے دوزخ مین مگر وے لوگ کہ بے ایمان مرے اور ہمیشہ جہنمی ہین بعد اس بیان کرنے کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیہ کریمہ پڑھی عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا اور فرمایا یہ وہی مقام ہو کہ جسکا تمہارے رب نے تمہارے نبی سے وعدہ فرمایا ہو الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یہ بیان تھا اُن فضائل اور کمالات کا کہ آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ثبوت کو پہونچا اب اظہار ہو ذکر جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتب سماویہ سابقہ مین اور تعظیم اور تکریم آپکی اور اخبار حضرت کے رسالت کی اور ذکر امت مرحومہ کا اُنھین کتابون مین اور اقرار کرنا علماء اہل کتاب کا اُس سے پس جانو تم اے اہل مجلس کہ ذکر شریف اُس جناب پاک کا کتب سابقہ مین بہت ہو جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اُس سے خبر دیا ہو

کہ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندہم فی التوراۃ والانجیل یامرہم بالمعروف وینہاہم عن المنکر الآیۃ اور اکثر مجالس اور اوقات انبیاء سلف کی مصروف تھی بیچ ذکر محبوب ترین عند اللہ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور یہ آیۃ کہ یہ بہت بڑی دلیل ہی اوپر صدق حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ خبر دیتی ہی کتابت احوال اور صفات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توریت اور انجیل میں اور ملزم ہی یہود اور نصاریٰ کو کہ اگر مطابق واقع ہوتا موجب مغفرت اور تکذیب کا ہوتا اور پہچاننے والا اور دانا تر ساتھ احوال حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور صدق نبوت آپکے کوئی زیادہ یہود اور نصاریٰ سے نہ تھا سو اسلئے کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں اوصاف حمیدہ اور شمائل پسندیدہ حضرت کے دیکھے تھے اور مدینہ میں بخوبی ادراک سعادت ملازمت کے اور دیکھنے علامات ظہور حضرت کے سکونت کی تھی اور ہمیشہ منتظر طلوع کوکب دولت پیغمبر آخر الزمان کے رہتے تھے اور آبا اجداد انکے وقت مرنے کے اولاد کو وصیت نامہ لکھکر دیے جاتے تھے کہ سلام ہمارا حضرت کو پہونچانا اور عرض کرنا کہ ہمنے آپ ہی کے اشتیاق میں جان دی اور باقرار آپکی رسالت کے اس عالم سے گئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے الذین آتیناہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم یعنی پہچانتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار جیسا کہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو کہ یہ پہچان یقینی اور مشہودی ہی بخلاف تعرف اپنے آباء اجداد کے کہ وہ سماعی اور اخباری ہی لیکن بعد ظہور اس نور کے اپنی شقاوت ازلی سے ازراہ فساد اور عناد کے دیدہ و دانستہ حق کو چھپایا اور تحریف اور تبدیل اپنی کتاب کی کی اور طمع دنیا اور حب ریاست میں اسفل السافلین کو گئے اور باوجود اس تحریف کے دلائل نبوت ہمارے پیغمبر کے انکی کتابوں میں ظاہر ہیں اور احوال اور صفات اور علامات اور امارات نبوت کے مفصل اور زمان بعثت اور ظہور کا معین اور مبین ہی لکھا ہی کہ نام مبارک حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان سریانی میں منحمنا یعنی محمد ہی اور جسدن کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اسی دن عبداللہ بن سلام کہ بڑے عالم اور اشراف یہود اور اولاد یوسف علیہ السلام سے تھے ایمان لائے اور سب سے خبر عزیمت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ معظمہ سے سنی تھی منتظر حصول سعادت لقاے شریف کے رہتے تھے جب کہ اس سعادت عظمیٰ اور دولت کبریٰ سے مشرف ہوے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہی ہی ابن سلام عالم اہل مدینہ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ پس فرمایا کہ میں قسم دلاتا ہوں تجکو اس پروردگار کی کہ بھیجی اسنے توریت آیا پاتا ہی تو صفت میری توریت میں کہا عبداللہ بن سلام نے ہاں گواہی دیتا ہوں میں کہ تو رسول خدا ہی اور خدا غالب کرنے والا خیر اور تیرے دین کا ہی اور پیرب

مرنیون کے اور تحقیق مین پاتا ہون صفت اُنکی توریت مین کہ اللہ تعالی جل جلالہ تیری طرف خطاب کرکے بین عبارت فرماتا ہی یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و حرزا للامیین انت عبدی و رسولی سمیتک المتوکل لیست بفظ و لا غلیظ و لا سخاب فی الاسواق و لا یجزی بالسیئۃ السیئۃ و لکن یعفو و یغفر و لن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملۃ العوجاء بان یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فیفتح بہ اعینا عمیا و اذانا صما و قلوبا غلفا یعنی اے نبی بتحقیق بھیجا ہمنے تجکو گواہ امت پر اُنکی تصدیق اور تکذیب اور ہلاک اور نجات مین بھی اور مبشر دینے والا خرمانبردارون کو ثواب اور نعمتہاے جنت سے اور ڈرانے والا نافرمانبردارون کو عذاب و عقاب دوزخ سے اور پشت پناہ امیین یعنی عرب کا کہ اکثر انمین لوگ خط کتابت نہین جانتے ہین اور تو بندہ خاص میرا ہی کہ اس صفت مین کوئی تیرا شریک نہین اور بھیجا ہوا میرا ہی طرف جمیع خلائق کے جن و انس سے نام رکھا مین نے تیرا متوکل کہ تمام کام اپنے تو نے مجھپر چھوڑ دیے ہین نہین ہی تو درشت خو سخت دل اور پکارنے والا نہین ہی تو بازارون مین کہ یہ عادت نادانون اور غافلون کی ہی اور بدلا نہین دیتا ہی تو بدی کا ساتھ بدی کے بلکہ معاف کرتا ہی اور بخشتا ہی اور ہرگز نہ اٹھاویگا تجکو اللہ تعالی دنیا سے جب تک سیدھا نہ کریگا ذات تیری سے دین کج کو ساتھ کہنے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اور باثبات توحید اور دور کرنے شرک کے پس کھولیگا اُس کلمہ کی برکت سے آنکھین اندھی کہ نہین دیکھتی ہین راہ راست کو اور کان بہرے کہ نہین سنتے ہین سخن حق کو اور دل پوشیدہ پردون مین کہ نہین سمجھتے ہین اور دریافت نہین کرتے ہین حقیقت حال کو اور روایت کعب احبار مین بھی نقل اس عبارت کے یہ مضمون زیادہ ہی کہ وہ رسول محشن نہ کریگا اور مجھوٹھ نہ بولیگا پیدا کرونگا مین اُسکو بہت اچھی صورت کا اور دونگا مین اُسکو خلق عظیم اور گرفتار نہ کرونگا مین نیت اور آرام دل کو لباس اُسکا اور تقوے اور پرہیزگاری کو ضمیر اُسکا اور دانائی کو عقل اُسکی اور صدق اور وفا کو خلقت اُسکی اور عفو اور مغفرت کو خلق اُسکا اور عدل اور انصاف کو سیرت اُسکی اور حق کو شریعت اُسکی اور ہدایت کو امام اُسکا اور اسلام کو ملت اُسکی اور احمد نام اُسکا راہ راست دکھاؤنگا آدمیون کو اُسکے سبب سے بعد گمراہی کے اور دانا کرونگا مین لوگون کو بعد نادانی کے اُسکے وسیلہ سے اور بلند کرونگا مین آوازہ اُسکا بعد گمنامی کے اور بہت کرونگا مین لوگون کو بعد کم ہو جانے کے اُسکے عہد نبوت مین اور غنی کرونگا مین سب کو بعد فاقہ کشی اور فقر کے اور الفت دونگا مین اُس رسول کی سب کے دلون مین اور گرفتار نہ کرونگا مین اُمت اُسکی کو بہترین سب امتون سے اور مروی ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ پوچھا مین نے کعب احبار سے کہ کسطرح پاتے ہو تم صفت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توریت مین کہا کعب احبار نے

صورت کعب احبار مین صفت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توریت مین

توریت مین یہ لکھا ہی محمد بن عبداللہ عبدی مختار مولدہ و مکۃ و مہاجرۃ بالمدینۃ لافظ ولا سخاب بالاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو و یغفر اور اس علامت مین مدح اور ثنا است مرحومہ کی بھی ہو ترجمہ اُسکا یہ ہی کہ کہا کعب احبار نے فرماتا ہی اللہ تعالی کہ است اُسکی رنج و غم مین شکر گذار رہوویگی اور تکبیر کہیگی ہر بلندی پر اور حمد کہیگی ہر نیستی مین محافظت کریگی اوقات نماز کو اور ادا کریگی اُسکے وقت پر باجماعت اور نصف ساق تک تہبند باندہیگی اور اطراف اعضا پر اپنے وضو کریگی اور مؤذن اُس امت کے درمیان آسمان اور زمین کے بلندی پر پکارینگے اور صفوف اُنکی نماز اور قتال مین یکسان ہوونگی اور تمام رات مثل آواز زنبور کے ذاکر اور شاغل یاد الٰہی مین رہینگے اور مروی ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اُتری توریت موسی علیہ السلام پر پڑھا اُسکو موسی علیہ السلام نے اور پائے اُسمین ذکر میری امت کے تب عرض کیا موسی علیہ السلام نے کہ خداوندا پاتا ہون مین ان اوراق مین ایک امت کو کہ آخر ہو پیدا ہونے مین اور سابق ہو بفضل اور بزرگی مین قبول شفاعت کیجاویگی اُسکے واسطے اور برسیگا پانی اُسکی دعا سے ابر کتاب اُنکی اُنکے سینے مین ہوگی یعنی حافظ قرآن ہوونگے اور کھائینگے لوگ اُس امت کے مال غنیمت اور صدقات کو کہ کسی اُمت کو کھانا اُسکا درست نہین ہوا اور سب تک گناہ نہ کرین اُنکے نامۂ اعمال مین لکھا نہ جاوے اور ارادہ اور قصد گناہ سے مواخذہ اُنپر نہوگا بدلے ایک بدی کے ایک ہی بدی لکھی جاویگی اور عوض ایک نیکی کے دس نیکیان دیجاوینگی اور دیا جاویگا اُنکو علم اولین اور آخرین کا اور مارینگے سے دجال کو اور بعض روایات مین آیا ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اوراق توریت سے قریب ستر صفت است نبی آخر الزمان کی ذکر کین اور کہا خداوندا تو یہ است میری کر تکلم ہوا حی موسی کسطرح یہ است میری کہ وہ است حبیب میرے احمد کی ہی تب موسی علیہ السلام نے عرض کیا یارب مجکو است احمد سے کہ جب موسی علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تب حق عزوعلا نے اُنکو در خلقتین رحمت کین ایک رسالت کی دوسری کلیمی کی اور فرمایا یا موسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی و بکلامی فخذ ما آتیتک و کن من الشاکرین پس عرض کیا موسی علیہ السلام نے کہ خداوندا راضی ہوا مین اس تیرے احسان پر کہ مجھیہ کیا تو نے اور بانجیل مین ذکر صفت مصنف حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس طور پر ہو ذکر کیا ہی ابن طعزل نے کہ یوحنا ایک شخص اصحاب عیسی علیہ السلام سے تھا اُسنے اپنی انجیل مین عیسی علیہ السلام سے نقل کیا ہو کہ فرمایا مسیح علیہ السلام نے مین مانگتا ہون اپنے باپ یعنی پروردگار عالم سے کہ دیوے تمکو ایک فارقلیط دوسرا کہ ہمیشہ رہے تمہارے ساتھ اور تعلیم کرے تمکو ہر چیز اور وہ شخص روح حق ہو اور فرمایا مسیح علیہ السلام نے کہ مین جاتا ہون تمہارے

اور تو ہو بعد میرے فارقلیط کہ زندہ کریگا تمہارے لیے امر الٰہی کو اور تفسیر دیگا ہر چیز کو اور گواہی دیگا میرے واسطے جیسا کہ میں گواہی دیتا ہوں اسکے لیے اور میں آتا ہوں تمہارے لیے امثال اور رمز دیگا تمہارے واسطے تاویل اسکی اور مراد تاویل سے قرآن مجید ہے کہ مشتمل ہے بہت تاویلات اور معانی کو بخلاف اور کتب سماویہ کے کہ انمیں گنجایش اسکی نہیں اور فارقلیط کو اگر تمام اہل دنیا چاہیں نہیں مار سکتے ہیں اگر مجکو تم دوست رکھتے ہو اور میری نبوت کو مانتے ہو تو اسوقت کی وصیت کو نگاہ رکھیو اور یہ تصریح ہے عیسیٰ علیہ السلام سے کہ حق سبحانہ تعالیٰ بھیجے گا تمہارے پاس ایک شخص کو کہ قائم مقام عیسیٰ علیہ السلام کے ہو دیگا پہونچائے احکام الٰہی اور سیاست خلق میں اور ہمیشگی شریعت اسکی تا ابد الدہر باقی اور موصوف اس صفات سے کوئی نہیں مگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فارقلیط لغت سریانی میں بمعنی رسول کے ہے اور اہل کتاب اپنے احتمال میں لفظ بابرلی بول کر اشارہ طرف اللہ تعالیٰ کے کرتے ہیں اسواسطے کہ یہ لفظ تعظیم کی ہے شاگرد استاد کو اور نصاریٰ اپنے علماے دین کو آبا و روحانیہ کرکے خطاب کرتے ہیں اور انجیل میں آیا ہے کہ فرمایا مسیح علیہ السلام نے نہ آویگا فارقلیط جب تک میں نہ جاؤنگا اور جب آویگا فارقلیط زجر اور توبیخ کریگا علما کو کہتا ہے حق اور خطا کو کئی اسکی پر اور وہ اپنی طرف سے کچھ بات نکریگا بلکہ جو اللہ کی طرف سے سنے گا وہی کہیگا اور خبر دیویگا ان باتوں سے کہ ہونیوالی ہیں اور وہ فارقلیط میری بزرگی اور عظمت شان بیان کریگا اور میری ثنا اور مدحت فرماویگا اور سب یہ صفات محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے انکی خبر دی اور سوے اسکی ذات پاک کے اور کون شخص تھا کہ جنسے علماء بنی اسرائیل کو کتمان حق اور تحریف علم پر اسکی جگہ سے اور بیچنے دین کو بثمن قلیل زجر اور توبیخ کی ہو اور امور ہونے والے سے خبر دی ہو اور عظمت شان اور بزرگی عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی کسی نے سوے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کی کہ انکو رسول کہا اور انکو اور انکی ماں کو تہمت زنا سے کہ امت انکی انکی طرف نسبت کرتی تھی پاک کیا اور انجیل میں مذکور ہے کہ وحی کی حق تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر کہ تصدیق کر تو محمد کی اور ایمان اسکا لا اور کہہ تو اپنی امت سے کہ جب پاوے زمانہ اسکی بہشت کا تب ایمان اسکا لاوے اسی سبب قول اگر محمد نہوتا آدم اور بہشت اور دوزخ کو نہ پیدا کرتا میں اور جب عرش بنایا میں نے وہ مضطرب اور بے قرار ہوا تب لکھا میں نے اسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تب وہ ساکن ہوا اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب جارود نصرانی واسطے ملاقات بابرکت حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور اسلام لایا کہا اسنے قسم ہے اس خدا کی جسنے ایک

فائدہ اگر جارود نصرانی بمجرد ملاقات حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسلمان ہوگیا اور تم ہزار دلیل سے نہ ہوئے تو اسکا سبب یہی ہے کہ تم نے ملاقات نہیں کی ۱۲

براستی مبعوث فرمایا تحقیق پاتا ہون مین مع اور شما حضور کی انجیل مین کہ بیشتر قول یعنی عیسی علیہ السلام نے خبر دی ہی
اور بیہقی نے اپنی کتاب مین بروایت امامہ باہلی کے ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہی کہ بھیجا گیا مین
اور دحیہ کلبی پاس ہرقل بادشاہ روم کے واسطے دعوت اسلام کے راوی اس مجلس کا سب حال نقل کرکے
کہتا ہی کہ بلایا مجکو ہرقل نے ایک رات اپنے پاس جب گیا مین تو لایا ایک بڑا صندوق زر اندود اور اسمین
چھوٹے چھوٹے خانے تھے اور ہر خانے کا ایک دروازہ مقفل راوی کہتا ہی پس کھولا اسنے ایک دروازے کو
اور نکالا اسمین سے ایک ٹکڑا حریر کا سیاہ رنگ اسکو بچھایا اسمین ایک تصویر کھنچی ہوئی تھی فربہ
جسم دراز گردن گیسو بنے ہوے بہترین خلق خدا کی کہا ہرقل نے مجھ سے کو پہچانتے ہو تم اس صورت کو
کہا مین نے نہین کہا یہ تصویر آدم علیہ السلام کی ہی بعد ازان کھولا دوسرا خانہ اور نکالا اسمین سے
ایک ٹکڑا حریر سیاہ رنگ اسمین ایک تصویر تھی سپید رو سرخ چشم بھاری سرگیرہ داڑھی بہت
اچھی صورت کہا اس تصویر کو پہچانتے ہو تم کہا مین نے نہین کہا یہ تصویر نوح علیہ السلام کی ہی بعد ازان
اسی طرح ایک تصویر اور نکالی سپید رو سیاہ گو خدا کی قسم گویا بعینہ صورت رسول خدا صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم کی تھی کہا اس صورت کو پہچانتے ہو تم کہا مین نے یہ صورت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم کی ہی اور دیکھکر اس تصویر کو رویا مین پس ہرقل واسطے تعظیم کے اٹھا اور بھیر بیٹھ گیا
اور کہا آیا یہ صورت اسی شخص کی ہی کہا مین نے ہان ترنے اس تصویر کو کیا دیکھا گویا اسی شخص کو
دیکھا پس ہرقل نے خوب دیر تک اس تصویر کو دیکھا اور کہا واللہ یہ نبی آخر زمان ہی مگر ملدی کی مین نے
نا معلوم کردن مین جو کچھ تو مجکو معلوم ہی اور راس صندوق مین اور بھی تصویرین پیغمبرون کی ہین
موسی اور عیسی اور سلیمان وغیرہ علیہم السلام سے پوچھا مین نے کہ تمنے یہ تصاویر کہان سے
پائین ہرقل نے کہا کہ آدم علیہم السلام نے جناب باری مین دعا کی کہ الٰہی دکھا تو صورتین انبیا کی اولاد
میری سے پس حق تعالی نے اونکے دیکھنے کو یہ تصویرین بھیجین وہ خزانہ آدم علیہم السلام مین رہتی تھین
تا زمین بعد ازان اسکو سکندر ذوالقرنین نے تہ زمین سے نکالا یا ان پیغمبر کے سپرد کین تب سے
وہ میرے خزانہ مین ہین اور ذکر شریف اس جناب انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبور مین اسطرح پر ہی
کہ مرحوز جو الیسوعین مین آیا ہی کہ حق تعالی پیغمبر آخر الزمان سے خطاب کرکے فرماتا ہی فاضت النعمۃ من
شفتیک من اجل ذالک بارک اللہ لک الی الابد تقلد سیفک ایہا الجبار السیف خان تمر بیتک و منشک مقرونۃ
بہیبتہ یمینک و سہامک مسنونۃ و جمیع الامم یخرون تحتک ترجمہ یعنی بہت بہو بھینگی اور ظاہر ہوگی
نعمتین دنیا اور آخرت کی تیری دولت سے اسیواسطے برکت دی اللہ تعالی نے تجکو تا ابد تلکا تو گردن مین

اور بزرگ تلوار کو تحقیق شریعت تیری اور طریقہ تیرا ملا ہوا ہو ساتھ بزرگی اور ہیبت سیدھے ہاتھ تیرے کے اور جھنڈے اور نشان تیرے علم کے ہین اور تمام متبعین اور سب عالم منہ کے بھل گرینگے زیر قدم تیرے اور مراد اس مژدہ سے نبوت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو اور مقصود اُن نمنون سے کہ دولت حضرت سے فائض ہونیکے کلام معجز نظام اُنکا ہو اور وہ کتاب کہ آپر نازل ہوویگی اور قول اللہ تعالیٰ کا تقلد السیف دلالت کرتا ہو کہ وہ نبی عربی ہو کیونکہ کسی نے اور امت مین سوائے عرب کے شمشیر کو حمائل نکیا اور قول اللہ تعالیٰ کا فان شر یعتک وسنتک الخ نص صریح ہو کہ وہ نبی صاحب شریعت اور طریقت ہوگا اسواسطے کہ کوئی پیغمبر بعد موسیٰ علیہ السلام کے سوائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب شریعت اور سنت مبعوث نہوا اور سب انبیا علیہم السلام واسطے دعوت اور تکمیل دین سابقہ کے مبعوث ہوئے ناسخ احکام سابق کے نہ تھے اور وہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بزور شمشیر خلق کو راہ حق پر لاوینگے اور گفر سے پھیرا کر دین اسلام پر قائم کرینگے اور زبور مین آیا ہو کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب کبریا مین دعا کی کہ یارب بھیج تو پیدا کرنے والا طریق کا تا لوگ جانین کہ مسیح بشر ہو ابن اللہ نہین ہو اور یہ اخبار حال مسیح علیہ السلام اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشین از وجود اُنکے ہو اور مقصود داؤد علیہ السلام کا یہ ہو کہ خداوند ما محمد کو بھیج تا لوگون کو آگاہ کرے کہ مسیح جنس بشر ہو ابن اللہ نہین ہو اور جانا تھا داؤد علیہ السلام نے کہ لوگ حق مسیح مین دعوی الوہیت کا کرینگے اسواسطے یہ دعا مانگی اور آیا ہو کہ داؤد علیہ السلام نے مناقب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکی اُمت کے ذکر کیے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اُنکو برگزیدہ کیا ساتھ صدق اور ثبات کے قول اور نسل مین اور برگزیدہ کیا اُمت اُنکی کو اور دی اُنکو تمہندی احد ایرا اور دی اُنکی اُمت کو کرامت اور بزرگی کہ تسبیح کرینگے تمام شب اور تکبیر کہینگے باواز بلند اور ہاتھون مین اُنکے تلوارین ہوونگی کہ مارینگے اُن لوگون کو جو عبادت خدا کی نہین کرینگے اور ایک مرموز مین آیا ہو کہ حق تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہو صیہون یعنی مکے سے تاج مرصع محمود اور مراد تاج مرصع سے ریاست اور امامت ہو اور مراد محمود سے ذات پاک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایک مرموز مین لکھا ہو کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک ہوونگے تمام روے زمین کے اور بخشش کرینگے دریا اور انہار سے انقطاع زمین تک جسکو چاہینگے اور بخشینگے اہل جزائر روبرو اُنکے دو دانو ہو کر اور چاٹینگے دشمن اُنکی خاک کو زبان سے اور آوینگے پاس اُنکے سلاطین خواص اور رفقا اپنے لیکر اور سجدہ کرینگے اور سر اور پر زمین اطاعت کے رکھینگے اور عجز اور انکسار اُنکے روبرو کرینگے اور وہ حضرت مظلومون کی فریاد رسی کرینگے اور ضعفا کی مدد فرما وینگے

اور غربا اور مساکین پر مہربانی اور رحم کرینگے اور عیسیٰ کو توریت اور انجیل اور زبور مین ذکر محمد بھیجا اُس نے نبی آدم کا ہی اسی طرح پر صحف اور ابنیا علیہم السلام مین مسطور اور مذکور ہی جاؤ تم اے اہل مجلس کہ صحیفۂ ابوالانبیا آدم علیہ السلام سے یون نقل کیا ہی کہ پروردگار تعالیٰ نے وحی بھیجی آدم علیہ السلام کو کہ مین مالک اور صاحب مکے کا ہون اور اہل مکہ میرے سب پڑوسی ہین اور زائران اُسکے کہ دور دور سے آوینگے سب میرے مہمان ہین اور میرے سایۂ حمایت اور حفظ اور رعایت مین ہین معمور کرونگا مین اُس گھر کو اہل آسمان اور زمین سے کہ آوینگے اُس گھر کی طرف پریشان و غبار آلود تکبیر اور لبیک کہتے ہوے تا دراز بلند اور آنسو آنکھون سے جاری اور جو اُس گھر کی زیارت کو آویگا اور مقصود اُس زائر کا سوائے زیارت خانہ کعبہ اور میری رضا کے کچھ اور نہوگا پس گویا اُسنے میری زیارت کی اور وہ مہمان میرا ہوا سزاوار اور لائق میرے کرم کے یہ ہی کہ اُسکو مغفرت اور مکارم کرون مین اور محروم نپھیرون مین اور کارخانہ اور انتظام اُس گھر کا اُس پیغمبر کو اولاد تیری سے سپرد کرونگا کہ نام اُنکا ابراہیم ہوگا و قواعد اُس گھر کو بلند کریگا اور اپنے ہاتھ سے عمارت اُسکی بناویگا اور ایک چشمہ زمزم کا اُسکے لیے نکالونگا مین اور عمل اور حرمت اُس گھر کی اُسکے سپرد کرونگا مین اور مشاعر اور مناسک اُس گھر کے اُسی کے ہاتھ سے آشکارا کرونگا مین بعد اُسکے پرقرن کے آدمی اُس گھر کو آباد رکھینگے اور قصد اُسکی زیارت کا اطراف اور جوانب سے کرینگے تا نوبت اُس پیغمبر تک پہنچے پس پیغمبر تیرے سے پہونچیگی کہ نام اُنکا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا اور وہ خاتم پیغمبران ہوگا اور اُنکو ساکنان اور زائران اور والیان اور ہمسایان اور ساقیان اُس گھر سے کہ ہوگا جو کوئی مجھے ڈھونڈھے چاہیے کہ مجکو اُس جماعت مین تلاش کرے کہ پریشان و غبار آلود اور رونا کرنے والے اپنے نذور کے اور رجوع لانے والے طرف اپنے پروردگار کے ہون اور صحف حضرت ابراہیم علیہ السلام مین لکھا ہی کہ اے ابراہیم دعا تیری تیرے فرزند اسمعیل کی شان مین قبول کی مین نے اور اُسپر اور اُسکی اولاد پر برکات بھیجی ہمنے اور اُس سے ایک لڑکا پیدا کرونگا مقدم اور مکارم کا نام اُسکا محمد ہوگا اور وہ نبی مرسل اور پرگزیدۂ بارگاہ صمدیت ہوگا اور امت اُسکی بہترین سب امتون سے ہوگی اور کتاب منزل پیغمبر سے کہ ہمصد

وا نزال پیغمبر کے تھے منقول ہی کہ اُس کتاب مین لکھا تھا کہ جاء احمد مع المیمن والتقدیس من بہبال فاران و امتلأت الارض من تحمیدہ احمد و تقدیسہ و ملک الارض و رقاب الامم مفتی اُسکے یہ ہین کہ آیا احمد ساتھ برکت اور بزرگی کے چار فاران سے اور بھر گئی تمام روے زمین حمد کرنے اور ثنا کی پوستہ احمد سے اور وہ مالک ہوے روے زمین اور سب امتون کا اور اسی کتاب مین آیا ہی فقد انکشفت السماء

سن بنا محمد و اتصلات الارض من حمدہ یعنی تحقیق مکمل گئے آسمان محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی سے
اور بھر گئی زمین اُسکی حمد سے اور اُسی کتاب میں ذکر ہے کہ یعنی بنور الارض و تحمیل حمیدنے البحر یعنے
روشن ہو جاوینگی سب روئے زمین انوار جمال محمدؐ سے اور اُٹھاسے جاوینگے گروہ اُسکے دریا میں یعنے
دور دور سے اُسکی زیارت کو آوینگے اور صحیفہ حقیوق علیہ السلام میں آیا ہے کہ متنزع فی تسیک انزاعا
وتر توی السہام یا مرکب یا محمد ارتوا رکا یعنی قریب ہے کہ کھینچا جاوے گا تو بھگے پیرا ہن اپنے کے سخت
کھینچے جانے کے اور خوب سیراب ہوویگا تیر تیرا اے محمدؐ تیرے نکلنے سے اور یہ عبارت کنایہ ہے انتہاء
مرتبہ رسالت سے اور اشارہ ہے طرف اکمال اور اتمام دین و ملت کے عہد نبوت حضرت میں جیسا کہ
کلام مجید میں آیا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اور دہب
بن منبہ سے منقول ہے کہ پڑھا میں نے کتب قدیمہ میں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قسم کھاتا ہوں میں اپنے
عزت اور جلال کی کہ بھیجونگا میں پہاڑ عرب پر ایک نور ایسا کہ بھر جاویگا ما بین مشرق اور مغرب اُس سے
اور پیدا کرونگا میں اولاد اسمٰعیل سے ایک پیغمبر عربی اُمّی کو کہ ایمان لاوینگے لوگ اُسکا بشمار ستارون
آسمان اور روئیدگی زمین کے اور سب اقرار کرینگے میری ربوبیت اور اُسکی رسالت کا اور دین اپنے
آبا و اجداد کا چھوڑ دینگے اور اُس سے بھاگینگے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار میرے تو نے
اُس پیغمبر کو بزرگ رکھا فرمایا اے موسیٰ میں انتقام لینے والا ہون اُسکے دشمنون سے رنیا اور
آخرت میں اور ظاہر اور غالب کرنے والا ہون اُسکی دعوت کو سب دعوتون پر اور خوار اور ذلیل
کرنے والا ہون اُسکا جو مخالف اُسکی شریعت کے کہے اُسکا عدل سے ترتیب دیا میں نے اور واسطے
عدل اور داد کے اُسکو پیدا کیا قسم ہے مجھکو اپنے عزت اور جلال کی کہ خلاصی دونگا میں پاس خاطر اُسکے
اُمت اُسکی کو دوزخ سے شروع کیا میں نے دنیا کو آدم علیہ السلام سے اور تمام کرونگا میں اُسکو محمدؐ سے
پس جو کوئی پاوے شرف ملازمت اُسکا اور ایمان نہ لاوے اُسکا اور اُسکی شریعت کو قبول نکرے
وہ شخص اللہ سے بیزار ہے نعوذ باللہ منہا اور صحف شعیا علیہ السلام میں ذکر پاک مضرت کا یون ہے کہ
حق تعالیٰ فرماتا ہے ایک بندے کو میں نے دوست رکھا ہے کہ خوش ہوں اُس سے نفس میرا وہ بندہ مختار میرا
اور خوشنودی میرے نفس کا ہے نام اُسکا احمدؐ ہے کہ حمد اور ثنا کرتا ہے وہ میری دمبدم تازہ بتازہ نو بنو
فیضان کرونگا میں اُسپر روح اپنی اور بھیجون گا میں اُسپر وحی اپنی پس ظاہر ہوگا سب امتون پر
عدل اُسکا اور وہ بندہ قہقہہ مار کر نہ ہنسے گا اور سنائی نہ دیگی آواز اُسکی بازارون میں روشن کریگا
اندھی آنکھون کو اور شنوا کریگا میرے کانون کو اور زندہ کریگا دلون مُردہ کو دونگا میں اُسکو جو کہ

مرسلین علیہم السلام سے اور اشرف اور افضل ہیں سائر مخلوقین سے اور حدیث شفاعت میں کہ بخاری اور مسلم نے
روایت کی ہے کہ جب ہم کو روز رستخیز کو حق سبحانہ تعالیٰ اپنے رسول کریم کو کیا کیا درجات اور کیا کیا عنایت فرماوینگا
بسوقت تمام خلائق مبہوت قیامت سے عاجز آویگی اور کمال شدت رنج و غم سے آرزو کرینگی کہ اللہ کے پاس
کسی کو شفیع اپنا مقرر کرتے تا وہ درگاہ الٰہی میں شفاعت ہماری کیوے اور اس جائے ہولناک سے آرام
دیوے اور اس رنج و غم سے چھوڑاوے پس سب خلائق آدمیگی آدم علیہ السلام کے پاس اور عرض کرینگی
اے آدم تو باپ سب آدمیوں کا ہے پیدا کیا تجھکو اللہ نے اپنے دست قدرت سے اور جلوہ دی تجھکو اپنی بہشت
میں اور سجدہ کروایا تجھکو فرشتوں سے اور ہر چیز کا نام تجھے سکھایا آپ ہماری شفاعت اپنے
رب کے پاس کرتا ہمیں اس غم سے آرام دیوے اور اس مصیبت بھرے مکان سے نکالے پس فرماوینگے
آدم علیہ السلام کہ مجھکو وہ مرتبہ کہاں جو تم گمان کرتے ہو تا تمھاری شفاعت کے لیے جرأت کروں
اور فرماوینگے کہ میں ڈرتا ہوں اس خطا سے جو گیہوں کھایا اور اپنے رب کی نافرمانی کی مگر جاؤ
تم نوح علیہ السلام کے پاس کہ وہ اول سب پیغمبروں کا ہے پس آوینگے سب اہل محشر نوح علیہ السلام کے
پاس تب نوح علیہ السلام فرماوینگے کہ میں شفاعت کے لائق نہیں ہوں جیسا کہ تم سمجھتے ہو اور میں اپنی
تقصیر سے شرمندہ ہوں کہ جو مانگا دانستہ اللہ سے اپنے بیٹے کی نجات مانگی تھی مگر جاؤ تم ابراہیم خلیل اللہ
علیہ السلام کے پاس کہ وہ اللہ کا بڑا دوست ہے تب آویگی سب خلائق خلیل الرحمن علیہ السلام کے نزدیک پس فرماوینگے
ابراہیم علیہ السلام کہ مجھ سے اس بات کی توقع نہ کرو میں لائق اس مرتبہ کے نہیں ہوں جو اللہ سے التجا کروں
تمھکو بچاؤں اور شفاعت تمھاری کروں کیونکہ میں نے اپنی عمر میں تین بار جھوٹھ بولا ہے سو ہر دم اس سے
پشیمان رہتا ہوں اے مسلمانو وے تینوں باتیں حقیقت میں جھوٹھ نہ تھیں لیکن ظاہر میں جھوٹھ
معلوم ہوتی ہیں ایک بات یہ تھی کہ جب کافروں نے آپ کو عید کے دن اپنے ساتھ جنگل کے
جانے کے لیے بلایا فرمایا کہ طبیعت میری نادرست ہے سچ کہ کسی انسان کی طبیعت سب وقت میں
برابر نہیں رہتی ہے دوسری یہ بات کہ جب جھوٹے بتوں کو توڑ کر بڑے بت کے کاندھے پر تبر رکھدیا
اور کافروں نے جب آکر پوچھا کہ یہ کام کسنے کیا فرمایا کہ بڑے نے کیا ہوگا تم جھوٹوں سے پوچھو شاید وے
کہینگے یہ بھی سچ تھا کہ بزرگی کی راہ سے ابراہیم سے بڑے تھے تیسری بات یہ کہ اپنی بی بی کو جو چچا کی
بیٹی تھی بادشاہ مصر کے ظلم سے بچانے کے لیے بہن بولے تھے سو یہ بھی کچھ جھوٹھ نہ تھا کہ چچا کی بیٹی کو
بہن بولنا درست ہے القصہ حضرت ابراہیم نے ایسے عذر کرکے فرمایا کہ جاؤ تم موسیٰ کے پاس جو اللہ نے
اسکو بزرگی دی ہے اور اسپر توریت نازل کی ہے اور اس سے کلام کیا ہے اور اپنا بہت مقرب بنایا

تب سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہ رنج اپنا سب کہینگے وہ فرماوینگے مجکو یہ طاقت کہان جو تمکو سنبھالون اور اس میدانغم سے چھوڑاؤن یہ فقط گمان تمھارا ہی ہین اپنی خطا سے شرمندہ ہون کہ جو قبطی کو ایک مشت مارنے سے مارڈالا تھا تم جاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس کہ وہ بندۂ خاص اور رسول اُسکے ہین اور وہ ایک روح اور کلمہ اللہ کا ہی کہ بن باپ کا اُنکو پیدا کیا تب سب آوینگے عیسیٰ علیہ السلام کے روبرو وہ فرماوینگے مجھسے یہ امید مت رکھو یہ کام مجھسے نہوگا مگر پیرتبہ خاتم النبیین کا ہی اُنکے پاس جاؤ کہ وہ اللہ کے ایسے خاص بندے ہین جو اُنکے اگلے پچھلے سب گناہ اللہ نے بخشے فرمایا جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تب سب اہل محشر آوینگے میرے پاس کہ تم ہماری شفاعت کرو تا پروردگار ہمکو اس ہول محشر سے نجات دیوے حضرت فرماوینگے کہ سچ ہی یہ کام میرا ہی پس وہ حضرت پروردگار رب العزت مین بعد طلب اذن کے جب حکم جاوینگے اور اُسکو سجدہ کرینگے اور مینبتک کہ اللہ جاہیگا وہ سجدے مین رہینگے بعد ازان رب العزت فرماویگا اے محمد اُٹھاؤ سر اپنا اور کہو جو کچھ کہ کہنا ہی کہ وہ سب سُنا جاویگا اور منظور رہوویگا اور جسکی چاہو اُسکی شفاعت کرو کہ وہ بیشک مقبول ہووینگی اور جو کچھ مانگو تمھو سب تمکو دیا جاویگا پس وہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے سے سر اُٹھاکر اپنے پروردگار کی ثنا کرینگے اور کہینگے ابیات یہ تیرے بندے ہین اے رب کریم + ہول محشر سے نہایت ہین سقیم + تو بچا دے آج آفت سے انھین + اور اس ہول قیامت سے انھین + تجھ سوا کس سے کرون مین التجا + رحم کر تو رحم اے میرے خدا + ہر مجھے امید اس درگاہ سے + بخشدے خاطر رسول اللہ سے + پس حق سبحانہ تعالیٰ جل جلالہ ایک گروہ گنہگارون سے سیمین کرکے فرماویگا کہ اپنی شفاعت کرلیں وہ شفیع المذنبین حضور پروردگار عالم سے باہر آکر اُس گروہ کو دوزخ سے نکالکر جنت مین پہنچاوینگے پھر دوسری بار حضور رب العزت مین جاکر سجدہ کرینگے اور اسی طرح بار بار اور ہر بار مین گروہ گروہ کی شفاعت کرکے بہشت مین داخل کرینگے یہانتک کہ باقی نہ رہیگا کوئی اہل ایمان سے دوزخ مین مگر وے لوگ کہ بے ایمان مرے اور ہمیشہ جہنمی ہین بعد اس بیان کرنے کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیہ کریمہ پڑھی عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا اور فرمایا یہ وہی مقام ہی کہ جسکا تمھارے رب نے تمھارے نبی سے وعدہ فرمایا ہی الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یہ بیان تھا اُن فضائل اور کمالات کا کہ آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ثبوت کو پہونچا اب اظہار ہی ذکر جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتب سماویہ سابقہ مین اور تعظیم اور تکریم آپکی اور اخبار حضرت کے رسالت کی اور ذکر امت مرحومہ کا اُنھین کتابون مین اور اقرار کرنا علماء اہل کتاب کا اُس سے پس جانو تم اے اہل مجلس کہ ذکر شریف اُس جناب پاک کا کتب سابقہ مین بہت ہی جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اُس سے خبر دیا ہی

فصل در ذکر شریف جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم در کتب سماویہ سابقہ و اقرار علماء اہل کتاب بآن

کہ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر الآیۃ اور اکثر مجالس اور اوقات انبیاء وسلف کی معروف تھی بیچ ذکر محبوب ترین عند اللہ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور یہ آیہ کریمہ بہت بڑی دلیل ہی اور پر صدق حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ خبر دیتی ہی کتابت احوال اور صفات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توریت اور انجیل میں اور ملزم ہی یہود اور نصاریٰ کو کہ اگر مطابق مراتع نہوتا موجب نفرت اور تکذیب کا ہوتا اور پہچاننے والا اور دانا تر ساتھ احوال حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور صدق نبوت آپکے کوئی زیادہ یہود اور نصاریٰ سے نہ تھا اسواسطے کہ اُنھوں نے اپنی کتابوں میں اوصاف حمیدہ اور شمائل پسندیدہ حضرت کے دیکھے تھے اور مدینہ میں بچوانہش ادراک سعادت ملازمت کے اور دیکھنے علامات ظہور حضرت کے سکونت کی تھی اور ہمیشہ منتظر طلوع کوکب دولت پیغمبر آخر الزمان کے رہتے تھے اور آبا اجداد اُنکے وقت مرنے کے لڑکوں کو وصیت نامہ لکھدیے جاتے تھے کہ سلام ہمارا حضرت کو پہونچانا اور عرض کرنا کہ ہمنے آپ ہی کے اشتیاق میں جان دی اور باقرار آپکی رسالت کے اس عالم سے گئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے الذین اٰتینٰھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنی پہچانتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار جیسا کہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو کہ یہ یقین یقینی اور مشہودی ہی بخلاف تعرف اپنے آبا اجداد کے کہ وہ سماعی اور اخباری ہی لیکن بعد ظہور اس نور کے اپنی شقاوت ازلی سے ازراہ فساد اور عناد کے دیدہ ودانستہ حق کو چھپایا اور تحریف اور تبدیل اپنی کتاب کی کی اور طمع دنیا اور حب ریاست میں اضل الضالین کو گئے اور باوجود اس تحریف کے دلائل نبوت ہمارے پیغمبر کے اُنکی کتابوں میں ظاہر ہیں احوال اور صفات اور علامات اور امارات نبوت کے مفصل اور زمان بعثت اور ظہور کا معین اور متبین ہی لکھا ہی کہ نام مبارک حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان سریانی میں مشفع بمعنی محمد ہی اور جسدن کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اُسی دن عبد اللہ بن سلام کہ بڑے عالم اور اشراف یہود اور اولاد یوسف علیہ السلام سے تھے ایمان لائے اور جب سے خبر غریمت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ معظمہ سے سنی تھی منتظر حصول سعادت لقاے شریف کے رہتے تھے جب کہ اس سعادت عظمیٰ اور دولت کبریٰ سے مشرف ہوے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہی ہی ابن سلام عالم اہل مدینہ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ بس فرمایا کہ میں قسم دلاتا ہوں تجکو اس پروردگار کی کہ بھیجی رسنے توریت آیا پاتا ہی تو صفت میری توریت میں کہا عبد اللہ بن سلام نے ہاں گواہی دیتا ہوں میں کہ تو رسول خدا ہی اور خدا غالب کرنے والا تیرا اور تیرے دین کا ہی اور پر سب

مومنوں کے اور تحقیق ہمنے پایا ہمنوں صفت اُنکی توریت مین کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ تیری طرف خطاب کریگے باین عبارت
فرماتا ہو یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و حرزا للامیین وانت عبدی ورسولی سمیتک المتوکل لیست
بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویغفر ولن یقبضہ اللہ حتی یقیم
بہ الملۃ العوجاء بان یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فیفتح بہ اعینا عمیا و اذانا صما و قلوبا غلفا یعنی اے نبی
تحقیق بھیجا ہمنے تجکو گواہ امت پر اُنکی تصدیق اور تکذیب اور ہلاک اور نجات ہمیں اور بشارت دینے والا
فرمانبرداروں کو ثواب اور نمسانے بخت سے اور ڈرانے والا گنہگارون کو عذاب وعقاب دوزخ سے اور
پشت پناہ اُمیین یعنی عرب کا کہ اکثر اُنمین لوگ خط کتابت نہین جانتے ہین اور تو بندہ خاص میرا ہی کہ اس
صفت مین کوئی تیرا شریک نہین اور بھیجا ہوا میرا ہی طرف جمیع خلائق کے جن وانس سے نام رکھا
مین نے تیرا متوکل کہ تمام کام اپنے تو نے مجھپر چھوڑ دیے نہین ہی تو درشت خو سخت دل اور بچارنے والا
نہین ہی تو بازارون مین کہ یہ عادت نادانون اور غافلون کی ہی اور بدلا نہین دیتا ہی تو بدی کا ساتھ
بدی کے بلکہ معاف کرتا ہی اور بخشتا ہی اور ہرگز نہ اُٹھاویگا تجکو اللہ تعالیٰ دنیا سے جب تک سیدھا
نہ کریگا ذات تیری سے دین کج کو ساتھ کہنے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اور اثبات توحید
اور دور کرنے شرک کے پس کھولینگی اُس کلمہ کی برکت سے آنکھین اندھی کہ نہین دیکھتی ہین راہ
راست کو اور کان بہرے کہ نہین سنتے ہین سخن حق کو اور دل پوشیدہ پردون مین کہ نہین سمجھتے ہین
اور دریافت نہین کرتے ہین حقیقت حال کو اور روایت کعب احبار مین بعد نقل اس عبارت کے
یہ مضمون زیادہ ہی کہ وہ رسول فحش نہ کہیگا اور مجمع تھہ نہ بولیگا پیدا کرونگا مین اُسکو بہت اچھی
صورت کا اور دونگا مین اُسکو خلق عظیم اور گرفتار نہ کرونگا غمنیت اور آرام دل کو لباس اُسکا اور تقوے اور
پرہیزگاری کو ضمیر اُسکا اور دانائی کو عقل اُسکی اور صدق اور وفا کو خلقت اُسکی اور عفو اور مغفرت کو
خلق اُسکا اور عدل اور انصاف کو سیرت اُسکی اور حق کو شریعت اُسکی اور ہدایت کو امام اُسکا اور
اسلام کو ملت اُسکی اور احمد نام اُسکا راہنمائی دکھاونگا اُسمین کو اُسکے سبب سے بھٹکا ہی کے اور
دانا کرونگا مین لوگون کو بعد نادانی کے اُسکے وسیلہ سے اور بلند کرونگا مین آوازہ اُسکا بعد گمنامی کے
اور بہت کرونگا مین لوگون کو بعد کم ہوجانے کے اُسکے عہد نبوت مین اور غنی کرونگا مین سب کو بعد فاقہ کشی
اور جمع کرونگا مین اُس رسول کی سب کے دلون مین اور گرد آونگا مین اُمت اُسکی کو
بہتر مین سب امتون سے اور مروی ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یونہی پایا مین نے کعب احبار
سے کہ کسطرح پاتے ہو تم صفت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توریت مین کہا کعب احبار نے

صورت کعب احبار مین نعت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم توریت ۱۲

توریت مین یہ لکھا ہے محمد بن عبداللہ عبدی مختار مولدہ و بلدہ و مہاجرہ بالمدینۃ لا فظ ولا سخاب بالاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو و یغفر اور اس روایت مین مع اور شمائل مرحومہ کی بھی ہو ترجمہ اُسکا یہ ہے کہ کہا کعب احبار نے فرماتا ہے اللہ تعالی کہ امت اُسکی رنج و غم مین شکر گذار رہوینگی اور تکبیر کہینگی ہر بلندی پر اور حمد کہینگی ہر پستی مین محافظت کرینگی اوقات نماز کو اور ادا کرینگی اُسکے وقت پر باجماعت اور نصف ساق تک تہبند باندہینگی اور اطراف اعضا پر اپنے وضو کرینگی اور موذن اُس امت کے درمیان آسمان اور زمین کے بلندی پر پکارینگے اور بصفوف اُنکی نماز اور قتال مین یکسان ہوینگی اور تمام رات مثل آواز زنبور کے ذاکر اور شغل یاد الٰہی مین رہینگے اور مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آتری توریت موسیٰ علیہ السلام پر پڑھا اُسکو موسیٰ علیہ السلام نے اور پائے اُسمین ذکر میری امت کے تب عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ خداوندا پاتا ہون مین ان اوراق مین ایک امت کو کہ آخر ہو جہاں ہونے مین اور سابق ہر فضل اور بزرگی مین قبول شفاعت کیجاویگی اُسکے واسطے اور برسیگا پانی اُسکی دعا سے اور کتاب اُنکی اُنکے سینے مین ہوگی یعنی وے حافظ قرآن ہوینگے اور کہا جینگے لوگ اُس امت کے مال میت اور صدقات کو کہ کسی امت کو کہانا اُسکا درست نہین ہوا اور جب تک گناہ نہ کرین اُنکے نامۂ اعمال مین لکھا نہ جاوے اور ارادہ اور قصد گناہ سے مواخذہ اُنپر نہوگا بدلے ایک بدی کے ایک ہی بدی لکھی جاویگی اور عوض ایک نیکی کے دس نیکیان دیجاوینگی اور دیا جاویگا اُنکو علم اولین اور آخرین کا اور مارینگے وے دجال کو اور بعض روایات مین آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اوراق توریت سے قریب ستر صفت امت نبی آخر الزمان کی ذکر کین اور کہا خداوندا تو یہ امت میری کر حکم ہوا اے موسیٰ کسطرح یہ امت تیری کرون مین کہ یہ امت حبیب میرے احمد کی ہے تب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یارب محمد و امت احمد سے کر حبیب موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تب حق تعالی نے اُنکو دو خلعتین رحمت کین ایک رسالت کی دوسری کلیمی کی اور فرمایا یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی و بکلامی فخذ ما آتیتک و کن من الشاکرین پس عرض کیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ خداوندا راضی ہوا مین اس تیرے احسان پر کہ بھیجدیا تو نے اور انجیل مین ذکر صفت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس طور پر ہے ذکر کیا ہے ابن ظعزل نے کہ یوحنا ایک شخص اصحاب عیسیٰ علیہ السلام سے تھا اُسنے اپنی انجیل مین عیسیٰ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ فرمایا مسیح علیہ السلام نے مین مانگتا ہون اپنے باپ یعنی پروردگار عالم سے کہ دیوے تمکو ایک فارقلیط دوسرا کہ ہمیشہ رہے تمہارے ساتھ اور تعلیم کرے تمکو ہر چیز اور وہ شخص روح حق ہے اور فرمایا مسیح علیہ السلام نے کہ مین جاوا الا ہون

اور قاہر ہو بعد میرے فارقلیط کو زندہ کریگا تمہارے لیے اسرار الٰہی کو اور تفسیر دیگا ہر چیز کو اور گواہی دیگا میرے واسطے جیسا کہ میں گواہی دیتا ہوں اسکے لیے اور میں لاتا ہوں تمہارے لیے امثال اور رد و لاویگا تمہارے واسطے تاویل اسکی اور مراد تاویل سے قرآن مجید ہے جو کہ محتمل ہے بہت تاویلات اور معانی کو بخلاف اور کتب سماویہ کے کہ انمیں گنجایش اسکی نہیں اور فارقلیط کو اگر تمام اہل دنیا چاہیں نہیں مار سکتے ہیں اگر مجکو تم دوست رکھتے ہو اور میری نبوت کو مانتے ہو تو احوال سوانح کی وصیت کو نگاہ رکھیو اور یہ تصریح ہے عیسیٰ علیہ السلام سے کہ حق سبحانہ تعالیٰ بھیجے گا تمہارے پاس ایک شخص کو کہ قائم مقام عیسیٰ علیہ السلام کے ہوویگا یعنی ناسخ احکام الٰہی اور صاحب شریعت اسکی تا ابد الدہر باقی اور موصوف اس صفات سے کوئی نہیں مگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فارقلیط لغت سریانی میں بمعنی رسول کے ہے اور اہل کتاب اپنے اقوال میں لفظ بارقلی بول کر اشارہ طرف اللہ تعالیٰ کے کرتے ہیں واسطے کہ یہ لفظ تفسیر کی ہے شاگرد استاد کو اور نصاریٰ اپنے عظماے دین کو آبا و روحانیہ کرکے خطاب کرتے ہیں اور انجیل میں آیا ہے کہ فرمایا مسیح علیہ السلام نے نہ آویگا فارقلیط جب تک میں نہ جاؤنگا اور جب آویگا فارقلیط ناصب اور تو بیخ کریگا علما کو کتمان حق اور خطا کو ئی انکی پر اور رد و اپنی طرف سے کچھ بات نکریگا بلکہ جو اللہ کی طرف سے سنے گا وہی کہیگا اور خبر دیویگا ان باتوں سے کہ ہونیوالی ہیں اور وہ فارقلیط میری بزرگی اور عظمت شان بیان کریگا اور میری ثنا اور وجاہت فرماویگا اور سب یہ صفات محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے انکی خبر دی اور سوائے انکی ذات پاک کے اور کون شخص تھا کہ جسنے علماے بنی اسرائیل کو کتمان حق اور تحریف علم پر اسکی جگہ سے اور جسنے دین کو بدلنے تاویل زجر اور توبیخ کی ہو اور امور ہونے والے سے خبر دی ہو اور عظمت شان اور بزرگی عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی کسی نے سوائے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کی کہ انکو رسول کہا اور انکو اور انکی ماں کو تہمت زنا سے کہ امت انکی انکی طرف نسبت کرتی تھی پاک کیا اور انجیل میں مذکور ہے کہ وحی کی حق تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر کہ تصدیق کر تو محمد کی اور ایمان اسکا لا اور کہہ تو اپنی امت سے کہ جب پاوے زمانہ اسکی بعثت کا تب ایمان اسکا لاوے اسی سبب سے اگر محمد نہ ہوتا تو نہ ہوتا آدم اور بہشت اور دوزخ کو نہ پیدا کرتا میں اور جب عرش بنایا میں نے وہ مضطرب اور جنبیدہ رہا جب تک لکھا میں نے اسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تب وہ ساکن ہوا اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب جارود نصرانی مع اسکے ملازمت با برکت حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور اسلام لایا کہا اسنے قسم ہے اس خدا کی جسنے آپکو

نقل آنحضرت صلعم بنعت خود در انجیل و بشارت دادن عیسیٰ علیہ السلام بظہور آنحضرت صلعم و بودن او موعود

براستی بہبوت فرمایا تو تحقیق پاتا ہون مین مع اور شما حضور کی انجیل مین کہ پیغمبر تو ال یعنی عیسی علیہ السلام نے خبر دی ہے
اور بیہقی نے اپنی کتاب مین بروایت امامہ باہلی کے ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بھیجا گیا مین
اور سردیہ کلبی پاس ہرقل بادشاہ روم کے واسطے دعوت اسلام کے راوی اس مجلس کا سب حال نقل کرکے
کہتا ہے کہ بلایا مجکو ہرقل نے ایک رات اپنے پاس جب گیا مین تو لایا ایک بڑا صندوق زرد اور اسمین
چھوٹے چھوٹے خانے تھے اور ہر خانے کا ایک دروازہ تھا قفل لوہی کہتا ہے پس کھولا اسنے ایک دروازے کو
اور نکالا اسمین سے ایک ٹکڑا حریر کا سیاہ رنگ اسکو بچھایا اسمین ایک تصویر کھنچی ہوئی تھی خوبصورت
جسم دراز گردن گیسو بنے ہوے بہترین خلق خدا کی کہا ہرقل نے مجھ سے کو پہچانتے ہو تم اس صورت کو
کہا مین نے نہین کہا یہ تصویر آدم علیہ السلام کی ہے بعد ازان کھولا دوسرا خانہ اور نکالا اسمین سے
ایک ٹکڑا حریر سیاہ رنگ اسمین ایک تصویر بھی سپید رو مرخ چشم ہماری سرگردہ داڑھی بہت
اچھی صورت کہا اس تصویر کو پہچانتے ہو تم کہا مین نے نہین کہا یہ تصویر نوح علیہ السلام کی ہے بعد ازان
اسی طرح ایک تصویر اور نکالی سپید رو سیاہ مو خدا کی قسم گویا بعینہ صورت رسول خدا صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم کی تھی کہا اس صورت کو پہچانتے ہو تم کہا مین نے یہ صورت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم کی ہے اور دیکھکر اس تصویر کو رویا مین پس ہرقل واسطے تعظیم کے اٹھا اور بیٹھ گیا
اور کہا آیا یہ صورت اشعث شخص کی ہے کہا مین نے ہان تو نے اس تصویر کو کیا دیکھا گویا اسی شخص کو
دیکھا پس ہرقل نے خوب دیر تک اس تصویر کو دیکھا اور کہا واللہ یہ نبی آخر زمان ہے مگر بطارقہ کی مین
نا معلوم کرون مین جو کچھ کہ تمکو معلوم ہے اور اس صندوق مین اور بھی تصویر ہین پیغمبرون کی ہین
موسی اور عیسی اور سلیمان وغیرہ علیہم السلام سے پوچھا مین نے کہ تمنے یہ تصاویر کہان سے
پائین ہرقل نے کہا کہ آدم علیہم السلام نے جناب باری مین دعا کی کہ الٰہی دکھا تو صورتین انبیا کی اولاد
میری سے پس حق تعالی نے انکے دیکھنے کو یہ تصویرین بھیجین وہ خزانہ آدم علیہم السلام مین رہتی تھین
تا زمین بعد ازان اسکو سکندر ذوالقرنین نے تہ زمین سے نکالا رہا نیال پیغمبر کے سپرد کین تب سے
وہ میرے خزانہ مین ہین اور ذکر شریف اس جناب انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبور مین اس طرح پر ہے
کہ مرقوم ہے جو الیسوعیون مین آیا ہے کہ حق تعالی بپیغمبر آخر الزمان سے خطاب کرکے فرمایا ہے فاضت النعمۃ من
شفتیک من اجل ذلک بارکک اللہ الی الابد فتقلد ایہا الجبار السیف فان ثمر میتک وشتاک مقرونۃ
بہیبتک وسوماک مسنونۃ ترمی جمیع الامم یخرون تحتک ترمیہم یعنی بہت بہو گینگی اور ظاہر ہوگی
نعمتین دنیا اور آخرت کی تیری دولت سے اسیواسطے برکت دی اللہ تعالی نے تجکو تا ابد تلکا تو گردن مین

اسی بزرگ تلوار کو تحقیق شریعت تیری اور طریقہ تیرا بنایا ہوا ہو ساتھ بزرگی اور ہیبت سیدھے ہاتھ تیرے کے اور جھنڈے اور نشان تیرے علم کے ہیں اور تمام متقین اور سب عالم منھ کے بھل گرینگے زیر قدم تیرے اور مراد اس مژدہ سے نبوت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو اور مقصود ان نعمتوں سے کہ دولت حضرت کے شامل ہوینگے کلام معجز نظام انکا ہو اور وہ کتاب کہ اوپر نازل ہوویگی اور قول اللہ تعالیٰ کا تقلد السیف دلالت کرتا ہو کہ وہ نبی عربی ہو کیونکہ کسی نے اور امت میں سوائے عرب کے شمشیر کو حمائل نکیا اور قول اللہ تعالیٰ کا فان شانئک ھو الابتر الخ نص صریح ہو کہ وہ نبی صاحب شریعت اور طریقت ہوگا اسواسطے کہ کوئی پیغمبر بعد موسیٰ علیہ السلام کے سوائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب شریعت اور سنت مبعوث نہوا اور سب انبیا علیہم السلام واسطے دعوت اور تکمیل دین سابقہ کے مبعوث ہوئے ناسخ احکام سابق کے نہ تھے اور وہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بزور شمشیر خلق کو راہ حق پر لاوینگے اور کفر سے پھیر کر دین اسلام پر قائم کرینگے اور زبور میں آیا ہو کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب کبریا میں دعا کی کہ یارب بھیج تو پیدا کرنے والا طریق کا تا لوگ جانیں کہ مسیح بشر ہو ابن اللہ نہیں اور یہ اخبار حال مسیح علیہ السلام اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشیں از وجود آنکے ہو اور مقصود داؤد علیہ السلام کا یہ ہو کہ خدا و مذا محمد کو بھیج تا لوگوں کو آگاہ کرے کہ مسیح جنس بشر ہو ابن اللہ نہیں ہو اور جانا تھا داؤد علیہ السلام نے کہ لوگ حق مسیح میں دعوی الوہیت کا کرینگے اسواسطے یہ دعا مانگی اور آیا ہو کہ داؤد علیہ السلام نے مناقب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنکی امت کے ذکر کیے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے انکو برگزیدہ کیا ساتھ صدق اور ثبات کے قول اور نسل میں اور برگزیدہ کیا امت آنکی کو اور دی آنکو فتحمندی اعدا پر اور دی آنکی امت کو کرامت اور بزرگی کہ تسبیح کرینگے تمام شب اور تکبیر کہینگے باواز بلند اور ہاتھوں میں اُنکے تلواریں ہوونگی کہ مارینگے اُن لوگوں کو جو عبادت خدا کی نہیں کرینگے اور ایک مرموز میں آیا ہو کہ حق تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہو صیہون یعنی مکے سے تاج مرصع محمود اور مراد تاج مرصع سے ریاست اور امامت ہو اور مراد محمود سے ذات پاک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایک مرموز میں لکھا ہو کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک ہوینگے تمام روے زمین کے اور بخشش کرینگے دریا اور نہار سے انقطاع زمین تک بسکو جا ہینگے اور بیٹھینگے اہل جزائر روبرو اُنکے وہ نزدیک ہو کہ اور جا ہینگے دشمن آنکی خاک کو زبان سے اور آوینگے پاس اُنکے سلاطین خواص اور رفقا اپنے لیکر اور سجدہ کرینگے اور سر امد پر زمین اطاعت کے رکھینگے اور عجز اور انکسار اُنکے روبرو کرینگے اور وہ حضرت مظلومون کی فریاد رسی کرینگے اور ضعفا کی مدد فرماوینگے

ہو نظر رحمت اور مساکین پر مہربانی اور رحم کرینگے اور جیسا کہ توریت اور انجیل اور زبور مین ذکر محامد جمیلہ اُس مخبر نبی آدم کا ہے اسی طرح پر صحف اور انبیا علیہم السلام مین مسطور اور مذکور ہے جانو تم اے اہل مجالس کہ صحیفہ ابوالانبیا آدم علیہ السلام سے یون نقل کیا ہے کہ پروردگار تعالی نے وحی بھیجی آدم علیہ السلام کو کہ مین مالک اور صاحب گھر کا ہون اور اہل مکہ میرے سب پڑوسی ہین اور زائران اُسکے کہ دور دور سے آوینگے سب میرے مہمان ہین اور میرے سایۂ حمایت اور حفظ اور رعایت مین ہین معمور کرونگا مین اُس گھر کو اہل آسمان اور زمین سے کہ آوینگے اُس گھر کی طرف پریشان غبار آلود تکبیر اور لبیک کہتے ہوے باواز بلند اور آنسو آنکھون سے جاری اور جو اُس گھر کی زیارت کو آویگا اور مقصود اُس زائر کا سوائے زیارت خانہ کعبہ اور میری رضا کے کچھ اور نہوگا پس گویا اُسنے میری زیارت کی اور وہ مہمان میرا ہوا سزاوار اور لائق میرے کرم کے یہ ہے کہ اُسکو معزز اور مکرم کرون مین اور محروم نہجھوڑون مین اور کارخانہ اور انتظام اُس گھر کا اُس پیغمبر کو اولاد تیری سے سپرد کرونگا کہ نام اُنکا ابراہیم ہوگا وہ قواعد اُس گھر کو بلند کریگا اور اپنے ہاتھ سے عمارت اُسکی بناویگا اور ایک چشمہ زمزم کا اُسکے لیے نکالونگا مین اور حل اور حرمت اُس گھر کی اُسکے میراث مین دونگا مین اور مشاعر اور مناسک اُس گھر کے اُسی کے ہاتھ سے اُنکو ادا کرونگا مین بعد اُسکے مرتون کے آدمی اُس گھر کو آباد رکھینگے اور قصد اُسکی زیارت کا اطراف اور جوانب سے کرینگے تو نوبت اُس پیغمبر تک جو تون تیرے سے ہوگی پہونچیگی کہ نام اُنکا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا اور وہ خاتم پیغمبران ہوگا اور اُنکو ساکنان اور زائران اور روایان اور حاجیان اور ساقیان اُس گھر سے کہ ینگا جو کوئی مجھکو ڈھونڈھے چاہیے کہ بجلوا اُس جماعت مین تلاش کرے کہ پریشان موغبار آلود اور وفا کرنے والے اپنے نذور کے اور رجوع لانے والے طرف اپنے پروردگار کے ہونگے اور صفت نعت ابراہیم علیہ السلام مین لکھا ہو کہ اے ابراہیم دعا تیری تیرے فرزند اسمعیل کی شان مین قبول کی مین نے اور تیرا اور تیرے اولاد پر برکات بھیجی ہمیشہ اور اُس سے ایک ابرا کا پیدا کرونگا عظیم اور مکرم کہ نام اُسکا محمد ہوگا اور وہ نبی مرسل اور پیغمبر بار گاہ صمدیت مجھکو ہوگا اور امت اُسکی بہتر مین سب امتون سے ہونگی اور کتاب حقوق پیغمبر سے کہ متضمن وارثال پیغمبر کے تھے منقول ہو کہ اُس کتاب مین لکھا تھا کہ جاء اللہ مع الیمن والتقدیس من جبال قاران وامتلات الارض من تحمیدہ واحمدہ وتقدیسہ وملاء الارض ورقاب الامم معنی اُسکے یہ ہین کہ آیا اللہ ساتھ برکت اور بزرگی کے پہاڑ قاران سے اور بھر گئی تمام ہوے زمین حمد کرنے اور ثنا کی ہوے اُسکے احمد سے اور وہ مالک ہوے زمین اور سب امتون کا اور اسی کتاب مین آیا ہے فقد انکشفت السماء

سن بنا احمد و السماوات الارض من حمده یعنی بتحقیق مکمل گئے آسمان محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی سے
اور بھر گئی زمین اسکی حمد سے اور اسی کتاب مین ذکر ہو کہ یعنی بنورہ الارض و سہیل حمدہ نے البحر یعنے
روشن ہو جاوینگی سب روے زمین انوار جمال محمدؐ سے اور اُٹھائے جاوینگے گروہ اُسکے دریا مین یعنے
دور دور سے اُسکی زیارت کو آوینگے اور صحیفہ حقوق علیہ السلام مین آیا ہو کہ متفرع فی تسبیک انزاقا
و تر توی السماء بامرک یا محمد ارتوا را یعنی قریب ہو کہ کھینچا جاوے گا تو بیچ پیراہن اپنے کے سخت
کھینچے جانے کے اور خوب سیراب ہووے گا تیرا ذی محمدؐ تیرے نکلنے سے اور یہ عبارت کنایہ ہو انتہاء
مرتبہ رسالت سے اور اشارہ ہو طرف اکمال اور اتمام دین و ملت کے عہد نبوت حضرت مین جیسا کہ
کلام مجید مین آیا ہو الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اور در مذہب
بن سنہ سے منقول ہو کہ پڑھا مین نے کتب قدیمہ مین کہ فرمایا اللہ تعالی نے قسم کھاتا ہون مین اپنے
عزت اور جلال کی کہ بھیجونگا مین پیغامبر عرب پر ایک فرد ایسا کہ بھر جاویگا ما بین مشرق اور مغرب اُس سے
اور پیدا کرونگا مین اولاد آدم سے ایک جمعیت عربی اتقی کو کہ ایمان لاوینگے لوگ اُسکا بشمار ستارون
آسمان اور ریگ زمین کے اور سب اقرار کرینگے میری ربوبیت اور اُسکی رسالت کا اور دین اپنے
آباء و اجداد کا چھوڑ دینگے اور اُس سے بھاگینگے موسی علیہ السلام نے کہا ہو یا رب پروردگار میرے تو نے
اُس پیغامبر کو بزرگ رکھا فرمایا اللہ موسی مین انتقام لینے والا ہون اُسکے دشمنون سے دنیا اور
آخرت مین اور ظاہر اور غالب کرنے والا ہون اُسکی دعوت کو سب دعوتون پر اور خوار اور ذلیل
کرنے والا ہون اُسکا جو مخالف اُسکی شریعت کے کہے اُسکا و عدل سے ترتیب دیا مین نے اور واسطے
عدل اور داد کے اُسکو مبداء کیا تم ہو محبوب اپنے عزت اور جلال کی کہ خالصی دونگا مین باس خاطر اُسکے
امت اُسکی کو دوزخ سے شروع کیا مین نے دنیا کو آدم علیہ السلام سے اور تمام کرونگا مین اُسکو محمدؐ سے
پس جو کوئی پاوے شرف ملازمت اُسکا اور ایمان نہ لاوے اُسکا اور اُسکی شریعت کو قبول نکرے
وہ شخص اللہ سے بیزار ہو نعوذ باللہ منہا اور صحف شعیا علیہ السلام مین ذکر پاک حضرت کا یون ہو کہ
حق تعالی فرماتا ہو ایک بندے کو مین نے دوست رکھا ہو کہ خوش ہو اُس سے نفس میرا وہ بندہ مختار میرا
اور خوشنودی میرے نفس کا ہو نام اُسکا احمدؐ ہو کہ حمد اور ثنا کرتا ہو وہ میری دمبدم تازہ بتازہ نو بنو
فیضان کرونگا مین اُسپر روح اپنی اور بھیجون گا مین اُسپر وحی اپنی پس مین ظاہر ہو گا سب استون پر
عدل اُسکا اور وہ بندہ قہقہہ مار کر ہنسے گا اور ثنائی خدائی آواز اُسکی بازارون مین روشن کریگا
اندھی آنکھون کو اور شنوا کریگا بہرے کانون کو اور زندہ کریگا دلون مردہ کو دونگا مین اُسکو جو کہ

کسی کو نہ پاوین گے اور اسلام اُسکا ضعیف اور مغلوب نکیا جاویگا اور وہ بندہ اپنی ہوا سے نفسانی کی طرف میل نکریگا
اور ذلیل اور خوار نہ رکھے گا وہ مساکین کو اور قوی کریگا اپنے دوستون کو اور وہ رکن قوی اور عاجزی
کرنے والون کا ہوگا اور وہ نور خدا کا ہوگا کہ روشنی اُسکی کبھی کم نہوگی اور اُسکے سبب سے ثابت اور قائم ہوویگی
محبت میری اور منقطع ہوگا اُسکے باعث سے مذہب کا اور جو کتاب کہ اُسپر نازل کرونگا مین سب مین وانس اُسکے مطیع
اور فرمانبردار ہووینگے اور ایک صحیفہ شیعا علیہ السلام مین مذکور ہوگا کہ فرمایا حق سبحانہ تعالی نے یا محمد مین خدا ہون
بڑا کیا مین نے تجکو از روے قدر اور منزلت کے اور گردانا مین نے تجکو نور سب اُمتون کا تا کھولے آنکھین
اندھون کی اور نکالے اسیرون نفس و ہوا کو ظلمات نفسانی سے طرف اُس نور ایمان کے اور ایک صحیفہ
شیعا مین مسطور ہوگا کہ فرمایا شیعا علیہ السلام نے حکم کیا میرے رب نے کہ اٹھ اور دیکھ اور جو تجکو نظر آوے
وہ مجھ سے کہہ پس اُٹھا مین اور دیکھا مین نے کہ دو سوار سامنے سے چلے آتے ہین ایک حمار پر سوار ہے
اور دوسرے کا مرکب اونٹ ہے ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بابل اور سب بت اُسکے کہ تراشے ہوے تھے
منہ کے بھل گر پڑے اور ابن تیمیہ کہ علماے اُمت سے اور بہت واقف کتب سماویہ سے تھے کہتے
کہ مراد صاحب حمار سے مسیح بن مریم علیہ السلام اور صاحب اونٹ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کیونکہ
سقوط بابل اور اُسکے بتون کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین ہوا اور ہمیشہ اقلیم بابل مین
سلاطین تھے کہ کرتے عبادت بتون کی زمان ابراہیم علیہ السلام مین کرتے تھے اور وہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم راکب الجمل مشہور ہین اور کتاب شیعا علیہ السلام مین آیا ہوگا کہ پھر کریگا حق تعالی صحرا
اور شہرون کو آل قیدار کے گھرون سے اور قیدار عرب ہین کیونکہ قیدار اسمعیل علیہ السلام کے
بیٹے کا نام ہے پس وے لوگ تسبیح کرینگے اور بلندیون پر پہاڑون کی لبیک لبیک پکارینگے اور پراگندہ
کرینگے تسبیح اور تکبیر اپنی جنگل اور دریا مین اور دور دور سے دوڑکر آوینگے یعنی واسطے حج کے اور کتاب
شیعا علیہ السلام مین لکھا ہوگا کہ فرمایا حق تعالی نے نکہ سے جیسی قسم کھائی تھی مین نے اپنی ذات کی
زمانے نوح علیہ السلام مین کہ غرق کرونگا اہل زمین کو طوفان سے ویسی ہی قسم کھاتا ہون مین کہ ہرگز تجھ سے
ناراض نہونگا اور ہرگز مین تجکو نچھوڑونگا تمام پہاڑ اپنی اپنی جگہون سے جاتے رہینگے اور بلندیان سب
پست ہوجاوینگی مگر نصرت میری تجھ سے نجاوینگی اور سنگریزے آگاہ ہو تو کہ بناؤنگا مین تجکو سنگریزون سے اور
آراستہ کرونگا مین تجکو جواہر سے اور صبح کرونگا مین بہت تیری موتیون سے اور دروازے تیرے زمرد سے اور
رہیگا تو ظلم سے اور دور ہست تعدی سے کسی کا تیرا تعجب اثر نکریگا اٹھ اور روشن ہو کہ قریب آیا ہے نور اور وقا
تیرا اور طلعت اور بزرگی تیری اور یہ بشارت ہے ظہور نور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تکملہ اہل اسلمانو

مجملاً معلوم ہوا کہ صفات اُس سرورِ مخلوقات کے اور احوال اور مناقب اُس سید کائنات کے کتب متقدمہ مین مذکور ہین
کہ ہرگز اسمین شک اور شبہہ کو دخل نہین اور اہل کتاب کو اُسکا علم یقینی اور قطعی حاصل تھا مگر ازراہ عناد
اور حسد اور غلبۂ شقاوت کے مرتد ہوکر تحریف اور تبدیل کی ہوا باوجود اسکے دلائل اور شواہد اُسکے ظاہر اور باہر ہین
اب مناسب یہ ہے کہ جو حافظان احادیث نبوی نے چند حکایات اور روایات متضمن تفصیل کے لکھے ہین اِس جگہ
نقل کیے جاوین اگرچہ ذکر اُسکا اور باب کسل اور کم رغبت کے نزدیک موجب تطویل ہو مگر چون کہ صرف اوقات اِس
ذکر خیر مین بہتر عبادت ہزار سالہ سے ہو اور موجب ازدیاد علم اور یقین ارباب دین اور باعث ذوق و نشاط
مہمان سید المرسلین کا ہو اُسکو تھوڑا چاہیے دوست کا ذکر جسقدر ہو سکے بہتر اور خوشتر ہو ؎
ہوالمسک ماکررتہ یتضوع ✤ پس سنو تم کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ مالک بن سنان
رضی اللہ عنہ سے کہ شہداء احد سے تھے روایت کی ہو کہ آیا مین بنی عبد الاشہل کے پاس تا بیٹھون اور
کچھ باتین کرون اور اُن دنون مین ہمارے اور یہود کے درمیان صلح تھی پس سُنا مین نے یوشع یہودی کو
کہ کہتا تھا کہ قریب آیا ہو خروج ایک پیغمبر کا کہ نام اُسکا احمد ہو نکلے گا وہ مکہ سے اور یہ شہر یعنی مدینہ
ہجرتگاہ اُسکا ہو پس آیا مین اپنی قوم مین بہت متعجب کلام یوشع سے پس سُنا مین نے ایک شخص کو اپنی
قوم سے کہ کہتا تھا اسکیلیے یوشع نے یہ بات نہین کہی ہو بلکہ تمام یہود مدینہ یہی کہتے ہین بعد ازان نکلا مین
کہ جاؤن مین بنی قریظہ کے پاس پس جب گیا مین وے سب نام یکبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پکارنے لگے
اور زبردست بقا کہ ایک رو سارے یہود سے تھا اُسنے کہا بتحقیق نکلا ہو ایک ستارہ طلوع کرتا نہین نکلتا ہو
مگر خروج اور ظہور پیغمبر سے اور باقی نہین رہا کوئی پیغمبر مگر احمد اور یہ شہر یعنی مدینہ ہجرتگاہ اُسکا ہو
ابو سعید راوی فرماتے ہین کہ جب تشریف لائے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مین تب
مین نے یہ سب حال حضور اقدس نبوی مین عرض کیا فرمایا آپ نے اگر زبیر اور یارا سکے ایمان لاتے تمہارے
یہود کہ تا ہین سے اُسکے تھے ایمان لاتے اور سروی ہو مناوی رضی اللہ عنہ سے کہ یہود مدد گار چاہتے تھے
کفار عرب پر اور کہتے تھے کہ صحیح خداوند اُس نبی اُمی کو کہ پاتے ہین ہم ذکر اُسکا توریت مین تا مذاب کرے
کفار عرب کو اور اُنکو قتل کرے اور ارزو اُنکی یہ تھی کہ وہ نبی ہمارے جنس یعنی بنی اسرائیل سے
ہووے جبکہ مبعوث ہوے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قوم عرب سے یہود کو حسد اُسکا ہوا
اور کفر کو اختیار کیا اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ آیا مین مقوقس یہودی کے پاس اُسنے
مجھ سے کہا کہ محمد نبی مرسل ہین اگر وہ پہونچتے مصر اور روم کو سب متابعت اُنکی کرتے مغیرہ نے کہا
بعد اُسکے گیا مین اسکندریہ مین اور وہان چند سے اقامت کی مین نے اور کوئی سعد یہود اور نصاریٰ کا

نکھوڑا مین نے کہ وہان نہین گیا اور دریافت کیا مین نے کہ پیشوا ان معبدون کا اہل معمورہ روم سے کون ہو کہ جسکو اوصاف جناب پاک احمد مختار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معلوم ہون مین نہیں پایا مین نے ایک بڑا گروسکا کہ لاتے تھے اُسکے پاس بیمارون کو اور وہ عافیت کر دیتا تھا کیا مین اُسکے پاس اور کہا مین نے کہ خبر دے مجکو آیا کوئی پیغمبر باقی رہا ہو کہ مبعوث ہونوالا ہو کہا ہان ایک نبی باقی ہو کہ وہ خاتم الانبیا ہی اور اُسکے اور عیسی علیہ السلام کے درمیان اور کوئی نبی نہین ہو وہ ایسا نبی ہو کہ تحقیق حکم کیا عیسے علیہ السلام نے ہمکو واسطے اُسکی متابعت کے اور وہ نبی امی قبیلۂ عرب سے ہو نام اُسکا احمد ہوگا نہ دراز قامت نہ کوتاہ قد اور دو نون آنکھون مین اُسکی سرخی اور گندم رنگ گنجان بال پہنچیگا گیسوے گندہ اور کفایت کریگا اور چبس کھانے کے کہ موجود ہو تو اور اُسکی کاندھے پر اُسکے ہوگی اور نہین ڈریگا وہ کسی سے جو چاہے وہ سامنے اُسکے آوے اور مسبقت کریگا بنگ اور قتال مین بذات خود اور اُسکے اصحاب اختیار کرینگے اُسیر جان اور مال اپنا اور دوست رکھینگے اُسکو زیادہ اپنے ماباپ اور اولاد سے اور نکلیگا وہ مکہ سے اور ہجرت کریگا مدینے کو اور باندھے گا تہ بند نصف ساق پر اور اطراف اعضا کو دھویگا اور مخصوص ہوگا ان صفات سے کہ نہ تھے کسی انبیا مین اور مبعوث ہوا ہو ہر نبی اپنی قوم پر اور وہ مبعوث ہوگا تمام عالم پر جن اور انس سے اور ہوگی تمام روے زمین مسجد اُسکی اور پاک ہوگی سب زمین اُسکے واسطے جس جگہ چاہے نماز پڑھے اور پانی نہ ملے تو تیمم کرے جب پھیرا سفیرہ اس سفر سے اسلام لایا اور سب احوال سفر کا جناب اقدس نبوی اور حضور اصحاب مین بیان کیا اور یہ وہی ہو سعید بن زید سے کہ باپ میرا زید بن عمر بن نفیل کہ موحدین جاہلیت سے تھا اور ذبائح مشرکین کے نہین کھاتا تھا وہ واسطے طلب دین کے نکلا اور گیا ایک راہب کے پاس کہ موصل مین تھا پوچھا راہب نے میرے باپ سے کہ کہان سے آیا ہو تو کہا مکہ سے آتا ہون کہا راہب نے کیا چاہتا ہو کہا دین کی خواہش ہو کہا راہب نے پھیر جاسکے کو قریب ہو کہ جو تو چاہتا ہو وہ مین ظاہر ہوگا اور منقول ہو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ حق تعالی نے بھیجا اپنے پیغمبر کو واسطے دو لانے ایک مردے کے بہشت مین اور قصہ اُسکا یہ ہو کہ ایک دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیگئے ایک معبد کو وہان ایک یہودی توریت پڑھکر قوم کو سُناتا تھا جب کہ پہونچا مقام صفت نبی آخر الزمان پر وہ یہودی چپ ہورہا اور پڑھنا موقوف کیا اور وہان گرشتہ معبد مین ایک بیمار تھا اُسنے کہا کہ ہو نہ چا یہ ذکر نبی آخر الزمان پر اسواسطے خاموش ہو رہا بلند آواز ان وہ بیمار گھٹنون کے بھل مثل بھیڑیے لڑکون کے آیا اور توریت کو اُٹھا کر تمام صفت اُس عالی مقام کی پڑھی اور کہا یہ صفت تیری ہی ہو یا رسول اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک لرسول اللہ اور اسی کلمہ پر

جان بحق تسلیم کیا پس فرمایا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے کہ تجہیز و تکفین اپنے بھائی کی
کرو اور مروی ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب آیا تبع بادشاہ یمن کا مدینے میں کہا اُسنے میں
اس شہر کو خراب اور تباہ کرونگا کہتے ہیں کہ اہل مدینہ نے اُسکے بیٹے کو از راہ دغا بازی اور بدعہدی سے مار ڈالا
پس کہا سامول یہودی نے کہ بڑا عالم قوم یہود سے تھا اے بادشاہ یہ وہ شہر ہے کہ ہوویگی اسمیں ہجرت
ایک پیغمبر کی نبی اسماعیل علیہ السلام سے مولد انکا مکہ اور نام انکا احمد اور ہجرتگاہ انکا یہ شہر ہے
اور قبر انکی بھی یہیں ہوگی کیا تاب و طاقت تیری کہ اسکو خراب کرسکے تو پس تبع یمن کو پھیر گیا
اور محمد بن اسحٰق نے اپنی کتاب مغازی میں لکھا ہے کہ تبع نے واسطے آنحضرت کے ایک گھر
مدینے میں بنایا اور اُسکے ساتھ چار سو عالم توریت کے تھے سب اُسکی رفاقت چھوڑ کر یہاں رہ گئے
اور ادراک شرف صحبت نبی آخر الزمان مدینے میں رہ گئے اور تبع نے ہر ایک کے واسطے وہاں گھر
بنا دیا اور باندیاں اور غلام ہر ایک کی خدمت کے لیے دیں اور مال اور خزانہ بہت عطا کیا اور ایک نامہ
کہ اسمیں شہادت اپنے اسلام کی بخط اپنی مہر سے لکھا اسمیں سے چند بیتیں ہیں ؎ شہدت علی احمدانہ
رسول من اللہ باری النسم ✦ فلو مد عمری الی عمرہ ✦ لکنت وزیرا لہ وابن عم ✦ اور اُس نامہ کو جو سردار
جماعت تھا اُسکو سونپا اور وصیت کی کہ اگر نبی آخر الزمان سے تیری ملاقات ہو تو یہ نامہ میرا انکی
خدمت شریف میں گذرانا اور نہ اپنی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو یہ وصیت کرتے رہنا اور منقول ہے
کہ گھر ابو ایوب انصاری کا کہ جسمیں وقت تشریف لانے مدینہ منورہ کے آپ اُترے تھے وہی گھر تھا
کہ تبع سلطان یمن نے واسطے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنایا تھا اور منقول ہے
کہ زبیر بن بطا یہودی جسکا ذکر اوپر گذرا اُسنے کہا کہ میرے پاس ایک کتاب ہے اور میرے باپ نے
اُسپر اپنی مُہر کی ہے اسمیں ذکر احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لکھا ہے کہ وہ پیغمبر آخر الزمان ہیں
مبعوث ہونگے (یعنی مرد ہیں اور مدینہ ہجرتگاہ انکا ہوگا اور یہ یہ اوصاف انکے ہیں پس وہ یہودی
ہمیشہ یہ ذکر کرتا تھا جب تک کہ وہ حضرت مبعوث نہیں ہوئے تھے جب کہ وہ مخبر نبی آدم مبعوث
ہوئے اُس یہودی نے راہ حسد اور عناد سے اُسکو دھوڑا لا اور ایسے یہود تحریف و تغییر اور
غدر کر اوصاف حمیدہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی کتابوں میں پاتے تھے اور ذکر
انکا قبل بعثت کے کیا کرتے تھے اور جب وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے حسد و
عناد کا کافر ہوگئے اور ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے بروایت ام المومنین عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نقل کیا ہے کہ مکے میں ایک یہودی تجارت پیشہ تھا جب شب ولادت

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمنہ سے پوچھا ہو گر وہ قریش تم میں آج کی رات کوئی لڑکا پیدا ہوا ہو قریش نے کہا ہمکو کچھ معلوم نہیں ہو اس یہودی نے کہا تم جاکر دیکھو اور تحقیق کرو جو بات کہ میں کہتا ہوں پیدا ہوا ہو آج کی شب پیغمبر اس امت کا اور نام اُنکا محمد ہو اور درمیان اُنکے دونوں شانوں کے ایک نشان ہو بالوں سے پس متعجب ہو کر لوگ اس یہودی کے پاس سے گئے اور اپنے اپنے گھروں میں جاکر پوچھا کہ آج کی رات کوئی لڑکا پیدا ہوا ہو دریافت ہوا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا پیدا ہوا اور نام اُسکا محمد رکھا گیا پس سب قریش اُس یہودی کے پاس آئے اور یہ حال بیان کیا کہا یہودی نے کیا یہ واقعہ بعد خبر میرے دینے کے ہوا یا قبل اُسکے کہا سے قبل اُسکے کہا یہودی نے مجکو وہاں لیچلو تا اُنکو میں دیکھوں پس لائے اُس یہودی کو پاس حضرت آمنہ کے اور کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اُس یہودی نے علامت نبوت کو پشت مبارک میں دیکھا بیہوش ہو کر گر پڑا اور بعد افاقہ کے کہا کہ گئی نبوت بنی اسرائیل سے اور لے لی گئی کتاب اُنکی اور علی عرب کو نبوت یہ وہ لڑکا ہو کہ ہماری ہلاکی اسی کے ہاتھ پر ہو خوش ہو تم اے معاشر قریش اور آگاہ ہو بخدا سوگند کہ غلبہ اور دبدبہ تمھاری عظمت اور شوکت کا مشرق سے مغرب تک پہونچے گا اور مروی ہو ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تشریف لے گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدرسۂ یہود میں اور فرمایا کہ لاؤ تم میرے پاس اُس شخص کو جو تم میں سے زیادہ عالم اور دانا ہو وے پس لوگ عبداللہ بن سوریا کو لائے تب اُس سے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم دلاتا ہوں میں تجکو تیرے دین کی اور اُس نعمت کی دیگئی بنی اسرائیل کو اُتر نے من وسلوی اور سایہ کرنے بدلی سے اُنکے اوپر کہ میں رسول خدا ہوں یا نہیں عرض کیا عبداللہ نے کہ تو رسول برحق ہو اور تمامی قوم تجکو پہچانتے ہیں جیسا کہ میں جانتا ہوں اور اوصاف حمیدہ اور نعوت پسندیدہ تیرے توریت میں لکھے ہیں لیکن یہ قوم تیرا حسد کرتی ہو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجکو کون چیز مانع ہو ایمان لانے سے کہ تو ایمان نہیں لاتا ہی کہا بُرا جانتا ہوں میں جو کی مخالفت کرو اور مجھکو امید یہ ہو کہ یہ تیرا ایمان لاویگی اور میں بھی مسلمان ہونگا اور مروی ہو طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ گیا میں بازار بصرے کو کہ بلاد شام سے ہوتا گاہ دیکھا میں نے ایک راہب کو اُسکے عبادتخانہ میں کہ کہتا تھا دریافت کرو سوداگروں سے کہ تم میں کوئی مکہ کا بھی رہنے والا ہو طلحہ نے کہا میں اہل حرم سے ہوں کہا راہب نے کیا ظہور کیا ہو مکے میں احمد نے کہا میں نے کون احمد کہا اُس راہب نے بیٹا عبداللہ بن عبدالمطلب کا کہ یہ دن

آنکے مبعوث ہونے کے ہین اور وہ آخر الانبیا ہین بعثت یعنی نبوت اُنکی مکے مین اور ہجرت مدینہ ہی
کہا طلحہ نے مین نے راہب کی بات خوب یاد رکھی جب مین مکے مین پہونچا لوگون سے پوچھا کہ تم مین
کوئی واقعہ نیا ظاہر ہوا ہی کہا لوگون نے سچ ہی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب نے دعوی نبوت کا
کیا ہی اور متابعت اُنکی ابو بکر بن ابی قحافہ نے کی پس آیا مین ابو بکر کے پاس اور جو کچھ کہ راہب سے
مین نے سنا تھا سب اُنسے کہا اور مین نے پوچھا کہ کیا تمنے تابعداری اُنکی کی ہی فرمایا ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے کہ ہان اور لے گئے طلحہ کو ہمراہ اپنے حضور اقدس نبوی مین اور طلحہ شرف
اسلام سے ہوے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ جن دنون مین بھیجا اللہ جل جلالہ
نے اپنے پیغمبر کو اور ظاہر ہوئی نبوت اُنکی مکے مین گیا مین جانب شام کے جب بصرے مین
پہونچا ایک جماعت نصارٰی کی میرے پاس آئی اور کہا کیا تو حرم سے آیا ہی مین نے کہا ہان
کہا اُس جماعت نے کہ پہچانتا ہی تو صورت اُس شخص کی جسنے کہ مین دعوی پیغمبری کا کیا ہی
مین نے کہا ہان پہچانتا ہون پس میرا ہاتھ پکڑا اور ایک بتخانہ مین کہ اُسمین تصویرین
رکھین تھین لے گئے اور کہا دیکھ تو اُسمین کوئی تصویر اُس پیغمبر کی ہی پس دیکھا مین نے
کہ اُسمین صورت پاک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہین ہی مین نے کہا کہ ان تصویرون مین
وہ صورت مبارک نہین پھر لے گئے مجکو دوسرے بتخانے مین کہ پہلے سے بڑا تھا اور اُسمین بھی
تصاویر بہت تھین پس کہا کہ دیکھ اُسمین آیا ہی تصویر اُس پیغمبر کی نگاہ کی مین نے پس دیکھی
صورت شریف جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور صورت ابی بکر صدیق رضی اللہ
عنہ کو کہ دو کپڑے پہنے ہوے ہین زانوے مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہا اُس
جماعت نے یہی ہی صفت اور صورت اُس پیغمبر کی کہا مین نے نہ بتلاؤنگا مین تمکو جب تک نہ معلوم
کرون کہ تم کیا کہتے ہو پس اُنھون نے بیان کیے صفات حضرتؐ کے کہا مین نے گواہی دیتا ہون
کہ یہ وہی پیغمبر موعود ہی کہا اُس جماعت نے کہ اُنکو پہچانتے ہو جو زانو اُنکا پکڑے ہین کہا
مین نے ہان اُن لوگون سے کہا کہ یہ یار اُنکے اور خلیفہ اُنکے ہین بعد اُنکے کہا مین نے کہ ڈرتا ہون
کہ کفار قریش اُس پیغمبر کو قتل نکرین کہنے لگے کہ واللہ دے اُنکو مار نہ سکینگے وہ پیغمبر آخر الزمان
ہین غالب کیا ہی اللہ نے اُنکو سب پر اور مروی ہی ام المومنین صفیہ بنت حی بن اخطب سے
کہ جب تشریف لائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ مین اور اُترے منزل قبا مین
میرا باپ حی بن اخطب اور چچا ابو یاسر بن اخطب دونون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

پاس علی الصباح گئے اور تمام دن گھر مین نہ آئے جب شام ہوئی دیکھا مین نے اُنکو کہ نہایت رنج و غم سے پژمردہ صورت آکر گھر مین پڑ رہے اور مین کہ محبوب ترین اولاد سے تھی موافق عادت مانوس اُنکے پاس گئی دے دونون اِسقدر رنج اور غم مین گرفتار تھے کہ اِتنی فرصت اور طاقت نہ پائی جو میری طرف التفات کرتے اِس حال مین میرے چچا نے میرے باپ سے پوچھا اہو ہو یعنی کیا یہ وہی پیغمبر آخرالزمان ہین کہ جنکی مدح اور نعت ہمنے توریت مین پڑھی ہی میرے باپ نے کہا واللہ یہ وہی ہی کہا چچا نے بالیقین تم جانتے ہو کہ یہ وہی شخص ہی کہا واللہ الیقینی مجکو معلوم ہی کہ یہ وہی ہی تب کہا چچا نے کہ تم اپنے دل مین بہ نسبت اُنکے کیا پاتے ہو محبت یا عداوت کہا عداوت واللہ جب تک مین جیتا ہون اُنکی عداوت مین سعی اور کوشش کرونگا پس وے دونون شقی ازلی عداوت اُس فخر دو عالم مین گرفتار عذاب ابدی رہے نعوذ باللہ من ذالک اور اِسیطرح کی اخبار کتب مین بہت ہین یہان اِسقدر کافی ہی وباللہ التوفیق الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ٭

تمام ہوئی مجلس پہلی

مجلس دوم

یہ مجالس دوسری ہے پیچ ذکر اُن فضائل کے کہ مشترک ہین
درمیان ذات پاک حضرت اور انبیا علیہم السلام کے اور ذکر ہے
فضائل مختصہ اُس عالی جناب اور اُنکی اُمت مرحومہ کا
اور بیان ہے تشریفات قیامت اور اسماء شریف کا

جانو تم اے غلامان محمدی کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے جواہر نفوس انسانیہ کو مختلف پیدا کیا ہے بعضے نہایت مرتبہ صفا اور نہایت جودت اور طہارت ہین اور بعضے متوسط اور بعضے نہایت کدورت اور کمال رداءت ہین اور ہر قسم کے مراتب اور درجات ہین بھی تفاوت رکھا اور نفوس انبیاء کرام علیہم السلام کو سب سے بہت صاف اور نہایت جید اور ابدان کو اُنکے کمال پاکیزہ اور صالح تر عیب اور نقصان سے بہ نسبت اور نفوس بشری کے وجود مین لایا اور باوجود اسکے سب دائرہ کمال مین داخل اور اپنے غیر سے فاضل اور کامل ہین لیکن آپسمین بھی فضیلت اور تفاوت رکھتے ہین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصح اور عادل مزاج کی راہ سے اور اسلم اور اطہر ہین کی طرف سے اور اصفا اور ازکی بہ نسبت روح کے اور اکمل اور اتم از روے خلق کے ہین اور کسی کا اس بات مین اختلاف نہین کہ وہ محبوب بارگاہ صمدیت افضل البشر اور سید اولاد آدم ہین اور جو کچھ کمالات اور کرامات کہ انبیاء کرام کو عنایت ہوے تھے وے سب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرحمت فرمائے بلکہ بعضے اُن خصائص اور فضائل سے مخصوص کیا کہ انبیاء سابقین علیہم السلام اُنسے محروم تھے اور اسی سبب سے آپ اور انبیا پر فائق ہوے اما آدم علیہ السلام انکو یہ بزرگی تھی کہ پیدا کیا حق سبحانہ تعالیٰ نے اُنکو اپنے ید قدرت سے جیسا کہ فرماتا ہے کہ خمرت طینۃ آدم بیدی اربعین الف صباحا یعنی خمیر کیا مین نے گل آدم کو اپنے دست قدرت سے چالیس ہزار

فصل فضیلت حضرت آدم علیہ السلام

برس مین و فصنت فیہ من روحی اور ڈالی مین نے اُسمین روح اپنی فقعوا له ساجدین پس سجدہ کرو تم اے
فرشتو آدم کو واسطے تعظیم اور بزرگی آدم کے اور جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کامل دیا
کہ حق تعالیٰ خود والی ہوا اپنے سینۂ مبارک کی کشادگی کا اور بھیجا اُسمین نور ایمان اور حکمت جیسا کہ
فرماتا ہی الم نشرح لك صدرك الآیۃ پس متولی ہوا آدم علیہ السلام کی خلقت و وجودی کا اور متولی ہوے
ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق نبوی کا اور حکم فرشتون کو واسطے سجدہ کرنے آدم علیہ السلام کے
اگرچہ بظاہر واسطے تعظیم اور تکریم آدم علیہ السلام کے تھا مگر حقیقت مین بسبب ودیعت نور محمدی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا جو ہر روح آدم علیہ السلام مین اور ظہور اُس نور کا آدم علیہ السلام کی
پیشانی مین اور بزرگی دنیا اُنکا ساتھ خلعت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الآیۃ کے زیادہ تر ہی
بزرگی آدم علیہ السلام سے ساتھ حکم کرنے فرشتون کے واسطے سجدۂ آدم علیہ السلام کے کیون کہ
سجدۂ آدم علیہ السلام مین حق تعالیٰ ملائکہ کے ساتھ شریک نہ تھا اور صلوٰۃ اور سلام مین اور پیغمبر
مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فرشتون کے شریک ہی علاوہ یہ ہی کہ سجدہ ملائکہ مین تعظیم نور
محمدیہ آدم علیہ السلام کی ایک بار سے زیادہ نہوئی اور صلوٰۃ و سلام مین افاضۂ انوار رحمت اور
اسرار قدس کا دائم اور مستمر ہی جمیع از منہ مین اور مامور ہین سو منین اُسمین واسطے شریک ہونے کے

اور فضیلت آدم علیہ السلام کو یہ بھی کہ حق تعالیٰ نے اُنکو نام سب چیزون کے تعلیم فرمائے کہ علم آدم الاسماء
کلہا اور دیلمی نے مسند الفردوس مین حدیث ابو رافع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ تعلیم کیے گئے مجکو بھی نام سب اشیاکے جیسے کہ آدم علیہ السلام کو تعلیم کیے گئے تھے
بلکہ مجکو علم ذوات مسمیات کا بھی دیا گیا ہو اور شک نہین ہو کہ مرتبہ مسمیات کا اعلیٰ ہو اسماء سے کیون کہ تمام
ہر چیز کا واسطے اظہار اُس چیز کے ہوتا ہی پس وہ چیز مقصود بالذات ہوا اور نام مقصود بالتبع اور فضل علم کا
فضل معلوم سے اُسکے ہو اور مروی ہو عبد الرحمن بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ آدم علیہ السلام نے
کہا مین سردار آدمیون کا ہون روز قیامت کو مگر ایک شخص میری اولاد سے کہ وہ ایک پیغمبر ہی
پیغمبرون سے نام اُسکا احمد ہو کہ اُسکو بزرگی دی حق تعالیٰ نے مجھپر دو وجہ سے ایک یہ کہ زوجہ
اُسکی معاون اور مددگار ہوگی ہر شدائد اور بلیات مین اور زوجہ میری مددگار نہوئی بلکہ باعث ہوئی
اور پر خطاکے کہ وہ گیہون کھانا ہو اور نکالا جانا بہشت سے بدولت اُسکے دوسری یہ کہ حق تعالیٰ نے
اُسکو اور پر اُسکے شیطان کے تسلط اور غالب کیا کہ شیطان اُنکا مسلمان ہوا اور میرا شیطان کافر رہا

اما ادریس علیہ السلام پس فضیلت دی حق تعالیٰ نے اُنکو کہ فرمایا ہی اُسکے حق مین

فضیلت آدم علیہ السلام بر ملائکہ و بر ادریس علیہ السلام ۱۲

ورفعناہ مکانا علیا یعنی اُٹھایا ہمنے اُسکو ایک مکان عالی پر اور سوا اُس سے آسمان چہارم ہے اور یہ فضیلت دی حق تعالیٰ نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج سے اور لیگیا اُس مکان پر کہ کوئی وہان نہ پہونچا اما نوح علیہ السلام پس فضیلت اُنکو یہ ہو کہ نوح علیہ السلام اور جو لوگ کہ ایمان لائے تھے غرق ہونے سے طوفان کے روز بچے اور فضیلت دی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ بچایا اپکی امت کو ہلاک ہونے عذاب آسمانی سے اور فرمایا ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنی عذاب نفرمادیگا اللہ تعالیٰ تیری امت کو اور حال یہ کہ تو اُنکے درمیان ہین ہو اور بزرگی دی حق تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کہ کشتی اُنکی آب طوفان ہین غرق نہوا اور بشرف دیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ اس سے جیسا کہ روایت کی گئی ہو کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کے دریا کے بیٹھے تھے اور عکرمہ بن ابی جہل وہان حاضر تھا اُسنے کہا کہ اگر تو اپنے دعوی نبوت مین صادق ہو تو بلاؤ اُس تیھر کو جو دوسری طرف دریا کے ہو کہ اِس جانب کو آوے اور پانی مین نہ ڈوبے پس اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکی طرف وہ تیھر وہان سے پیرتا ہوا اِدھر کو آیا اور روبرو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑا ہو کہ شہادت اوپر رسالت حضرت کے دی اور پھر بحکم حضرت جہان سے آیا تھا وہین پھر گیا پس عکرمہ ایمان لایا پس اے لوگون نہ ڈوبنا کشتی کا دریا مین کچھ عجب نہین کہ یہ خاصہ لکڑی کا ہی عجیب تر اُس سے نہ ڈوبنا تیھر کا ہو اور نوح علیہ السلام نے واسطے اپنی قوم کے دعاے عذاب کی کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا یعنی اے پروردگار نہچھوڑ تو زمین پر کسی کو کافرون سے اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے اپنی امت کے دعاے ہدایت فرمائی کہ اللھم اہد قومی فانھم لا یعلمون یعنی خدایا ہدایت کر تو میری قوم کو کہ یہ انجان ہین سبحان اللہ وتعالیٰ کہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنون کی بھی بہبودی فرماوین تو خوشحال غلامون کا کہ کیا کچھ پرورش پیوگی اما ابراہیم علیہ السلام پس حق سبحانہ تعالیٰ نے آپر نار نمرود کو بردو سالم کیا اور فرمایا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکی امت پر مثل اُسکے اُس آگ جنگ کافرون کو کہ جسکی لکڑی نلوارین اور شعلہ اُسکا موت اور جلانے والا حسد اور بغض اور مطلوب اُسکا روح اور جسد تھا بردو سالم لیا جیسا کہ فرماتا ہو کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاہا اللہ یعنی جب جلایا کفار نے آتش جنگ کو حسد اور عداوت سے سرد کردیا اللہ نے اُسکو یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنی بہت چاہا کفار نے کہ بجھادین اللہ کے نور کو اپنے مونہون سے پس

ف تفضیل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر حضرت نوح علیہ السلام ۱۲

ف تفضیل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر حضرت ابراہیم علیہ السلام ۱۲

انکار کیا پر وہ کارگر نہ ہوا اور نہ بجھانے پر بلکہ تمام کیا اُس نور کو اور زیادہ اُسکو فروغ دیا اور سرد کی آتش
انکے شرارت کی اور مذکور ہو کہ جب تشریف لیگئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج کو پہونچے اوپر
ایک آگ کے دریا کے کہ علما اُسکو گرمناری کہتے ہین پس وہ دریا سرد ہو گیا مثل برف کے اور حضرت
اُسپر ہو کر چلے گئے اور نسائی نے روایت کی ہو کہ محمد بن حاطب نے کہا ہمپین میرے اوپر ایک دیگ
اُلٹی ہوئی گر پڑی اور میرا بدن جل گیا پس میرا باپ مجکو حضور پُر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین
لیگیا اُس رحمتہ للعالمین نے آب دہن مبارک میرے تمام بدن پر ملا اور فرمایا اذہب الباس رب الناس
پس مین اُسی وقت اچھا ہو گیا گویا مجکو کچھ آفت نہین پہونچی تھی اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو
مقام خلت کا دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام خلت اور محبت دونون عطا ہوے اسواسطے
کہ اگرچہ خلیل اور حبیب کے معنی ایک ہین یعنی دوست لیکن فرق یہ ہو کہ جو دوستی محض خالصاً للہ ہو
اُسکو خلیل کہتے ہین اور یہ مرتبہ ابراہیم علیہ السلام کا تھا اور حبیب اُسکا نام ہو کہ اگرچہ دوستی اُسکی محض
خالصاً للہ ہو مگر صفات محب کے اُسمین تجلی فرما ہون اور یہ مرتبہ خاص ذات مقدس موسی کا ہی ہین وجہ
سے حبیب اللہ ہوے پس ذات مبارک آپکی جامع تھی مرتبہ خلت اور محبت کی اور مخصوص ہونا حضرت کا
شفاعت عام سے اور کلام کرنا اُس مقام مین علامت آپکی محبوبیت کی ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے بتون کو توڑا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن بتون کو کہ دیوار کعبے مین مضبوط
گڑے ہوے تھے باشارہ اُیک لکڑی کے کہ دست مبارک مین تھی توڑا اور فرمایا کہ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا اور نہ تھا یہ مگر بقوت ربانیہ اور قدرت الہیہ کے اور ابراہیم
علیہ السلام کو بنا بیت الحرام دی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکھنا حجر اسود کا اُس مقام
مین دیا گیا جیسا کہ قصہ بنا قریش مین آویگا اور حجر اسود بنسبت بیت اللہ کے بمنزلہ قلب بلکہ شہادت
قلب کے ہو اور حدیث شریف مین آیا ہو کہ الحجر یمین اللہ اور اسی واسطے بوسہ دیا جاتا ہو جیسے کہ بوسہ
دیے جاتے ہین ید سے ہاتھ وقت عہد اور پیمان کے اور روز قیامت کو اُسکی آنکھ اور زبان ہوگی کہ اپنے
زائرون کو پہچانے گا اور شفاعت کریگا پس عمل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنا بیت اللہ مین قوی تر
اور کامل تر نسل ابراہیم علیہ السلام سے ہوا اور فضائل ابراہیم علیہ السلام سے یہ ہو کہ بدلے اُنکے بیٹے یعنی
اسمٰعیل علیہ السلام کے باوصف پیغمبر ہونے کے ایک بکری قربانی کو بھیجی اور یہان حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے ذالہ کے عوض مین باوجود بیگانگی کے سو اونٹ فدا کردیے اور قصہ اُسکا علما سے سیر اور صاحب
عصر نے یون لکھا ہو کہ ایک دن عبد المطلب نے نذر کی کہ اگر حضرت ذبیح الطیبات جل ذکرہ مجھکو دس بیٹے

حاشیہ: تفسیر ابن عباس و تفسیر ابن کثیر و تفسیر جلالین و تفسیر مدارک و تفسیر خازن و تفسیر بیضاوی و تفسیر کشاف و تفسیر حسینی و تفسیر معالم التنزیل و تفسیر روح البیان و تفسیر روح المعانی و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر ابن جریر و تفسیر ابن منذر و تفسیر ابن مردویہ و تفسیر ابن ابی شیبہ و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر ابن جریر و تفسیر ابن منذر و تفسیر ابن مردویہ و تفسیر ابن ابی شیبہ

عنایت کرے تو انہیں سے ایک کو اپنے دو فرزندوں اسمٰعیل علیہ السلام کے طریقہ پر قربانی کروں اور اس نیت کر خوب مضبوط کیا جب حق تعالیٰ نے انکو دس بیٹے دیئے اور وہ جوان اور بالغ ہوئے عبدالمطلب نے چاہا کہ اپنی نذر کو وفا کریں اور ایک کو انمیں سے قربانی کروں پس سب بیٹوں کو جمع کیا اور کہا میں نے یہ نذر کی تھی سب نے عرض کیا کہ ہم سب حاضر ہیں اگر آپ ہم سب کو قربانی کریں جبکہ کچھ عذر نہیں ہے آپ کو اختیار ہے عبدالمطلب انکو لیکر گئے اور فرمانبرداری سے نہایت خوش ہوئے اور دس قرعے لیکر ہر ایک پر ایک ایک بیٹے کا نام لکھا اور کعبے کا ایک خادم تھا اسکو قربانی کی اور خدمت بیت الحرام اور قرعہ پھینکنے کی اسکو سونپی عبدالمطلب مع اولاد اور ان جوانوں کے اسکے پاس گئے اور وہ قرعے خادم کعبہ کے ہاتھ میں دیئے کہ مخلوص نیت بیت الحرام میں پھینکے اور جسکا نام نکلے اس لڑکے کو قربانی کروں جب خادم نے انکو پھینکا تو عبداللہ پدر رسول گوار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا نکلا عبدالمطلب نے باوجودیکہ سب لڑکوں سے زیادہ انکو پیار کرتے تھے تصمیم ذبح کا کیا تب بنی مخزوم اقربا ماموری حضرت عبداللہ کے عبدالمطلب کو اس بات سے مانع ہوئے اور کہا کہ یہ ہرگز نہوگا جو سب لڑکوں میں فضائل اور بلاغت میں زیادہ اور عقل اور دانائی میں فائق ہووے تقتول ہو اور اور قریشی بھی مانع ہوئے اور کہا یہ قصد نکرو بہتر یہ ہے کہ تمہاری اولاد میں سنت ہو جاوے اور نسل منقطع ہووے اسمیں تامل اور فکر بہتر ہے آخر الامر یہ بات ٹھہری کہ زمین حجاز میں ایک کاہن سجاح نام ہے بڑا دانا اور فن کہانت یعنے قال گوئی میں بے نظیر اسکے پاس چلنا چاہیئے اور اظہار اس حال کا کیجیے دیکھیے وہ اسمیں کیا مصلحت بتاتا ہے اور کون امر تجویز کرتا ہے عبدالمطلب ایک جماعت قریش کی ہمراہ لیکر اس کاہن کے پاس گئے اور اس سے سب حال کہا وہ بولا کہ تمہارے درمیان میں زینت ایک شخص کی کیا مقرر ہے عبدالمطلب بولے دس اونٹ سجاح نے کہا درمیان دس اور اونٹ اور عبداللہ کے قرعہ نکلا اگر قرعہ اونٹ پر پڑا نبہا اور اگر عبداللہ پر پڑے دس دس اونٹ بڑھاؤ دیکھو اب کار کہاں تک پہونچتا ہے عبدالمطلب نے موافق اسکے کہنے کے عمل کیا اور قرعہ درمیان دس اونٹ اور عبداللہ کے پھینکا وہ قرعہ عبداللہ کے نام پر پڑا اسی طرح ہر بار میں دس دس اونٹ زیادہ کیے جب سو اونٹ کی پہونچی قرعہ اونٹوں پر پڑا قریش اس بات سے بہت خوش ہوئے اور کہا اے عبدالمطلب حق سبحانہ تعالیٰ راضی ہوا ان اونٹوں پر کہ فدائے عبداللہ کے ہوویں عبدالمطلب نے فرمایا نجاؤ تم ہو جب تک میں عبداللہ کی کرل سیر اور بھی مطمئن نہ ہو جب تک پھر میں امتحان نکروں میں عبدالمطلب نے کئی بار قرعہ پھینکا ہر بار قرعہ اونٹوں پر پڑتا تھا تب عبدالمطلب مطمئن ہو کر شکر اور سپاس حق تعالیٰ کا بجا لائے

اور اونٹوں کو قربانی کرکے جنت میں بھیجا اور عبداللہ نے اس رنج و غم اور قتل کے دھڑکے سے نجات پائی
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے خبر دی کہ انا ابن الذبیحین یعنی حضرت اسمٰعیل و عبداللہ اور
صحت کو پہونچا ہو کہ قیامت کے روز ایک ایک مرد مسلمان کے بدلے ایک ایک کافر فدا کیا جاویگا اور
کہا جاویگا ہذا فداک من النار اور عرض اُنکے دوزخ میں ڈالا جاویگا پس نظر کر اے طالب صادق کہ کہاں
رود رسالت کہ جسکے فرزند کے بدلے ایک مینڈھا دنیا میں قربانی کو آوے اور کہاں یہ محبوب کہ اُسکے ہزاروں
غلاموں کے لیے آدمی تصدق اور فدا کیے جاویں اور دوزخ کو بھیجے جاویں مصرعہ سبحان تفاوت
رہ از کجاست تا بکجا ✦ اما موسیٰ علیہ السلام پس اُنکو حق تعالیٰ نے یہ بزرگی دی تھی کہ عصا اُنکا
اژدہا ناطق ہوا اور دی اُس مخدوم نبی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ بزرگی کہ ایک ستون مسجد
نبوی میں اُس محبوب کبریا کی مفارقت سے مثل اونٹ کے فریاد و فغان کرتا تھا جیسا کہ بیان اُسکا
معجزات میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر میں
لکھا ہو کہ ایک دن ابوجہل نے چاہا کہ پتھر جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ڈالے تا جسم
مبارک کو صدمہ پہونچے دیکھا کہ دونوں بازوے مبارک پر دو اژدہے ہیں اُس سے ڈر کر بھاگ گیا
اور موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا دیا گیا کہ اُسنے فرعون کے مکان کے گرد کو روشن کر دیا اور اُس
سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ نور از سر تا قدم دیا کہ دیدہ اہل بصیرت کے اُس جمال باکمال میں
خیرہ ہوتے تھے اور مثل آفتاب و ماہتاب کے تابان اور روشن تھا اگر نقاب بشری نہ پڑا ہوتا کسی کو
مجال دیکھنے کی نہوتی اور قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ میں ایک رات نماز عشا کی
حضرت کے ساتھ پڑھکر رخصت ہوا اور رات بہت اندھیری تھی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ایک شاخ خرما کی میرے ہاتھ میں دی اور فرمایا اسکو لے کہ تیرے آگے پیچھے سے دس دس گز روشن
ہو جاویگا اور جب تو اپنے گھر پہونچیگا تو گھر کے گوشہ میں ایک کالا سانپ دیکھیگا پس اُسکو اپنے گھر سے
نکال دیا رواہ ابونعیم اور صحیح بخاری میں مذکور ہو کہ جب عباد بن بشر اور اسید بن حضیر اندھیری
رات میں حضور پر نور نبوی سے رخصت ہوکر چلے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک عصا تھا پس اُنمیں سے
ایک عصا روشن ہو گیا اور وہ دونوں اُسکی روشنی میں چلے جاتے تھے جب دے جدا ہوئے اور اپنے
اپنے گھر کو جانے لگے دوسرا عصا بھی روشن ہو گیا اور ہر ایک اُسکی روشنی میں اپنے اپنے گھر کو پہونچے
اور بھی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تاریخ میں اور بیہقی نے حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے
نقل کیا ہو کہ ایک بار چند صحابہ ہمراہ رکاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک سفر میں تھے

پس شب تاریک میں ایکبارگی متفرق ہوگئے پس روشن ہوگئیں انگلیاں میری اسکی روشنی میں یعنی جب جمع ہوگئے اور انگلیاں میری بطبعی ہی روشن تھیں اور کچھ آپہ صدمہ تھا اور حدیث شریف میں آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی کو واسطے دعوت ایک قوم کے بھیجا اُسنے کچھ نشانی مانگی تا موجب حجت کا ہو پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت مبارک اپنی اُس صحابی کی پیشانی پر ماری کہ اُس جگہ ایک سفیدی ظاہر ہوگئی اور ایک نور پیدا ہوا تب اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ڈرتا ہوں کہ لوگ اسکو میری بدعا کریں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس روشنی کو اسکی کوڑے پر نقل کر دیا پس سب احادیث بہت بڑی دلیلیں ہیں اُنکی نورانیت پر اور ہر آیت اُس نورانیت کی خادمان درگاہ ہیں کہ عصا اژدہا ہوگئے عصا اور تازیانہ پر اور موسیٰ علیہ السلام نے واسطے یار ہونے اپنی امت کے دریا کو بھاڑا کہ اُنکی راہ دیا سے یار ہوگئی اور دامن بھی نہ تر ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصدیق نبوت اور آرائش کے اطمینان قلب کے واسطے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور یہ اُس سے زیادہ ہوا کہ وہ تصرف تھا عالم سفلی میں اور یہ تصرف ہو عالم علوی میں اور بھی ایک روایت میں آیا ہو کہ ما بین آسمان اور زمین کے ایک دریا ہو کہ اسکو بحر خوف کہتے ہیں کہ دریا زمین کا بہ نسبت اُسکے ایک قطرہ ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج میں اُس سے پار ہو کر چلے گئے اور یہ اعظم ہو بھاڑنے موسیٰ علیہ السلام سے دریا سے زمین کو اور قبول ہونا دعا موسیٰ علیہ السلام کا واسطے ہلاک ہونے فرعون اور اُسکی قوم کے کہ ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم پس مقبول ہونا دعا میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زیادہ اُس سے ہو کہ شمار میں آوے اور حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے واسطے بارہ چشمے پانی کے تھر سے نکالے اور یہاں اصحاب سالت آب کے لیے چشمے پانی کے انگلیوں سے جاری ہوئے تھر سے پانی نکلنا کچھ عجب نہیں ہو کہ ان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار یعنی بعضے تھروں سے چشمے پانی کے جاری ہوتے ہیں عجب تر یہ ہو کہ گوشت و پوست اور رگ و پے سے آب صافی رواں ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے مقام کلیمی کا دیا کہ فرمایا ہو وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محرم راز نبی کا کیا کہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی اور مقام مناجات موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور تھا اور مقام اُس مخبر انبیا کا آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ سے اُس طرف ہوا کہ وہ مقام منتہی علوم خلق کا ہو اما ہارون علیہ السلام پس حق تعالیٰ نے اُنکو فصاحت لسانی اور خوش بیانی دی جیسا کہ آیا ہو قرآن شریف میں واخی ہارون ہو افصح منی لسانا یعنی فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ بھائی میرا ہارون مجھسے زیادہ خوش بیان ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ فصاحت اور بلاغت عنایت ہوئی کہ زیادتی اُسپر متصور نہیں اور ہارون علیہ السلام کو

فصاحت فقط زبان عبرانی مین تھی یا بہ نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ فصیح تھے بیساکہ لفظ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہو کہ ہوا فصح منی یعنی ہارون مجھسے زیادہ فصیح ہو اور بھی مشہور ہو کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی زبان مین لکنت تھی اور زبان عربی اُس سے زیادہ فصیح ہو اور منہ ما یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا افصح العرب و العجم یعنی مین سارے عرب اور عجم سے زیادہ خوش بیان ہون

اما یوسف علیہ السلام پس حق سبحانہ نے انکو تھوڑا جمال دیا تھا کہ اسکے دیکھنے سے زبان ملامت کنندگان زنیخانے اپنے ہاتھہ کاٹ ڈالے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ جمال باکمال دیا کہ جو تامل کرے اُنکے حلیہ مبارک مین ہرگز کسی بشر مین نپاوے ۵ فما نظر العیون مثل جمالہ ۴ ولا سمعت اذنی کمثل محمد ۴ ولا شعرت ارض بمثل نعالہ ۴ ولا سمعت اذن کذکر محمد ۴ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر خواب اور تاویل احادیث کا دیا گیا کہ یعلمک من تاویل الاحادیث الآیۃ سو وے ہمگی تین چیزین منقول ہین **ایک** تعبیر اُس خواب کی کہ جسمین آفتاب اور ماہتاب اور گیارہ ستارون کو اپنے لیے سجدہ کرتے ہوے دیکھا تھا **دوسری** تعبیر خواب اُن دو قیدیون کی کہ بادشاہ مصر ان نے اُسی زندان خانہ مین انکو قید کیا تھا **تیسری** تعبیر خواب اُسی بادشاہ کی اور تفصیل اُسکی کتب تفاسیر مین مذکور ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ علم حد سے زیادہ تھا کہ اخبار اور آثار کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو بعضے اُن سے اسکی جگہ پر لکھے جاوینگے

اما داؤد علیہ السلام پس اُنکے ہاتھہ مین حق تعالیٰ نے سخت لوہے کو نرم کیا کہ فسدہ ما یا والانا لہ الحدید یعنی نرم کیا ہمنے لوہے کو داؤد کے واسطے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سنگ خارا کو کہ اُس سے زیادہ سخت تھا نرم کیا کہ جس تعبیر مین آپ کا فرماتے وہ ماند موم کے نرم ہو جاتا اور نشان قدم شریف کے اُسمین نجب جاتے چنانچہ بمقام ابراہیم مین متواتر اور اشہر کہنیون مبارک کا نار جرا مین مشہور ہو اور پہاڑی بیت المقدس کی اسقدر نرم ہو گئی کہ اسمین آپ نے اپنے مرکب شریف کو باندھا اور تسبیح کی پہاڑون نے داؤد علیہ السلام کے ساتھہ اور تسبیح کی سنگریزون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکے اصحاب کے ہاتھہ مین **اما سلیمان علیہ السلام** پس فضیلت دی گئی کلام طیور سے اور تابعدار کیا جنون اور شیاطین اور موا کو اُنکے واسطے اور وہ ملک دیا گیا کہ بعد اُنکے کسی کو نہ ملا سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ بھی دیا گیا اور زیادہ اُس سے

اما کلام طیور پس مروی ہو کہ ایک دن ایک چڑیا ہوا سے آئی اور گرد مہ مبارک کے بھری کی اور کچھ عرض کیا آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ یہ چڑیا فریاد کرتی ہو تم مین سے کسی نے اسکے بچے لیے ہین

اور ایسکو دردناک کیا ہو لازم ہو کہ ایسکے بچون کو ایسکے پاس چھوڑ دو اور تسبیح کرنا سنگریزون کا کف مبارک مین
اور باتین کرنا حیوانات کا اعاظم معجزات سید کائنات سے ہو اور تسخیر شیاطین اور جنّہ کی پس وہ سلیمان
علیہ السلام کی خدمت کے لیے تھے تا وے سلیمان علیہ السلام کی خدمت کرین اور واسطے ہمارے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کے لیے تھے تا وے آنحضرت ایمان لاوین سو ویسا ہوا کہ جن اور
شیاطین سب مشرف باسلام ہوے اور حدیث صحیح مین آیا ہو کہ ابلیس نماز مین روبرو جناب سرور عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیطان آیا آپ نے اُسکو مسجد کے ستونے سے باندہ دیا تا مدینے کے لڑکے
اُسکے ساتھ کھیلین اور فلسفیہ ہود کی کہ بو پہنچاتی تھی سلیمان علیہ السلام کے تخت کو صبح سے دوپہر تک
ایک مہینے کی راہ پر اور دوپہر سے شام تک ایک مہینے کی راہ پر جہان وہ چاہتے تھے پس عرش اُسکے واسطے
مسخر کیا کہ پلک مارتے مین فرش سے عرش تک طے کر گیا اور سلیمان علیہ السلام کے لیے زمین مسخر کی کہ طے
کرتے تھے حضرت جسقدر کہ منظور ہوتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے زمین کو جمع کیا کہ دیکھتے تھے
آپ مشرق سے مغرب تک اور بڑا فرق آسمین ہو کہ ایک آپ چلکر زمین کو طے کرے اور یہ کہ زمین خود چلکر اُسکے
پاس جاوے اور اعطاے مملکت سلیمان علیہ السلام کو کہ دوسرے کو بعد اُنکے ویسی بادشاہی میسر نہ آئی
پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختیار دیے گئے درمیان بادشاہت اور بندہ ہونے کے پس جناب
سید ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بندگی کو اختیار کیا کہ وہ ملک عظیم ہو اور اُسکو زوال نہین اور ایسا
ملک عظیم بھی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو میسر نہوا اور شمار کیا حق تعالیٰ نے لشکر سلیمان
علیہ السلام کو جن و انس اور طیور سے اور فرمایا وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر فہم یوزعون
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر ہزاروں فرشتے جبرئیل و میکائیل کے ہمراہ روز غزوۂ بدر کبریٰ
اور احد کے تھے اور قلعہ کبوتر کے بجڑے کا کہ گھسے غار حرا کے دروازہ پر جھجو نجھ لگائے اور آشیانہ
بنایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنون کی شرارت سے محفوظ رہین مشہور ہو اور غایب لشکر سے
محافظت اور حمایت ہوتی ہو سو وہ یہان بہت آسان طریقے سے حاصل ہوئی اما عیسیٰ علیہ السلام
پس وے مردون کو زندہ کرتے تھے اور مادرزاد اور کوڑی کو چنگا فرماتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم بلکہ آپکے ہوا یہ را بہت سے زندہ کرنا مردہ کا بارہا وقوع مین آیا اور کلام کرنا جمادات اور اشجار کا مرتبے
کلام کرنے سے ابلغ و اتم ہو آخر آنکہ ابو قتادہ کی کہ نکل پڑی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دست مبارک سے اُٹھا کر اُسکو اُسکی جگہ پر رکھدیا آگے سے بہتر اور روشنی مین پہلے سے زیادہ ہوئی اور
حضرت معاذ بن عفرا کی کو رحم ہو گئی تھی جب اُسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی

آپ نے ایک لکڑی سے کہ آپکے ہاتھ مین تھی اُسکو چھوا وہ مرض جاتا رہا اور جو عیسیٰ علیہ السلام معجزے سے جانتے تھے کہ لوگ اپنے گھرون مین یہ کھاتے ہین اور پیتے ہین اور یہ صحیح کرتے ہین یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ اس سے ہوکہ حضور اور بیان مین آوے کیونکہ تمامی احوال زمین سے آسمان تک آپ پر منکشف تھا جیسے یہ کیونکر پوشیدہ ہوتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو تھے آسمان پر اُٹھا لیے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج مین اُس سے زیادہ بڑھکر ایسی جگہ پر پہونچے کہ وہان کسی کی مجال نہ تھی اور مخصوص ہوے اُن مراتب اور درجات سے اور سماع مناجات اور انواع مشاہدات اور کرامات سے کہ طاقت بشری اُسکے بیان سے قاصر ہو ربا عی مسیح بر فلک چارمین قرار گرفت * کلیم بر جبل طور اعتبار گرفت * غلام ہمت آنم کہ فوق کون و مکان * براق عزم جہانید و دست یار گرفت * جو فضائل اور کرامات اور معجزات کہ تمامی انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم اجمعین مین حاصل تھے وہ سب ذات فیض آیات اُس سرور فخر موجودات مین موجود تھے ربا عی خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری * حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری * صورت و شکل و شمائل حرکات و سکنات * آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری * الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وصل یہ ذکر فضائل مختصرہ اُس عالی جناب کا ہوجاوے تم اے اہل مجلس کہ کمالات اور فضائل اور خصائص اور مراتب اُس ذات مجمع صفات کے استقصار ہین کہ اگر ہر فرد بشر کو عمر فلک اور الیاس کی ملے اور وہ تمام عمر انہین بیان کرتا رہے عشر عشیر اُسکا بیان نکر سکے پھیر اس ضعیف ناداں کا کیا رتبہ جو حقیقت قدر اور منزلت اُس سرور پیغمبران رسالت کی بیان کر سکے لیکن بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے تھوڑا سا حال گوش گذار سامعین کے کرتا ہو کہ پروردگار تعالیٰ نے روح پر فتوح اُس شہنشاہ کونین کو قبل سب ارواح کے پیدا کیا اور ساری خلائق کو آپکے نور سے عالم ظہور مین لایا اور مقصود اصلی ایجاد عالم کے وجود باجود آپ ہی کا تھا اور اگرچہ بظہور اُس بادہ نوش وحدت کا بعد سب انبیاء کے ہوا مگر فالم الاتاع ہین بھی سب انبیاء کی ارواح کو آپکی تربیت اور فیضان سے محروم نہ رکھا اور جبتک کہ آفتاب آپکی روی کا پردہ غیب مین غروب تھا کواکب ثوابت حضرات انبیاء نے کہ اُسکے نور مین چھپے تھے ظہور کیا اور بعد طلوع اُس نیر اعظم کے افق سعادت سے کہ تا قیام قیامت عروج مین ہو انوار اُن ستارون کے محو اور مختفی ہوگئے ع جا کہ کہ سلطان نیمہ زد خرگہا نماند عام را * جیسا کہ مروی ہو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مین اول سب انبیاء سے ہون خلقت مین اور آخر سب سے ہون مبعث مین اور جملہ فضائل مختصرہ اُس جناب پاک سے یہ ہوکہ وہ یگانہ وہ عندلیب گلستان رسالت

فصل بیان احوال و مناقب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جوامع الکلم یعنی وے کلمات کہ عبارت مین مختصر اور معانی بہت ہین اور اس حدیث نے چالیس حدیث جوامع الکلم کو
باعتبار اسکے کہ رواج کے دن بزمرۂ من حفظ من امتی اربعین حدیثا یبعثون یہ کے داخل اور فرداے قیامت کو
بسعادت جوار نبیہ اللہ یوم القیمۃ عالما کے داخل ہوے لکھی ہین اور ترجمہ ہندی اسکا واسطے نفع خلائق کے
آخر کتاب مین علاحدہ تحریر کیا شائق کو لازم ہو کہ اسکو بھی دیکھے ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم قال النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما الاعمال بالنیات ۔ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ ۔ المسلم من
سلم المسلمون من یدہ ولسانہ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ من الخیر ۔ الدین النصیحۃ
البلاء موکل بالمنطق ۔ المستشار مؤتمن ۔ الدال علی الخیر کفاعلہ ۔ زر غبا تزدد حبا ۔ المجالس
بالامانۃ ۔ الشوم فی المرۃ والفرس والدار ۔ النظر سہم مسموم من سہام ابلیس فمن ترکہا خوفا
من اللہ اتاہ اللہ ایمانا یجد حلاوتہ فی قلبہ ۔ نعمتان مغبون فیہما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ اول
ما یرفع فی المیزان الخلق الحسن ۔ القناعۃ مال لا ینفد بحبک الشی یعمی ویصم ۔ البعد والی الناس
نصف العقل ۔ حسن السوال نصف العلم ۔ جمال الرجل فصاحۃ لسانہ لا فقر اشد من الجہل ۔ لا مال
اعود من العقل ۔ لا ایمان کالصبر والصبر ۔ کن فی الدنیا کانک غریب او لعابری سبیل ۔ ارح ما یریبک
الی ما لا یریبک ۔ من کنوز البر کتمان المصائب والامراض والصدقۃ ۔ لا تنظر الشماتۃ باخیک فیرحمہ اللہ و
یبتلیک ایہا تحفۃ والفرقۃ عذاب ایہا زیر کلہ الندم توبۃ الحرب خدعۃ العدۃ عطیۃ الامانۃ تعلم
القرآن وہو الدواء الدعاء ہو العبادۃ البرکۃ مع اکابرکم الرضاع یغیر الطباع ملاک العمل خواتیمہ ملاک
الدین الورع الصوم جنۃ انعم جماع الاثم اور ہر ایک ان کلمات سے ایک خزانہ ہو کہ مشتمل ہو اوپر عجائب
اور غرائب آداب دین اور دنیا کے اور ایک قاعدہ ہو متضمن سعادت اولی اور اخری کو اور ہر ایک کا شرح
اور بیان ہو کہ دفتروں مین نہ سماوے مضمون احادیث شریف الدین النصیحۃ کو شامل ہو تمام علوم اولین اور
آخرین کو اگر تمام علماء زمانہ جمع ہووین اور شرح اسکی کرین ہرگز تھوڑا بھی بیان اسکا نہو سکے اور جملہ مضامین
مشتملہ اس مؤثر مخلوقات سے یہ ہو کہ ذکر کیا حق تعالی نے ہر عضو شریف حضرت کا اپنے کلام مجید مین بسبب کمال
محبت کے ساتھ اپنے نبی کے اور نہایت عنایت کے اوپر حال اپنے جیسا کہ ذکر اسکے قلب شریف کا اس آیہ کریمہ مین کیا
نزل بہ الروح الامین علی قلبک اور ذکر اسکی زبان مبارک کا اس قول مین کیا فانما یسرناہ بلسانک اور نطق
حضرت کو اس آیہ کریمہ مین بیان فرمایا وما ینطق عن الہوی اور بشریف آنکھون اس آیہ کریمہ مین مذکور کیا
ما زاغ البصر وما طغی اور ذکر روے مبارک آنکھون ان آیات مین بیان کیا قد نری تقلب وجہک فی السماء اور
قول وجہک شطر المسجد الحرام اور گردن مبارک آپ کو اس آیہ کریمہ مین ذکر کیا ولا تجعل یدک مغلولۃ

الی عنقک اور سینہ اور پشت مبارک آپکو اس قول مین بیان فرمایا الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک
الذی انقض ظہرک اور جملہ خصائص نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو نام دکھنا حق تعالی کا جو ہر موقوف نام
اپنے سے کہ محمود ہے محمد اور احمد کہ نہ موسوم ہوا کوئی نبی قبل اس عالی جناب کے اس نام پر اور کھلانا اور
پلانا معجزت کو اعضاء اور بہشتی کے جیسا کہ معلوم و حال مین آیا ہے اور راستہ اور میثاق تمامے انکا
تمامی انبیا سے روز ازل سے انکا کہ ایمان لاوین میرے حبیب محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور مدد
اور اعانت آپکے دین کی کرین اگر آپ موجود ہووین والا زمانی اپنی امت سے کہ جاوین اور لکھا نام مبارک
حضور کا اوپر عرش معلی اور تمامی آسمان اور بہشت و مافیہا کے اور لوح محفوظ اور طوبی اور سدرۃ المنتہی پر
اور مذکور ہونا آپکے نام شریف کا اس اذان مین کہ عہد حضرت آدم علیہ السلام مین تھی اور اذان ملائکہ مین
اوپر عرش اعلی کے اور واقع ہونا اشارہ اور بشارت وجود باجود آپکا کتب سابقہ مین اور ہونا نسب
شریف حضرت مین عبد اللہ والد ماجد حضرت سے تا حضرت آدم علیہ السلام سفاح یعنی زنا کہ عہد جاہلیت مین
عادت تھی اور ہونا انکا بہترین قرون بنی آدم سے قرنا بعد قرن اور پیدا ہونا انکا اکابر اور اشراف
قبائل عرب مین اور محکمون ہونا بتون کا وقت ولادت شریف انکی کے اور ظاہر ہونا انکا شکم مادر سے
مختون اور مسرور اور طاہر اور ساجد اور رابندر کھنے والا نظر کو جانب آسمان کے اور اٹھانے والا انگشت شہادت
اسوقت مین اور دیکھنا آمنہ کا وقت پیدائش انکی کے ایک نور کہ منور ہوے روشنی اسکی سے قصور شام کے
اور بلنا گہوارہ انکے کا ہلانے ملائکہ سے اور باتین کرنا گہوارہ مین چاند سے اور پھر جانا چاند کا اشارہ
مبارک انکے سے مبطرف کو کہ چاہتے اور سایہ کرنا ابر کا سر ہمایون انکے پر گرمی آفتاب مین اور شق ہونا
صدر شریف کا کئی بار اور مساوی ہونا رویت کا پیش و پس سے اور روشنی اور تاریکی مین اور نہ گذرنا
کوئی پرندے کا ہنگام پرواز سر مبارک پر ہو کر اور غائب ہو جانا بول و براز انکے کا بعد فراغت قضاے حاجت کے
زمین مین اور باقی رہنا کئی مہینے تک خوشبو مشک اور عنبر کی اس جگہ سے اور کہین ایک شخص نے پیشاب
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پی لیا اسکی اولاد مین کئی پشت تک خوشبو آنا کی اور شیرین ہو جانا آب دہن کا
انکے طاب دہن شریف سے اور کفایت کرنا اسکا طفل شیر خوارہ کو اور ہونا بجاے شیر مادر اسکی کے
اور سایہ نہ پڑنا اس نور خدا کا زمین پر اور محفوظ رہنا انکا جہانی اور خطرہ احتلام سے اور نہ بیٹھنا مگسون کا
بدن مبارک پر اور نہ بننا مچھروں کا خون اطہر انکے کو اور کپڑون شریف مین جون نہ پڑنا اور بڈھا اور نحیف
نہونا اس جانور کا کہ جسپر آپ سوار ہوتے تھے اور ہونا عرق بدن اطہر کا خوشبو تر مشک اور عنبر سے
اور سب سے اوپر کے معلوم ہوا وقت پیدا ہونے کے لوگون دراز قد کے ساتھ اور مرد میانہ قد سے بڑھنا

جبکہ تنہا چلتے اور گود مین دبانا جبرئیل علیہ السلام کا ابتدا روح مین اور تصرف کرنا حجر و شریف اُنکے مین یہ سب خصائص اسی خلاصۂ عالم سے ہو کہ کوئی دوسرا اسمین شریک نہین اور تفصیل ہر ایک کی اپنے مقام مین آویگی اور جملہ فضائل مختصہ اُس شریف آدم سے یہ ہو کہ جس پتھر پر گذر مبارک ہوا نشان قدم شریف کے اسمین بنجانے سے جیسا کہ مقام ابراہیم مین متواتر ہو اور قصہ اسکا یون ہو کہ جب حضرت ابراہیم نے بنا کعبہ انتہا کو پہونچی تب حکم الٰہی ہوا کہ اذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا و علی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس پتھر پر کہ اب مقام ابراہیم مشہور ہو کھڑے ہو کر لوگون کو واسطے حج کے پکارا حق تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی ندا اور آواز تمام عالم بلکہ عالم ارواح مین بھی پہونچائی اور جو بنی آدم کہ اپنی ماکے پیٹون مین اور باپ کی پیٹھون مین تھے اُنھون نے بھی اُس آواز کو سنا اور مشہور ہو کہ جسنے عالم ارواح اور اجساد مین جواب حضرت ابراہیم کے پکارنے کا دیا حج اُسکو نصیب ہوتا ہو اور جسنے کہ جواب ندا یا تھا وہ سعادت حج سے محروم رہتا ہو اور وقت ندا و ابراہیم علیہ السلام کے اثر قدمین مبارک کا اُس پتھر مین ظاہر ہوا کہ مدت تک زیارت کرنے والے دور دور کے اُس سے مستفیض ہوتے رہے اور بسبب چھوئے ہاتھون کے اثر قدمین اُسکے کم نما ہوا جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے بحجۃ الوداع مین اثر قدمین ابراہیم علیہ السلام پر کھڑے ہوئے اٹھ انگل قدم مبارک اُس عالی جناب کے اُس پتھر مین جاتے رہے اب کنارے اُس پتھر کے چاندی سے منڈھکر اور چاندی کی صندوق مین رکھکر غلاف اطلس سیاہ زردوزی کا اُسپر ڈالا ہو اور گرد اُسکے دو گز کے فاصلے سے پنجرہ فولادی نہایت تکلف کا بنا کر چھوڑا ہو اور وہ ہمیشہ مقفل رہتا ہو مگر جو سعادتمند کہ مشیخ المقفل کہ مسئلہ سے التجا کرتا ہو وہ نصف شب کو خلوت مین دروازہ اُس پنجرے کا کھولکر اور اُب زمزم سے نشان قدمین مبارک دھوکر زائرون کو دیتا ہو اور اثر گھٹنون مبارک کا مزدلفہ مین محاذ قزاق الحجر مین متصل گھر ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشہور ہو اور اثر سم شتر شریف کا بیچ مسجد نبی سعادہ کے مدینہ طیبہ مین واقع ہو اور جملہ خصائص ذات پاک سے یہ تھا کہ رقت و کلالت سے اخبار کاہنان قریش سے منقطع ہوے جیسا کہ مروی ہو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ قبل ولادت جناب سید السادات کے شیاطین کو آسمان پر جانے سے امتناع تھا وہان جاتے تھے اور اخبار آسمانی لاکر کاہنان قریش کو پہونچاتے تھے اور کاہن ایک قوم تھی کہ انکی ارواح ارواح خبیثہ اجنہ کے ساتھ ایک مناسبت اور علاقہ روحانی تھا کہ بسبب اُس علاقہ کے وے علوم اُسے سیکھتے تھے اور اپنی طرف سے اُسمین جھوٹ بہت ملاکر لوگون کو خبر دیتے تھے جیسا کہ

حضرات انبیا کو ساتھ اور روح علیہ ملائکہ کے ایک مناسبت روحی تھی کہ اُسی مناسبت سے مورد وحی اور اخبار صادقہ کے ہوئے جب وہ آفتاب نبوت مطلع اجلال سے طلوع ہوا تب آمد و رفت آسمان کی شیاطین سے موقوف ہو گئی اور اگر قصد جانے کا کرتے شعلہ ہائے ناری سے مارے جاتے بعضے اُنسے مر جاتے اور بعضوں کے منھ سیاہ ہو جاتے اور اکثر دیوانے ہو جاتے اور بعضوں کے اعضا میں خلل ہو جاتا پس شول بیابانی ہو جاتے اور حج کیا حق سبحانہ تعالیٰ نے واسطے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کلام اور رویت کے اور شرف کیا اُنکو اسی عالم میں اپنے جمال لایزال کی رویت سے اور بھیجا اُنکے لیے براق اور لیگیا اُنکو شبانہ شب مسجد حرام سے تا بمسجد اقصیٰ اور وہاں سے ایسی جگہ کہ کوئی وہاں نہ پہونچا

رباعی

سر سیّ سفرے جز بحرم عور نکرد ✤ یعنی سفرے کرد و بے دور نکرد ✤ قربان مسافرے کہ در خلوت عرش ✤ با کس رعمارت در کسے شور نکرد ✤ اور دکھایا آپ نے اپنے پروردگار کو بچشم سر اور دکھائے اللہ نے اُنکو آیات کبریٰ اور نگاہ کیا اُنکو نظر باسوی سے اور حاضر کیا اُنکے لیے انبیا علیہم السلام اور امامت کرائی آپ سے اپنے انبیا اور فرشتوں کی اور مطلع کیا آپکو نعیم بہشت اور عذاب دوزخ سے اور یہ خصائص اور کمالات کسی ملک اور نبی اور ولی کو میسر نہوئے اور مخصوص کیا آپکو ساتھ چلنے فرشتوں کے آپکے پیچھے جہاں آپ جائیں اور لڑے فرشتے آپکے ہمراہ لڑائیوں میں اور وعدہ کی آپکو کتاب کریم حالانکہ وہ سرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی یعنی بے پڑھے لکھے تھے اور مخصوص کیا آپکو فاتحۃ الکتاب اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول سے کہ یہ سب عرش مجید کے خزانوں میں سے ہیں اور نہ دیا کسی پیغمبر کو مثل آپکے اور عنایت کیں آپکو کنجیاں تمام زمین کے خزانوں کی جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوتیت مفاتیح خزائن الارض علی فرسی البراق علیہ قطیفۃ من سندس اور سپرد کیا آپکے اختیار میں رزق سب کا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے انا قاسم واللہ یعطی اور قوت دی آپکو تعلیم کرنے خلق پر اور بالمن تمام عالم کی اور جملہ خلائق پر تصرف دانش سے مبعوث ہوئے جیسا کہ فرمایا بعثت الی الخلق کافۃ اور تہنیت دی اپنے محبوب کو دشمنان دین پر کہ اُنکے جی میں وہ ڈر اور خوف سما دیا کہ ایک مہینے کی راہ پر مارے آپکی ہیبت اور رعب کے حیران و پریشان تھے جیسا کہ فرمایا نصرت بالرعب مسیرۃ شہر اور وہ مخصوص ایک مہینے کی یہ ہے کہ شہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمنوں کے شہر سے ایک مہینے کی راہ سے زیادہ دور نہ تھا اور یہ خصوصیت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلقاً تھی کچھ موقوف لشکر اور فوج پر نہ تھی بلکہ اگر آپ تنہا بے لشکر ہوتے تو بھی ویسی ہی دہشت تھی جیسی کہ ساتھ لشکر کے تھی اور حلال کیا واسطے اپنے حبیب کے مال غنیمت کو کہ حلال نہ تھا قبل اُسکے کسی نبی پر جیسا کہ فرمایا

اعطیت لی الغنائم اور اگلی شریعتون مین حکم یہ تھا کہ غنیمت یعنی لوٹ مال کو ایک جگہ پر جمع کرتے اور آگ آسمان سے نازل ہوکر اُن غنائم کو جلا دیتی اور کہی گئی تمام زمین اُنکے لیئے مسجد تھی جہان چاہین وہان نماز پڑھین اور مخصوص نہ تھا مسجد و کنارہ کسی مکان مین پر اور خاک کو پاک کرنے مین حکم پانے کا دیا حدیث مین آیا ہی کہ جملہ فی الارض مسجداً وترابا طھوراً یعنی کی گئی میرے واسطے تمام زمین مسجد اور خاک پاک اور اگلے انبیا کی امتون کو یہ دولت نصیب نہوئی تھی کہ مسجدین اور عبادتخانے اُنکے مقرر تھے کہ جو زمین قدمگاہ انبیا کی تھی اور اُنکے قدمون کی برکت سے اُس زمین کو شرف طہارت کا حاصل ہوا تھا وہی اُنکی مسجد اور عبادتخانہ تھا بسا اوقات وہان کے اور جگہ عبادت اور نماز جائز نہ تھی اور جو زمین کہ اس سعادت سے مشرف نہوئی ہوتی اُسکو وے پاک نہین جانتے تھے اور سفر مین تختہ لکڑی کا کہ اُسپر اُنکے نبی نے نماز پڑھی ہوتی ہمراہ رکھتے اور وہی بچھاکے اُنکی مسجد کے ہوتا اور اگلی شریعتون مین تیمم بھی درست نتھا اور کیا حق تعالی نے اُنکو خاتم الانبیا و المرسلین کہ بعد اُنکے کوئی پیغمبر نہوویگا اور اُنکی امت کو حضرت عیسی علیہ السلام کا آسمان سے آخر زمانہ مین متمحض دین محمدی کی مدد کے واسطے ہوگا اور وہ سے مثل ایک عالم کے اُنکی امت کے عالمون سے ہوونگے پس شرع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیامت تک ہمیشہ رہنے والی ہو اور ناسخ اور مٹانے والی ہو سب انبیا اور مرسلین کی شریعتون کو اور بھیجا اُنکو پروردگار تعالی نے واسطے رحمت اور ہدایت خلق کے جیسا کہ فرمایا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی نہین بھیجا ہمنے تمکو اے محمد گر واسطے رحمت کے خلق پر اور پکارا اور یاد فرمایا حق سبحانہ تعالی نے تمام نبیون کو اُنکا نام لیکر کہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ و یا نوح اہبط بسلام منا وبرکات علیک و یا ابراہیم اعرض عن ہذا و یا موسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی و یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض و یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی و یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ و یا عیسی انی رافعک الی اور خطاب نفرمایا اپنے نبی کریم کو مگر یا ایہا الرسول یا ایہا النبی و یا ایہا المزمل یا ایہا المدثر کرکے اور جو نام اُس خلاصۂ عالم کا کہ مقام غیر خطاب مین بیچ کلام مجید کے آیا ہی بطریق مدح اور ثنا کے اور مقرون بذکر صفت نبوت اور رسالت کے ہی چنانچہ وما محمد الا رسول و محمد رسول اللہ و اما بنعمۃ ربک فحدث و ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور حرام کیا اللہ تعالی نے پکارنا اُس مقبول بارگاہ احدیت کا نام لیکر اور فرمایا لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا یعنی نہ پکارو تم رسنے نبی کو اُنکا نام لیکر اور یا احمد یا محمد کہکر جیسا کہ اپنے آپسمین پکارتے ہو تم بلکہ پکارو تم اُنکو بتعظیم اور توقیر سے اور کہو تم یا ایہا النبی و یا ایہا الرسول و لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لا تجہروا

بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون یعنی اور نہ بلند کرو تم اپنی آوازوں کو اوپر آواز نبی کے اور نہ پکارو تم انکو جیسا کہ پکارتے ہو بیکار ہووین اعمال تمہارے اس فعل سے تفسیر مین آیا ہو کہ ثابت بن قیس مرد بلند آواز اور کانون سے بہرے تھے جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اپنے گھر مین بیٹھ رہے اور مجلس شریف نبوی مین حاضر نہوتے تھے ایک دن جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہت دن ہوے ثابت کو نہین دیکھا اُسکو کیا ہوا بعد ازان آپ نے اُنکو بلایا اور مہربانی اور عنایت بہت فرمائی اور حال نہ حاضر ہونے کا پوچھا عرض کیا یارسول اللہ یہ آیہ کریمہ آپ پر نازل ہوئی اور مین بلند آواز اور بہرا ہون ڈرتا ہون کہ آواز میری بلند ہو اور اعمال میرے حبط ہو جاوین فرمایا کہ تم اُن لوگون سے نہین ہو اور آپ اُنسے بہت راضی ہوے اور اُنکے حق مین دعا و خیر کی اور فرمایا زندگی کرتے ہو تم بخیر اور مروگے بھی تم بخیر اور بشارت دی آپ نے اُنکو جنت کی اور شہید ہوے ثابت روز جنگ یمامہ کے اور ایسی حرام تھا پکارنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دروازہ حجرہ پر سے بلکہ حسن ادب یہ تھا کہ آکر دروازہ حجرہ مبارک پر بیٹھ رہتے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از خود تشریف باہر لاوین اور جمال باکمال سے مشرف فرماوین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لایعقلون ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم اور بجملہ فضائل مختصہ اوس ذات جامع الصفات سے یہ تھا کہ قسم کھائی حق تعالی نے اُنکی زندگی اور آپ کے شہر اور آپکے زمانہ کی اور کلام کیا آپ سے بجمیع اقسام وحی اور ملازم رہا اسرافیل علیہ السلام کو گیارہ برس کی عمر تک کہ قبل آپکے کسی نبی پر اسرافیل نازل نہوے جیسا کہ طبرانی نے حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہی کہ سنا مین نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ آیا مجھپر اسرافیل علیہ السلام کہ قبل میرے کسی پیغمبر پر نازل نہوا تھا اور کہا مجھسے اسرافیل علیہ السلام نے کہ مین بھیجا ہوا تیرے پروردگار کا ہون فرماتا ہی پروردگار تیرا کہ مین تجکو اختیار دیتا ہون اس بات مین کہ پیغمبر اور بندہ ہو تو یا پیغمبر اور بادشاہ پس اختیار کیا مین نے پیغمبر اور بندہ ہونے کو اور اگر پیغمبر اور بادشاہ ہوتا مین سب بیمار ہونے کے ہو کہ میرے ساتھ چلتے بعد ازان جبرئیل علیہ السلام کو گیارہ برس کی عمر سے آخر عمر شریف تک ملازم اور حاضر باش درگاہ نبوت کا رہا اور عرض کیا اللہ سبحانہ تعالی نے آپکے اگلے پچھلے گناہون کو یعنی اگرچہ سب انبیا علیہم السلام بخشے ہوے ہین اور عذاب کرنا انبیا پر جائز نہین ہی لیکن بتصریح اسطرح سوا سے آپکے اور کسی نبی کے واسطے نہین

نہیں فرمایا اور فضیلت خاص آپ ہی کے واسطے ہو اور جملہ فضائل مختصہ اُس فخر نبی آدم سے یہ ہو کہ اسلام لایا شیطان اُنکا اور ارام بحکم نہیں کرتا ہو اُنکو مگر نیکی کا جیسا کہ مروی ہو عبد اللہ بن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کوئی شخص تم میں سے نہیں ہو مگر یہ کہ مقرر کیے گئے ہیں اُسپر دو ساتھی ایک جن اور ایک فرشتہ تب صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپکا حال بھی ایسا ہو فرمایا ہاں مگر اعانت اور مدد کی میری میرے پروردگار نے کہ اسلام لایا جن ساتھی میرا اور نہیں کہتا ہو وہ مجھسے بجز نیکی کے اور جملہ خصوصیات اُنہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ہو کہ سلام کیا حق تعالیٰ نے آپکی سب بیبیون پاک دامن کو سب مسلمانون پر بعد آپکے اور فرمایا وما کان لکم ان تو ذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا اور سب بیبیون پاکدامن کو اللہ تعالیٰ نے مان سب مسلمانون کی فرمایا ازواجہ امہاتہم یعنی بیبیان پیغمبر کی سب مسلمانون کی مائیں ہین اور یہ فرمانا اللہ تعالیٰ کا واسطے تعظیم اور تکریم اپنے نبی کریم کے ہو اور جملہ خصائص نبوی سے یہ ہو کہ جو شخص خواب مین رویت جمال باکمال حضرت سے مشرف ہوا اُسنے بے تحقیق بیشک اور شبہ آپہی کو دیکھا اسواسطے کہ شیطان بہصورت آنحضرت کے نہین ہو سکتا ہی یعنی اگرچہ حق تعالیٰ نے طاقت اُسکو بہصورت ہونے کی بصورت ہر شخص کے دی ہی مگر قادر اور یہ ہشکل ہونے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسکو نہین کیا ہو فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من رانی فی المنام فقد رانی الحق فان الشیطان لا یتمثل بی اور اسواسطے کہ وہ سرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر ہدایت ہین اور شیطان مظہر ضلالت اور ہدایت و ضلالت ہر دو ضدین اور خلاف ہین و الضدان لا یجتمعان اور جملہ خصائص ذات پاک سے یہ ہو کہ نام رکھنا اور پنام شریف حضور کے میمون اور مبارک اور نافع ہی دنیا اور آخرت مین جیسا کہ مروی ہو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ روز قیامت مین میرے ہمنام مومن کو حکم الٰہی واسطے دخول جنت کے ہو ریگا دنے عرض کرینگے کہ الٰہی ہمنے کوئی عمل سزاوار اور لائق دخول جنت کا نہین کیا فرماویگا حق تعالیٰ کہ معہد کیا ہو مین نے کہ نہ ڈالونگا دوزخ مین اُسکو جسکا نام محمد یا احمد ہوگا اور ابو نعیم نے انیط بن شریط سے نقل کیا ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قسم کھائی حق تعالیٰ نے اپنی عزت اور جلال کی کہ نہ عذاب کرونگا اُسکو جو کہ ہمنام تیرا ہوگا اور مروی ہو جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے کہ کوئی خوان نہین چور کھا جاوے اور اُسپر ہمنام محمد کا حاضر ہووے مگر یہ کہ پاک کرتا ہو حق تعالیٰ اُس گھر کو کہ رکھا گیا وہ خوان اُسمین ہر روز

ف

ف

ف

دوبارہ آوے بھی آیا ہو کہ جس گھر مین بہنام محمد ہو حق تعالیٰ برکت دیتا ہو اُس گھر مین اور بھی منقول ہو
کہ جمع نہین ہوتے ہین لوگ واسطے مشورۂ کسی کام کے اور اُس جماعت مین بہنام حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا ہو مگر یہ کہ برکت دیتا ہو حق تعالےٰ اُس مشورہ مین اور آیا ہو کہ جسکا
نام محمد یا احمد ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکی شفاعت کرینگے اور بہشت مین اُسکو
بھیجا دینگے اور جملہ خصائص نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ہو کہ مستحب ہی غسل کرنا اور
خوشبو لگانا واسطے پڑھنے حدیث شریف کے اور اُسکو مکان بلند اور ممتاز مین پڑھنا
بہتر ہو جیسا کہ حال امام مالک رحمۃ اللہ کا بروایت مطرف سابقاً مذکور ہوا اور نہ اُٹھنا
وقت پڑھنے اُس کلام خیر انجام کے واسطے تعظیم اور توقیر کے یہ بے ادبی اور اہانت
اُس کلام پاک کی ہو اور جملہ خصائص اُس عالی جناب سے یہ ہو کہ جسکو سرور عالم صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم پکارتے اگر چہ وہ نماز مین ہوتا جواب دینا اُسپر واجب ہوتا جیسا کہ بخاری رحمہ اللہ
نے سعید بن المعلی سے روایت کی ہو کہ مین ایک دن نماز مین تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے مجکو پکارا پس مین نے جواب نہ دیا اور بعد فراغت نماز کے حضور اقدس نبوی مین گیا اور عرض کیا
کہ یا رسول اللہ مین نماز مین تھا اس سبب سے جواب نہ دیا فرمایا کہ تمکو حکم الٰہی نہین ہو پہنچا
کہ فرماتا ہی یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم الآیہ پس اجابت اُس
سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرض ہوا اور تارک اُسکا گنہگار ہو اور جملہ خصائص نبوی
سے یہ ہو کہ جھوٹھ باندھنا اوپر اُس سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل اور لوگون کے نہین ہو
بلکہ جو جھوٹھ باندھے اوپر اُس عالی جناب کے پس شہادت اُسکی مقبول نہین اگر چہ بعد توبہ ہووے
اور جگہ اُسکی دوزخ ہوگی جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار
اور مروی ہو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے جھوٹھ باندھا اوپر رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس بھیجا آپ نے علی بن ابی طالب اور زبیر رضی اللہ عنہما کو کہ جاؤ تم
اور اگر وہ شخص ملے تو اُسکو مار ڈالو اور جملہ خصوصیات سے یہ ہو کہ بھیجا حق تعالیٰ نے جبرئیل
علیہ السلام کو ایام مرض شریف مین واسطے عیادت اُس جناب پاک اور پرسش احوال
مزاج مبارک کے اور پڑھی گئی نماز جنازہ اُس سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرادی
فرادی بلا امامت اور دفن ہوے بعد تین دن کے اور بچھائی گئی چادر اطہر مزار شریف مین کہ اُسکو
حالت حیات مین بچھا کر آرام فرماتے تھے اور تاریک ہو گیا عالم روز وفات شریف کے اور

متعین ہونا فرشتے کا اور سطہر بر واسطے ہونیکے صلوٰۃ و سلام کے زائرون اور غائبون عاشقین سے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض تبلغونی عن امتی السلام روایت کی ہی اس حدیث کو بسند صحیح امام احمد اور نسائی اور حاکم نے اور مروی ہی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ سبحانہ کا ایک فرشتہ ہی کہ دی ہی حق تعالیٰ نے اسکو قوت سننے کی ہر بندے سے پس جو بندہ کہ درود بھیجتا ہی مجھپر یہ فرشتہ اسکو سنکر مجکو پہونچاتا ہی اور عمر میں مجھپر کیا جانا اعمال امت کا اس جناب پاک پر اور استغفار کرنا اس رحمۃ للعالمین کا واسطے امت کے جیسا کہ ابن المبارک نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ کوئی دن نہین مگر یہ کہ عرض کیے جاتے ہین اعمال امت کے صبح اور شام اور پر اس جناب کے پس پہچانتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو اور انکے اعمال کو اور بعضی روایات مین آیا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیے جاتے ہین مجھپر اعمال امت کے پس جب دیکھے اگر بد ہوتے ہین مجھپر تا ہون اسکو اور اگر نیک ہوتے ہین عرض کرتا ہون درگاہ رب العزت مین اور بعد عرض کے کھواتا ہون مین ان اعمال کو نہدے کے نامۂ اعمال مین یہ سب خصائص اس فخر بنی آدم کے ہین اور جملہ فضائل مختصہ سے یہ ہی کہ فرمایا اس رسول عالی مقام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ما بین قبری و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ رواہ البخاری یعنی درمیان میری قبر اور منبر کے ایک باغ ہی بہشت کے باغون سے اور جملہ خصائص ذات پاک سے یہ ہی کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے کسی مخلوقات پر اپنے سوا و نبی ہو یا ملائکہ درود نہ بھیجا مگر اس جناب اقدس و انور پر اور فرمایا ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

فصل یہ تو ذکر تھا خصوصیات جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اب بیان ہو ان چیزون کا جو خاص ہین دین محمدی مین اور بیان خصوصیات انکی امت مرحومہ کا کہ کسی اگلی شریعتون اور امتون مین وے پیزین نہ تھین پس جانو تم اے امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ فضائل اور خصائص تمھارے بہت ہین اور بڑی فضیلت اور فخر تمھارا یہ ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوا جیسا کہ نبی تمھارے خاتم الانبیا اور جامع فضائل اور کمالات تھے ویسے ہی تم خاتم الامم اور ذی الاکمال دین اور تمام نعمت اور خوشنودی خالق سے ہو جیسا کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا ہی کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الآیہ والیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم

خصوصی و فضیلت لکم الاسلام دینا اور یہ فضائل تمہارے کہ کتب سابقہ مین لکھے ہین پہلی مجلس مین ہو چکے
اب جو تمہارے نبی نے بیان فرمائے سنو کہ تمہارے فضائل اور خصائص سے ہو حلال ہونا غنیمتون کا اور مسجد
اور معبد ہونا تمام روے زمین کا اور پاک کرنے مین حکم خاک کا برابر پانی کے ہونا کہ کسی نبی کی امت کو
یہ نصیب نہ تھا اور دو نعمتین بھی مخصوص تمہارے لیے ہوا اور امم سابقہ اُسمین شریک نہین جیسا کہ
فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان امتی یدعون یوم القیمۃ غرا محجلین من آثار الوضوء
یعنی امت میری بلائی جاوینگی روز قیامت کو اپنے پروردگار کے روبرو روشن پیشانی آثار وضو
سے اور منجموع نماز پانچون وقت کی بھی تمہارے خصائص سے ہو کہ اگلی امتون مین نماز چار وقت کی
تھی اور نماز عشا کی نہ تھی اور اول جسنے کہ نماز عشا پڑھی تمہارے نبی نے جیسا کہ حدیث شریف مین
آیا ہی تاخیر کرو تم نماز عشا کو اسواسطے کہ تمھین فضیلت دیے گئے ہو اس نماز سے اور قبل تمہارے
کسی امت نے یہ نماز نہین پڑھی اور اذان اور اقامت اور آمین نماز مین بھی تمہارے خصائص
سے ہو مروی ہوام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا جناب رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہود حسد نہین کرتے ہین ہمارا اتنا کسی چیز سے جسقدر کہ حسد کرتے ہین سلام
اور آمین سے اور بھی خصائص تمہارے سے ہو کہ منصوف تمہاری نماز اور قتال مین مانند صفوف
ان فرشتون کے ہین کہ حج مین گرد عرش معلی کے قدر اور منزلت اور قرب بارگاہ صمدیت مین اور
نماز جمعہ بھی مخصوص تمہارے لیے ہو کہ اورون کو نہین ہو جیسا کہ بخاری رحمۃ اللہ نے روایت کی ہو
کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دن یعنی جمعہ وہ روز ہو کہ فرض کی تھی اللہ تعالی
نے اُسمین عبادت اور یہود اور نصاری کے بعد اُسکے مخصوص کیا واسطے ہمارے اور گردانا روز سنیچر
واسطے یہود کے اور اتوار واسطے عبادت نصاری کے اور مخصوص کی تمہارے لیے ایک ساعت روز جمعہ کی
کہ جو اُس ساعت مین بندگا رب العزت سے چاہو مانگا ہو اور اس ساعت مین اختلاف بہت ہی مگر
بہت صحیح دو قول ہین ایک یہ کہ وہ ساعت وقت سوار ہونے خطیب کے ہو منبر پر واسطے خطبہ کے
تا فراغ نماز دوسرا قول یہ ہو کہ وہ آخر ساعت اُسدن کی ہو اور خصائص تمہارے سے ہو کہ لیلۃ شب
رمضان کو حق تعالے تمکو بچشم رحمت دیکھتا ہو اور جسکو حق جل مجدہ بچشم رحمت دیکھے اُسے کبھی
عذاب نکریگا اور داخل کریگا اُسکو بہشت مین اور جملہ خصائص تمہارے سے ہو کہ بسے روزہ دار کی
منھ کی نزدیک حق تعالی کے خوشبو تر ہو مشک اذفر سے اور استغفار کرتے ہین ملائکہ واسطے تمہارے
ہر شب رمضان مین اور ناخر شب رمضان مین بخشتا ہو اللہ تعالی گناہ اگلے اور پچھلے تمہارے اور قید

کیے جاتے ہین شیاطین قید ہوتے ہین اور رمضان کو اول شب ہو سحر اور جلدی کرنا روزہ کھولنے مین اور صبح ہونیکو کھانا اور پینا اور جماع تمام رات تا صبح صادق بخلاف اُمم سابقہ کے کہ اُنپر کھانا پینا سونے کے بعد حرام تھا اور خصائص تمھاری سے شب قدر ہر حدیث شریف مین آیا ہو کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا کہ ہزار مہینے اُسنے راہ خدا سے تعالے مین جہاد کیا اور ہتھیار کمر سے نہ کھولے صحابہ نے عرض کیا کہ ہم سے کسکو اسقدر طاقت ہو کہ ایسا کرسکے پس سورۂ قدر نازل ہوئی کہ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے اور عبادت اُس شب مین افضل ہزار مہینے کے جہاد سے راہ خدا مین اور اُٹھائے حق تعالے نے تکالیف شاقہ جسے ہو کہ تھے اگلی اُمتون پر مثلاً تعین قصاص کا قتل عمد اور خطا مین اور کاٹ ڈالنا اُس عضو کا جسنے خطا کی اور کاٹ ڈالنا اُس جگہ کو جہان نجاست بھری ہو اور مار ڈالنا اپنے تئین توبہ مین اور جو شخص بنی اسرائیل سے شب کو گناہ کرتا تھا صبح کو اُسکے گھر کے دروازہ پر لکھا ہوتا تھا کہ فلانے نے یہ گناہ کیا اور کفارہ اُس گناہ کا یہ ہو کہ دونون آنکھین اپنی کاڈالے پس وہ آنکھون کو کاڈالتا تھا اور آسان کین حق سبحانہ تعالے نے روے سخنیان اوپر تمھارے جو اگلی اُمتون پر تھین اور نرکھا تمھارے دین مین کچھ ہرج مثلاً اگر کوئی تم مین سے کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھکر پڑھے اور اگر بیٹھ نہ سکے لیٹ کر اشارہ سے ادا کرے اور جماع کیا حق تعالے نے تمکو روزہ مین نرکھنا اور قصر صلوٰۃ حالت سفر مین اور کفارہ کھانا تمھارے لیے دروازہ توبہ کا جب تک آفتاب مغرب سے نہ نکلے اور شروع کیے تمھارے واسطے کفارات حقوق اللہ مین اور دیت وغیرہ حقوق عباد مین اور اُٹھا لیا گیا جو کہ تمسے بھول چوک اور زبردستی سے صادر ہو جیسا کہ حدیث شریف مین بروایت امام احمد حنبل اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ماجہ کے آیا ہو کہ ان اللہ رفع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرہوا علیہ یعنی حق تعالیٰ جل جلالہ نے اُٹھا لیا میری اُمت سے اُن چیزون کو کہ خطا اور نسیان اور زبردستی سے صادر ہون کہ بازپرس اُسکی نکریگا اور بنی اسرائیل جب خطا اور نسیان کرتے تھے احکام الٰہی مین اُنپر عذاب سخت نازل ہوتا تھا اور حرام ہو جاتا تھا اُنپر کھانا پینا بقدر گناہ کے اور خصائص کاملہ تمھاری سے یہ ہو کہ دین اور شرع تمھاری اگلی سب شریعتون سے بہت پوری ہو کہ فرماتا ہو حق سبحانہ تعالے الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ جیسا کہ نبی تمھارا اکمل اور افضل ہو سب نبیا سے اور یہ بہت ظاہر ہو ممتاج بیان کا نہین اور تمھارے خصائص سے یہ ہو کہ عمرین تمھاری کم اور عمل تمھارا تھوڑا اور اجر و ثواب تمکو بہت زیادہ چنانچہ صحاح ستہ مین حدیث شریف مین آیا ہو کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصہ اس اُمت کا اور اگلی اُمتون کا مثل ایک شخص کے قصہ کے ہو کہ اُسنے تین مزدور مقرر کیے ایک کو

حکایت مزدور کا جسنے تین مزدور مقرر کیے اور اُنھون سے

صبح سے دوپہر تک اور دوسرے کو دوپہر سے پہر دن رہنے تک اور تیسرے کو پہر دن رہے سے شام تک کام رہا اور ایک کو ایک دینار کیا جب وقت مزدوری دینے کا آیا مزدورون نے کہا یہ تو کچھ ایسا ہوا کہ ہم سب جمل اور کام مین کم زیادہ رہین اور اجرت مین برابر تب اُس شخص نے کہا کہ مین نے جو تمسے اقرار کیا وہ دیتا ہون باقی رہا دیا وہ دنیا یہ میرا احسان ہی جسکو چاہونگا اُسکو دونگا پس پہلا مزدور مثل یہودی کے ہی اور دوسرا مثل نصاریٰ کے اور تیسرا مثل اِس اُمت کے ہی قلیل العمل کثیر الاجر اور بھی خصائص تمھاری سے ہی ہونگے اقطاب اوتاد ابدال نجبا اور نقبا اور ابدال کا کہ اور کسی اُمت مین نہوے جیسا کہ مروی ہی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابدال چالیس نفر مرد عورت ہین جب اُنمین سے کوئی مرجاتا ہی دوسرا اُسکے قائم مقام ہوتا ہی اور طبرانی نے کتاب معجم الاوسط مین نقل کیا ہی کہ خالی نہین ہوز مین چالیس مردون سے اور اُنمین کی برکت سے دنیا قائم ہی اور جب کوئی اُنمین سے مرجاتا ہی حق تعالےٰ دوسرے کو قائم مقام اُسکے کرتا ہی اور ابدال اِسی سبب سے نام اُنکا ہی اور ابن عدی نے کامل مین لکھا ہی کہ بائیس آدمی اُن چالیس تن سے شام مین اور اٹھارہ آدمی عراق مین رہتے ہین جب حکم الٰہی اُنکے فنا کا ہوگا قیامت آویگی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخیار میری اُمت کے ہر زمانہ مین پانسو آدمی اور ابدال چالیس نفر ہین نہ دے یا پنجکم ہوتے ہین اور نہ چالیس اور جو کوئی اُنمین سے مرتا ہی حق تعالیٰ اُسکے بدلے مین دوسرا قائم کرتا ہی اور یہ لوگ تمام عالم مین رہتے ہین اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چالیس مرد ہین میری اُمت سے کہ دل اُنکا اوپر دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہی دفع کرتا ہی حق تعالیٰ اُنکی برکت سے بلا خلق سے اور نام اُنکا ابدال ہی اُنمین نے یہ رتبہ اور درجہ نماز اور روزہ سے پس پوچھا ہمنے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجکر کاہے سے اُنکو یہ رتبہ بلا فرمایا کہ سخاوت اور مسلمانون کی خیر خواہی سے اور تاریخ خطیب بغدادی مین آیا ہی کہ نقبا تین سو اور نجبا ستر اور ابدال چالیس اور اخیار سات اور اوتاد چار اور غوث ایک ہوجگہ رہتے نقبا کی مغرب مین اور نجبا کی مصر مین اور ابدال کی شام مین ہی اور اخیار زمین پر پھیرتے ہین اور احوال تمام عالم کا دریافت کرتے ہین اور اوتاد چارون کونون پر زمین کے ہین اور غوث مکہ معظمہ مین رہتا ہی جب کوئی مشکل خلائق پر پڑتی ہی گریہ وزاری اور دعا کرتے ہین وہ گا رب العزت مین پہلے نقبا بعد اُسکے نجبا بعد اُسکے ابدال پھر اخیار پھر اوتاد پس اگر اُنکی دعا مستجاب اور قبول ہوئی اور مشکل خلائق کی حل ہوئی تو فبہا

ورنسب التجا جناب خود شان بین کرتے ہین بین بین قبل تمام ہونے سوال کے حق تعالیٰ دعا مغفرت کی مستجاب
کرتا ہو اور خصائص تمھاری سے یہ ہو کہ جاؤگے قبر مین بگناہ اور نکلوگے بیگناہ بسبب استغفار مومنین کے
تمھارے حق مین روایت کیا ہو اسکو طبرانی نے حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور رہے پہلے
قبر سے نکلوگے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہو کہ انا من تشق عنہ الارض عنی وعن امتی یعنی مین وہ
ہون کہ پھٹیگی زمین واسطے میرے اور میری امت کے اور نکلینگے قبر سے پہلے پیغمبر امتون کے اور ہوگی
ایک نشانی اور علامت پیشانی پر سجدہ کے اثر سے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہو سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود
اور دیے جاوینگے نامۂ اعمال تمھارے سیدے ہاتھ مین اور چلینگی اولاد تمھاری آگے تمھارے
اور نور ایمان تمھارا آگے اور سیدے طرف تمھارے ہوگا جیسا کہ ابی الدرداء نے حدیث امام احمد سے
روایت کی ہو کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیدا فرزندان مین اپنی امت کو دن قیامت کے
سفیدی پیشانی سے کہ وہ اثر سجود سے ہوگی اور اس بات سے کہ دیے جاوینگے نامۂ اعمال آنکے سیدے
ہاتھ مین اور اس بات سے کہ اولاد انکی آگے آنکے چلینگی اور روشنی نور ایمان آنکے روبرو اور سیدی
طرف آنکے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہو یسعیٰ نورہم بین ایدیہم وبایمانہم اور فضائل مختصہ تمھاری
سے یہ ہو کہ دیگا حق تعالیٰ انکو نفع تمھارے عمل سے اور غیر کے عمل سے بھی اور یہ دولت
اگلی امتون کو نصیب نہوئی کیونکہ غیر کے عمل سے انکو نفع نہوتا تھا فقط امتیون کے عمل پر
اکتفا ہی جیسا کہ صحیحین مین وارد ہو کہ جو مرے اور در ہے اوسکے ذمہ روزہ ہیں رکھے اوسکے عوض
والی اوسکا تو اس روزہ کا ثواب اس مردہ کو ملیگا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو کہ ارادہ کرے حج کرنے کا غیر کی طرف سے پس پہلے اپنی طرف سے حج کرے بعد اوسکے غیر کی طرف سے
اور صحیح بخاری مین ہو کہ بحجۃ الوداع مین ایک عورت حضور پر نور مین آئی اور عرض کیا
یا رسول اللہ میرا باپ بڈھا ہو طاقت سواری ہونے کی نہین حج مین شریک ہو فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بھی حج کر اپنے باپ کی طرف سے اور احکام کیا ایام التشریق
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبد الرحمن کی طرف سے اور انکی طرف سے بردہ آزاد کیا
اور ایک سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں نے وفات پائی آیا کچھ
اوسکے لیے صدقہ دون مین فرمایا ہان عرض کیا یا رسول اللہ کون صدقہ بہتر زیادہ ہو فرمایا پانی
دینا پس نہایا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں اور کہا یہ میری ماں کے واسطے ہوا اور عبد اللہ
بن بکر کی دادی نے نذر کی تھی کہ پیادہ پا مسجد قبا کو جاؤنگی اور قبل ادا کرنے نذر کے مر گئین پس فتوی دیا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسکے فرزند کو کہ جا اور اپنی ماں کی طرف سے نذر ادا کر پس اس آواز سے ثابت ہوا کہ عمل غیر کا ممکن نفع کرتا ہے اور خصائص تمہاری سے یہ ہے کہ داخل ہونگے تم بہشت میں سب سے پہلے جیسا کہ مروی ہے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے جو روایت طلب انی کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام کی گئی بہشت سب انبیا پر جب تک میں داخل ہوں نہ فرمانہوں اور حرام ہو سب امتوں پر جب تک میری امت داخل ہو نہ جاوے اور فرمایا کہ داخل ہونگے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار آدمی بلا حساب وکتاب الغرض دیا پروردگار تعالیٰ نے بتصدق اپنے حبیب کے مکمود مرتبہ کہ نہ دیا اور کسی امت کو جیسا کہ عنایت کیے اپنے حبیب کو دے فضائل اور کمالات کہ نہ دیے اور کسی نبی کو الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یہ ذکر ہے بشارت قیامت کا کہ مخصوص ہیں ذات پاک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں اور کوئی اس میں شریک نہیں منجملہ انکے یہ ہے کہ مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں اول ہوں لوگوں کا جو نکلینگے اپنی اپنی قبروں سے اور خطیب انکا ہوں جسوقت آویں گے نزد یک پروردگار کے اور میں بشارت اور تسلی دینے والا ہوں جب کہ حیران اور پریشان ہونگے لوگ اپنے کام میں اس روز پرسوز کو اور لواے حمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اکرم اولاد آدم کا ہوں نزدیک اپنے پروردگار کے اور یہ کلام از راہ فخر کے نہیں ہے بلکہ واقعی ہے اور مروی ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں سیدتر ین اولاد آدم ہوں روز قیامت کے اور بیشک میرے ہاتھ میں لواے حمد ہوگا اور کوئی پیغمبر آدم اور سوا انکے نہوگا مگر یہ کہ ہو نیچے میرے لواے حمد کے اور مروی ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں اٹھانے والا ہوں لواے حمد کا روز قیامت کو اور اول ہوں اُن لوگوں کا کہ ہلاویں گے زنجیر بہشت کے حلقہ دروازے کی پس کھلیگا دروازہ میرے واسطے اور ہونگے فقرا امت میرے ساتھ اور میں اکرم اولین اور آخرین کا ہوں اور میں غرور سے نہیں کہتا ہوں بلکہ بیان عنایت الٰہی کرتا ہوں اور منقول ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھے امید ہے اپنے پروردگار سے کہ بہت زیادہ ثواب دے گا مجھ کو سب انبیا سے روز قیامت کو اور نوادر الاصول میں حکیم ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا تشریف لائے گھر سے اور سیدھی طرف حضرت صدیق اکبر اور بائیں طرف عمر فاروق رضی اللہ عنہما تھے پس فرمایا کہ ایسے ہی اٹھونگا قیامت کو اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ میں محشور ہونگا قیامت کو براق پر اور سب انبیا اپنی اپنی سواریوں پر

فصل در ذکر بعضے از خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مخصوص ہیں بذات پاک او در روز قیامت

ہونگے اور حضرت صالح اونٹنی پر اور امام حسین علیہ السلام میری دو قرنوں اونٹنیوں پر
کہ قصیدے اور خضبا ہین اور ہلال ایک اشتر کی اونٹنی پر سوار ہونگے اور حدیث کعب الاحبار رضی اللہ
عنہ مین آیا ہو کہ ہر سبح کو ستر ہزار فرشتے آسمان سے آتے ہین اور جبرئیل ہین اور روضۂ مقدسہ
جناب سید دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مارتے ہین پر اور جبرئیل ہین صلوٰۃ و سلام اوپر
اس سید السادات کے جب شام ہوتی ہو وے پلٹ جاتے ہین اور شب کو ستر ہزار فرشتے اور آتے ہین
اور تمام رات یہی کرتے ہین اور یہ حال رہیگا اس سید ان کا کہ آپ قبر شریف سے نکلینگے پس لیجاوینگے
وے فرشتے آپکو ہاتھ پر ناز اور اکرام درگاہ رب العزت مین جیسے کہ روح محمد کو دولہا کے گھر لیجاتے ہین
اور سوا سب لذیذ مین بروایت طبرانی کہ ریاض النضرۃ مین مذکور ہے نقل کیا ہو کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے اے علی آیا نہانا تو نے کہ مین اول اس
لوگون کا ہون جو بلائے جاوینگے حشر کو پس کھڑا ہونگا مین سیدھی طرف عرش مجید کے
اور پہنایا جاویگا مجکو حلۂ بہشتی بعد ازان بلائے جاوینگے اور انبیا آگے پیچھے اور کھڑے
ہونگے بائین طرف عرش معلی کے آگاہ ہوا اے علی کہ امت میری اول سب امتون کی ہوگی حساب مین
قیامت کو پس بشارت دیتا ہون تجکو اے علی کہ پہلے سب سے تو ہی بلایا جاویگا اور دیا جاویگا
تجکو میدان اوسے حوض اور وہ ایسا ہوگا کہ آرام اور تمام خلق خدا روز قیامت کو اسکا سایہ ڈھونڈینگے
اور درازی اس کی ایک ہزار چھ سو برس کی راہ ہوگی اور قبضہ اسکا چاندی سفید کا اور سنان
یعنی پھل اوپر کا یاقوت سرخ کا اور نیچے کا پھل اسکا زمرد سبز کا ہو اور ہونگی اسمین تین طشتین
نور کی ایک شرق مین دوسری مغرب مین تیسری کہ منعطفہ ہین اور اسپر تین سطرین لکھی ہونگی
پہلی سطر مین بسم اللہ الرحمن الرحیم دوسری سطر مین الحمد للہ رب العالمین تیسری سطر مین
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور درازی ہر سطر کی ہزار برس کی راہ کی اور چوڑائی بھی اسکی اسیقدر
پس اے علی تو اسکو لیکر جائیگا اور حسن تیرے سیدھی طرف اور حسین تیرے بائین طرف ہونگے
یہانتک کہ اسکو لیکر کھڑا ہوگا تو درمیان میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے سایۂ عرش مجید مین
اور پینا وینگے تجکو حلۂ بہشتی اور جملہ خصوصیات روز قیامت سے حوض کوثر ہو کہ وہ مخصوص ہذات
بابرکات جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو مروی ہو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حوض میرا بڑا ہو مسافت اسکی ایک مہینے کی
راہ کی اور چاندی کونون سے برابر ہو اور پانی اسکا میٹھا زیادہ شہد سے اور سفید زیادہ دودھ سے

اور خوشبو دار نباتات مشک انبر سے اور سونے اور سونے کے بھرے ہوئے موتیوں اور جواہر سے اور کنکروں
مانند آسمان کے ستاروں کے روشن اسپر رکھے اور گرداگرد اسکے قبے موتی کے اور حدیث انس
رضی اللہ عنہ مین آیا ہو کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے حوض کے چار ستون ہین
اول ابوبکرؓ کے ہاتھ مین دوسرا عمرؓ کے ہاتھ مین تیسرا عثمانؓ کے ہاتھ مین چوتھا علیؑ کے ہاتھ مین
پس جو کوئی محب ابوبکرؓ کا ہو اور مبغض رکھتا ہو عمرؓ سے ابوبکرؓ اسکو پانی نہ دیگا اور جو محب علیؑ ہو
اور مبغض رکھتا ہو عثمانؓ سے اسکو علیؑ پانی نہ دیگا روایت کیا ہو اس حدیث کو ابوسعید نے
شرف النبوۃ مین جیسا کہ سواعق محرقہ مین ہو اور مشہور اور احق یہی ہو کہ ساقی کوثر امیر المومنین علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہونگے اور فرمایا ہو جناب امیر علیہ السلام نے جو کہ انبض رکھیگا خلائق
تشنہ سے مین ہرگز اسکو آب کوثر نہ دونگا اور منجملہ تشریفات قیامت کے شفاعت عظمیٰ اور مقام محمود ہو
فرماتا ہو اللہ تعالیٰ جل جلالہ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً یعنی عنقریب اٹھا ویگا
تجکو پروردگار تیرا مقام محمود مین اور مقام محمود وہی مقام شفاعت ہو جیسا کہ حدیث شریف مین
آیا ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر مین ہو المقام الذی اشفع فیہ لامتی
یعنی مقام محمود وہی مقام ہو کہ شفاعت کرونگا مین اس جگہ اپنی امت کی اور لکھا ہو کہ محل
شفاعت کے پانچ ہین ایک آرام دلانا اہل موقف کو شدت ٹھہرنے اور گرمی آفتاب اور انتظار حساب
وغیرہ سے دوسرے عفو کرانا سوال اور حساب کا اور داخل کرنا بہشت مین تیسرے شفاعت ان
لوگون کے حق مین جو بعد حساب کے مستحق عذاب اور عقاب کے ہونگے اور نجات دلانا انکو اس سے
چوتھے جو لوگ کہ داخل دوزخ کے ہین انکو نکالنا پانچوین وے لوگ کہ بہشتی ہین اور حساب و کتاب سے
سروکار نہین شفاعت انکی واسطے بلند ہونے انکے درجون کے ہوگی اور ہر ایک قسم مین احادیث
موجود ہین اور بڑی کتابون مین مذکور ہین اور عوف ابن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہو کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیا میرے پاس فرشتہ پروردگار کی طرف سے پس اختیار دیا
مجکو کہ یا ہو نصف امت اپنی بہشت مین بھیجو اور یا ہو شفاعت اختیار کرو پس اختیار کیا مین نے
شفاعت کو کہ وہ عام اور شامل ہو سب مومنین کو سوائے مشرکین کے اور مشکات شریف مین
بروایت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے منقول ہو کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے اس آیہ کریمہ کو رب انہن اضللن کثیراً من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک
غفور رحیم کہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام ہو اور اس آیت رحمت کو ان تعذبہم فانہم عبادک

ف یعنی شفاعت عظمیٰ کہ مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو

وان تغفر لهم فانک انت العزیز الحکیم کہ اتنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہو بعد اذان دونوں دست مبارک
درمیان دعا کے اٹھائے اور فرمایا یارب امتی امتی اور بہت رونے لگے تب حق تعالےٰ نے جبرئیل علیہ السلام سے
کہا جا میرے حبیب کے پاس اور حال رونے کا پوچھ آ اگرچہ ہمیں خوب جانتا ہوں مگر نہایت شفقت اور
رحمت سے پوچھتا ہوں پس آئے جبرئیل علیہ السلام اور سبب رونے کا پوچھا پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے جو کچھ درباب شفاعت اور نجات امت کے منظور تھا سو کہہ دیا حق تعالےٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو
کہ کہ تو اس شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عنقریب پروردگار تیرا تجھکو خوش کریگا اور ناراض نہ کریگا
اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خوشنودی میرے جد بزرگوار کی اسی میں ہے کہ کوئی کلمہ گو
دوزخ میں نہ جائے اور بڑی حدیث شفاعت کی جو صحیحین میں مذکور ہے مکرر ہو چکی ہے مجالس اول میں بیان
کر چکا ہوں اور مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے کہ آپ میری شفاعت کب دینگے فرمایا کروں گا انشاء اللہ تعالےٰ عرض کیا کہ کہاں ڈھونڈھوں
آپکو یا رسول اللہ فرمایا پہلے ڈھونڈھنا تو مجھکو نزدیک پل صراط کے اگر وہاں نہ ملوں تو نزدیک میزان کے
تلاش کرنا اور جو وہاں نہ پاوے تو حوض کوثر پر ملونگا اور میں ان تین جگہ سے متجاوز نہ ہونگا پس اہل غلامان
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
قیامت کو سب جگہوں میں حاضر اور شفیع تمھارے اور چھوڑانے والے تکلیفوں اور مصیبتوں سے ہیں اور
منجملہ تشریفات قیامت کے وسیلہ ہے کہ واسطے اس عالی جناب کے مخصوص ہے جیسا کہ مروی ہے ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم اللہ تعالےٰ سے میرے لیے وسیلہ کو
عرض کیا صحابہ نے وسیلہ کیا چیز ہے فرمایا وہ ایک درجہ بڑا ہے بہشت میں کہ اس درجہ کو نہ پہنچیگا کوئی
مگر ایک شخص اور امید ہے کہ وہ شخص میں ہوں اور صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سنو تم اذان کہو تم وہی کلمات برابر مؤذن کے
بعد اذان مجھپر درود بھیجو اور حق تعالےٰ سے میرے لیے وسیلہ طلب کرو اور وہ ایک مقام ہے بہشت میں کہ
نہ ملیگا سوائے ایک شخص کے اور امید رکھتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں پس جو شخص چاہیگا میرے لیے وسیلہ
واجب ہوگی مجھپر شفاعت اسکی اور لفظ امید کی ان احادیث میں بسبب حسن ادب حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ہے والا وہ مقام عالی خاص ہے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مروی ہے
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگو میرے واسطے
اللہ تعالےٰ سے وسیلہ اور وہ ایک درجہ ہے نزدیک خدا سے تعالےٰ کے کہ نہیں ہے کوئی مرتبہ بلند اس سے

اور روایت کی ہے ابن مردویہ نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مانگو تم میرے لیے اللہ تعالے سے وسیلہ پوچھا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ آپکے ساتھ وہاں کون ہوگا فرمایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اجمعین مسلمانو تم مانگنے وسیلہ کا تمکو واسطے تمھارے نفع کے ہے تاکہ پاؤ بطفیل اس دعا اور سوال کے ثواب جزیل اور قرب رب جلیل اور زیادتی ایمان اور رضاے رحمٰن اور شفاعت سید الانس والجان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسواسطے کہ یہ مقام عالی ازل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مل چکا تھا حاجت کسی کے طلب کی نہ تھی اور ابن حاطب نے حدیث امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب مرتضوی علیہ السلام اوپر منبر کوفہ کے کہ اہل کوفہ بہشت میں دو موتی ہیں ایک سفید دوسرا زرد اور مقام محمود سفید موتی کا ہے اور زرد موتی کا مکان اسمیں بھی اسی قدر مکان ہیں ہر مکان اسکا طول اور عرض میں بمسافت تین میل کے اور نام اسکا وسیلہ ہے اور وہ حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اہل بیت کرام کے واسطے ہے اور نہ دو موتی کا مکان اسمیں بھی اسی قدر مکان ہیں اور طول اور عرض اسکا بھی اتنا ہی ہے اور یہ واسطے حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام اور اسکے اہل کے ہے واللہ تعالے اعلم بالصواب

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وصل یہ ذکر ہے اسمار شریف جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا **اشعار** رای نام تو مونس روانہا ✤ ذکر تو طرب فزاے جانہا ✤ ہر طائفہ در مقام دیگر ✤ خوانند ترا بنام دیگر ✤ ہر جلوہ کہ از تو گشت پیدا ✤ زان شد صفت دگر ہویدا ✤ آن جلوہ گری ز صد برون ست ✤ پس وصف تو از عدد برون ست ✤ جانو تم اے اہل مجلس کہ حق سبحانہ تعالے نے بہت نام رکھے اپنے حبیب کے قرآن عظیم اور کتب سماویہ میں اور انبیا اور رسل کی زبانوں پہ بہت نام جاری کیے اور زیادتی نامون کی دلیل واضح ہے بزرگی اور برتری کی اور جو بیان سب نامون کا محال ہے تمنا اور تبرکاً تھوڑے لکھے جاتے ہیں اور وے پانچ قسم کے ہیں ایک وہ اسمار کہ قرآن مجید میں مذکور ہیں انمیں سے تیس نام لکھے جاتے ہیں ۱ محمد ۲ احمد ۳ مرسل ۴ مبشر ۵ نذیر ۶ منذر ۷ مصدق ۸ کریم ۹ رسول ۱۰ عزیز ۱۱ حامد ۱۲ عودہ ۱۳ تقی ۱۴ متین ۱۵ طٰہٰ ۱۶ یٰسین ۱۷ صاحب ۱۸ شاہد ۱۹ شہید ۲۰ مزمل ۲۱ مدثر ۲۲ طیب ۲۳ رحمۃ ۲۴ رحیم ۲۵ نبی ۲۶ رؤف ۲۷ مرسل ۲۸ خاتم ۲۹ منیر ۳۰ برہان دوسرے وہ اسمار کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں وہ بھی تیس نام ہیں ۱ حاجی ۲ عاقب ۳ مقفی ۴ حاشر ۵ شافع ۶ شفیع ۷ مشفع ۸ شکور ۹ قثم ۱۰ سابق ۱۱ فاتح ۱۲ قاسم ۱۳ طاہر ۱۴ مطہر ۱۵ اکرم الاولین ۱۶ امام النبیین ۱۷ خطیب النبیین ۱۸ اکرم ولد آدم ۱۹ سید ولد آدم ۲۰ حبیب اللہ ۲۱ خاتم ۲۲ رسول الراحۃ ۲۳ نبی الملحمۃ ۲۴ نبی الراحۃ ۲۵ قائد المرسلین ۲۶ خلیل الرحمٰن ۲۷ نبی التوبۃ

[1] نبی الرحمۃ [2] مہداہ [3] تیسرے وہ نام کہ حق تعالے نے اپنے اسماء حسنیٰ سے اپنے حبیب کے نام رکھے انہیں سے بھی تیس نام بیان ہوتے ہیں الحمید [1] الرؤف [2] الرحیم [3] المبین [4] الحق [5] النور [6] النذیر [7] الشہید [8] الصفوہ [9] الکریم [10] المظہر [11] الجبار [12] الرحمن [13] الفتاح [14] الشکور [15] الاول [16] الآخر [17] القوی [18] الصادق [19] التواب [20] الغفور [21] الہادی [22] السلام [23] المؤمن [24] المہیمن [25] القدوس [26] العزیز [27] الحفیظ [28] العلیم [29] الحکیم جو تھے وہ نام ہیں وصف اور کتب انبیاء سابقین میں لکھے ہیں بعضے زبان غیر عربی میں اور بعضے مترجم بزبان عربی کہ اصل انکی معلوم نہیں ہوتی نام کہ زبان غیر عربی میں آئے ہیں پندرہ ہیں وصف شیث [1] علیہ السلام میں عالیثا یعنی بزرگ قدر اور وصف ادریس علیہ السلام میں مشمع [2] یعنی ستودہ اور وصف ابراہیم علیہ السلام میں تیرقیطا [3] یعنی روشن رخسار اور وصف موسیٰ علیہ السلام میں اخرایا [4] یعنی آخر ترین پیغمبران اور قرما [5] یعنی سید آخر زمان اور قورت میں احمید [6] دور کرنے والا آتش دوزخ کا اپنی امت سے اور ماذ ماذ [7] یعنی پاک پاک اور زبور میں محطایا [8] یعنی حامی حرم اور انجیل میں اکینلا [9] یعنی بدلا کرنے والا بدی کا ساتھ نیکی کے اور وصف عزیز میں غورا [10] یعنی ڈرنے والا عذاب سے اور کتاب ذکریا میں زرمالیل [11] یعنی بہت تعریف کیا گیا خدا کی طرف سے اور کتب حقوق میں بہیائیل [12] یعنے حق تعالے نے روشن کیا آسمان کو نور محمد سے اور انجیل میں فارکلیطا [13] یعنی جدا کرنے والا حق کو باطل سے اور حیطا [14] یعنے احاطہ کرنے والا تمام خلائق کو اور طاب طاب [15] یعنی پاکیزہ پاکیزہ اور وہ نام کہ مترجم بزبان عربی ہیں اور اصل انکی معلوم نہیں بارہ ہیں دو توریت میں ممحوک [1] یعنے کشادہ روخوش خو اور طیب النفس یعنے پاک سب عیوب سے اور تین اسم زبور میں مقیم السنۃ [2] یعنی برپا کرنے والا رسموں سنت کا اور زاجر [3] یعنی تنبیہ کرنے والا منافقوں کا اور قاتل [4] یعنے مارنے والا کفار اور مشرکین کو اور ایک نام انجیل میں روح الحق اور پانچ نام مبارک کتاب شعیا میں - نور اللہ [1] مظہر عدل [2] مرسلی [3] محی [4] راکب الجمل [5] اور ایک نام پاک کتاب دانیال میں راکب السحاب [6] یا پنجوزین قسم وہ ہو کہ نام شریف اس سید السادات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر قوم کی زبان پر اور ہر مکان میں عالم علوی ہو یا سفلی ایک ایک نام پاک مشہور اور معروف ہے اور ہر زبان کے رہنے والے وہ نام کہ یہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرتے ہیں آیات باہرات میں مذکور ہے کہ نام پاک اس خلاصہ کائنات کا نزدیک رہنے والوں پہلے آسمان کے ابوالقاسم اور نزدیک رہنے والوں آسمان دوم کے عبدالخالق اور نزدیک رہنے والوں آسمان سوم کے عبدالرحیم اور نزدیک رہنے والوں آسمان چہارم کے مصطفےٰ اور نزدیک رہنے والوں آسمان پنجم کے مرتضیٰ اور نزدیک رہنے والوں آسمان ششم کے حبیب اللہ اور نزدیک رہنے والوں آسمان ہفتم کے

بجنبتی اور نزدیک اٹھانے والون عرش اور خواص بارگاہ صمدیت کے اول و آخر ظاہر و باطن اور بہاڑون مین عبد الرزاق اور جنگل مین عبد الجبار اور بہاڑون مین عبد المنعم اور نزدیک درندون کے عبد القہار اور نزدیک وحوش کے عبد الظاہر اور نزدیک طیور کے عبد الباسط اور نزدیک شیاطین کے عبد المصور اور نزدیک جنون کے عبد الخیر اور بہشت مین عبد الکریم اور دوزخ مین عبد العزیز ہی اور طبقات ناصری مین لکھا ہے کہ نام مبارک اس سید البشر کا آسمان اول مین عبد اللہ اور دوسرے آسمان مین عبد الملک اور آسمان سوم مین عبد القدوس اور چوتھے آسمان مین عبد السلام اور پانچوین آسمان مین عبد المومن اور چھٹے آسمان مین عبد المہیمن اور ساتوین آسمان مین عبد اللہ اور نزدیک آفتاب کے عبد الرزاق اور نزدیک ماہتاب کے عبد الجبار اور نزدیک ستارون کے عبد الرحمن اور نزدیک کروبیون کے عبد الغفار اور نزدیک روحانیون کے عبد الجلیل اور مقربون مین عبد الحمید اور نزدیک ملائکہ حفظ کے عبد المنعم اور نزدیک کرام کاتبین کے عبد الوہاب اور نزدیک ملائکہ برات کے عبد المجید اور نزدیک حاملان عرش کے عبد الغنی اور نزدیک عرش مجید کے عبد العلی اور نزدیک کرسی کے عبد الرفیع اور نزدیک لوح کے عبد الباعث اور نزدیک قلم کے عبد الکریم اور نزدیک حوران بہشتی کے عبد الغفور اور نزدیک رضوان داروغہ بہشت کے عبد الشکور اور طوبیٰ کے نزدیک عبد القاہر اور بہشت مین عبد البارئ اور بیت المعمور مین عبد الفتاح اور دریاء اعظم مین عبد العظیم اور دریاؤن مین عبد الصبور اور دوزخ مین عبد الغالب اور نزدیک مالک داروغہ جہنم کے عبد المنتقم اور نزدیک آگ کے عبد القہار اور نزدیک پانی کے عبد الرزاق اور نزدیک پتھر کے عبد الحلیم اور نزدیک پہاڑون کے عبد الصمد اور نزدیک جنگل کے آتی اور نزدیک درخت کے عبد الباقی اور نزدیک نباتات کے عبد الرؤف اور نزدیک طیور کے عبد الجلیل اور نزدیک وحوش کے عبد الرحیم اور نزدیک مومنین کے رسول اللہ اور نزدیک متقین کے صفی اللہ اور نزدیک زاہدین کے خیرۃ اللہ اور نزدیک ابدال کے صفوۃ اللہ اور نزدیک اقطاب کے حبیب اللہ اور نزدیک جبرئیل علیہ السلام کے سید اور نزدیک میکائیل علیہ السلام کے عبد الواسع اور نزدیک اسرافیل علیہ السلام کے عبد المحی اور نزدیک عزرائیل علیہ السلام کے عبد المیت اور نزدیک غلمان بہشت کے منتخب اور نزدیک میزان کے عبد الحق اور نزدیک صراط کے قاسط اور اعراف مین شافع اور نزدیک رعد کے عبد الکریم اور نزدیک بجلی کے عبد القادر اور نزدیک باران کے عبد المقیت اور نزدیک ہوا کے عبد المحی اور نزدیک

خاک کے عبدالعارف اور زمین پر طبقۂ اولیٰ مین مقتصد دوسرے مین بمجل تیسرے مین ظلیم چوتھے مین
جہت پانچوین مین مینہ چھٹے مین ابین اللہ ساتوین مین نور اللہ اور نزدیک دیوتون کے نبی الملحمہ
اور نزدیک پریون کے نبی الرحمۃ اور نزدیک شامیون کے طاہر اور نزدیک عراقیون کے
مختار اور نزدیک مکیون کے مکرم اور نزدیک مدنیون کے سمیون اور نزدیک یمنیون کے مبارک
اور نزدیک کافۂ اہل ایمان کے محمد رسول اللہ علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

تمام ہوئی مجلس دوسری

مجلس سوم

یہ مجلس تیسری ہو بیان پیدائش نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اور حالات ہین تا وقت تشریف لانے حضور کے اس عالم مین

جانو تم اے سامعو کہ فرمایا اس قافلہ سالار قوافل وجود اور سپہ سالار مشاہد شہود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اول ماخلق اللہ نوری یعنی اول جس شاہد نے مشاہد شہود مین پردہ حجاب کا اپنے جمال باکمال سے کھینچا اور پہلے جس عروس نے خانہ تنہائی کے بطون سے میدان عالم ظہور مین قدم رکھا میرا نور باسرور تھا اور مین سید کائنات اور سرور موجودات ہون اشعار شاہد رسل و شفیع مرسل ✤ خورشید سپہر نور و نور اول ✤ ہم نور دہ چراغ دہ بیش ✤ ہم چشم و چراغ آفرینش ✤ شاہنشہ تخت آسمانی ✤ خواننده تخت رسانی ✤ گنجینہ کیمیاے عالم ✤ بخشش از ہمہ پیشواے عالم ✤ بستہ کمر آسمان بکارش ✤ انجم ہمہ جا و شان بارش ✤ بر کنگرہ کشید فرتراک ✤ کا نجا نرسد کمند ادراک ✤ اور کیفیت پیدائش اس نور وافر السرور مین روایات مختلفہ آئی ہین منجملہ انکے وہ روایت کہ معتبر اور مشہور امام نجم الدین عمر نسفی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب بحر العلوم مین لکھی ہو بیان کیجاتی ہو کہ نور حضرت سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کا ایک کرور چھ لاکھ ستر ہزار برس پیشتر تمامی موجودات سے پیدا ہوا اور واسطے اس نور کے بارہ حجاب ترتیب ہوے اور ہر حجاب مین جسقدر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہ نور وافر السرور رہا اول حجاب قدرت اسمین بارہ ہزار برس اس تسبیح مین مشغول تھا سبحان ربی الاعلیٰ دوسرا حجاب عظمت گیارہ ہزار برس تسبیح کہتا رہا سبحان عالم السر والخفی تیسرا حجاب منت اسمین دس ہزار برس اس تسبیح سے مترنم رہا سبحان الرفیع الاعلیٰ چوتھا حجاب رحمت اسمین نو ہزار برس یہ تسبیح پڑھتا رہا

سبحان الحی القیوم پانچویں حجاب سعادت اسمین آٹھ ہزار برس یہ تسبیح پڑھتا رہا سبحان من ہو دائم لا یسہو چھٹا حجاب کرامت اسمین سات ہزار برس اس تسبیح مین سرگرم رہا سبحان من ہو غنی لا یفتقر ساتوان حجاب منزلت اسمین چھ ہزار برس اپنے خالق کو اس تسبیح سے یاد کرتا رہا سبحان العلی العظیم آٹھوان حجاب ہدایت اسمین پانچ ہزار برس اس ورد مین مشغول رہا سبحان ذی العرش العظیم نوین حجاب نبوت اسمین چار ہزار برس یہ ذکر کرتا رہا سبحان رب العزۃ عما یصفون دسوان حجاب رفعت اسمین تین ہزار برس یہ تسبیح پڑھا کیا سبحان ذی الملک والملکوت گیارھوان حجاب حبیب اسمین دو ہزار برس یہ کہتا رہا سبحان اللہ وبحمدہ بارھوان حجاب شفاعت اسمین ہزار برس یہ ذکر اسکا تھا سبحان ربی العظیم وبحمدہ جب اُن حجابون نورانی سے نکلا داخل دریاؤن مین حضرت کے غوطہ دیا پہلے دریاے شفاعت مین اور اسمین ہزار برس تیرتا رہا اور یہ کہا کیا ربی ربی دوسرے دریاے نصیحت اسمین دو ہزار برس سیر کرتا رہا اور پڑھا کیا الٰہی الٰہی تیسرے دریاے شکر اسمین تین ہزار برس یہ رہا اور پکارتا رہا یا سیدی یا سیدی چوتھے دریاے صبر اسمین چار ہزار برس یہ فرمایا کیا یا احد یا احد پانچوین دریاے سخاوت اسمین پانچ ہزار برس رہا اور یہ پڑھا کیا یا واحد یا واحد چھٹے دریاے انابت مین چھ ہزار برس تک یہی کہا یا علی یا علی اٹھوین دریاے علم مین آٹھ ہزار برس غوطہ خوری کیا کیا اور کہا کیا یا عظیم یا عظیم نوین دریاے قناعت مین نو ہزار برس یہ رہا اور کہا کیا یا رؤف یا رؤف دسوین دریاے محبت مین دس ہزار برس گم رہا اور پڑھا کیا سبوح سبوح قدوس قدوس یا اللہ یا کریم اس وقت کنارے دریاے محبت کے دس بساط نور کے پیدا کیے گئے کہ ہر ایک مین سماتون آسمان و زمین سے ستر حصے زیادہ تھے اور اُس کچھ نے یہ سات سو مقام ٹھہرائے گئے مقام توحید مقام معرفت مقام ایمان مقام اسلام مقام خوف مقام رجا مقام شکر مقام صبر مقام خضوع مقام خشوع مقام انابت مقام خشیت مقام ہیبت مقام حیرت مقام قناعت مقام تفویض مقام ارادت اور ایسے اور مقامات مقام محبت تک کہ مقام اخیر ہے اور ان مقامات مین سے نور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر مقام مین ہزار برس رہا جب ان سات سو مقامات سے پار ہوا خطاب آیا کہ اے نور حبیب میرے کے مین کون ہون تب الہام پاکر عرض کیا کہ تو خدا میرا پیدا کرنے والا روزی دینے والا جلانے والا مارنے والا میرا ہے پس خطاب آیا اے نور حبیب میرے کے تو نے پہچانا مجکو اب جیسا پہچانا ویسی پرستش میری کر تا سب خلائق جانین کہ تو نشان خوب پہچاننے کا اچھی عبادت بجا لانا جب اسی وقت وہ نور خدمت اور عبادت الٰہی مین مشغول ہوا پہلے سات سو

اللہ تعالے کے سترہ ہزار برس کھڑا رہا بعدہ حق جل مجدہ نے ایک مٹھی نور اپنی ذات سے لیکر اُس پر چھڑکا
تب نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر اُس عنایت الٰہی کے سجدۂ تحیت بجا لایا اور بسبب اُس
سجدہ کے نظر خاص حق تعالے کی متوجہ اُس نور کی ہوئی اور زیادہ مرتبہ خصوصیت کا پایا محبت در یافت
اُس سعادت کے اور برابر اُس سجدہ کے نماز صبح اُس سید عالم اور اُنکی امت پر فرض ہوئی یہ بھی
وہ نور اُٹھا اور سترہ ہزار برس کھڑا رہا اور نور خاص الٰہی سے خلعت پاکر سجدے میں گیا پس برابر اس
سجدے کے نماز ظہر آپ پر اور آپکی امت پر فرض ہوئی اسی طور سے پانچ مرتبہ کھڑا ہوا اور ہر قیام میں
سترہ سترہ ہزار برس توقف فرمایا اور خلعتہائے نور سے سرفراز ہوکر سجدے میں گیا اور
برابر ہر سجدے کے ایک ایک وقت کی نماز آپ پر اور آپکی امت پر فرض ہوئی پس پانچوں وقت کی نماز
اسی وقت آپ پر فرض ہوئی اس حال میں اُس نور نے ادائے دوگانہ پر بطور ان نمازوں کے
کہ شامل اور برارکان معلومہ اور اذکار معروفہ کے ہو اپنے رب کی جانب سے توفیق پائی مگر اُس گانے کو
کئی ہزار برس میں تمام کیا جیسا کہ منقول ہو کہ ہزار برس میں تکبیر تحریمہ اور ہزار برس میں قیام
اور ہزار برس میں رکوع اور ہزار برس میں قومہ اور ہزار ہزار برس میں دونوں سجدے اور ہزار ہزار برس
میں جلسے اور اسی طرح پر رکعت دوم کو ادا کیا جب نوبت تشہد کی پہونچی ہزار برس اسمیں اور ہزار
ہزار برس دونوں سلام میں صرف کیے جب نماز سے فارغ ہوا خطاب آیا کہ اے نور حبیب میرے کے تو عبادت
پسندیدہ بجا لایا اب جو تجھ اسکے مجھسے کچھ خلعت مانگ عرض کیا الٰہی ایسا جانتا ہوں کہ مجھکو پیشوا
ایک قوم کا کریگا اور انکو امت اور تابع نصیر کریگا اور یہ عبادت آپنے قبول فرماویگا اور بمقتضاے
بشریت کے ادائے عبادت اور بندگی اور بجا لانے اطاعت اور فرمانبرداری میں اُسنے قصور واقع ہوگا
میں یہ عبادت اپنی آج کے دن کی اُنکے کام میں دیتا ہوں اور خلعت مغفرت کا اُنکے واسطے چاہتا ہوں خطاب
آیا کہ اے نور حبیب میرے کے اچھا خلعت مانگا اور میں نے بھی اُسکو پسند کیا تب وہ نور خواجۂ کائنات کا
عنایات اور نوازش خداوندی مشاہدہ کرکے اپنے میں آپ نازاں ہوا اور چند ہزار قطرے
نور کے اُس سے تپکے حق تعالے نے ایک قطرے کو ثلثین سے لیکر اپنا منظور نظر خاص کرکے ایک لاکھ
چوبیس ہزار قسم کیا اور ہر قسم سے روح ایک پیغمبر کی پیدا کی پھر دوسرے قطرے کے دو ٹکڑے کیے اور
ایک سے جبرئیل دوسرے سے میکائیل تیسرے سے اسرافیل چوتھے سے عزرائیل پانچوں سے حملۂ عرش
چھٹے سے رضوان ساتوں سے ساکنان عرش آٹھوں سے دردائیل نوئیں سے راس الہدے
پیدا کیے اور دسویں ٹکڑے کو نظر قدرت میں لاکر اُسکے دو ٹکڑے کیے اور پہلے سے عرش دوسرے سے

کرسی تیسرے سے لوح چوتھے سے قلم پانچویں سے آفتاب چھٹے سے ماہتاب ساتویں سے ستارے آٹھویں سے بہشت نویں سے آٹھ ملائک خلیفۃ الرضوان ہر خلیفہ کے ساتھ آٹھ ہزار فرشتے اور پیدا کیے اور دسویں ٹکڑے سے ایک جوہر کو کہ طول اُسکا سات ہزار برس کی راہ کا اور عرض بھی اسی قدر تھا پیدا کیا اور اُس جوہر کو نظر ہیبت سے دیکھا وہ جوہر ہیبت نظر الٰہی جل جلالہ سے بقیہ ارہو کر نصف پانی اور نصف آگ ہو گیا اُس پانی سے دریا نکلے اور اُن دریاؤں کی حرکات اور تراکم امواج سے ہوا پیدا ہوئی اور پہاڑ پیدا ہوئے اور اُس آگ کو کہ بسبب اضطراب اُس جوہر کے حاصل ہوئی تھی پانی نے غالب کیا وہ پانی جوش میں آیا اُسکے کف سے زمین موجود ہوئی اور سنجار اُسکا کہ اوپر کو پھینکا تھا اُس سے آسمان ظاہر ہوا اور ثرق عرق پہاڑوں میں ہو پہنچی اُس سے معادن ظاہر ہوئے اور لوہا پتھر سے ٹکرایا آگ جل اٹھی اُس سے دوزخ موجود ہوئی بعد اُسکے زمین کو پھیلایا تا جگہ رہنے وحوش اور طیور اور درندے اور گزندے اور چارپایوں اور آدمیوں کی ہو پھر زمین کو سات طبقے کیا اور ہر طبقے میں ایک جماعت کو مخلوقات سے ساکن کیا اسوقت آگ کے شعلوں سے نباتات کو جان دیکر زمین پر متصرف کیا اور محل بہشت کا بالائے آسمان ہفتم اور دوزخ کا زیر زمین ہفتم ٹھہرایا اور واسطے روشنائی عالم اور حساب بیش و کم کے آفتاب ماہتاب ستارے مطالع حکمت اور مشارق قدرت سے چمکائے اور روشنی اور تاریکی کے سوا سے دن رات کو پیدا کیا پھر نور حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بفرمان الٰہی داہنی طرف عرش کے اٹھارہ ہزار برس جلوہ گر اور تسبیح اور تہلیل سے نوحہ گر رہا الکدن جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ زمین پر جا کہ موضع مزار مبارک سے تھوڑی خاک پاک واسطے بنانے گہوارۂ اُس نور صاحب لولاک کے لا جو ہمین جبرئیل علیہ السلام نے فرمان الٰہی زمین کو پہونچا یا زمین نہایت شوق سے خوشی اور وجد میں آکر پھٹ گئی اور خاک پاک سپید شمل کافور ظاہر ہوئی جبرئیل علیہ السلام اُس خاک شوق ناک سے مقدار ایک مثقال کے لیکر اپنے مقام پر پھر آئے پھر فرمان ہوا کہ اے جبرئیل بہشت میں جا اور وہاں سے تھوڑا کافور اور مشک اور زعفران اور سنبل اور ریحان اور آب سلسبیل اور شراب تسنیم لا اور ان سبکو اس خاک پاک میں ملا جبرئیل علیہ السلام نے ملکت اسکی یوں حکم خطاب ہوا کہ کافور سے ہڈیاں اور زعفران سے رگ و پی اور مشک سے خون اور سنبل سے بال اور ریحان سے لب و دہان اور آب سلسبیل سے نطق اور شراب تسنیم سے جسد ظاہری اُس بادشاہ دو جہان کا بناؤ نگا اور اُس فخر بنی آدم کو سخنگوئے عالم اور شفیع تمام خلائق کا کرونگا تب کاریردازان قضاء قدر نے ایک گوہر ہانند قندیل نورانی کے خاک مطہر اور

فائدہ
جبرئیل اور نور محمدی کی پیدائش کا بیان جبرئیل کو نور محمدی کا حکم ہونا

شیشہ نور سے مترشح کیے اس نور کامل النور کو تین رکھا اسوقت فرمان الٰہی ہوا کہ اے جبرئیل اس نور شب افروز کو گرد طلسمات سموات کے پھیرا اور ارکان عالم ملکوت پر جلوہ دے اور جو بہار بہشت میں مخلوق کو دکھا اور پکار کہ ہذا حبیب رب العالمین و شفیع المذنبین یعنی یہ ہوا صل قالب نورانی محبوب رب العالمین اور شفیع المذنبین کا جبرئیل امین نے حکم خداوندی بجا لا کر اس قندیل کو ساق عرش مجید میں لٹکایا اور وہ نور باہر اس قندیل پر نور میں مثل زہرہ کے چمکتا تھا جب پیدا کرنا اس نور برتر اور صفات کا صانع باکمال کو اس صورتوں میں مرکوز ہوا تب اپنی قدرت کاملہ سے قالب حضرت آدم علیہ السلام کا بنایا اور جبرئیل علیہ السلام کو خطاب کیا کہ اے جبرئیل امین اس قندیل کو کہ خاک پاک و قدسیہ مظہر کائنات سے ترتیب دیکر ساق عرش مجید میں لٹکا دو اور اس نور کو تین سے نکالکر درمیان دونوں ہونٹوں آدم علیہ السلام کے رکھ جبرئیل علیہ السلام نے حسب ارشاد اس گوہر آبدار کو مانند آفتاب کے پیشانی نورانی آدم علیہ السلام میں چمکایا پس غایت تسلیم نور محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قامت والاے بابرکت آدم علیہ السلام پر ٹھیک ہوا اور جائہ تفویض امانت احمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قلب مبارک صفی اللہ علیہ السلام پر زیبا ہوا اور بعد درست ہونے قالب آدم علیہ السلام کے حق جل مجدہ نے روح کو تین میں ڈالنے کا حکم فرمایا روح نے بسوقت شمع جمال باکمال مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پیشانی نورانی آدم علیہ السلام میں روشن دیکھا فی الفور شتابانہ اس قالب میں آکر شرف اور افتخار حاصل کیا اور اصلا لحاظ اپنی لطافت اور خیال کثافت ظاہری خاک آدم علیہ السلام کا نہ کیا اسوقت آدم علیہ السلام سر کو بلند کرتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ ساق عرش مجید پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بخط نور لکھا ہوا التماس کیا کہ بار خدایا یہ کون ایسا عالیمقام ہے کہ نام نامی اسکا ہر ابر تیرے نام گرامی کے لکھا ہے ندا ہوئی اے آدم یہ خاتم النبیین پیشوا سے مرسلین پیغمبر برگزیدہ میرا اور فرزند عالی نسب والا سب تیرا ہی اور ایک روایت میں ہے کہ جب حق سبحانہ تعالےٰ نے روح کو حضرت آدم علیہ السلام کے قالب میں چھونکا اور کتمان عدم سے عرصۂ وجود میں لایا اس نور محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حضرت آدم کی پشت میں امانت رکھا بسوقت آدم علیہ السلام آسمانوں پر آتے جاتے تھے فرشتے ملاء اعلےٰ اور کروبیان عالم بالا کے واسطے تعظیم اور احترام کے پیچھے آدم علیہ السلام کے چلتے تھے حضرت آدم علیہ السلام نے سبب اول نرام کا پوچھا جواب آیا کہ اے آدم نور محمدی تیری پشت سے ظاہر ہوگا یہ فرشتے اس نور کی تعظیم کرتے ہیں آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا کیا خوب ہو جو اس نور کو میرے بعض اجزاء پر تو دکھا دے تا میں بھی اس نور کے دیکھنے سے آنکھیں اپنی روشن کروں تب حق تعالےٰ نے

وہ نور فیض گنجور حضرت آدم کے سیدھے ہاتھ کے کلمہ کی انگلی پر نقل کیا آدم علیہ السلام نے بجد دس نور کے دیکھنے کے وہ انگلی اٹھا کر شہادتین ادا کی اسی وقت سے نام اسکا انگشت شہادت ہوا اور یہ سنت وقت کلمہ شہادت کے آدم علیہ السلام سے یادگار ہو بعد ازاں آدم علیہ السلام نے اس انگلی کو چومنا اور آنکھوں پر ملا اور صلوات با برکات اور پر فتوح سید السادات کے بھیجی کہتے ہیں کہ اذان اشہد ان محمد رسول اللہ سنکر چومنا انگشت شہادت کا اور آنکھوں پر رکھنا اور درود پڑھنا بھی سنت آدم علیہ السلام کی ہے اور بہت احادیث اسکے فضائل میں وارد ہیں بعد ازاں آدم علیہ السلام نے سوال کیا کہ خداوندا اس نور سے کچھ اور بھی میری پشت میں باقی ہے فرمان آیا نور پیمبر صاحب کے اصحاب کا باقی ہے عرض کیا کہ الٰہی کاش اس بقیہ نور کو بھی میری باقی انگلیوں پر منتقل کر پس حق جل مجدہ نے نور ابو بکر صدیق کا بیچ کی انگلی پر اور عمر فاروق کا بیچ کی انگلی کے پاس والی پر اور عثمان ذی النورین کا چھنگلیا پر اور نور علی مرتضی کا رضوان اللہ علیہم اجمعین انگوٹھے پر ظاہر کیا اور ہمیشہ آدم صفی اللہ ان انوار کو دیکھا کرتے اور ہر دم وہ انوار آدم علیہ السلام کی انگلیوں سے چمکتے رہتے اس روز تک کہ آدم علیہ السلام نے گیہوں کھایا پھر وہ نور انگلیوں سے پشت آدم صفی اللہ میں منتقل ہوا **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وصل** یہ ذکر ہے خلقت حضرت حوا کا اور عقد نکاح انکا ساتھ آدم علیہ السلام کے اور سکونت ان دونوں کی بہشت میں بعد ازاں نکالا جانا انکا جنت سے باغوائے شیطانی اور ملاقات دونوں کی کوہ عرفات پر باطاف رحمانی اور بیان ہونا زیادتی اولاد اور کثرت بنی نوع انسانی کا سلسلہ بیان اخبار اور ناقلان آثار نے یوں نقل کیا ہے کہ جب حق جل مجدہ نے آدم علیہ السلام کو خلیفہ تمام زمین کا کیا اور فرشتوں کو واسطے انکی تعظیم اور احترام کے حکم فرمایا اور بہشت کے رہنے کی اجازت دی آدم علیہ السلام بہشت میں آئے پہلے جو چیزیں انھوں نے کھائی تھیں انگور اور سیب اور خرما تھا بعد ازاں اور میوہ جات اور طعام بہشتی کی طرف رغبت کی اور سیر ریاض رضوان اور آب و ہوائے بہشت سے اور جائے منازل اور قصور اور شاہدۂ غلمان اور حور بہشت سے بہت مسرور رہتے تھے ہر شبہ کہ جب لذائذ اور نعمائے باکمال نفاست اور نزاکت میسر اور موجود تھے لیکن بمقتضائے مضمون اس شعر کے ؎ ہزار شربت شیرین و میوۂ مشموم ✤ بنان منفید نفتد کہ بر سے صحبت یار ✤ کوئی انیس چاہتے تھے کہ جس سے انکو انست ہوتی اور کوئی الیف ضرور تھا کہ خاطر انکی اس سے مالوف رہتی حضرت آدم علیہ السلام اسی خیال اور اندیشے میں رہتے تھے کہ ایکدن خواب نے آنکر غلبہ کیا

ف یہ حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ جس نے میری سنت کو چھوڑا وہ میری امت سے نہیں ہے

وصل ذکر پیدائش حضرت حوا علیہا السلام ۲

اور ایک لحظہ سو گئے اُس خواب مین حق تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بائین پسلی کی ایک ہڈی سے کہ نام اُس ہڈی کا قصیر اہو حوا کو بصورت آدم علیہ السلام کے پیدا کیا چنانچہ اسمار الغبر اویس مین منقول ہو بروایت وہب بن منبہ کہ حوا رنگ اور قد اور قامت اور حسن و جمال مین آدم علیہ السلام سے بہت مشابہ تھین اور کئی چیزون مین اُنپر فوقیت رکھتی تھین ایک یہ کہ چہرہ حوا کا بہت نازک تھا حضرت آدم علیہ السلام کے چہرے سے اور رنگ مین بہت صاف تھین آدم علیہ السلام سے اور نہایت خوش آواز اور آنکھین اُنکی نہایت سیاہ اور دہانہ اُنکا چھوٹا سا اور دانت اُنکے بہت لطیف آدم علیہ السلام کے دانتون سے اور ہتھیلیان اُنکی نرم زیادہ آدم علیہ السلام کی ہتھیلیون سے اور حوا کے سات سو گیسو تھے مرصع بہشت کے یاقوتون سے اور خوشبودار مشک اذفر سے جسوقت بہشت مین سیر کو اُٹھتی تھین تمام اہل بہشت اُنکا حسن و جمال دیکھکر وجد مین آکر پڑتے تھے جب نظر آدم علیہ السلام کی حوا پر پڑی در گاہ کبریا مین سوال کیا کہ الٰہی یہ کون حسن و جمال ہو کہ مجکو تو نے اُس سے کمال اُنسیت اور الفت دی حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم یہ میری لونڈی اور تو میرا بندہ ہو تیرا نام آدم رکھا اسلیے کہ اوسمین زمین سے تجکو پیدا کیا اور اُسکا حوا نام رکھا اسواسطے کہ تیری حیوانیت سے مین نے اُسکو پیدا کیا پھر آدم علیہ السلام نے عرض کیا خدایا عجب حالت ہو کہ دل میرا اُسکی طرف نہایت مائل ہو گویا میری پارہ جگر ہی ہوئی کہ اے آدم مین نے اُسکو تیرے لیے پیدا کیا تا تجکو اُس سے تسلی اور اُنسیت حاصل ہو اب تو ہماری درگاہ سے اُسکو طلب کر عرض کیا آدم علیہ السلام نے خدایا مین تیری درگاہ سے طالب اُسکا ہون اور حامد اور شاکر تیرا اور تو اُسکے بارے مین مجھسے کیا چاہتا ہو حق تعالےٰ نے فرمایا تقویٰ اور عمل نیک اور یہ کہ اُسکو احکام دین کی تعلیم کر آدم علیہ السلام نے قبول فرمایا حق جل مجدہ نے حکم دیا کہ آدم کو جواہرات کی کرسی پر بٹھاؤ اور سب فرشتے حاضر ہون جب مجلس نکاح کی ترتیب ہوئی حق سبحانہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور حوا کے نکاح کو اپنی حمد اور ثنا سے مزین کیا اور اظہار نکاح مین نام اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسطور پر بیان فرمایا کہ اے آدم حبیب میرا اور نبی میرا اور صفی میرا اور خلیل اکبر میرا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کہ ابتدا پیدائش عالم کی مین نے اُس سے کی اور ختم بھی اُسی پر کرونگا اور یہ نور کہ تیری پیشانی مین چمکتا ہو اُسی کا نور ہو اور نام اُسکا قبل پیدائش آسمانون اور زمینون اور فرشتون اور نور اور ظلمت اور بہشت اور دوزخ کے مشہور اور مذکور کیا مین نے اور اُسی وقت مین وہ نبی

حضرت آدم علیہ السلام

مرسل اور حبیب منفضل تھا اور اگر محمد نہوتا تجکو پیدا کرتا اور نہ بہشت اور دوزخ کو اسکو میں نے تمام
خلائق پر فضیلت اور شرف اور کرامت دی اور اس نکاح کے مضمون پر مقرب فرشتوں کو گواہ کیا اور جو خطبہ
نکاح آدم علیہ السلام کا پڑھا وہ بقول صحیح یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد ثنائے والکبریا ردائے
واعظمتہ ازاری واخلاق کلہم عبیدی واماءی ومحمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حبیبی ورسولی ونبیی وصفیی
وخلیلی انی قد زوجت الاشیاء لیستدنوا بہا علی وعبادیتی واشہد واملائکتی موسکان سمٰوانی وحملۃ عرشی
انی قد زوجت امتی حوا ببدیع فطرتی وروفیع قدرتی آدم بصداق تسبیحی وتہلیلی وتمجیدی وتقدیسی وہی
شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ یا آدم وحوا اسکنا فی جنتی وکلا من ثمرتی ولا تقربا
شجرتی فزہ والسلام علیکما ورحمتی اور حوا کو آدم صفی اللہ علیہ السلام کے ہمراہ فرمایا اسوقت سے
آدم علیہ السلام اور حوا بصداق آیۂ کریمہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ کے فضائے جنان اور
ساحت باغ رضوان میں خوش اور خرم رہنے لگے اور ناز و نعیم بہشت سے بحکم وکلا منہا رغداً
حیث شئتما کے لذت اور عشرت اٹھانے لگے اور اکل ثمرۂ شجرۂ منہیہ سے کہ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ
اجتناب اور احتراز کرتے تھے اسی طور سے آدھا دن کہ دنیا کے پانسو برس کے برابر ہوتا ہے چین
اور آرام سے بہشت میں گذرا تھا کہ ناگاہ آفتاب دولت اور اقبال آدم و حوا علیہما السلام کا زوال
میں آیا اور دونوں نے بہشت عنبر سرشت سے بسبب بہکانے ابلیس پر تلبیس کے قدم دنیائے
محنت آباد میں رکھا آدم علیہ السلام زمین ہند میں سراندیپ کے پہاڑ پر کہ چوٹی اسکی دنیا کے
آسمان سے نزدیک ہے پھینکے گئے اور حوا جدے میں کہ مقام اسکا سراندیپ سے سات سو
کوس ہے ڈالی گئیں وے دونوں آفت زدہ جدائی جوار الٰہی کے درد و الم اور مفارقت فیما بین کے
رنج و غم سے فریاد و زاری کرتے تھے اور انواع رنج و مشقت اور اصناف شدائد اور محنت سے
کہ اسکی تحریر سے جگر پارہ پارہ ہوتا ہے اس گناہ کے بدلے میں مبتلا ہوئے اسوقت تک کہ آدم
علیہ السلام بحکم خدا ہندوستان سے ہمراہ اس فرشتے کے حق تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کی رہبری
کے واسطے مقرر کیا تھا بہت اللہ کو تشریف لیگئے اور اسی فرشتے کے سکھانے سے مناسک حج اور
زیارت خانہ کعبہ کی بجالائے مروی ہے راویان ستہ سے کہ آدم علیہ السلام ہندوستان سے واسطے
زیارت اور حج بیت اللہ کے چالیس بار پیادہ پا تشریف لیگئے اور ہر بار کہ تشریف لیجاتے تھے
بعد فراغت مناسک حج کے ہندوستان کو پھر آتے تھے چالیسویں حج میں آدم علیہ السلام
جبرئیل علیہ السلام کے اشارہ سے عرفات کے پہاڑ پر پہنچے اتفاقاً حوا بھی جدے سے نکلکر تلاش

آدم علیہ السلام پھرتے پھرتے اسی پہاڑ پر آئین چونکہ صورت مبارک آدم علیہ السلام کی بسبب شدت گرمی آفتاب اور محنت و رنج سالہاے دراز کے متغیر تھی حوا نے آدم علیہ السلام کو نہ پہچانا جبرئیل علیہ السلام وسیلہ انکے پہچاننے کے ہوے اور دونون کو اپسمین ملایا اسی لیے وہ پہاڑ جبل عرفات اور وہ دن بروز عرفہ موسوم و مشہور ہوا انیس اسدن وہ غم اور رنج سالہاے ہجران کا خوشی و فرحت اور سرور و راحت سے بدل ہوا ✿ غرض آن روز کہ مشتاق بیارے برسد ✿ آرزومند نگارے بہ نگارے برسد ✿ لذت وصل مذاند مگر آن سوختہ ✿ کہ پس از دوری بسیار بیارے برسد ✿ بعد ازان دونون باہم ہو کر عرفات سے منا کو آئے اور توبہ آدم علیہ السلام کی اس جگہ قبول ہوئی اور مغفرت اور رحمت الٰہی سے سرفراز ہوے اسیواسطے نام اسکا منا ہوا کہ آدم علیہ السلام اس جگہ اپنی تمنا کو پہونچے بعد ازان منا سے سراندیپ کی اجازت چاہی اور بعد حکم کے دونون ہند مین سراندیپ کے پہاڑ پر آئے اور بفراغ خاطر خدا کی عنایت سے بہت محنت اور مشقت کے بعد وصل کی راحت سے بہرہ مند ہوے اور باقی عمر فراغت اور رفاہیت سے گذرانی اور احکام الٰہی کے بجالانے مین اہتمام جیسا چاہیے ویسا ہی کیا اور ہر موسم اس سے تجاوز اور تفاوت نکیا اور تمام روے زمین مین بجز آدم اور حوا علیہما السلام کے کوئی انسان نہ تھا اور سواے خانہ کعبہ کے کوئی اور عمارت نہ تھی پھر اولاد حضرت آدم علیہ السلام کی بہت ہوئی اور زراعت اور عمارت مین اہتمام بہت کیا منقول ہے کہ حوا بیس بار حاملہ ہوئین اور ہر مرتبہ انسے ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتا تھا اول حمل مین قابیل اور اقلیما بہن انکی اور دوسرے مین ہابیل اور لبوذا انکی بہن پیدا ہوئی اور حکم الٰہی ایسا تھا کہ اقلیما کو ہابیل کے ساتھہ اور لبوذا کو قابیل کے ساتھہ بیاہ دو آدم علیہ السلام نے بموجب حکم الٰہی اسی طرح دونون کا نکاح کردیا چونکہ اقلیما بہت خوبصورت اور بہت نیک سیرت تھی اور لبوذا بدصورت اور ناخوش اس سبب سے دونون بھائیون مین لڑائی ہوئی آخر قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ایکدن پہاڑ پر سوتا پاکر تعلیم شیطان تیر سے مار ڈالا قصہ اسکا مفصل کتب تواریخ مین لکھا ہے القصہ بعد وقوع اس واقعہ کے آدم علیہ السلام کو ہابیل کے مرنے سے نہایت رنج اور حزن اور ملال ہوا اور رات دن جزع اور فزع بہت کیا کرتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام وسیلے انکی تسلی اور دلاسے کے نازل ہوے اور بشارت دی کہ عنقریب حق سبحانہ تعالے تمکو ایسا لڑکا دیگا کہ تمھاری تمام اولاد کا سردار ہوگا اور ساری خلق اسکی محتاج ہوگی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وصل یہ ذکر ہوا انتقال نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پشت آدم علیہ السلام سے رحم حوا مین اور بیان ہابیل کے قتل ہونے سے پانچ برس کے بعد حضرت شیث علیہ السلام کے پیدا ہونے کا اور عہد نامہ بحفاظت نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیث

علیہ السلام سے لیتے کا فضلاے عصر اور علما دسیر نے یون لکھا ہی کہ ایکدن آدم علیہ السلام حوا کے ساتھ
ایک مکان پاکیزہ مین بیٹھے تھے کہ ناگاہ دریاے غیب سے ایک نہر آب صاف کی بہی اور جبرئیل علیہ السلام
مع ایک جماعت فرشتون کے ایک طبق میوۂ بہشتی سے بھرا لیکر آپہونچے اور کہا السلام علیک یا ابا محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اے آدم علیہ السلام اس میوہ کو پہچانتے ہو کہا ہان یہ میوہ بہشت کا ہی کہ مین نے حق تعالے سے
مانگا تھا کہ مرنے سے پہلے مجکو عنایت کرے فرشتون نے کہا کہ حق تعالے نے مطلوب تمہارا میسر کیا اب اس
میوے کو کھاؤ تا نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمہاری پشت مین ہی زیادہ ہو اور اپنے تئین پاک اور
خوشبودار کرو اور حوا کے پاس رہو کر آج کے دن وعدۂ انتقال نور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمہاری
پشت سے رحم حوا مین پہونچی ہی آدم اور حوا علیہما السلام نے بموجب حکم الہی میوۂ بہشتی تناول کیا
اور نہر جنت مین نہائے اور ریحان بہشتی سونگھا کہ حسن و جمال اور قوت و کمال اُنکا بہت زیادہ ہوا اور
ظہور اُنکے نور کا اس درجے کو ہوا کہ شرق سے غرب تک اُنکے نور سے منور ہو گیا تب آدم علیہ السلام کے
اتفاق قربت کا ہوا نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پشت آدم علیہ السلام سے رحم حوا مین انتقال
فرمایا اور مدت حمل مین وہ نور دونون پیشان حوا سے مانند آفتاب کے روشن تھا مروی ہی کہ آدم
علیہ السلام کی پیدایش کے وقت سے جب تک نور محمدی اُنکی پیٹھ مین رہا منھ فرشتون کا آدم
علیہ السلام طرف تھا اور آدم علیہ السلام اُن فرشتون کی نظر مین معزز اور مکرم تھے جب وہ نور آدم
علیہ السلام سے حوا کی طرف منتقل ہوا سب فرشتے حوا کی طرف متوجہ ہوے اور اعزاز اور اکرام حوا کا
کرنے لگے آدم علیہ السلام نے شکایت اسکی حق عز مجدہ سے کی خطاب آیا کہ اے آدم یہ سب فرشتے تابع اور
ملازم نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین جبتک وہ نور تمھارے پاس تھا سب فرشتے تمھاری طرف
متوجہ تھے اب وہ نور حوا مین جلوہ گر ہی سبکی توجہ حوا کی جانب ہوا اور منقول ہی کہ جب سے نور محمدی رحم
حوا مین آیا اور حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوے تب تک شیطان کو اُس پر دے مین کہ شاید اُسکا
سعد برس کی راہ کا تھا بند کیا اور جب تک شیث علیہ السلام جوان ہونے تب تک وہ ایسا ہی بند رہا
اسی طور سے جب کہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مہاب سے دوسرے بطن کو منتقل ہوتا تھا
شیطان لعین کو قید رکھتے تھے جبتک وہ لڑکا پیدا ہو کر جوانی کو نہ پہونچتا تھا اہل مجالس جب شیث
علیہ السلام پیدا ہوے نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکی پیشانی نورانی سے مانند آفتاب کے
تابان اور روشن تھا اور شیث علیہ السلام حسن صورت اور صفائی سیرت اور کثرت فضائل اور شمائل
ظاہری اور باطنی مین ساتھ آدم علیہ السلام کے اُنکی سب اولاد مین ممتاز تھے اور نور آدم علیہ السلام

فصل حال پیدایش شیث علیہ السلام

انکو بہت چاہتے تھے اور اُس فرزند ارجمند کا نام آدم علیہ السلام نے شیث رکھا اور معنی شیث کے
لغت سریانی میں ہبۃ اللہ ہیں یعنے بخشا ہوا جب شیث علیہ السلام بالغ ہوئے جبرئیل علیہ السلام آئے
اور آدم علیہ السلام سے کہا کہ کل شیث علیہ السلام کو حوض عظیم پر لیجاؤ کہ میں وہاں باجماعۃ
ملائکہ مقرب آؤنگا اور عہد و پیمان واسطے محافظت اُس نور کے شیث علیہ السلام سے لونگا کہ
علم پروردگار عالم کا ایسا ہی ہے جب آدم علیہ السلام کو بموجب فرمان حق عزوجل کے شیث علیہ السلام کو
حوض اعظم پر لیگئے اور روح الامین یعنے جبرئیل علیہ السلام سے ستر ہزار فرشتوں اور دو جماعت سبز کے
کہ ریشمی اُنکی اُترائی ہوئی تھی تشریف لائے اور دو جماعت شیث علیہ السلام کو مہیا یا اور
عہدنامہ مضبوط و تاکیدی شیث علیہ السلام سے اس مضمون کا لیا کہ اس نور کی حفاظت میں بہت
کوشش کریں اور یہ نور انھیں عورتوں کو دیں کہ تمام زمانے کی عورتوں سے زیادہ پاک صاف
حیادار اور پرہیزگار ہوں اور اس عہدنامہ کو یاقوت کے قلم سے بہشت کے ریشمی کپڑے پر لکھا
اور مقرب فرشتوں کی گواہی کرداکر خوب مضبوط لپیٹا اور جبرئیل علیہ السلام نے اُسپر اپنی مہر کی
اور ایک صندوق شمشاد کی لکڑی کا دو گز چوڑا ایک گز لمبا ہوگا تیار کرنے کا کام اُسپر بتایا ہوا کہ اُسمیں نبیوں کی
تصویریں تھیں اور اُسکا تابوت سکینہ کہتے تھے بہشت سے لاکر آدم علیہ السلام کے سپرد کیا
اور کہا کہ یہ عہدنامہ اس مضبوط صندوق میں رکھو اور اپنے فرزندوں کو ہمیشہ کرو کہ ہمیشہ اسی طرح
ہر ایک اقرارنامہ لکھا کرے اور اس صندوق میں رکھدیا کرے اور یہ طریقہ ہر زمانے میں جاری
رہے اور ہر زمانے کے نبی کو سپرد کرتے رہیں یہی طریقہ اقرارنامے کا ہر زمانے میں حضرت شیث
علیہ السلام کے زمانے سے قیدر بن حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے زمانے تک برابر چلا آیا پھر قیدر کی
نسل کے زمانے سے آپکے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے زمانے تک بغیر لکھے ہوئے
زبانی مضمون اقرارنامہ مذکور کا بطور وصیت کے چلا آیا **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ**

وصل یہ ذکر جو نسب شریف جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اثبات ہو حضرت کے ابا و امہات
امہات کرام کے اسلام کا آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ تک معلوم کرو تم اے حاضرین مجلس مقدس
و نسب شریف جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باپ کی طرف سے یہ ہے محمد بن عبداللہ
بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب
بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد
بن عدنان یہاں تک ارباب سیر و علم انساب متفق ہیں اور اوپر اسکے معلوم اور صحیح نہیں

وصل یہ ذکر جو نسب شریف جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اثبات ہو حضرت کے ابا و امہات

گروہ پر اتفاق ہے کہ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ابراہیم اور نوح اور ادریس اور شیث علیہم السلام حضرت کے اجداد سے ہیں صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین اور مروی ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر فرماتے اپنے نسب شریف کا فرماتے سعد بن عدنان سے آگے نہ بڑھتے اور یہاں توقف فرما کر کہتے کہ کذب النسابون اور منقول ہے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ جانتے ہیں ہم نسب اپنا عدنان تک اور اس سے آگے ہمکو معلوم نہیں اور ایسا ہی منقول ہے عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہ نہیں یا پاتے کسی کو کہ جانے نسب اپنا بعد معد بن عدنان کے اور عدنان سے اسمٰعیل علیہ السلام تک اور اسمٰعیل علیہ السلام سے آدم علیہ السلام تک اختلاف بہت ہے علماء نے عدنان سے اسمٰعیل علیہ السلام تک تیس آدمی ذکر کیے ہیں کہ احوال اور شمار انکا معلوم نہیں اور بعضوں نے ذکر اور بعضوں نے زیادہ شمار کیے ہیں اور یہ کچھ قابل اعتماد اور لائق سند کے نہیں اور مخالف اقوال علماء معتبر کے ہے واللہ اعلم اور نسب شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مالکی طرف سے یہ ہے محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب تا آخر نسب شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مروی ہے امیر المومنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ابا الحسن ان محمداً امام ہاشمی قرشی نبی حرمی مکی ابطحی تہامی اصلہ آدم فرعہ نزاری حسبہ ابراہیمی نسبہ اسمٰعیلی بقعتہ حجازی تخصصہ علوی نورہ قسری قلبہ رحمانی رسول رب العالمین ۵ لہ النسب العالی فلیس کمثلہ ✤ منسوب نسیب منعم متکرم ✤ اقدمہ فی کل جزر لانہ ✤ اذا کان مدح فالنسیب مقدم ✤ جمیل بہاء المکارمات متوج ✤ جلیل تالار ابہا رسیم ✤ فما الکون الا حلۃ ومحمد طراز بانوار النبوۃ معلم ✤ الا فل تقوم تازعوا ابن اردنمو ✤ سنجاتہ یہ صلوا علیہ وسلموا ✤ اور معلوم کرو تم کہ تمام باپ دادا آپ سرور انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آدم اور حوا علیہما السلام سے حضرت عبداللہ اور آمنہ تک موافق اخبار صریح اور آثار صحیحہ کے ساتھ حریت اور طہارت کے موصوف اور سفاح جاہلیت یعنی زنا سے محفوظ تھے اور جو کوئی موصوف بصفات حمیدہ اور نعوت پسندیدہ ہو مشرک نہیں ہے اسواسطے کہ شرک منافی طہارت اور باطل کرنے والا ان اوصاف کا ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے انما المشرکون نجس یعنی مشرک نجس ہی ہوتے ہیں اور منجملہ ان اخبار صحیحہ کے

یہ ہو کہ مروی ہو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الطیبۃ الی الارحام الطاہرۃ مصفا مہذبا لا انشعب شعبتان الا کنت فی خیرہما یعنی اللہ تعالے ہمیشہ مجکو پاک پیٹھوں اور پاک پیٹوں میں اُلٹتا پلٹتا رہا اور سب عیبوں سے پاک اور سب اچھائیوں سے آراستہ رکھتا چلا آیا اور جب برادری میں دو شاخیں پھوٹیں تو میں اُسمیں ہوا جو دونوں میں بہتر تھے دوسری حدیث یہ ہو کہ مروی ہو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیر العرب مضر وخیر مضر عبد مناف وخیر بنی عبد مناف ہاشم وخیر بنی ہاشم عبد المطلب واللہ ما افترق فرقتان منذ خلق آدم الا کنت فی خیرہما یعنی بہترین عرب کے مضر اور بہتر اولاد مضر سے عبد مناف اور بہتر اولاد عبد مناف سے ہاشم اور بہتر اولاد ہاشم سے عبد المطلب ہیں قسم ہو خدا سے عزوجل کی کہ نہوے دو فرقے وقت پیدائش آدم علیہ السلام سے مگر یہ کہ تمامیں بہتر فرقے میں حدیث تیسری منقول ہو واثلہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اللہ اصطفے ابراہیم واتخذہ خلیلا واصطفے من ولد ابراہیم اسمعیل ثم اصطفے من ولد اسمعیل نزارا ثم اصطفے من ولد نزار مضر ثم اصطفے من ولد مضر کنانہ ثم اصطفے من ولد کنانہ قریشا ثم اصطفے من ولد قریش ہاشم ثم اصطفے من بنی ہاشم عبد المطلب ثم اصطفانی من عبد المطلب یعنی تحقیق اللہ تعالے نے برگزیدہ کیا ابراہیم کو اور اُسکو اپنا دوست بنایا اور برگزیدہ کیا اولاد ابراہیم سے اسمعیل کو اور برگزیدہ کیا اولاد اسمعیل سے نزار کو اور برگزیدہ کیا اولاد نزار سے مضر کو اور برگزیدہ کیا اولاد مضر سے کنانہ کو اور برگزیدہ کیا اولاد کنانہ سے قریش کو اور برگزیدہ کیا اولاد قریش سے ہاشم کو اور برگزیدہ کیا اولاد ہاشم سے عبد المطلب کو اور برگزیدہ کیا اولاد عبد المطلب سے مجکو حدیث چوتھی مروی ہو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لما خلق اللہ آدم اہبطنی فی صلبہ الی الارض وجعلنی فی صلب نوح فی السفینۃ وقذفنی النار فی صلب ابراہیم ثم لم یزل ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ الی الارحام الطاہرۃ حتی اخرجنی بین ابوی ولم یلتقیا علی سفاح قط یعنی جسوقت کہ پیدا کیا اللہ تعالے نے آدم کو اُتارا مجکو پشت آدم میں زمین پر اور گردانا مجکو پشت نوح میں بیچ کشتی کے اور ڈالا مجکو نمرود کی آگ میں ساتھ ابراہیم کے یونہی ہمیشہ نسلاً بعد نسل نقل کرتا رہا مجکو اللہ تعالے اصلاب طیبہ سے طرف ارحام طاہرہ کے یہانتک کہ پیدا کیا مجکو میرے ماباپ سے اور ان لوگوں نے کبھی زنا یعنی بدکاری نہیں کی حدیث پانچویں یہ ہو کہ روایت کی ہو ملک العلما مولانا عبد العلی لکھنوی نے بیچ شرح اسماء اصحاب بدر کے ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے انی نقلت من صلب آدم الی خیر اہل الارض قرنا فقرنا ثم وثم الی ان ولدت یعنی تحقیق میں منتقل کیا گیا پشت آدم علیہ السلام سے طرف بہترین مردم روئے زمین کے قرناً بعد قرن یہانتک کہ پیدا ہوا میں حدیث چھٹی یہ ہے کہ روایت کی ہے شیخ بن حجر مکی نے شرح قصیدہ ہمزیہ میں کہ ام المومنین حوا کے ہر حمل میں دو لڑکے پیدا ہوتے تھے مگر شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے تا نور پاک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان اپنے اور غیر کے مشترک نہ ہو اور شیث علیہ السلام نے وقت وفات کے اپنے بیٹے انوش کو وصیت کی کہ اس نور کو زمانے کی اچھی عورتوں میں رکھے اور یہ وصیت ہمیشہ شیث علیہ السلام کی اولاد میں جاری رہی اس زمانے تک کہ وہ نور عبد المطلب کی پیشانی میں پہنچا بعد ازاں آنحضرت منتقل ہوکر عبد اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کو پھر پہنچا پس پاک رکھا اللہ تعالیٰ نے نسب شریف کو سفاح یعنے زنا سے چنانچہ سنن بیہقی میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ما ولدنی من سفاح الجاہلیۃ شیء ولدنی الا نکاح الاسلام یعنی نہ جنا مجکو سفاح جاہلیت سے کسی نے اور نہ جنا مجکو مگر نکاح نے جو اہل اسلام میں جاری ہوا اور یہ روایت کی ہے ابن سعد اور ابن عساکر نے محمد بن سائب سے اور انہوں نے کلبی سے کہ ڈھونڈھا میں نے اگلی کتابوں میں اور گنا پانسو امہات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطناً بعد بطن اور سب کو زنا یعنی بدکاری وغیرہ سے پاک صاف پایا کسی میں کچھ عیب نہ تھا جس ان صحیح حدیثوں سے ثابت ہوا کہ سب ماں باپ دادا آپکے سب پشتوں میں جنتی ہیں اور کوئی آپنمیں سے مشرک نہیں ہوا اور سب ایمان والوں کے نزدیک ستانا اور ایذا دینا اس سرور انس وجان کا سبب خرابی دنیا و آخرت کا ہے جیسا کہ حق عز مجدہ نے فرمایا ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا یعنی جو لوگ کہ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو لعنت کرتا ہے اللہ انپر دنیا اور آخرت میں اور مہیا کرتا ہے اسکے واسطے عذاب سخت اور کون تکلیف زیادہ اس سے ہوگی کہ جن لوگوں سے پیغمبر خدا پیدا ہوئے ہوں انکے حق میں لفظ جہنمی ہونے کی کہی جاوے نعوذ باللہ من ذالک اور نقل کیا ہے شیخ محب الدین احمد طبری نے ذخائر العقبے میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ سب شیعہ ابی لہب کی بیٹی نے حضور اقدس جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قوم کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ لوگ مجکو بیٹی حمالۃ الحطب کی کہتے ہیں اور اس کلمہ سے مجکو رنج و غیرت دلاتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال غضب سے اٹھے اور فرمایا کیا ہوا ہے قوم کو کہ میرے برادری والوں کو علی الاعلان شیخ دیکر مجکو تکلیف دیتے ہیں اور میری ایذا سے کہ اذیت خدا

کی ہو نہیں ڈرتے اس جگہ سے جاننا چاہیئے کہ جب شبیہ کے بڑا کہنے ہیں کہ ماباپ اسکے یقینی دوزخی تھے اور جو عداوت کہ اس جناب پاک سے رکھتے تھے اور جو اذیت کہ دیتے تھے کلام الٰہی اسپر ناطق ہے ایذا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو پس دوزخی کہنا اس سرور انام کے باپ دادا کو کہ اخبار صریحہ اور آثار صحیحہ انکی نجات میں وارد ہیں کسقدر باعث اذیت اور رنج اور جوش غضب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا اور آیا ہے صحیح بخاری اور مسلم میں کہ لوگوں نے ابولہب کو اسکے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا حال پوچھا کہا کہ نہایت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن بسبب وقت کہ میری لونڈی ثویبہ نے خبر پیدا ہونے محمد بن عبداللہ کی مجکو پہونچائی تھی اور اس خبر فرحت اثر کے سننے سے اسکو میں نے انگلی کے اشارہ سے آزاد کیا تھا اور دودھ پلانے کے لیے اجازت دی تھی اب اس انگلی کے چوسنے سے پیاس میری بجھتی ہے اور اس انگلی میں اثر آگ کا نہیں ہے سبحان اللہ جب ابولہب ایسا کافر کہ کمال عداوت اس عالی جناب سے رکھتا تھا ثویبہ کے آزاد کرنے سے عذاب میں تخفیف پاوے پس کیا گمان ہے لوگوں کو حضرت آمنہ کے حق میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو مہینے انکے پیٹ میں رہے اور بعد پیدا ہونے کے کئی برس انکی گود میں پرورش اور آرام پائی اللہ تعالے سب مسلمانوں کو ایسے برے عقیدے سے بچاوے اے مسلمانو یہاں اسقدر بہت ہے اور اگر زیادہ تفصیل اور توضیح درکار ہو تو مطالعہ کتب احادیث کرو خصوصاً رسالہ تنبیہ الغفول کہ تصنیف قدوۃ العلماء افضل الفضلاء قاضی القضات محمد ارتضا علی خان بہادر کا اس مطلب میں نہایت مشرح اور مفصل اور دلائل واضحہ اور براہین ساطعہ سے مبنایت مستحکم ہے واللہ ولے التوفیق

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

تمام ہوئی مجلس تیسری کتاب دوازدہ مجلس کی

مجلس چہارم

یہ مجلس چوتھی ہو بیچ ذکر احوال والدین شریفین اُس خیر الانام کے
اور بیان ہو اُن واقعات کا کہ قبل ظہور اُس عالی مقام کے
وقوع مین آئے اور بیان ہو ولادت باسعادت اور اور حالات
حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین

منقول ہو کہ جب نور باسرور حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پشت عبد المطلب سے رحم
فاطمہ بنت عمرو فخر وی زوجۂ عبد المطلب مین منتقل ہوا اہل کتاب کہ ہمیشہ سے منتظر خروج حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور استفسار آپکے ظہور کا کیا کرتے تھے اُس شب کہ عبد اللہ پیدا ہوے اُن لوگون
نے شام مین آپسمین خبر دی کہ اس رات کو پیدا پیغمبر آخر الزمان کے مکے مین پیدا ہوے اور اُنکے پاس
ایک جبہ صوف سفید کا تھا جسمین حضرت یحیی بن ذکریا علیہما السلام کا خون بھرا تھا اور اسی مین مقتل
یحیی علیہ السلام نے شہادت پائی تھی اور یہود کو کتب آسمانی سے معلوم تھا کہ جب یہ جبہ بخون
تازہ سرخ ہوگا اور خون کے قطرے اُس سے ٹپکینگے تب اُس پیغمبر آخر الزمان کا باپ پیدا ہوگا
پس جب یہ علامت یہود نے دیکھی اُنکو ولادت عبد اللہ کا یقین کامل ہوا اور اُنکے قتل اور دفع کی
فکر مین ہوے اور عداوت پر کمر باندھی اور کئی بار اس قصد سے گرد مکے کے آئے حق تعالے نے
برکت نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عبد اللہ کو اُنکے شر سے محفوظ رکھا منقول ہو کہ غیب سے
عبد اللہ کی پرورش اسقدر تھی کہ ایکدن عبد اللہ نے اپنے باپ سے کہا کہ اے پدر جب مین بطحا کے مین
اور پہاڑ پر جاتا ہون میری پیٹھ سے ایک نور نکلکر دو ٹکڑے ہوتا ہی اور آدھا مشرق اور آدھا
مغرب کو جاتا ہی بعد اُسکے گول ہو کر مانند ابر کے میرے سر پر سایہ کرتا ہی اور دیکھتا ہون کہ درواز ے

آسمانون کے کھل گئے اور وہ نور بادل بنکر آسمان کو جاتا ہو اور پھر پلٹ کر میری پیٹھ مین ما جاتا ہو اور جب زمین پر بیٹھتا ہون زمین سے آواز آتی ہو کہ اے وہ شخص کہ نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری پشت مین امانت ہو میرا سلام تجھپر ہو جو جو اور جو خشک درخت کے تلے جاتا ہون وہ درخت سرسبز ہو جاتا ہو اور مجھپر سایہ کرتا ہو اور جب اُس سے علیحدہ ہوتا ہون پھر بدستور خشک ہو جاتا ہو عبد المطلب نے کہا اے عبد اللہ بشارت ہو تجکو مین امید کامل رکھتا ہون کہ تیری پشت سے سید عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہونگے مین نے بھی کئی خوابین ایسی دیکھین کہ آثار اور علامات اُسکے دیکھتا ہون القصہ جب عبد اللہ بالغ ہوے بسبب عنایت الٰہی اور حمایت خداوندی کے کہ اُسکے شامل حال تھی ہرگز تنہا نون مین نہ جاسکے اور اگر کبھی تنہا نہ کا قصد کرتے تھے تو فریاد آتی کہ اے عبد اللہ تم ہمارے پاس آؤ کہ تمھاری پیشانی سے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چمکتا ہو اور وہ ایسا سلطان عظیم الشان ہو کہ ہلاک ہمارا اور سب بت پرستون کا اُسی کے ہاتھ سے ہوگا اور ازبسکہ عبد اللہ کمال حسن اور جمال نسب اور لطف گفتار اور نیک کردار اور مکارم اخلاق اور محاسن اعمال اور شمائل مطبوع اور حرکات موضوع مین جوانان قریش سے مستثنےٰ اور ممتاز تھے اور خوبی اور ملاحت مین یگانۂ آفاق اور نور کوکب محمدی اُنکی طلعت زیبا سے ظاہر اور شعاع آفتاب احمدی اُنکے چہرۂ دلفروز سے باہر تھا عورتین قوم کی صاحب حسن و جمال بیاہی اور کنواری اُنکے حسن و جمال کی عاشق تھین اور ہمیشہ اپنے تئین آراستہ اور پیراستہ کرکے نہایت عشوہ و ناز سے مانند محبوبان دلنواز کے مقام جلوہ گری مین آکر کھڑی ہوتین مگر عبد اللہ توفیق ربانی اور تائید سبحانی کے اُن گمراہ خان ماہ لقا اور پیمبر گان زیبا کی طرف متوجہ نہوتے تھے اور دامن ہمت کو نجاست تہمت سے پاک رکھتے تھے اور عزیز اور بیگانے سب اطراف و جوانب سے میل اور اقارب اور اجانب اُنکی دامادی کی تمنا کرتے تھے اور اکثر امیرون اور بادشاہون نے عبد المطلب سے خواہش اس امر کی کی مگر عبد المطلب نے اُنکی خانہ آبادی مین توقف فرمایا یہانتک کہ سن شریف عبد اللہ کا پچیس برس کا ہوا جب وقت آپکی پیدائش کا نزدیک آیا شتر بیوفا بھوت نے عہد و پیمان الیسین کیا کہ جب تک عبد اللہ کو مار نہ ڈالین گے نہ پھرین گے اور اس قرار پر شام سے مکے مین آئے اور منتظر فرصت کے تھے ایکدن عبد اللہ کو تنہا شکار مین پایا اور فرصت غنیمت جانکر عبد اللہ کے مارنے پر مستعد ہوے اتفاقاً اُسی دن وہب بن عبد مناف زہری بھی اُسی جنگل مین شکار کو گئے تھے دور سے دیکھا کہ یہود بدانجام تلوارین زہر کی بجھی کھینچکر یکبارگی عبد اللہ کی طرف آئے ہین

اور اُنکے مارنے مین کوشش بہت کر رہے ہین اُنھون نے بمقتضاے حمیت عرب اور غیرت قوم کے چاہا کہ اپنے چند ہمراہیون سے اُنکو دفع کرین مگر یہودیون کے بہت ہونے سے اندیشہ کیا اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ناگاہ ایک فوج عالم غیب سے نمودار ہوئی کہ ہرگز دنیا کے لوگون سے مشابہ نہ تھی اور ابلق گھوڑون پر سوار آسمان سے زمین پر آکر اُن یہود نابہبود پر حملہ کیا اور سبکو ایک آن مین قتل کیا وہب بن عبد مناف نے جو یہ حال دیکھا متحیر ہوے اور قصد مصمم کیا کہ اپنی لڑکی آمنہ کو عبد اللہ کے ساتھ بیاہ دونگا جب شکار گاہ سے گھر آئے سب حال اپنی بی بی سے کہا اور اُنکو عبد المطلب کی خدمت مین بھیجکر کہلا بھیجا کہ میری ایک لڑکی ہے اگر اُسکو عبد اللہ کے ساتھ بیاہ لیوین تو بی اور انسب معلوم ہوتا ہے جب آمنہ کی مانے یہ حال عبد المطلب کی خدمت مین عرض کیا اور عبد المطلب نے خوبی صورت اور پاکیزگی طینت آمنہ کی اپنی بی بی اور سوا اُنکے اور لوگون سے بارہا سُنی تھی اور اور قبیلہ کی عورتون نے بھی بالاتفاق احوال آمنہ کا اور قابلیت اور لیاقت اُنکی عبد المطلب سے بیان کی اور فی الواقع اُس زمانے مین اُنسی دانسی عقلمند اور ہوشیار اور صاحب حسن و جمال کوئی عورت قبائل عرب مین نہ تھی عبد المطلب اس نسبت پر راضی ہوے اور عبد اللہ کو واسطے نکاح کے اپنے ہمراہ شعب ابی طالب مین لیگئے اثناے راہ مین ام قتال و تقی بن نوفل کی ہمین نے کہ جمال اور کمال مین یگانۂ روزگار اور مال و منال مین بیمثال اور کتب آسمانی پڑھی ہوئی اور علم کہانت مین کامل تھی اور بالیقین جانتی تھی کہ وہ نور باصرہ و رحم آمنہ مین منتقل ہوا بعد اسکے عبد اللہ کو ام قتال کی بات یاد آئی اور اُنکی خوبصورتی کا خیال آیا تب اُسکے گھر گئے اور نکاح اُسکے ساتھ قبول کیا جب ام قتال کی نظر عبد اللہ پر پڑی اور اُس نور کو اُنکی پیشانی مین نہ پایا کہا اے عبد اللہ وہ نور کہ تمھین تھا کیا ہوا جواب دیا کہ آمنہ بنت وہب کی طرف منتقل ہوا ام قتال بہت متاسف ہوئی اور کہا کہ مین اُس نور کی طالب تھی اب جو اس دولت سے محروم رہی تو مجکو تمسے کچھ کام نہین اور ایسی ہی حکایت فاطمہ شامیہ کی کہ ایک حاکم شام کی لڑکی تھی نقل کرتے ہین کہ وہ اسی تمنا مین شام سے مکے کو آئی تھی اور اسی طرح محروم شام کو پلٹ گئی کہتے ہین کہ جس رات آمنہ حاملہ ہوئین

وہ سو عورتین اسی رشک و مسرت مین مرگئین اور بہت لوگ قریش کے مسرت اور طیش کی بیماری مین مبتلا ہوے اور وہ رات کہ جسمین نطفۂ زکیہ مصطفویہ اور وہ درۂ نقیۂ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحم اُمنہ مین قرار پایا بقول اصح اوسط ایام تشریق شب جمعہ تھی اسی سبب سے امام احمد حنبل رحمہ اللہ شب جمعہ کو شب قدر سے بہتر کہتے ہین اور فرماتے ہین کہ برکات اور خیرات اور کرامات اور سعادات متعدد اس رات مین تمام عالم پر کرتے ہین اور کسی شب کو تا روز قیامت نہ اترینگے منقول ہی کہ جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحم اُمنہ مین تھے عبداللہ والد سے تجارت کے شام کو گئے تھے اور وہان سے پھر کر مدینۂ طیبہ مین آئے اور وہان بیمار ہوے اور قوم بنی نجار مین کہ اُنکے ماموں ہوتے تھے رہے اور باقی قافلہ مکہ کو گیا اور عبداللہ نے اسی بیماری مین وفات پائی اور دار نابغہ مین مدفون ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ انجرا مین کہ وہ ایک موضع ہی قریب مدینہ کے مدفون ہین اور مشہور لوگون مین یہی ہی جب عبداللہ کے ساتھی نکلے کو آئے عبدالمطلب سے عبداللہ کا حال پوچھا اُنھون نے کہا کہ مدینے مین بیمار چھوڑ آئے ہین عبدالمطلب نے اپنے بڑے بیٹے حارث کو عبداللہ کے لانے کے لیے بھیجا وہان قبل پہونچنے حارث کے عبداللہ نے وفات پائی تھی جب حارث نے جاکر یہ حال سُنا وہان سے پھر کر باپ سے خبر وفات عبداللہ کی کہی عبدالمطلب اور سب اقارب کو اس واقعہ جانسوز سے رنج و اندوہ بہت ہوا اور مدت عمر شریف عبداللہ کی پچیس برس کو پہونچی تھی اور آپ پیدا نہوے تھے اور صحیح یہ روایت ہی ہی کذا فی زاد المعاد اور منقول ہی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب وفات پائی عبداللہ نے فرشتون نے کہا ای بار خدایا یا تیرا صفی اور حبیب یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیم ہوا حق عزوجل نے کہا کہ مین حافظ اور ناصر اور کفیل اُسکا ہون اگر یتیم ہوگیا کچھ غم نہین کہ وہ یتیم بیش تر نصیحت بہت ہوتا ہی اور نظر مردم مین زیادہ معزز اور مکرم تم صلوٰۃ اور سلام اُسپر بھیجو اور اُنکے وجود باجود سے برکات چاہو اور اُنکے باپ کے حق مین دعا کرو کہ تمھارے حق مین بہتر ہو اور وہ عجائب کہ قبل پیدائش کے وقوع مین آئے اور اُنکو ازہا صاحب نبوی کہتے ہین منجملہ اُنکے ایک یہ ہی کہ ایک رات عبدالمطلب نے خواب مین دیکھا کہ ایک زنجیر چاندی کی میری پشت سے نکلی اور دوسری رات عبدالمطلب نے دیکھا کہ میری پشت سے ایک درخت پیدا ہوا ہی کہ ڈالیان اُسکی آسمان تک پہونچین اور پھیلا ہوا ہی مشرق سے مغرب تک گھیر لیا اور ہر پتے سے ایک نور روشن ہی کہ اہل عرب اور عجم اُسکو سجدہ کرتے ہین اور ایک روایت مین ہی کہ عبدالمطلب نے یہ خواب دیکھا کہ عبدالمطلب کے گھر سے ایک ستارہ شرح روشن اور چمکتا نکلکر اور چاند ہی

اور جسقدر بلند ہوتا ہو بڑھتا ہو یہانتک کہ آسمان تک پہونچتے ہی تمام دنیا کے برابر ہوگیا اور آفتاب اور سب ستارے اُسکی روشنی مین چھپ گئے بہر تقدیر یکا بنان قریش نے تعبیر خواب کی یہ کہی کہ تیری نسل سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ اہل مشرق اور مغرب اُسکی اطاعت کرینگے اور منجملہ اُسکے واقع ہونا واقعہ اصحاب فیل کا اور دفع ہونا اُس بلا کا بطفیل اُس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور منجملہ اُن عجائبات کے یہ ہو کہ جس رات وہ نور فیض ظہور عبد اللہ سے آمنہ مین آیا تمام فرشتے زمین اور آسمان کے خوشی مین آئے اور ملک اور ملکوت مین ندا دیگئی کہ عالم کو انوار قدس سے منور اور طرح طرح کی خوشبوؤن سے معطر کرین اور داروغۂ بہشت کو حکم ہوا کہ دروازے بہشت کے کھولدے اور آٹھون بہشت کو آراستہ کرے اور تمام آسمان اور زمین مین بشارت دیگئی کہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج کی رات رحم آمنہ مین قرار پایا قریب ہو کہ مصدر تمامی خیرات اور برکات اور جامع جمیع کرامات اور موجدات اور مبدئ ایجاد عالم اور اصل اصول نوع بنی آدم کا عالم ملک مین جلوہ افروز ہو اور تمام عالم کو اپنے نور اور نعمتون اور بخششون سے منور اور مشرف کرے اور مروی ہو کہ اُس رات کو شیطان کا تخت اوندھا ہوگیا اور جالیس راتون وہ لعین دریاؤن مین سرنگون اور غلطان پھرا کیا یہانتک کہ جل کر سیاہ ہوگیا بعد ازان کوہ قبیس پر آکر فریاد کی تمام اولاد اُسکی جمع ہوئی اور حال پوچھا کہا اے ملعونو جانو کہ اسباب ہماری ہلاکت کے جمع ہوے اور محمد بن عبد اللہ نے رحم آمنہ مین قرار پایا کہ شرف اولین اور آخرین ہو اور انوار اور تلوار اُسکی مشہور رہیگی بتون کو توڑیگا اور اخبار آسمانی ہمسے چھوڑا دیگا اور عدل بہت کریگا اور ظلم نہونے دیگا اور لوگ اُسکی اُمت کے اگلی اُمتون سے بہتر ہونگے کہ راہ دین مین اخلاص کرینگے اور زمین بہجدون سے ایسی بھر دیگا جیسا آسمان ستارون سے بھرا ہو اور تمام دنیا مین توحید ظاہر کریگا اور اُسکی اُمت کے لوگ ہرگز شرک کو دخل نہ دینگے اور اہل تقوی اور اہل نجات ہونگے اور تمام بھلائیان دنیا کی اُنمین ہونگی اور کوئی چیز کھانے پینے کی بغیر اللہ کے نام لیے ہوے نہ کھائین پینگے اور سبکو اچھے کامون کا حکم کرینگے اور بری باتون سے منع کرینگے اور نیکیان کرنے مین بہت جلدی کرینگے اور فقرا اور مساکین کے دینے سے بہت خوش ہونگے اور صلۂ رحمی بجا لاوینگے اور سبکو بسبب اِن باتون کے اُنپر کچھ قابو نہوگا اور منقول ہو کہ اُس شب کہ سب بادشاہون کے تخت اُلٹ گئے اور کوئی گھر اور کوئی مکان باقی نرہا کہ روشن نہوا اور اُس رات کی صبح کو جتنے بُت تھے سرنگون ہو کر گر پڑے اور وحوش و طیور اور درندے اور چرندے اُسیمین بشارت دینے لگے کہ وقت ظاہر ہونے نبی آخر الزمان کا نزدیک آیا قریب ہو

کہ تمام دنیا اُنکے نور سے منور ہو جاوے اور مروی ہو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک نشان محل آمنہ کا یہ تھا کہ جو جانور قریش کے گھروں میں تھے اُس شب کو باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ آمنہ حاملہ ہوئیں اور اُنہیں نبی آخر الزمان آیا قسم رب کعبہ کی کہ وہ امام تمام دنیا اور چراغ ہر ملت و مذہب کا ہوگا اور کئی برس سے قریش قحط سالی سے تنگی اور تکلیف میں تھے اور بسبب خشک سالی کے جانور دبلے اور درخت خشک ہو گئے تھے جب آمنہ حاملہ ہوئیں پانی برسا اور مذیان جا بجا جاری ہوئیں اور درخت سرسبز اور جانور فربہ ہوئے اور خیر و برکت بہت اُس سال سے آدمیوں میں ظاہر ہوئی اسی سبب سے نام اس سال کا عام الفتح والابتہاج رکھا گیا اور آمنہ والدۂ شریفۂ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہو کہ میں نے حمل میں کوئی اذیت اور تکلیف اور بدمزگی طبیعت جیسی عورتوں کو ہوتی ہو مذکور نہیں اور کوئی علامت حمل کی مثل درد اور ضعف اور بوجھ کے مجھ میں ظاہر نہ تھی اور چھ مہینے تک مجکو معلوم ہوا کہ میں حاملہ ہوں اور فرمایا حضرت آمنہ نے کہ میں کچھ سوتی اور کچھ جاگتی تھی کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا اے آمنہ تو اپنے حمل سے آگاہ ہے یا نہیں میں نے کہا نہیں اُس شخص نے کہا تو حاملہ ہوئی اور بہترین خلق تیرے پیٹ میں ہے اُسی دن سے مجکو معلوم ہوا کہ میں حاملہ ہوں اور فرمایا حضرت آمنہ نے کہ میں ہر مہینے میں ایک آواز آسمان اور زمین سے سنتی تھی کہ بشارت ہو تجکو اے آمنہ کہ وقت ظہور نور ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریب آیا ہے اور جب دن وضع حمل کے قریب پہونچے مجھسے وہی کہے جو الکہتا تھا کہ تو کہہ اے آمنہ اعیذہ باحمد الا حاسد شر کل حاسد یعنی میں سونپتی ہوں اُسکو اللہ واحد صمد کو ہر حسد کرنے والے کی برائی سے اور جب یہ لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام محمد رکھنا میں نے اس کلمہ کو خوب یاد رکھا اور اپنے پاس بیٹھنے والی عورتوں سے بیان کیا وے بولیں تجکو آسیب جن ہے گونگا ہاتھ اور گردن میں بہن نے جب اُنکے کہنے سے میں نے گونگا پہنا اُسی شخص غیبی نے وہ گونگا مجھسے دور کیا اور کہا اب بھی کبھو مت پہنا اور بھی حضرت آمنہ سے منقول ہو کہ میں نے شروع حمل میں خواب میں دیکھا کہ ایک نور مجھسے جدا ہوا اور تمام عالم کو منور کیا اور میں نے اُسی روشنی میں پہاڑیاں بصرے کی دیکھیں اور بصرہ ایک شہر ہے ملک شام میں اور اس واقعہ کو بھی وقت ولادت شریف کے نقل کرتے ہیں **وصل**

رباعی بیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ ✤ ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ ✤ اے ختم رسل قرب تو معلوم شد ✤ دیر آمدۂ درراہ دور آمدۂ ✤ اے عاشقان جمال نبوی و اے مشتاقان لقائے مصطفوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جانو تم کہ ولادت باسعادت اُس فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام الفیل میں

بعد چالیس یا پچپن دن کے تھی اور بیالیس سو سال تھا حکومت نوشیروان سے اور زمانہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے آپکے زمانہ تک چھ سو برس اور وفات سکندر ذوالقرنین سے آٹھ سو بیاسی برس اور زمانہ داؤد علیہ السلام سے ایک ہزار آٹھ سو برس اور زمانہ موسیٰ علیہ السلام سے دو ہزار تین سو برس اور زمانہ ابراہیم علیہ السلام سے تین ہزار ستر برس اور وقت طوفان نوح علیہ السلام سے چار ہزار چار سو نوے برس اور زمانہ آدم علیہ السلام سے چھ ہزار سات سو پچاس برس گھڑے تھے کہ روز دوشنبہ بارھویں ربیع الاول وقت صبح صادق کے اس خورشید فلک رسالت اور ماہ سپہر سیادت نے مطلع وجود سے جلوہ ظہور فرمایا اور مکمن غیب سے عالم شہادت میں آکر سایہ گستر امت ہوا خوشا نصیب اس امت گنہگار کے کہ ایسا شفیع محشر رونق افروز ہوا ✿ ہذا از حالات عرش آمد ✿ کہ برخیز از پی تعظیم احمد ✿

وِلادَۃُ الحَبِیبِ وَ مِثلُہٗ لَا یُولَدُ — وُلِدَ الحَبِیبُ وَ خَدُّہٗ یَتَوَرَّدُ
وُلِدَ الحَبِیبُ مُعَلًّا وَ مُطَیَّبًا — وَالنُّورُ مِن وَجَنَاتِہٖ یَتَوَقَّدُ
وُلِدَ الَّذِی لَولَاہُ لَمَا ذُکِرَ الثَّقَا — کَلَّا وَ لَا ذُکِرَ الحِمٰی وَ المَسجِدُ
ہٰذَا الَّذِی لَولَاہُ مَا ذُکِرَ النَّسَبُ — کَلَّا وَ لَا کَانَ المُعَصَّبُ یُعقَدُ
ہٰذَا الَّذِی حَارَتْ لَہٗ عِیسَی الَّتِی — وَ انجَذَعَ حَقًّا قَالَ اَنتَ مُحَمَّدٌ
ہٰذَا اِمَامُ المُرسَلِینَ حَقِیقَۃً — وَ ہُوَ اختِتَامُ الاَنبِیَاءِ وَ سَیِّدٌ
اِن کَانَ یُوسُفُ قَد لَقَاکَ جَمَالُہٗ — وَاللّٰہِ ذَا المَحبُوبُ مِنہُ اَزِیدُ
لَو کَانَ اَبرَاہِیمُ اُعطِیَ رُشدَہٗ — بِاللّٰہِ ذَا المَولُودُ مِنہُ اَرشَدُ
لَو کَانَ قَد اُعطِیَ المَسِیحُ عِبَادَۃً — مُحَمَّدٌ مِنہُ اَجَلُّ وَ اَعتَدُ
ہٰذَا الَّذِی خَلَعَت عَلَیہِ مَلَابِسَ — وَ تَفَارَسَت فَنَظِیرُہٗ لَا یُوجَدُ
جِبرِیلُ نَادٰی فِی مَنَصَّۃِ قُدسِہٖ — ہٰذَا اِمَامُ کُلِّ الوَرٰی اَحمَدُ
یَا عَاشِقِینَ تَوَلَّہُوا فِی حُبِّہٖ — ہٰذَا ہُوَ الحُسنُ الجَمِیلُ المُفرَدُ
سِیرُوا اِلَیہِ وَ اسعَوا الدَّاعِی بِکُم — یَتَمَدَّدُ وَالعَینُ بِالکُحلِ وَ تُشہَدُ
وَ تَقُولُ یَا عُشَّاقُ ہٰذَا المُصطَفٰی — وَ تَقُولُ یَا مُشتَاقُ ہٰذَا اَحمَدُ
یَا نَازِلِینَ الکَہفَ فِی سَنَۃِ الرِّضَا — اِنَّ القَتِیرَۃَ بَالِغٌ اِن تَہتَدُوا
یَا مَولِدَ المُختَارِ کَم لَکَ مِن ثَنَا — وَ مَدَائِحٍ تَتلُو وَ ذِکرٍ تَوأَمُ
یَا آیَۃً فِی اَولَادِ اٰدَمَ شَأنُہٗ — یَا مَن مَضٰی لِہٰذَا البَیتِ مُسنَدُ

قالت ملائکۃ السماء یا سیدہم ... ولد الحبیب ومثلہ لا یولد
صلوا علیہ بکورہ وعشیۃ ... الف الصلوٰۃ مع السلام وازید

ایضاً

یا نبی اللہ السلام علیک ... انما الفوز والفلاح لدیک
بسلام آمدم جوابم دہ ... مرہمے بردل خرابم نہ
بس بود جاہ واعتبارم را ... یک علیک از تو صد سلام مرا
خواہم از شوق دست بوس ترا ... دست بیرون کن از ردا تنے برد
مہر روئے تو ہوش می برد ... بہار روئے خود زبر دمن
چون توئی دیدہ در بیاض بلاغ ... ہمچو نرگس ز سر مساز فراغ
سویم افگن ز مرحمت نظرے ... باز کن بر غم لطف در دگرے
مہر بکشا ز حقۂ یاقوت ... روح را کام بخش و دل را قوت
زاری من شنو تکلم کن ... گریۂ من تبسم کن
تلخ شد کام من ز بخت نژند ... ساز شیرین بلبل شکر خند
لب بجنبان بشفاعت من ... ننگر بہ گناہ و طاعت من
گر نہ فتم طریق سنت تو ... ہستم از ما میان امت تو

ہر دو غزل از مولانا شاہ سلامت اللہ قدس سرہ

کیا نور خدا اور رخ خوب تو عیاں ہے ... کہتے ہیں اسے روے عیاں راچہ بیاں ہے
کب یوسف مصری ہو نظیر شہ بطحیٰ ... وہ جسم کہاں اور کہاں ہاں جہاں ہے
تشبیہ نہیں مثل قدر شاک صنوبر ... تم دیکھلو آنکھوں سے کہ این سرو روان ہے
منہ اسکا مہ چاردہ یا مہر درخشاں ... ہر طور سے دیکھو تو این است و آن ہے
یہ صورت حق ہے کہ مصور بہ بشر شد ... اسکا ہے ظہور این ہمہ در کون و مکان ہے
اب تاب نہیں ہجر کی از پردہ بدر آ ... مشتاق ترے وصل کا ہر پیر و جوان ہے
ہین حال دل اپنے کا چہ گویم چہ نویسم ... یہ دل ہے کہ یا ماہی بے آب طپان ہے
ہوتی ہے جہان مجلس میلاد نبوت ... وان ایک برس تک ہمہ امن ست و امان ہے
اب تجھ سے بھلا کشفی دلخستہ چہ گوید ... تو جانتا خبر اسکی کہ بے تاب و تواں ہے

انشاء

پیدا ہوا جسدن سے محمد ثانی ہی — یہ شادی میلاد رسول عربی ہی
اللہ نے نور اپنے سے پیدا کیا انکو — کچھ کہہ نہیں سکتا کہ یہ کیا بات عجبی ہی
گلزار خلیلی کا یہی ہی گل شاداب — یہ سنبل سراد چمن مطلبی ہی
سرسبز ہوا گلشن دین انکے قدم سے — فردوس رسالت کی یہی خوش بقعی ہی
تعظیم کھڑے ہوکے بجا لاؤ ادب سے — اس کام کا انکار بڑی بے ادبی ہی
نیکے ہو عجب شیر و شکر نام سے انکے — صرفون ہین محمد کی یہ شیرین لبی ہی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سبحان اللہ کیا بدر منیر افق عرب سے طلوع ہوا اور کیسا آفتاب جہانگیر مشرق عنایت سے چمکا کہ محدب فلک الافلاک سے نقطۂ مرکز خاک تک اور بسطح عرش اعلیٰ سے صحن فرش خبر تک نام و نشان تاریکی کا باقی نرہا اور اسکے فیض ظہور سے ظلمت کفر اور عصیان کی بجور ایمان اور احسان بدل گئی اور ایام شقاوت کے ساتھ دن سعادت کے تبدیل پائے اور تمام زمین حرم کی اسکی روشنی سے منور ہوئی اور جنہ اور شیاطین آسمان پر جانے سے باز رہے اور اخبار انکی کاہنان قریش سے منقطع ہوئی اور مدرس ابلیس کی انکے مدرسون اور مجلسون سے موقوف ہوئی اور ایک دن تمام بت شاہ و روسے زمین کے گونگے ہو گئے کہ طاقت بات کرنے کی نرکھتے تھے یہ بھی بسبب نہایت ہیبت اور کمال دبدبہ اور عظمت اس شہنشاہ کونین کے تھا اور تمام بت روسے زمین کے منہ کے بھل گر پڑے چنانچہ منقول ہی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک بت قریش کا تھا کہ سال مین ایکدن اس بت کا طواف کرتے تھے اور اسدن کو اپنی عید جانتے تھے اور اونٹ ذبح کرتے اور دعوت عام کرتے اور شراب پیتے تھے اتفاقاً ایک شب کو سامنے اس بت کے گئے دیکھا کہ منہ کے بھل زمین پر پڑا ہی یہ حال دیکھکر انکو نہایت رنج ہوا اس بت کو اٹھا کر اسکے مقام پر رکھا جب ایک لحظہ کے پھر وہ بت گر پڑا اسی طرح تین بار گرا اور اس جماعت نے اسکو اٹھا کر نہایت مستحکم اور مضبوط گاڑنا گرنے سے محفوظ رہے تب ایک آواز سب نے سنی کہ اس بت کے پیٹ سے آتی ہی اور اس سے یہ اشعار معلوم ہوتے ہین

ع ترویٰ لمولود و ضایت بنوره ✦ جمیع نجایح الارض بالشرق والغرب ✦ وخرت
للاوثان طرا وارمدت ✦ قلوب ملوک الارض حباس الرعب ✦ یعنی سرسبز اور سیراب ہوجیو
وہ لڑکا کہ روشن ہوئی تمام زمین اسکے نور سے مشرق سے مغرب تک اور گر نگون ہوے سارے

بت اور لرزنے لگے دل تمام بادشاہان کے اُسکی ہیبت اور شوکت سے اور یہ واقعہ شب ولادت شریف کو ہوا اور اُسی شب کو محل نوشیروان کا شق ہو گیا چنانچہ آواز شق ہونے کی تمام شہر مین پہونچی اور چودہ کنگرے اُسکے گر پڑے اور نوشیروان نے ایک مکان بلند نہر دجلہ پر بنایا تھا اور بہت مال اُسمین صرف کیا تھا بسبب زیادتی پانی دجلہ کے ویران ہو گیا کسریٰ نے نجومیون سے پوچھا کہ بے سبب ظاہری یہ محل اور یہ مکان کہ دجلہ پر بنایا تھا اور اُسکی مضبوطی مین بہت کچھ صرف کیا تھا گر پڑا اور ویران و خراب ہو گیا کیا وجہ ہے نجومیون نے کہا کہ اِس شب کو تحقیق ربیع الثانی اور نبی آخر الزمان نے اِس جہان مین قدم رکھا ہے پس اِسی سبب سے یہ واقعہ گذرا اور اُسی رات کو آتشکدہ پارسیون کا کہ ہزار برس سے جلتا تھا اور وے پرستش اُسکی کرتے تھے بجھ گیا ہر چند چاہا پھر روشن ہو نہوا بلکہ تمام ولایت نوشیروان مین آگ جلانا غیر ممکن ہو گیا اور عراق عجم مین درمیان ہمدان اور قم کے ایک دریا چھ کوس کا چوڑا ایسا خشک ہو گیا کہ اب اُسمین شہر سادہ بنا ہے اور جنگل سماوہ کہ اُسمین ہزار برس سے لگے ولادت شریف سے پانی جاری نہ تھا اتنا جاری ہوا کہ اب ایک نہر ملک شام کی مشہور ہے اور منقول ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کہ مرالظہران مین کہ وہ جگہ قریب مکے کے ہے اور لوگ اُسے وادی فاطمہ کہتے ہین وہان ایک راہب شام کا رہنے والا تھا نام اُسکا عیص مروہ کہتا تھا کہ اے اہل مکہ نزدیک ہے کہ تم مین ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا کہ سب عرب و عجم والے اُسکی تابعداری کرینگے اور یہ زمانہ اُسکی پیدائش کا ہے اور جو لڑکا مکے مین پیدا ہوتا تھا وہ راہب اُسکا احوال پوچھتا تھا یہانتک کہ جسدن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوے عبدالمطلب اُسی راہب کے پاس گئے اور خبر ولادت شریف کی ہو نچائی عیص نے کہا کہ یہ وہی لڑکا ہے کہ جسکے پیدا ہونے کی مین نے تمکو خبر دی تھی اے عبدالمطلب نام اُسکا کیا رکھا کہا محمد عیص نے کہا واللہ مین جانتا تھا کہ جب وہ لڑکا پیدا ہوگا تیری باتین ہونگی ایک پیدا ہونا اُسکا کل کی رات مین دوسری وفات دوشنبہ کی ہوگی تیسری نام اُسکا محمد ہوگا اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنی مان سے کہ شفا نام تھا نقل کرتے ہین کہ وقت پیدا ہونے اُس خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مین آمنہ کے پاس تھی اور وہ سرور اُس وجان میرے ہاتھون پر پیدا ہوے اُسی وقت آپ نے الحمد للہ کہا اور کسی نے اسکے جواب مین یرحمک اللہ کہا اور حضرت نے نور سے مشرق سے مغرب تک روشن ہوا چنانچہ مین نے اُس روشنی مین مکانات شام کے دیکھے اور خوف اور لرزہ مجھپر طاری ہوا بعد ازان ایک نور داہنی طرف سے پیدا ہوا اور کہنے والا کہتا تھا کہان لیگیا تو اُسکو دودھ میرے نے

جواب دیا کہ مغرب کی طرف اور سب متبرک جگہوں میں میں نے اُسکو پھیرا پھر بائیں طرف سے ایک نور ظاہر ہوا اُسمیں بھی کھنچنے والے نے کہا کہ اُسکو کہاں لیگیا تھا کہا مشرق کی طرف اور متبرک مکانوں میں اُسکو پھونچایا اور روبرو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لیگیا اُنھوں نے سینہ سے لگایا اور بہت دعائیں دیں راوی یہ کہتی ہیں کہ ہمیشہ میں نے اس حدیث کو یاد رکھا جب وہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہوئے میں سبکے پہلے ایمان لائی اور منقول ہے حضرت آمنہ والدۂ ماجدۂ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ وقت وضع حمل کے میں تنہا گھر میں تھی اور عبدالمطلب طواف کعبے میں گئے ناگاہ ایک آواز عظیم الشان باہیبت سُنی اُسکے سُننے سے مجھے خوف آیا پس دیکھا میں نے کہ ایک مرغ سفید نے اپنے بازو میرے پیٹ پر ملے وہ خوف جاتا رہا اور ایک پیالہ سفید شربت کا غیب سے ظاہر ہوا میں نے وہ شربت پیا شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا بعد ازاں ایک نور عظیم مجھسے ظاہر ہوا اور تمام گھر اُس سے روشن ہوگیا اور لڑکیاں بہت خوبصورت بلند قامت مثل لڑکیوں عبد مناف کے میرے پاس آئیں اور مشغول ہر کام کی ہوئیں اور میں حیران تھی نہیں جانتی تھی کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئی ہیں ایک نے کہا میں آسیہ عورت فرعون کی ہوں دوسری بولی میں مریم بنتی عمران کی ہوں اور باقی سب حوریں بہشت کی ہیں اور گھر میں آواز جلنے پھرنے کی پانی تھی لیکن مجھکو کوئی نظر نہیں آتا تھا اتنے میں ایک ٹکڑا بادل کا سفید بڑا آسمان سے اُترا اور ایک آواز میرے کان میں آئی کہ اسکو سبکی آنکھوں سے چھپا رکھنا اور چڑیاں سبز کہ اُنکی چونچیں مثل یاقوت کے سُرخ تھیں نظر آئیں اور ایک جماعت مردوں کی ہوا پر دیکھی کہ آپنا سبز جامۂ کے ہاتھوں میں لیے کھڑے تھے یہ دیکھکر ہمارے ڈر کے میرا بدن پسینا پسینا ہوا اور بچہ اس سے چمٹتا تھا اُس سے مشک کی بو آتی تھی پھر حق تعالے نے یہ پردہ میری آنکھوں سے اُٹھا لیا شمال و جنوب اور مغارب زمین کے مجھپر کھل گئے اور تین علم دیکھے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں تیسرا کعبے کی چھت پر اور جس گھڑی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور افزائے جہان و دنیا اور خلل گستر ظلمت کا سامان اُمت ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ نے عاجزی سے سر سجدے میں رکھا اور دونوں انگلیاں کلمہ کی اُٹھائی تھیں اُسوقت ایک ٹکڑا سفید بدلی کا آسمان سے اُترا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں لیکر میری نظر سے غائب ہوگیا کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرق و مغرب اور چاروں طرف دنیا کے پھراؤ تا سب اُنکو نام اور صورت اور صفت سے پہچانیں بعد اُسکے وہ بدلی روشن ہوگئی اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے سفید کپڑے میں

لپٹا ہوا اپنے پاس پایا بعد اسکے ایک ٹکڑا اور بدلی کا کہ پہلے ٹکڑے سے بہت بڑا تھا ظاہر ہوا اس سے
مین نے باتین آدمیون کی اور آواز گھوڑون کی سنی پس وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھا کر
میری نظر سے غائب ہوگیا اور کوئی غیب سے پکارتا تھا کہ اس لڑکے کو گرد تمام عالم کے پھراؤ اور سب
کمالات اور صفات جو اور انبیا علیہم السلام کو جدا جدا دیگئی ہین اسکو دو اور سوا اسکے اور مراتب اور
فضائل ظاہری اور باطنی اور محبوبیت مطلق اور اصطفا اور قرب اتم اور شفاعت عظمیٰ وغیرہ کہ
کوئی آجتک اسسے مشرف نہین ہوا اسکو مخصوص کرو تا کوئی کمال اسکی ذات پاک سے چھپا نہ رہے
اور غرطہ دو اسکو سب پیمبرون کے اخلاق کے دریا مین بعد ازان تھوڑی دیر مین وہ بدلی جاتی رہی اور
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ریشمی کپڑے کے ٹکڑے مین مین نے لپٹا ہوا پایا اور
اس سے قطرے پانی کے ٹپکتے تھے اور کہنے والا کہتا تھا کہ عجب یہ لڑکا ہے کہ تمام عالم کا حاکم ہوگا اور
سب اسکے قبضۂ قدرت مین سپرد ہوگا پھر مین نے اسکے منھ کی طرف دیکھا تو چودھوین رات کا ایسا
چاند نظر آیا اور اس سے مشک کی بو آتی تھی بعد ازان تین شخص بہت خوبصورت دیکھے ایک کے
ہاتھ مین آفتابہ چاندی کا آب کوثر سے بھرا ہوا کہ اس سے بو مشک کی آتی تھی اور دوسرے کے پاس
ایک طشت زمرد سبز کا کہ اسکے چار گوشے تھے اور ہر گوشے مین ایک گوہر آبدار جڑا تھا اور تیسرے کے
پاس ٹکڑا حریر سبز کا اور ایک نور کی نہایت روشن کہ دیکھنے والون کی نظر اس سے جھپک جاوے
پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طشت مین بٹھلایا اور سات بار اس پانی سے نہلایا اور چہرۂ
شریف اور سر مبارک کو پونچھ دیا اور آپکے دونون شانون کے بیچ مین وہی نور کی مہر کی
اور اس کپڑے مین لپیٹا اور اسی پر کے نیچے چھپایا کہتے ہین کہ وہ میکائیل تھے بعد اسکے انہا منھ آپکے
منھ پر رکھا جیسے کبوتر اپنے بچے کو بھرتا ہے اور آپ طلب زیادتی کی فرماتے تھے بعد اسکے مجھے
سونپا مین انھین واردات مین تھی کہ عبد المطلب تشریف لائے اور کہا مین اسوقت کعبے مین تھا کہ یکایک
خانۂ کعبہ نے مقام ابراہیم مین سجدہ کرکے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد ن المصطفیٰ الاکرم قد طہر لی ربی
من انجاس الاصنام و ارجاس المشرکین یعنی بڑا ہے خدا محمد کا جسنے مجکو اسوقت بتون کی ناپاکی سے
پاک کیا اور بچایا مشرکین کی نجاست سے اور دیکھا مین نے کہ ہبل بت جو سب مین بڑا تھا سر کے
بھل گر پڑا اور منادی غیب نے ندا کی کہ اے عبد المطلب آمنہ کے بیٹا پیدا ہوا اور درست انہی اسپر
نازل ہوئی وہ ایسا عالیمقام ہے کہ خلق کو تاریکی کفر سے نکال کر راہ راست ہدایت پر لاویگا اور تمام
جنون اور آدمیون کا نبی ہوگا اسی آمنہ مین اس واردات سے نہایت متحیر ہوا خیال کیا کہ شاید خواب

دیکھتا ہون مگر اثر نہیں کہ آنکھون مین نیا پایس اضطر ہوکر تیرے گھر کی طرف متوجہ ہوا اور آمنہ یہ بات سچ ہے
یا میرا خواب و خیال ہے اسوسطے کہ تجھمین کوئی اثر اور علامت لڑکا ہونے کی نہین پاتا ہون حضرت آمنہ
نے فرمایا سب سچ ہے اور جو واردات کہ آنیز گذری تھی اور جو عجائبات آنھون نے دیکھے تھے سب مفصل عبدالمطلب سے
بیان کیے عبدالمطلب نے سُنکر کہا وہ لڑکا کہان ہے میرے پاس لاؤ کہ دیکھون اور اُسکے دیدار سے کبرامت اپنا
سے اپنی آنکھین روشن کرون حضرت آمنہ نے فرمایا ابھی تمھارے دیکھنے کا وقت نہین آیا ہے کہ اُسکے
پیدا ہونے کے وقت ایک شخص غیب سے ظاہر ہوا اور مجھکو منع کیا کہ تین دن اس لڑکے کو کسیکو
نہ دکھانا تب عبدالمطلب ناخوش ہوے اور تلوار کھینچکر آمنہ سے کہا کہ مجھکو دکھاؤ والا تجھکو یا اسکو ہلاک
کرونگا تب آمنہ نے مجبور ہوکر کہا کہ وہ فلانے مکان مین لیٹا ہوا ہے جاکر دیکھلو عبدالمطلب اُس
مکان کی طرف چلے کہ اُس سید مختار کے دیدار سے اپنی آنکھین روشن کرین یکایک ایک شخص باعظمت اور
ہیبت کہ ویسا کبھو نہ دیکھا تھا تلوار کھینچے ہوے سامنے آکر کہنے لگا کہ اے شخص کہان آتا ہے عبدالمطلب نے
کہا اپنے لڑکے کو دیکھنے آتا ہون کہا پھر جا جبتک فرشتے اُسکی زیارت سے فارغ نہونگے کسی کو
مجال دیکھنے کی نہو گی عبدالمطلب کو یہ ماجرا دیکھکر نہایت خوف آیا تمام بدن مین لرزہ پڑا اور تلوار
ہاتھ سے گر پڑی پس رہان سے پھرے اور جا بجا کہ قریش کو اس ماجرے سے خبر کرین گونگے ہوگئے
اور بات نکر سکے جیسا کہ ابن جوزی نے حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا
جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری اللہ تعالے کے نزدیک بڑی عزت اور آبرو ہونے کی
یہ بات ہے کہ مجکو آنول نال کٹے اور ختنہ کیے پیدا کیا کہ کسی نے میرے ستر کو نہ دیکھا اور سروی ہے فاطمہ بنت اسد
کی ماں سے کہ مین حضرت کی پیدایش کے دن آمنہ کے پاس حاضر تھی مین نے ایک نور دیکھا کہ تمام
گھر آمنہ کا اُس سے روشن ہوگیا اور آسمان کی طرف دیکھا کہ ستارے زمین کو ایسے جھکے ہین کہ گویا مجھپر
گر پڑینگے اور منقول ہے سفیان بن لی سے کہ ہم راہ شام مین مع قافلہ چلے جاتے تھے ایک جگہ صبح کو
اترے کہ سو رہین ناگاہ سب نے دیکھا کہ ایک سوار درمیان آسمان اور زمین کے گھوڑا کہتا ہوا کہ اے
سونے والو اٹھو یہ وقت سونے کا نہین کیونکہ سید کائنات اور افضل مخلوقات نے ظہور فرمایا ہے
اور سب بتات مردود اور مطرود ہوے پس ہم سب اس واردات سے ڈرے اور جب اپنے اپنے گھر
پہونچے سُنا کہ عبدالمطلب کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور نام اُسکا محمد ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور ایسے واقعات عجیبہ اور واردات غریبہ بہت ہین کہ جمع کرنا اُسکا طاقت انسان سے باہر ہے
اور جانو تم اے حاضران مجلس کہ اگرچہ آپکی پیدایش کے دن مین اختلاف بہت ہے بعضے کہتے ہین

دوسری ربیع الاول اور بعضے آٹھوین اور بعضے اول دوشنبہ اور بعضے دسوین اور نزدیک بعض کے بارھوین رمضان شریف مگر صحیح زیادہ ان سب روایات مین بارھوین ربیع الاول روز دوشنبہ ہی اور پیدائش کی جگہ مین سبکا اتفاق ہی کہ محمد ابن یوسف کے گھر مین جو شعب بنی ہاشم مین ہی قریب حرم شریف کے اُسمین آپ پیدا ہوے اور اُس کوچہ کو زقاق المولد کہتے ہین اور اب دور دور کے لوگ اُسکی زیارت سے برکت اور سعادت حاصل کرتے ہین اور صحیح روایتون سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ وہ گھر آپکا موروثی تھا اُسکو آپ نے عقیل ابن ابیطالب کو دیا کہ اُنکی زندگی بھر اُسکے پاس رہا بعد عقیل کے مرنے کے اُنکے لڑکون نے اُس مکان کو محمد ابن یوسف ثقفی کے ہاتھ بیچ ڈالا اُسنے عبد الملک کو دے ڈالا عبد الملک نے تبرکاً اُسکو اپنی محلسرا مین داخل کر لیا اور اُسکی محلسرا کا بیضا نام تھا اور بعد گذرنے دولت بنی اُمیہ کے خیزران ہارون رشید کی مان جب کعبہ کے طواف کو آئی اُسنے اُس گھر کو اُس محلسرا سے بیاس اور بہ علامہ کر دیا اور ایک مسجد سونے کے کام کی نہایت آراستہ اور مضبوط بنائی **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصل** یہ ذکر ہوا آپکی رضاعت شریف یعنے دودھ پینے کا مروی ہی عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جس گھڑی آپ پیدا ہوے غیب کے لوگون نے آپکو والدہ کی آنکھ سے چھپا کر مشرق سے مغرب تک تمام عالم مین پھرایا اور کہا یہ محمد ابن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین خوشا قسمت اُس دائی کی جو اُنکو دودھ پلاوے اور بڑے نصیب اُس عورت کے جو اُنکو گود مین رکھے اور بڑا متبرک ہی وہ مکان جسمین یہ رہین پس اُس آواز کے سنتے ہی تمام چرند اور پرند اور جن اور بادل اُنکے دودھ پلانے کی خواہش اور تمنا کرنے لگے اور آپسمین جھگڑنے لگے ہر ایک چاہتا تھا کہ یہ دولت ابدی اور سعادت سرمدی مجھی کو ملے تب غیب سے آواز آئی کہ اے مخلائق تم آپسمین نہ جھگڑو اور اس لڑائی سے باز رہو کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکے دودھ پلانے والی انسانون مین سے مقرر کی ہی اب جاننا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات دن اپنی والدہ شریفہ بی بی آمنہ کا دودھ پیا بعد اُسکے چند روز آپکو ثویبہ نے دودھ پلایا اور ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی جب اُسنے آپکے پیدا ہونے کی خوشخبری ابولہب کو سنائی کہ تمہارے بھائی عبد اللہ کے گھر بیٹا پیدا ہوا ابولہب نے خوش ہو کر اُسکو آزاد کیا اور کہا جا اور اُس لڑکے کو دودھ پلا پس ابولہب نے اُسکا بدلہ یہ پایا کہ ہر دوشنبہ کی رات کو اُسپر عذاب کم ہوتا ہی جیسا کہ عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ مین نے ابولہب کو اُسکے مرنے کے بعد

ایک رات خواب مین دیکھا پوچھا تیرا کیا حال ہو کہا مبتلا سے مراہون طرح طرح کے عذاب و سختیون مین گرفتار ہون لیکن ہر دوشنبہ کی رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہوئے کی خوشی کی بدولت مجھ سے عذاب کم ہوتا ہو اور جو مین نے کلمہ کی انگلی کے اشارے سے اپنی لونڈی آزاد کی تھی اس سبب سے اس انگلی کے چوسنے سے پیاس مین تسکین ہوتی ہو سبحان اللہ جب ابولہب ایسا کافر جسنے اپنی تمام عمر ایکی تکلیف دہی مین برباد کی اور اسکے حق مین سورۂ تبت ید انازل ہوئی ایکے پیدا ہونے کی خوشی سے عذاب مین تخفیف پاوے تو مسلمانون کو اللہ تعالے ایکی محبت اور اطاعت کے بدلے مین دنیا اور آخرت مین کیا کیا دیگا اور آپکی پیدایش کے روز خوشی کرنے والون کو آخرت مین کیا کیا درجے عنایت ہونگے اہ مسلمانون شب ولادت شریف کو شب قدر سے زیادہ جانو اور جان اور مال دنیا اس خوشی مین نثار کرو القصہ بعد نکاح جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کے جب ثویبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر آتی وہ اسکو بہت تعظیم اور توقیر سے بٹھلاتین اور بہت مہربانی فرماتین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسپر نہایت شفقت اور رحمت فرماتے تھے اور بعد ہجرت کے مدینہ سے اسکے لیے تحفے بھیجتے تھے اور سنہ سات ہجری مین جب آپ خیبر فتح کرکے مدینہ مین پہونچے ثویبہ کے مرنے کی خبر پائی اسپر بہوت رنج اور ملال ہوا اور پوچھا کہ اب اسکی برادری کا کوئی باقی ہو یا نہین اگر ہو تو موافق عادت کے مین اسکی خبر گیری کرون لوگون نے عرض کیا کہ کوئی نہین ہو اور ثویبہ کے اسلام مین اختلاف ہو اور بعد ثویبہ کے حلیمہ بنت عبداللہ بن ابی ذویب بن حارث بن جابر بن حزام بن ناصرہ بن سعد بن بکر کو یہ دولت ملی اور قصہ اسکا یہ ہو کہ مکے کے لوگون کی یہ عادت تھی کہ لڑکون کو دائیون کے حوالے کرکے ادھر ادھر کہ وہان کی آب و ہوا اچھی ہوتی بھیجدیتے تھے کہ وہان بخوبی پرورش پاوین تو ہر سال مین دو بار ربیع اور خریف مین وے دائیان مکے مین آتین اور اشراف اور مالداردن کے بچون کو پرورش کے لیے لیجاتین اور اگرچہ پہلے سے اپنی اجرت اور مزدوری ٹھہرالیتین مگر اسکے علاوہ بھی انکو بہت فائدے ہوتے اور دودھ پلانے کے زمانہ تک پرورش کرکے پھر انکو انکے ماباپ کے سپرد کرجاتین اتفاقاً جس سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوے عرب مین بڑا قحط پڑا تھا کہ عورتون کی چھاتیون مین دودھ نرہا تھا اور بنگل کی گھاس اور باغون کے درخت خشک ہوگئے تھے اور عورتین شیر دار نبی سعد کے قبیلے کے لڑکون کی تلاش مین مکے مین آئی تھین حلیمہ کہتی ہین کہ مین بھی مع اپنے شوہر اور اپنے لڑکون کے اُن عورتون کے ساتھ تھی لیکن بسبب قحط سالی کے میری چھاتیون مین اسقدر دودھ تھا کہ

میرا لڑکا بھی پیٹ بھر کے پیتا اور مین اُسکے رونے سے نجات پاتی اور میری سواری مین ایک گدھی تھی کہ مارے بھوک کے چل نہ سکتی تھی اور ایک اونٹنی نہایت دبلی میرے ساتھ تھی کہ ہر بار وقت چند قطرے دودھ دیتی تھی الغرض مین گرتی پڑتی پیچھے پیچھے قافلے کے چلی آتی تھی اور ہزار محنت و مشقت شام تک منزل پر پہونچی تھی اور اس مشقت سے مجکو نہایت رنج تھا ناگاہ مین نے اپنے داہنے بائین سے ایک اور بستی کو اہل حلیمہ تیرے بڑے نصیب کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا ردھ پینگے مین تعجب سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی ناگاہ دیکھا کہ پہاڑ کی گھاٹی سے ایک مرد لنبا کہ اُسکے ہاتھ مین نور کا ہتھیار ہی میری طرف چلا آتا ہی یہانتک کہ قریب آکر وہ ہتھیار میری سواری کی پیٹھ پر مارا اور کہا اہ حلیمہ اللہ تعالے نے تجکو خوشخبری دی ہی اور مجھسے فرمایا ہی کہ شیطانون کو تجھسے دور کردون اور سب بری باتون سے محفوظ رکھون اس بات سے مین بہت خوش ہوئی اور جلد جلد چلنے لگی یہانتک کہ جب نگہ روکوس تک مین وہان اتری اور منزل کی رات کو خواب مین کیا دیکھتی ہون کہ ایک درخت سبز بہت سایہ والا میرے سر پر سایہ کیے ہوے ہی اور اُسمین طرح طرح کے خرمے لگے ہوے ہین اُنمین سے ایک خرما میری گود مین گرا مین نے اُسکو اُٹھا کر کھا لیا نہایت شیرین اور خوش مزہ تھا اور جبتک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس رہے اُسکا مزہ میری زبان سے نگیا الغرض جب مین جاگی اِس خواب کو کسی سے نکہا اور اپنے دل مین سوچا کہ اللہ تعالے نے مجھپر رحم کیا ہی پھر دوشنبہ کے روز مین مکے مین داخل ہوئی اور ساتھ والی عورتین کہ مجھسے پہلے پہونچی تھین ہر ایک نے مالدار قریشون کے لڑکے لیے یہانتک کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی لڑکا نہ ملا سو یہ بھی اِس جہت سے کہ اُنکی یتیمی کے سبب سے کسی نے اُنھین قبول نکیا اور کہا کہ یتیم اور بے باپ کے لڑکے کی پرورش سے کیا فائدہ ہوگا حلیمہ کہتی ہین اُسدن میرا لڑکا بہت بیمار تھا کہ آنکھین نہین کھولتا تھا اور دودھ نہین پیتا تھا مین سمجھی کہ عنقریب مر جائیگا یکایک اُسنے آنکھین کھولین اور ہنسا مین خوش ہوئی اور اُسکو چھوڑ کر لڑکے کی تلاش مین چلی اگرچہ جانتی تھی کہ بنی سعد کی عورتون نے مالدارون کے لڑکے پہلے سے لے لیے پس ہر چند تلاش کیا کوئی لڑکا نہ ملا اِس سبب سے مین بہت غمگین ہوئی اور اپنے آنے سے پشیمان تھی ناگاہ مین نے ایک شخص کو کہ اُسکے چہرے سے آثار عظمت اور جلالت اور انوار کرامت اور شہامت کے نمایان تھے دیکھا کہ پکارتا ہی کہ اے بنی سعد تم مین سے کوئی عورت باقی ہی کہ جسکو کوئی لڑکا نہ ملا ہو مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہی کہا عبدالمطلب بن ہاشم سردار قریش کے پھر مین اُنکے نزدیک گئی اور سلام کیا عبدالمطلب نے مجھسے پوچھا تو کون ہی مین نے کہا مین ایک عورت بنی سعد کی

قبیلے سے ہون میرا نام حلیمہ ہی عبدالمطلب مسکرائے اور بہت خوش ہوے اور کہا ای حلیمہ میرا ایک لڑکا
جن باپ کا ہی اسکا محمدؐ نام ہی تین نے سب بنی سعد کی عورتون کو دکھلایا کسی نے اسکو قبول نکیا
اور کہا یتیم کی پرورش سے کیا فائدہ ہوگا تو اگر اسکو قبول کرے اللہ تعالے اسے امید ہی کہ تجکو
بہت فائدہ ہوگا تین نے کہا کہ مین اپنے شوہر سے پوچھ لون پھر جواب دونگی انھون نے کہا
تجھے کچھ خبر نہین ہی پھر مین وہان سے اپنے مکان پر آئی اور شوہر سے یہ سب ماجرا بیان کیا اللہ تعالے
نے اسکے جی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ڈالدی اسنے کہا کہ جلد جا اور ابھی لا ایسا نہو کہ
کوئی اور عورت اسکو لیوے اور تو محروم رہے اسپر میری بھانجی نے کہا کہ افسوس ہی کہ تو
جن باپ کے لڑکے کو لیتی ہی سوا سے محنت اور مشقت کے اس سے کچھ حاصل نہوگا اور سب
بنی سعد کی عورتون نے اشراف اور مالدارون کے لڑکے لیے اور دو تہند ہین حلیمہ کہتی ہین
کہ اسکے کہنے سے مجکو بھی تامل ہوا اور اپنے جی مین بیچ و پیش کرنے لگی اتنے مین ملہم غیبی نے
میرے دل مین ڈالا کہ ای حلیمہ اگر تو محمدؐ کو لیگی زندگی بھر تیری مفلسی اور پریشانی نہ دور ہوگی پھر
مین نے بھانجی کا کہنا کچھ نہ خیال کیا اور اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے شرم آتی ہی کہ گے سے خالی پھر جاؤن
اور کوئی لڑکا اپنے ساتھ نہ لون اب بہتر یہی معلوم ہوتا ہی کہ اس یتیم ہی کو لے لون یہ صلاح کرکے
مین آمنہ کے پاس گئی اور اسنے سب حال کہا اور وہ بہت خوش ہوکر اس جگہ لیگئین جہان وہ
فخر بنی آدم رہتے تھے مین نے اسکے لڑکے کو دیکھا کہ ایک سفید کپڑے مین لپٹا ہوا ہی اور آواز سونے کی
گھنگھرو سے آرہی ہی اور اسکے بدن کی خوشبو سے مکان مہک رہا ہی میرا دل اسپر فریفتہ ہوگیا اور اثر
محبت سے دودھ میری چھاتیون سے ابلنے لگا آہستہ جاکر مین نے اسکے سینہ پر ہاتھ رکھا انھون
نے آنکھ کھولدی اور مسکرائے مین نے پیار سے دونون آنکھین چوم لین اور گود مین لیلیا اور
دودھ پلانے لگی انھون نے ایک جانب کا دودھ پیا اور دوسری جانب کا نہ پیا اور یہی حال رہا
جبتک وہ میرے پاس رہے کہ داہنی طرف وہ دیتے تھے اور بائین طرف میرا بیٹا پیتا تھا یعنی کہ عدالت
انکی خلقت مین داخل تھی کہ دودھ شریکی بھائی کا حق چھوڑ دیتے تھے مین انکو گود مین اٹھا کر جہان
اتری تھی وہان لائی اور اپنے خاوند کو دکھلایا وہ بھی دیکھتے ہی بصد جان شیفتہ اور فریفتہ ہوگئے
اور کہا ای حلیمہ اب ہمارے خاندان مین برکت آئی اور اللہ تعالے کی نظر عنایت ہماری طرف متوجہ
ہوئی کہ ایسا لڑکا تیری گود مین آیا اور اسی دن میری اونٹنی ہری ہری نازی معلوم ہونے لگی اور
اسی دن اسنے اتنا دودھ دیا کہ سب نے پیٹ بھر پیا اور غنیمت بھر سوئے الغرض تین دن

یا سات دن ہمیں رہے ہر روز آمنہ کے پاس جاتی اور جو عجائبات کہ مدت حمل ہمیں اور بعد ولادت کے گذرے تھے سب آمنہ سے سنا کرتی اور آمنہ مجھسے آپکی پرورش اور دلجوئی کی تاکید کیا کرتیں بعد اسکے میں آپکو لیکر اور حضرت آمنہ سے رخصت ہو کر قافلہ کے ساتھ گھر کو چلی اور وہ دو بلا جانور جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں لیکر سوار ہوئی بہت تیز و چالاک ہو گیا اور چلتے وقت نہایت خوشی سے کعبہ کی طرف تین بار سجدہ کیا اور سبھی سواریوں سے آگے آگے جاتا تھا ساتھ والے تعجب کرتے تھے کہ اسمیں ایسی طاقت کہاں سے آگئی اور کہتے تھے اے حلیمہ ذرا اپنی سواری روک کہ ہم بھی تیرے ساتھ پہنچیں اور کہتے کیا یہ وہی سواری ہے کہ آنے کے وقت چل نہ سکتی تھی اور سب سواریوں کے پیچھے رہتی تھی اتنے میں اُس سواری نے اُنکی طرف منہ پھیر کر بزبان فصیح پکار کہا کہ اے قوم بنی سعد میں وہی ہوں واللہ اب میری بڑی شان ہے اور تم میرے حال سے غافل ہو نہیں جانتے ہو کہ مجھپر کون سوار ہے یہ سید المرسلین خیر الاولین والآخرین حبیب رب العالمین ہیں جو کہ تمام عالم کیلیا دنیا کیا آخرت سب اللہ تعالی نے اسی کے سبب سے پیدا کیا اور تمام خوبیاں اسکی ذات بابرکات میں جمع کیں جب انھوں نے یہ بات سُنی افسوس اور حسرت سے اپنے ہاتھ ملنے لگیں اور کہا اے حلیمہ دنیا اور آخرت میں تو مالدار ہوئی اور دونوں جہان کی تو نے سعادت حاصل کی اور ہم سب اپنی نادانی سے اس دولت ابدی اور سعادت سرمدی سے محروم رہے اور روایت ہے حلیمہ سے کہ راہ میں ایک جگہ بہت سی بکریاں چرتی تھیں ایک انمیں سے میرے پاس آکر کہنے لگی اے حلیمہ تو جانتی ہے کہ یہ لڑکا کون ہے یہ حبیب پروردگار اور سید اولاد آدم ہے حلیمہ کہتی ہیں کہ ایک منزل میں ایک بڈھا قبیلۂ ہذیل کا ملا ساتھ والی عورتوں نے مجھسے کہا کہ جو حالات اس لڑکے کی ماں نے تجھسے کہے ہیں اس بڈھے سے بیان کر پھر میں نے سب حالات اور عجائبات کہ آمنہ سے سنے تھے بیان کیے وہ بڈھا چلایا کہ اے آل ہذیل اس لڑکے کو مار ڈالو کہ تمام زمین کا مالک ہوگا اور قریب ہے کہ آسمان سے آسیبھی اُترے تب میں نے جلدی سے آپکو گود میں اُٹھا لیا اور اُس سے کہا کہ تو دیوانہ ہے کہ ایسی بات کہتا ہے الغرض میں جس منزل میں پہونچتی تھی لوگ آپکی نبوت اور رسالت کی خبر دیتے تھے اور جس رستے پر گذر ہوتا اور جہاں ٹھہرتی وہاں کی سوکھی گھاس ہری ہو جاتی اور خشک درخت سرسبز ہو جاتے تھے جب گھر میں پہونچی تو ایک عجیب رونق میرے گھر میں ہو گئی ہر چیز میں برکت ہی برکت نظر آنے لگی بکریاں میری جو بہت دبلی اور بے دودھ تھیں سب موٹی تازی دودھ والی ہو گئیں اور سب قبیلے والے اپنے چرواہوں سے کہتے کہ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں وہیں ہمارے

جانور بھی ایسا یا کہ بدیہ انھون نے نہ جانا کہ چراگاہ و دوسرا نہین بلکہ صاحب تبارک الذی بیدہ الملک کے
قدمون کی برکت ہو اور حلیمہ کہتی ہین جتنا کوئی مہینون مین بڑھتا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنون مین
بڑھتے تھے اور جب بولنے لگے پہلے اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین سبحان اللہ بکرۃ واصیلا کہا دو
مہینے کے سن مین ہاتھ ٹیک کر گھٹنون کے بل زمین پر چلنے لگے اور تیسرے مہینے کھڑے ہوے اور چوتھے
مہینے دیوار پکڑ کر چلنے لگے اور پانچوین مہینے بے سہارے چلے اسی طرح ہر دن اور ہر مہینے مین طاقت زیادہ
ہوتی تھی یہانتک کہ نوین مہینے اچھی طرح بفصاحت تمام باتین کرنے لگے اور ایک روایت مین آیا ہو کہ پہلے پہل
آپ یہ بولے لا الہ الا اللہ قدوسا ما مست العیون والحسن لا ماخذہ سنۃ ولا نوم اور انھین دنون مین لوگون
نے آپ سے پوچھا کہ تم کون ہو فرمایا محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب اور جب سے بولنا شروع کیا جو چیز دیکھتے
بسم اللہ کہکر سیدھے ہاتھ سے لیتے اور جب لڑکون کو کھیلتے دیکھتے اُنسے دور رہجاتے اگر وے کھیلنے کو بلاتے
آپ فرماتے مجھکو اللہ تعالی نے کھیلنے کے لیے نہین پیدا کیا ہو اور آپکے پاس خانہ اور بیشاب کا وقت نہ تھا
کبھی آپکے کپڑے نجس نہین ہوے اور اگر آپکا ستر کبھی کھلجاتا غصہ کرتے اور روتے تھے جب تین
چھپا دیتی تب تسکین ہوتی اور اگر مجھکو چھپانے مین دیر ہوتی تو غیب سے فرشتہ چھپا دیتا اور فرشتے آپکے
جھولے کو ہلاتے تھے اور رات کو آپ چاند سے باتین کرتے اور وہ بھی آپ سے ہمکلام ہوتا اور جدھر آپ
اشارہ فرماتے اُدھر ہو جاتا منقول ہو کہ ایکدن عباس ابن عبد المطلب آپکو تیز نگاہ سے دیکھ رہے تھے
آپ نے اُنسے پوچھا کہ آپکو کچھ حاجت ہو کہ میری طرف دیکھ رہے ہین عباس نے کہا مین نے ایک بات
یہ پوچھنا ہون کہ جب تم حلیمہ کے پاس چالیس دن کے تھے مین نے دیکھا تھا کہ تم چاند سے باتین کرتے
اور وہ تمسے کچھ کہہ رہا تھا مین اُسکو نہ سمجھا اگر یاد ہو تو بیان کرو آپ نے فرمایا اے چچا میرا ہاتھ ضعیف
بندھا تھا اور مین اُسکے درد سے رویا چاہتا تھا پس چاند مجھکو منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے محمد مت رو
اگر ایک قطرہ تمھارے آنسو کا زمین پر گریگا کبھی زمین پر گھاس نہ جمیگی عباس نے تعجب سے زانو پر
ہاتھ مارا آپ نے فرمایا کہ مین اُسکے کہنے سے خوب ہو رہا اور اپنی اُمت پر شفقت کی عباس نے پھر
تعجب سے زانو پر ہاتھ مارکے کہا اے فرزند تو نے اِس عمر مین اپنی اُمت کو کیونکر پہچانا فرمایا اے چچا قسم
خدا کی جب مین ماں کے پیٹ مین تھا اور لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا مین اُسکی آواز سنتا تھا اور کہو تو
اِس سے زیادہ کوئی اور بات کہون عباس نے کہا ہان کہو یا رسول اللہ فرمایا قسم خدا کی جب مین
ماں کے پیٹ مین تھا اور سورج اور چاند عرش کے نیچے سجدہ کرتے تھے مین اُنکے سجدے کی آواز
سنتا تھا اور کہو تو اور اِس سے زیادہ کہون عباس نے کہا ہان کہو یا رسول اللہ فرمایا قسم خدا کی

کہ میری جان اُسکے قبضۂ قدرت میں ہے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا کیے اُنمیں سے سوائے دو کے کسی نے چالیس برس کی عمر تک نہ جانا کہ میں نبی ہوں سو پہلے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پیدا ہوتے ہی کہا انی عبداللہ اٰتانی الکتاب وجعلنی نبیا یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اُسنے مجھکو کتاب یعنی انجیل دی اور نبی کیا اور دوسرا تیرا بھتیجا ہے کہ پیدا ہونے سے پہلے جانتا تھا کہ میں نبی ہوں اگر کہو تو اس سے زیادہ اور کوئی بات بتاؤں عباس نے کہا ہاں کہیے فرمایا جب میں پیدا ہوا دوشنبہ کی رات تھی اور اُسی رات کو اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں میں سات پہاڑ پیدا کیے اور اُنکو اسقدر فرشتوں سے معمور کیا کہ گنتی اُنکی وہی جانتا ہے وہ فرشتے یاد الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اللہ تعالےٰ اُنکے ذکر کا ثواب اُس بندے کو دیتا ہے جو مجھکو بہت یاد کرے اور خوشی اور رغبت سے مجھپر درود و سلام بھیجتا رہے پس اے مسلمانو آپکا ذکر ہمیشہ کرتے رہو اور دل سے درود و سلام بھیجتے رہو الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصل یہ ذکر ہے شق صدر شریف کا حلیمۂ سعدیہ سے منقول ہے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لڑکپن سے بیکاری اور سستی کو برا جانتے تھے تین یا چار برس کی عمر میں مجھسے پوچھا کہ اے ماں میں دن بھر اپنے بھائیوں کے گھر میں نہیں دیکھتا ہوں یہ کہاں جاتے ہیں میں نے کہا دن بھر جنگل میں بکریاں چراتے ہیں آپنے فرمایا کہ کل میں بھی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے جاؤنگا میں نے ہر چند منع کیا آپ نے نہ مانا میں نے ناچار ہو کر اجازت دی اور صبح کو سورج نکلتے نہلا دھلا کر آنکھوں میں سرمہ لگایا اور ایک بار گہوارہ پانی کا حفاظت کے لیے گلے میں ڈالدیا آپ نے اُسکو جھٹ پٹ توڑ کر پھینک دیا اور فرمایا اسکی کچھ حاجت نہیں میرا اللہ میرا نگہبان ہے پھر آپ نے ایک لکڑی ہاتھ میں اُٹھالی اور خوش خوش بھائیوں کے ساتھ تشریف لے گئے اسی طور سے چند مدت آپ بھائیوں کے ساتھ روز بکریاں چراتے اور رات کو پھر آتے ایکدن میری لڑکی شیما دوپہر کو جنگل سے آئی میں نے اُس سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں اُسنے کہا بکریاں چراتے ہیں میں نے کہا مجھکو بڑا رنج ہے کہ اس وصوب اور گرمی میں وہ جنگل میں بڑی تکلیف اُٹھاتے ہونگے اُسنے کہا کچھ رنج اور غم کی بات نہیں ہے اسواسطے کہ اُنکو وصوب کا صدمہ نہیں ہوتا میں برابر دیکھتی ہوں کہ ہر روز دھوپ اور گرمی کے وقت ایک بدلی کا ٹکڑا اُنکے سر پر سایہ کرتا ہے اور وسطمیں وہ جاتے ہیں وہ بدلی بھی اُنکے ساتھ رہتی ہے میں نے کہا تو سچ کہتی ہے کہا میں سچ کہتی ہوں **الغرض** جب دو تین مہینے اسی طرح گذرے ایک روز دوپہر کو میرا لڑکا ضمرہ کھانا لیکے گھر میں آیا تو آنحضرت کو اکیلا بکریوں کے

وصل ذکر شق صدر شریف ۱۲

پاس پہنچے تو اتنا ناگاہ دو شخص نمودار ہوئے انھوں نے آنحضرت کو پکڑ کر پہاڑ پر لیجا کر چت لٹا دیا اور پیٹ اچا
چھری سے چاک کیا اس اثنا میں وہ لڑکا کھانا لیکر آپہونچا جو یہ حال دیکھا غم اکر گرتا پڑتا گھر کو
پلٹ گیا اور اپنی ماں حلیمہ سے جاکر کہا کہ وہ ہمارا اور دودھ شریک بھائی تلف ہو گیا چلکر دیکھو میں نے اس سے
حال پوچھا اسنے سب بیان کیا پس اسکے سنتے ہی میرے ہوش اڑ گئے روتی پیٹتی گھر سے نکلی اور ہر طرف
ڈھونڈھا کہیں نہ پایا جب پہاڑ پر پہنچی دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح وسالم کھڑے
آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں مگر رنگ مبارک ڈر سے فق ہے میں نے گود میں اٹھا لیا اور پیار کیا
اور حال پوچھا آنحضرت نے فرمایا کہ دو شخص آئے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ یہ وہی لڑکا ہے دوسرے
نے کہا ہاں وہی ہے میں اٹھ کر بھاگا انھوں نے جھپٹ کر مجھے پکڑ کر گرا دیا اور سینہ سے
ناف تک میرا پیٹ چاک کر ڈالا مگر مجھے کچھ درد نہیں معلوم ہوا پھر ایک نے دوسرے سے پانی مانگ کر
لیا اور میری آنتیں نکالیں اور اس پانی سے کہ برف سے زیادہ سرد تھا دھو کر پھر اسی جگہ رکھدیں
بعد اسکے دوسرا شخص اٹھا اور پہلے سے کہا کہ اٹھ تجھکو جو کچھ حکم الٰہی تھا سو کر چکا پھر اسنے
میرے نزدیک آکر میرے دل کو نکالکر چیرا اور اسکے اندر سے کچھ سیاہ سا نکالکر پھینک دیا اور کہا
یہ حصہ شیطان کا تھا جو میں نے تجھسے دور کیا بعد اسکے ایک نے دوسرے سے کچھ چیز لیکر میرے دل میں
چھڑکی اور نور نبوت اور حکمت الٰہی سے معمور کر کے اسکی جگہ پر رکھدیا اور ایک مہر نور کی اسپر کی کہ
میں اب تک اسکی سردی اور خوشی اپنے بدن میں پاتا ہوں پھر اسنے اپنا ہاتھ میرے پیٹ پر پھیرا
کہ وہ زخم اسی وقت چنگا ہو گیا پھر ہاتھ پکڑ کے مجھکو ٹہلایا اور میرے منھ کو چوم کر کہا اے حبیب اللہ کے
تو کچھ خوف نہ کر یہ کہکر میری نظروں سے غائب ہو گئے حلیمہ کہتی ہیں کہ میں اکیلی وہاں سے اٹھا کر اپنے
گھر لائی قسم خدا کی جس کو یہ ہیں آپ گذرتے تھے تو ان وہاں مشک اور عنبر کی بو آیا کرتی تھی منقول ہے
کہ اثر اس زخم کا سینہ سے ناف تک بچشم صحابہ نے دیکھا تھا اور یہ واقعہ شق صدر کا کئی بار وقوع میں
آیا ایکبار اس مرتبہ جو بیان ہو چکا دوسری بار دس برس کی عمر شریف میں تیسری مرتبہ قریب زمانہ
نبوت کے چوتھی مرتبہ شب معراج میں اور تفصیل ہر ایک کی اپنی جگہ میں بیان ہوگی القصہ
حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب یہ معاملہ گذرا میرے خاوند اور اور لوگوں نے مجھسے کہا کہ اس لڑکے کو اسکی
ماں اور دادا کے پاس پہونچا دو ایسا نہو کہ اسے کچھ صدمہ پہونچے ہمنے انھیں لیکر مکے کو چلی اور
راستے میں بہت خبرداری کرتی تھی اور ایک لحظہ اکیلا نہ ہونے دیتی تھی جب مکے کے قریب پہونچی
تو ایک جگہ میں انھیں تنہا بٹھلا کر طہارت کے لیے کنارے اڑ میں ہو گئی جب فارغ ہو کر آئی تو

ہین نے اُنکو اُس مقام پر نہ پایا ہر طرف ڈھونڈھا کچھ پتا نہ ملا تب تو مین ڈاڑھین مار مار رونے لگی اور کہتی تھی واہ محمد او احمد ۵ اے کہ دل را جو جان شیرینی ✤ بے تو تلخ ست زندگانی من ✤ نجم و اندوہ مجنت آمد و رفت ✤ طرب و عیش و کامرانی من ✤ روز و صلم شب جدائی گشت ✤ شام شبم صبح شادمانی من ✤ اور اسقدر گریہ و زاری اور اضطرار و بیقراری کی کہ ایک عالم کو میرے حال پر رقت آئی اور پیر و جوان نے میرے ساتھ گریہ و زاری کی اتنے مین ایک بوڑھا آدمی آیا اور مجھسے پوچھا کہ اے حلیمہ تیرا کیا حال ہی اور کیون اسقدر بیٹے آرام اور بیقرار ہی مین نے اپنا سارا قصہ اُس سے بیان کر کے کہا کہ قسم ہی خدا کی اگر مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پاؤنگی تو اپنے تئین پہاڑ پر سے گرا کر ہلاک کر دونگی اُس بڈھے نے میری دلجمعی اور تسلی کر کے کہا کہ مین تجھے ایک بڑے شخص کے پاس لیچلون کہ وہ تجھے بتا دیگا مین نے کہا میری جان تجھپر قربان وہ کون شخص ہی کہا وہ بڑا ثابت جسکا نام ہبل ہی مین نے کہا نعوذ باللہ من ذلک شاید تو اس حال سے واقف نہین ہی کہ جس رات محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوے تھے یہ ہبل اور لات اور عزیٰ اور سارے بت روے زمین کے خوار و ذلیل اوندھے منھ گر پڑے تھے اُس بڈھے نے کہا تو دیوانی ہی اور تیری عقل جاتی رہی ہی اب میرے ساتھ چل ابھی تیرا بلکا ہبل سے مانگے دیتا ہون پس وہ بڈھا زبردستی مجھکو ہبل کے پاس لیگیا اور سات بار اُسکے گرد پھر کر اُسکے سر کو چوما اور کہا اے سردار تیرا فضل و احسان ہر گز کبھی فراموش سے کہین نہین ہے اور کوئی غرض والا اس دروازے سے نا امید نہین پھرا اس عورت کا بیٹا کھو گیا ہی اور یہ نہایت مضطر اور بیقرار ہی تو اسکے حال پر رحم کر اور بتلا دے کہ محمد کہان ہین جو ہین اُس بڈھے نے آپکا نام لیا وہ بت کہ سب سے بڑا تھا اوندھے منھ گر پڑا اور اُسکے اندر سے آواز آئی کہ اے بڈھے یہان سے دور ہو اور یہ نام مت لے یہ وہ لڑکا ہی کہ ہمسب بتون اور بت پرستون کو ہلاک کریگا اور جو شخص اُسکی تابعداری کریگا نجات پاویگا اور اُسکا خدا اُسکا نگہبان ہی ہرگز اُسکو ضائع نکریگا پس وہ بڈھا کانپنے لگا اور لاٹھی اُسکے ہاتھ سے گر پڑی پھر جب وہان بھی آپکا پتا نہ لگا تو مین رونی ہوئی عبدالمطلب کے پاس آئی اور سب حال بیان کیا عبدالمطلب نے یہ گمان کیا کہ ایسا نہو کہ کسی نے اُنکو لیجا کر ہلاک کیا ہو پس کمال غضب مین آکر تلوار اُٹھالی اور کوہ صفا پر جا کر یا آل غالب کہکر سب کو پکارا سب قریش جمع ہوے اور عرض کیا کہ اے سردار تم سوار ہو ہم تمھارے ساتھ ہین جہان چلوگے ہم ساتھ رہینگے اور بدل و جان اُس فرزند کو ڈھونڈھینگے پس عبدالمطلب سبکو ساتھ لیکر سوار ہوے اور کوئی جگہ ڈھونڈھنے سے نہ چھوڑی جب کہین پتا نہ لگا تب عبدالمطلب نے

کہنے دین جاکر طواف کیا اور رو رو کر مناجات مین مشغول ہوے ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ اے عبدالمطلب
محمدؐ مقام تھامہ مین ایک درخت کے نیچے کھڑے ہین یہ سنتے ہی سب دوڑے جب وہان پہونچے دیکھا کہ ایک
لڑکا خوبصورت جیسے چودھوین رات کا چاند درخت کے نیچے ڈال پکڑے کھڑا ہی عبدالمطلب نے کہا تو کون ہی
آپ نے فرمایا مین محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہون عبدالمطلب نے آپکو گود مین اٹھا لیا اور
بیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ مین عبدالمطلب تیرا دادا ہون کہ تیرے لیے سرگردان اور پریشان خاک پھانکتا
پھرتا ہون پھر بہت پیار سے اپنے آگے گھوڑے پر بٹھا لیا اور مکے مین لے آئے اور بہت دھوم دھام
اور بہت مال لٹایا اور بہت اونٹ صدقہ کیے اور حلیمہ کو بہت سا مال و متاع دیکر خوش کیا اور وصیت
فرمایا بعد اسکے ام ایمن لونڈی جو آنحضرت کے باپ کے ترکہ سے پہونچی تھین آپکی کھلائی کے طور پر مقرر
ہوئین منقول ہی کہ نبوت کے قبل ایکبار حلیمہ مکے مین آئین اور آپ سے فقر و فاقہ کی شکایت کی آپ نے
انکو ایک اونٹ اور بیالیس بکریان دین اور حلیمہ کے اسلام مین اختلاف ہی بعضون نے حلیمہ اور انکے
خاوند حارث کو کہ انکی کنیت ابوذویب تھی صحابی کہا ہی اور غالب یہی ہی کہ وہ ایمان سے محروم
رہے ہونگے اور حلیمہ کا بیٹا ضمرہ آپکا دودھ شریک بھائی اور خزامہ آپکی دودھ شریک بہن دونون
اسلام لائے اور صحابیون مین داخل ہوے منقول ہی کہ جب سے ام ایمن آپکی کھلائی مقرر ہوئین
انھون نے کبھی آپ سے بھوک کی شکایت نہین سنی اکثر ایسا ہوتا کہ وہ کھانا آپکے سامنے رکھتین
آپ فرماتے مجکو کھانے کی طرف رغبت نہین ہی اور بارہا ایسا ہوا کہ وہ کھانا آپکے سامنے رکھتین
کچھ نہ کھاتے **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**

وصل بیان ہی حضرت آمنہ اور عبدالمطلب کی وفات کا اور ذکر ہی عبدالمطلب کی وصیت کرنے کا
ابوطالب کو آپکی پرورش کے لیے منقول ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن شریف چھ سات
برس کا ہوا آپکی والدہ شفیقہ آپکو ام ایمن کے ساتھ لیکر اپنے عزیزون کی ملاقات کے لیے
مکے سے مدینہ حلیمہ کو تشریف لے گئین اور ایک مہینہ وہان رہین جب وہان سے پھرین راہ مین منزل
ابوا مین کہ وہ بستی مدینہ کے نزدیک ہی بیمار ہوئین اور یکایک بیہوش ہوگئین تھوڑی دیر مین جب
ہوش آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سرہانے بیٹھے دیکھا اور آپکی طرف دیکھ کر فرمایا
کہ جو بیتا ہی مرنا ہوگا اور ہر زندہ ہی وہ مرنے والا ہی اگر مین مرجاؤنگی نام میرا زندہ رہیگا
کیونکہ تجھ ایسا بیٹا چھوڑتی ہون یہ کہکر انتقال فرمایا اور اسی منزل مین دفن ہوئین
بعد اسکے ام ایمن آپکو مکے مین لائین اور عبدالمطلب کے سپرد کیا عبدالمطلب دن رات آپکی پرورش

وصل بیان وفات حضرت آمنہ و عبدالمطلب

اور نگاہبانی مین مشغول رہتے اور ہمیشہ آپکو اعزاز و اکرام سے رکھتے اور بغیر آپکے کھانا نہ کھاتے اور آپ عبدالمطلب کے پاس مسند پر بیٹھتے اگر کوئی برادر آپ برابر بیٹھنے سے منع کرتا عبدالمطلب اُس سے کہتے منع مت کر کہ بیشک مین اسمین ایک شرف اور بزرگی پاتا ہون اور امید ہے یہ لڑکا اس مرتبہ کو پہونچے کہ کوئی عرب والا اسکے قبل اُس مرتبہ کو نہ پہونچا ہو اور جب آپ سات برس کے ہوئے مکے مین بڑا قحط پڑا اور پانی نہ برسا اور مخلوق کمیتی نہوئی اور فاقہ کشی انتہا کو پہونچی ایک رات رفیقہ بنت ابی صیفی بن ہاشم عبدالمطلب کی بھتیجی نے سوتے جاگتے مین آواز سُنی کہ جو شخص تمسے سمردار خوبصورت حسب نسب درست ہو وہ اپنے لڑکے کو لیکر وضو غسل کرکے اور پاکیزہ کپڑے پہنکر کعبے کے گرد سات بار طواف کرکے کوہ ابوقبیس پر جاکر دعا کرے اور سب ساتھی آمین کہین تا کہ پانی برسے اور ارزانی ہو جب رفیقہ نے یہ خواب بیان کیا ہر شخص کہتا تھا کہ ایسا مرد سوا عبدالمطلب کے کوئی نہین پس سب قریش نے عبدالمطلب کے پاس آکر یہ ماجرا بیان کیا عبدالمطلب نے سب چھوٹے بڑون کو ساتھ لیکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود مین لیا اور کعبہ کا طواف کرکے کوہ ابوقبیس پر گئے اور آپکو کندھے پر بٹھا کر یہ مناجات کی کہ اے برلانے والے حاجتون کے اور ہی دور کرنے والے بلاؤن کے تو فقر و فاقہ اور غم و اندوہ ہمسے دور کر اور یہ لوگ تیرے بندے ہین اور قحط کی شکایت کرتے ہین اور رنج و مصیبت سے ہلاک ہوئے جاتے ہین الٰہی تو اپنے رحم کر اور اپنی رحمت سے پانی برسا کہ ہم بسکی زندگی ہو قسم خدا کی ایک گھڑی نگذری تھی کہ اسقدر پانی برسا کہ سکے کی گلیان بند ہوگئین اور چند روز مین آپکی برکت سے نہایت ارزانی ہوئی اور قریش نے غم و اندوہ سے نجات پانی روایت ہے کہ بعد اس ماجرے کے عبدالمطلب آپکو زیادہ چاہنے لگے اور ام ایمن کو تاکید فرماتے کہ کسی وقت آپکے حال سے غافل نہ رہنا اور پرورش اور خدمت آپکی بخوبی بجا لانا جب عمر عبدالمطلب کی ایک سو دس برس کی ہوئی اور زمانہ مرنے کا نزدیک آیا اور ایک روایت مین ہے کہ عمر آپکی ایک سو بیس یا ایک سو چالیس برس کی تھی اور دونون آنکھون سے معذور ہوگئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر اپنے چارون بیٹون سے یعنے ابولہب اور حمزہ اور عباس اور ابوطالب کو جمع کیا اور کہا میرا وقت دنیا سے کوچ کا قریب آیا اور کوئی حسرت سوائے اسکے نہین رکھتا ہون کہ اگر عمر میری وفا کرتی تو پرورش اس نخت جگر کی بخوبی کرتا لیکن کیا کرون کہ عمر نے جواب دیا اب یہ غم اور حسرت دنیا سے لیے جاتا ہون دیکھا چاہیے کہ میرے بعد کون اسکی پرورش کا ذمہ دار ہوتا ہے ابولہب کہ سب بیٹون مین بڑا تھا اُٹھا اور عرض کیا کہ اللہ تعالے آپکی سب مرادین پوری کرے اور عمر مین برکت فرماوے اگر اسکی پرورش میرے سپرد

ہووے تو خدمت اسکی مین جان و دل سے بجا لاؤن عبد المطلب نے کہا کہ اگرچہ تو نادار ہے اور طاقت
پرورش کی رکھتا ہو لیکن سخت دل اور بے رحم ہے اور یتیم لوگ شکستہ دل مجروح خاطر تھوڑے جی کے
ہوتے ہین ذرا سی تکلیف نہین اٹھا سکتے بعد اسکے حمزہ اٹھے اور آداب خدمت کے بجا لاکر التماس کیا
کہ اے آبروے عرب و اے سید عالی نسب اگر مجکو لائق اس خدمت کے سمجھے تو اسکو میرے سپرد کیجیے
عبد المطلب نے کہا کہ اگرچہ تم اس کام کے لائق ہو لیکن تمھارا کوئی لڑکا نہین تم اس فرزند کے رنج و
مصیبت کو کیا جانو گے جسکے لڑکا نہین ہوتا وہ فرزندی نہین جانتا علاوہ اسکے تم سپاہی اور شکار باز ہو
شاید تمکو اسکی خبر گیری سے غفلت ہو جائے اور یہ یتیم دشمنون کے ہاتھ سے تکلیف پائے اور مجکو تبر مین
ایذا ہو بعد اسکے عباس اٹھے اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے امید گاہ ملک و دولت و اے پشت پناہ
دین و ملت اگر مین لیاقت اس خدمت کی رکھتا ہون تو یہ خدمت میرے سپرد فرمایئے کہا اے عباس
اگرچہ تم لائق اس خدمت کے ہو اور اسکی رعایت اور بہبودی کر سکتے ہو مگر تمھارے لڑکے بہت ہین
ایسا کون ہے کہ اپنے لڑکون کے آگے یتیم کی پرورش اور دلجوئی کرے پھر ابو طالب اٹھے اور عرض کیا
اگرچہ مین مفلس اور غریب اور کم پایہ ہون لیکن دل سے آرزو اس خدمت کی رکھتا ہون اور
بسبب بھائیون کے ادب کے پہلے نہ عرض کر سکا عبد المطلب نے کہا تمھین لائق اس خدمت اور
سزاوار اس دولت کے ہو سوائے تمھارے کوئی اس لائق نہین کہ یہ خدمت اسکو سپرد کیجائے کیونکہ
دل تمھارا نرم اور زبان تمھاری میٹھی ہے اور تم عہد و پیمان کو پورا کرنے والے ہو لیکن جو مین ہر مشکل
کام مین محمد سے صلاح اور مشورہ لیتا ہون اور جو جب اسکے فرمانے کے کرتا ہون اب اس کام مین
بھی مین نے محمد کو اختیار دیا کہ تم چاروں مین سے جسکو چاہے اختیار کر بعد عبد المطلب نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ اے نور دیدہ و اے فرزند برگزیدہ مین داغ تیری جدائی کا
اس جہان سے لیے جاتا ہون اب تو جسکو اختیار کرے مین تجکو اسکے سپرد کرون آپ اٹھکر ابو طالب سے
ملے اور انکے زانو پر بیٹھ گئے عبد المطلب نے کہا الحمد للہ محمد نے بھی اسی کو اختیار کیا جسکو مین نے
اختیار کیا تھا بعد اسکے عبد المطلب نے ابو طالب کو وصیت کی کہ اس لڑکے نے اپنے باپ کی مہربانی کی
نہ نہین سونگھی اور ماں کی شفقت نہین دیکھی تو اس فرزند کو جان کے برابر رکھنا اور جہانتک ہو سکے
اسکی تیمارداری اور پرورش مین کمی نکرنا تو سب جانتا ہے کہ یہ لڑکا اپنی قوم بلکہ تمام اولاد آدم اور
جمیع دہ ہزار عالم کا سردار ہوگا اور جو برتر گیان ہمارے کسی باپ دادا نے پائی ہونگی اسکو ملینگی تم اسکی
یتیمی پر رحم اور اسکی تنہائی پر نظر رکھنا ابو طالب نے باپ کا کہنا سب قبول کیا اور حق تعالے اسکو

اسپر گرا دیا پھر عبد المطلب نے کہا اب مرنا مجھ پر آسان ہوا اور آپکے سر اور منہ پر بوسے دینا شروع کیے اور کہا میں نے آپ تک کسی فرزند کے سر اور منہ کو نہیں چوما کہ اسسے زیادہ خوشبودار اور خوبصورت ہوتا ؎ ہم لوت خوش ہم روت خوش ہم شیوہات ہم خوش لقا + ہم مہر تو خوش ہم غضب ہم لطف تو خوش ہم رضا + ای صورت عشق احمد و محسن تو بیرون زحد + ای ماہ روے سرو قدا ای جانفزاے دلکشا + ای جان باغ یاسمین وی شمع افلاک و زمین + ای مستغاث مارو طین ای شہسوار اہل اتی + ای خوان لطف انداختہ وی بانیان ساختہ + طوطی و کبک ہم خانت گفتہ ترا مدح و ثنا + القصہ بعد گفتگو کے عبد المطلب نے اس جہان سے سفر فرمایا اور حجون میں کہ مکے والوں کا قبرستان ہے دفن ہوے ام ایمن سے منقول ہے کہ جسوقت عبد المطلب نے وفات پائی میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے جنازے کے پیچھے روتے جاتے تھے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصل یہ بیان ہے ابو طالب کی خدمتگذاری اور پرورش میں کہ جو آپ نے اپنے باپ کی وصیت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کرتے تھے اور ذکر ہے حضرت کو اپنے ساتھ ملک شام کے سفر میں لیجانے کا اور بحیرا راہب کے کہنے پر راہ سے پھر آنے کا اور اہل مجلس جب عبد المطلب نے وفات پائی تو آپکے چچا ابو طالب نے بسبب فہمائش عبد المطلب کے آپکی پرورش اور پرداخت اپنے ذمہ لی اور محافظت اور دلداری آنکی جیسی چاہیے کی اور آپکو اپنے سب لڑکوں سے زیادہ عزیز رکھتے اور دن رات دیکھ بھال اور خاطر داری میں مشغول رہتے اور ہمیشہ اپنے پاس سلاتے اور ہر مجلس اور محفل میں ساتھ لیجاتے اور تکریم اور تعظیم آپ کی اپنے اوپر واجب جانتے اور ابو طالب نے آپکی شان اور تعریف میں بہت قصیدے کہے ہیں اور ابو طالب آپکے ساتھ ایک دسترخوان میں کھانا کھاتے اور جس کھانے میں آپ ہاتھ نہ لگاتے وہ اسکو ہرگز نہ کھاتے اور پہلے آپ کھانا کھا لیتے پھر ابو طالب کے لڑکے بالے اور سب گھر والے کھاتے جس کھانے میں آپ اپنا ہاتھ لگا دیتے اگر کم بھی ہوتا تو سب لوگ کھا چکتے اور باقی رہ جاتا اور اگر آپ اسمیں ہاتھ نہ ڈالتے سب بھوکے رہ جاتے اور اس زمانے میں بھی مکے میں قحط پڑا ابن عساکر نے عروہ سے نقل کیا ہے کہ میں انھیں قحط کے دنوں میں مکے میں آیا اور دیکھا کہ سب لوگ قریش کے ابو طالب کے پاس جمع ہوے اور کہا کہ آپ پانی برسنے کے لیے دعا کیجیے پھر ابو طالب اٹھے اور انکے ساتھ پاس قریش کے بہت لڑکے تھے انمیں سے ایک لڑکے کا منہ مثل آفتاب کے چمکتا تھا اسکو ابو طالب نے اٹھا کر اسکی پیٹھ کعبے کی دیوار سے ملائی پھر اس لڑکے نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا

وصل بیان خدمتگذاری ابو طالب

اور آسمان پر نہ ہیں بادل کا نشان نہ تھا یکایک ابر کے ٹکڑے آکر جمع ہوئے اور اسقدر پانی برسا کہ سب کے کوچے بند ہوگئے اور منقول ہے ابو طالب سے کہ ہیں ایکدن سفر ذی مجاز ہیں کہ وہ ایک غرب کی بازار ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لیے تھا مجکو پیاس بہت معلوم ہوئی اور وہاں کہیں پانی نہ تھا اتنے ہیں آپ اٹھے اور دو رکعت نماز ہو کر بیٹھے ہیں نے دیکھا کہ آپکی ایڑیوں کے پاس سے ایک چشمہ پانی کا نمود ہوا ہیں نے خوب جی بھر کر اسکا پانی پیا ایسا میٹھا اور ٹھنڈا پانی کبھی نہیں پیا تھا اور سوا اسکے بہت عجیب باتیں کہ ابو طالب نے دیکھیں تاریخ کی کتابوں ہیں لکھی ہیں اور جب آپ گیارہ برس کے ہوئے دوسری بار سینہ مبارک شق کیا گیا قصہ اسکا بروایت ابی ابن کعب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب ہیں دس برس کا ہو چکا ایکدن دو شخص آئے اور مجکو لیکر سر امیٹھ پیر امگر ہیں نے کچھ ایذا و تکلیف نہ اٹھائی پھر انھوں نے میرا دل چیر کر اس سے کینہ اور حسد دور کیا اور رافت اور رحمت بھری اور ذرا سا کالا لہو نکالکر پھینک دیا اور اسکی جگہ پر ایک سفید چیز رکھدی پھر پیٹ پر ہاتھ پھیرا زخم برابر ہو گیا اور میرے پاؤں کی انگلیاں پکڑ کر اٹھایا اور غائب ہو گئے اور جب آپ بارہ برس اور تین مہینے دس دن کے ہوئے ابو طالب نے سوداگری کے لیے ملک شام کے سفر کا ارادہ کیا اور چاہا کہ آپکو گھر چھوڑ جائیں آپکو اس بات سے بہت رنج ہوا اور جدائی ابو طالب کی خوش نہ آئی آپ نے انکا دامن اور آنکی سواری کی باگ پکڑ کر فرمایا کہ اے چچا مجکو کسکے سپرد کرتے ہو ہاں باپ میرے شفقت کرنے والے نہیں رباعی

تو کہ ہر زمان بجانم حق تازہ میگذاری ✦ تو ز روی نیاز مارا بہ نیاز میگذاری ✦ تو چو سرو میخرامی سوے باغ و چمن ندانم ✦ کہ مرا یتیم و بیکس بہ کہ باز میگذاری ✦ ابو طالب کو آپکی باتوں پر رونا آیا اور کہا ہیں تجکو ساتھ لیچلونگا اور بھائی ہیں ابو طالب کے افسوس کرتے تھے کہ اس بارہ برس کی عمر ہیں اس سفر دور دراز کا تحمل کیونکر ہوگا اسپر ابو طالب نے چاہا کہ آپکو گھر ہیں چھوڑ جائیں پس دیکھا کہ آپ گھر کے ایک گوشہ ہیں اکیلے بیٹھے روتے ہیں ابو طالب نے حال پوچھا آپ چپ ہو رہے تب ابو طالب نے کہا شاید تم میری جدائی سے روتے ہو آپ نے فرمایا ہاں اسوقت ابو طالب نے قسم کھائی کہ ہیں تمکو ہرگز نہ چھوڑونگا اسپر آپ خوش ہو کر باہر آئے اور ابو طالب کے ساتھ ہوئے وہ ہمیشہ آپکی خبر گیری اور نگہبانی کرتے اور کہتے تھے رباعی ای ہزار جان و دل مست تقاے روے تو ✦ خانۂ دل بیچارہ وقف ہواے روے تو ✦ رشتۂ جان بروں کشم ہر نفس از سوز غم ✦ چشم بدوزم از جہان بہر وفاے روے تو ✦ جب مقام کفر ہیں کہ وہ ملک شام کا ایک گانوں ہے اور درمیان اسکے اور بصرے کے

چھ کوس کا فرق ہی پہونچے وہان بحیرا راہب کہ کنیت اُسکی ابو مداس اور لقب اُسکا جرجیس تھا رہتا تھا اور قوم نصاریٰ سے تھا اور اگلی آسمانی کتابون کا بڑا عالم اور زاہد اور عابد اور اپنی قوم کا بڑا پادری تھا اُسنے آسمانی کتابون سے معلوم کیا تھا کہ ایک وقت خاتم الانبیا کہ اُنکی ایسی ایسی صفتین ہین اور علامتین ہونگی یہان تشریف لاوینگے اور ٹھہرینگے بس اُنکی زیارت کے اشتیاق مین وہین اپنا عبادتخانہ بنایا تھا اور ہمیشہ اُنکے تشریف لانے کا منتظر رہتا تھا اور جو قافلہ وہان آتا وہ اُسمین اُنکو تلاش کرتا اور کہتا تھا **غزل** خونے زچشمم میرود از انتظار کیست این ✣ خارے بجانم میخلد تا خار غم کیست این ✣ ہر شب بجاے منزلم بر دوم غبار حاصلم ✣ اے خاک بر فرق دلم آخر غبار کیست این ✣ گویند کز ان خوش پسر آید چو آیی در نظر ✣ در چشم من چندین گہر بہر نثار کیست این ✣ گلگون تارا نگیختہ گیسو کمند آویختہ ✣ دل خستہ و خون ریختہ چابک سوار کیست این ✣ اُتنے مین یہ قافلہ پہونچا بحیرا نے اپنے عبادتخانہ کے بالاخانہ پر سے دیکھا آفتاب کی طپش مین ایک ٹکڑا بادل کا قافلہ پر سایہ کیے ہوے ہی اور جب وہ قافلہ اُس درخت کے نزدیک آکر ٹھہرا اور اُس قافلہ مین ایک شخص کو سجدہ کرتے ہین اور درختون اور پتھرون نے اُنپر سلام علیک یارسول اللہ کی آواز بلند آتی ہی بحیرا کو اُن آثار سے یقین ہوا کہ جسکا اشتیاق نے میرا دل جلایا اور جسکے دیدار کی آرزو نے مجکو دیوانہ بنایا وہ اِسی قافلہ مین ہی اور شعلہ آتش شوق کا بحیرا کے سینہ مین بھڑک اُٹھا اور کمال ذوق اور سرور سے یہ شعر زبان پر آیا **بیت** اذا دونت المنازل زاد شوقی ✣ ولا سیما اذا بدت الخیام ✣ آخر تاب نہ لاکر مضطر بانہ اپنے مکان سے باہر نکلا اور اُس قافلہ مین آکر آثار نبوت اور علامت رسالت کے کہ اگلی کتابون مین دیکھے تھے ہر ایک مین ڈھونڈھے اور سوا ذات پاک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی مین نہ پائے تب اُسنے آپکا ہاتھ پکڑ کر پکار کر کہا کہ اے قافلہ والو جانو اور سمجھو کہ یہ وہی سید انبیا سید اصفیا ہادی سبل خاتم رسل ہی کہ اگلی آسمانی کتابون مین اُنکا ذکر اور حال مفصل لکھا ہی قافلہ والون نے بحیرا سے پوچھا کہ تو نے یہ حال کیونکر جانا اور اُنکو کس چیز سے پہچانا اُسنے کہا جسوقت تم اِس میدان مین پہونچے مین نے دیکھا کہ تمام درخت اور پتھر اِسکو سجدہ کرتے ہین اور بدلی کا ٹکڑا اِسکے سر پر سایہ کرتا تھا جب تم یہان اِس درخت کے نیچے اُترے اِسنے یہان جگہ پائی اور دھوپ مین جا بیٹھا مین نے دیکھا کہ تمام شاخین اپنی اپنی جگہ سے جھک کر اِسپر سایہ کرتی ہین اور سوا اِسکے اور بہت نشانیان اِسکے نبوت اور تم رسالت کی ہین اب مین امیدوار ہون کہ تم سب کل میری دعوت قبول کرو اور کھانا کھانے کے لیے میرے

مکان پر تشریف لاؤ کہ جو مقصد ہے میرے دل مین ہین تمھارے کرم سے حل ہو جاوین ابو طالب اور سب لوگون نے قبول کیا دوسرے روز صبح کو سب قریش کھانا کھانے کے لیے بحیرا کے مکان پر گئے مگر اُس سرو قد ارباب مناقب اور شرف و دودمان عبد المطلب کو بسبب لڑکپن کے مکان پر چھوڑ گئے جب بحیرا نے دیکھا کہ گو ہر مقصود ہاتھ نہ آیا پوچھا کہ تمسے کوئی اور بھی باقی رہا ہو سب نے کہا ایک لڑکا کم عمر کہ اُسکو اسباب کی نگہبانی کے لیے مکان پر چھوڑ آئے ہین اور کوئی شخص قافلہ مین نہین ہا اُسنے کہا کہ میری یہ تمنا تھی کہ تم سب تشریف لاؤ عجب ہو کہ تم سب آئے اور ایک شخص اپنا ساتھی نہ لائے اُسکو بھی بلانا ضرور ہو اور اسباب کی نگہبانی کو ہمین اپنے آدمی بھیجتا ہون الغرض اُسکی تاکید سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لائے بحیرا آپکو دیکھتے ہی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور خوب غور اور تامل سے آپکو سر سے پاؤن تک دیکھا اور سب علامتین تم نبوت اور رسالت کی آسمانی کتابون سے مطابق کرکے کہنے لگا وائے اُن دل کہ باواز تو نشانے نرسید و نہ نہین ابو شیطانون کے وسوسون سے بھی پاک ہو اور دمبدم آثار خیرات اور انوار برکات کے اسی طرح اسپر ظاہر ہوتے رہینگے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

چوتھی مجلس تمام ہوئی

مجلس پنجم

یہ مجلس پانچویں ہے بیچ بیان سفر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملک شام کو حضرت خدیجۂ کبریٰ رضی اللہ عنہا کے مال کی تجارت کے واسطے ہمراہ خزیمہ کے اور بیان ہے مقدمات شادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ حضرت خدیجہ خاتون رضی اللہ عنہا کے اور ذکر ہے بنا رخانہ کعبہ اور اسکی تعداد کا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے اور حال ابتداء وحی

اے اہل مجلس مروی ہے نضیہ نبت منیہ سے کہ جب سن مبارک رسول عالمیان علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا پچیس برس کا ہوا فقر و فاقہ اور ضعف و بے طاقتی نے ابوطالب پر غلبہ کیا اس اثنا میں عاتکہ بنت عبدالمطلب بھوپھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے بھائی ابیطالب کے پاس آئیں اور کہا اے بھائی اس نونہال باغ زندگانی اور تجرۂ روضۂ کامرانی یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ وقت آیا ہے کہ کسی درخت بار آور سے پیوند کیا چاہیے اور اس آفتاب دل افروز کو کسی ماہتاب عالمتاب کے ساتھ بیت الشرف ازدواج میں بھلایا چاہیے ابوطالب نے کہا اے برگزیدۂ دل وجان میں اس فکر سے ہرگز غافل نہیں ہوں مگر کیا کروں کوئی خیر قوم میں کرنا منظور نہیں اور قوم میں کرنے کا مقدور نہیں بسا اسباب گذرے ہیں کہ تنگی معاش نے لذت زندگانی کی کھو دی عاتکہ نے کہا کہ میں نے ایک بات تجویز کی ہے اگر تمھاے پسند ہو تو میں اسمیں کوشش کروں ابوطالب نے کہا وہ کیا ہے تب عاتکہ نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ خدیجہ اپنا مال تجارت کے واسطے شام کو بھیجا چاہتی ہیں اور اسکے واسطے کسی امین کی

تلاش مین ہین اگر تم کہو تو مین اسکا ذکر خدیجہ سے کرون ابو طالب یہ سنکر بہت روئے اور کہا اے بہن کسی نے ہماری برادری مین سے مزدوری نہین کی ہے اور مین کسی کو اپنے عزیز و قریب مین سے مزدوری کرنا روا نہین رکھتا پس ایسے اپنے فرزند کو بجز گرشہر کے واسطے کیونکر یہ امر مین تجویز کرون لیکن بحکم ضرورات تبیح المحظورات تم جاؤ اور خدیجہ سے اسکا مشورہ کرو دیکھو وہ اس بات مین کیا تجویز کرتی ہین کہتے ہین کہ خدیجہ عرب مین بڑی رئیسہ تھین اور حسن و جمال مین طاق اور کثرت مال مین بے نظیر آفاق اور بادشاہ لوگ اور بزرگان قریش اُنکی نسبت کا پیغام کرتے تھے اور اُنکے وصال کے طلبگار رہتے تھے مگر وہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد سوائے عبادت الٰہی اور مطالعہ کتب سماویہ اور توریت کے کسی طرف دھیان نہ کرتی تھین اور اُنھون نے اُسی عرصہ مین خواب دیکھا تھا کہ ماہتاب آسمان سے اُکر میری گود مین گرا اور اُسکے نور نے میری بغل سے نکلکر تمام عالم کو روشن کیا جب خواب سے چوکین ایک شخص کو اپنے خواب کی تعبیر پوچھنے کے واسطے بحیرا راہب کے پاس بھیجا راہب نے کہا تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ پیغمبر آخر الزمان پیدا ہوے ہین تمکو اپنے نکاح مین لاوینگے اور تمھارے پاس اُنپر وحی اُترتی ہے اور رشتہ عالم اُنکے دین کی روشنی سے نورانی ہوگا اور اول جو اُنکا ایمان لاویگا تمھین ہوگی اور وہ پیغمبر قبیلہ قریش اولاد بنی ہاشم سے اور تمھارے قرابتیون سے ہے خدیجہ یہ تعبیر اپنے خواب کی سُنکر مشکر آئی بجا لائین اور اس دولت اور رحمت نامتناہی کے آثار ظاہر ہونے کی ہمیشہ منتظر رہتی تھین کہ ناگاہ حالکہ دو سلے مشورہ سفر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُنکے گھر آئین خدیجہ نے آنا اُن سیدہ کا اپنے گھر بڑی دولت اور سعادت سمجھی اور بہت تعظیم و تکریم کی اور لوازم مہمانداری کے بجا لاکر عرض کیا کہ اے سیدہ عرب آپکو تشریف آوری سے کیا مقصود ہے فرمایئے تا مین اُسکو بجا لاؤن کہ فرمانبرداری تمھاری اپنا فخر و سعادت سمجھتی ہون حالکہ نے کہا اگرچہ حیا اور غیرت قوم کی حقیقت حال کہنے سے مانع ہے مگر بضرورت گذارش یہ ہے کہ آپکو معلوم ہوگا کہ میرے بھائی عبد اللہ کا ایک لڑکا ہے محمد نام اور میرے باپ عبد المطلب نے اُسکی پرورش اور پرداخت بہت کی اور مرتے وقت میرے بھائی ابو طالب کے سپرد کیا اور اُسکے حق مین بہت وصیت کی اب وہ جوان ہوا ہے اور بھائی ابو طالب سے بسبب تنگی معاش اور تہیدستی اور بیقدوری کے فکر اُسکے خانہ آبادی اور شادی کی نہین ہو سکتی اور اب سُنا گیا ہے کہ قافلہ کے کاروان ہوا چاہتا ہے اور تمکو اور روفا امانت دار درکار ہے اس خیال سے مین تمھارے پاس آئی ہون کہ اگر اُس فرزند دلبند کے تم کو کوئی کام سپرد کرو تو ہم سب بنی ہاشم تمھارے ممنون منت ہونگے اور تمام عمر احسان مانینگے خدیجہ کو اس بات سے کچھ اپنے خواب کی سچائی کی بو آئی اور دل

خوشی سے باغ باغ ہوا اور چراغ سینہ دل کا آتش شوق سے روشن ہوا کہا ای سیدۂ قریش مین نے تعریف
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنی ہے کہ دیانت اور امانت مین کوئی اُنکے برابر نہین اور حسن اخلاق اور
کمال نسب مین بیمثل ہین دوسرے شخص سے دوفی مزدوری مین اُنکو دوگنی اور احسان مانوگی لیکن جو
خبرگیری قافلہ کی اور نگہبانی مال کی بہت مشکل ہے اُنکو میرے پاس لاؤ تا طور اور طریق اُنکا مین
دیکھون اور جانون کہ یہ کام اُنسے ہوگا یا نہین خاتمہ حضرت سے کے بولانے کو گھر آئین اور خدیجہ نے
اپنے گھر کو خوب سنوارا اور آراستہ کیا اور اپنے تئین پاک صاف کرکے مسند جلالت پر
آپکے آنے کی منتظر بیٹھین اور ایک بڑا بارکیک مسند کے آگے لگایا اور توریت سامنے رکھکر
عالمہین اور عفتین بنفیر آخر الزمان کی مطالعہ کرنا شروع کیا اور خدمتگارون سے کہدیا کہ جسوقت آپ
یہان تشریف لاوین اُنکو صدر مین کہ بڑے لوگون کے بیٹھنے کی جگہ ہے بٹھلانا اِس اثنا مین جناب رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتمہ کے ساتھ تشریف لائے خدیجہ نے تعظیم و تکریم سب حال اور مناسب
شان حضرت کے کی اور ہر ایک اپنے اپنے مقام مین کھڑا ہوا اور جبکہ ملکۂ عرب یعنی خدیجۂ خاتون نے
حضرت کے جمال جہان آرا کو ملاحظہ کیا اور سب عالمہین اور عفتین نبی آخر الزمان کی کہ توریت مین
لکھی تھین اُنکی صورت مین دیکھین جی مین بہت خوش ہوئین اور کہتی تھین کہ تعبیر بحیرا کی
صحیح ہے لیکن ابھی اس بھید کو پوشیدہ رکھنا اور منتظر وقت کے رہنا مناسب ہے پس اجرت مین
دو اونٹ مقرر کیے خاتمہ نے حضرت کو گھر لاکر اور پوشاک لائق سفر کے پہنا کر خدیجہ کے گھر بھیجا
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمراہ قوم کی مزدوری اور نوکری کی شرمندگی سے نہایت رنج
اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بنظر بہتری انجام کار کے ازبس خوشی تھی القصہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا
ایک غلام تھا میسرہ نام کہ سب کاروبار اور سارا اسباب و مال اُسکی سپردگی مین تھا اُسکو
بلایا اور ایک خلعت بہت عمدہ قیمتی اُسکے سپرد کیا اور ایک اونٹ ساز و عراق یا دشاہانہ سے
آراستہ کرکے ہمراہ کیا اور کہا اے میسرہ جب مکے سے نکلنا مہار اونٹ کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے ہاتھ مین دینا اور جب شہر اور قوم سے علیحدہ ہونا تب یہ خلعت اُنکو پہنانا اور اِس
سجے ہوے اونٹ پر بٹھلانا اور مہار اُسکی تو اپنے ہاتھ مین لینا اور اپنے تئین اُنکا خدمتگار اور
چاکر جاننا اور اُنکو اپنا مالک اور حاکم اور آقا سمجھنا اور خرید و فروخت مین بغیر اُنکی اطلاع کے
تصرف نہ کرنا اور دن رات اُنکی خدمتگاری اور محافظت اور دلداری مین مستعد اور حاضر رہنا اور جملہ
صحیح و سالم اُنکو مجھ تک پہونچانا اور حتی الامکان اُنکی رضا جوئی مین کوشش کرنا ایسا نہو کہ ساداگت

قریش سے کہ بنو ہاشم ہمین مین شہر مندہ ہون اگر میرے کہے پر تو عمل کریگا اور تجکو راضی رکھیگا میرے مال و متاع سے جسقدر تو مانگیگا دونگی اور تجکو آزاد کردونگی یہ کہکر میسرہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رخصت کیا میسرہ موافق حکم ملکہ کے مہالونٹ کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے پر رکھکر روانہ ہوا شہر کے خیر لوگ کہ اپنے اپنے بھائیون عزیزون کے رخصت کرنے کو جمع ہوے تھے یہ حال دیکھکر حضرت کی غربت اور بیکسی پر روتے تھے اور خون جگر کھاتے تھے قافلہ نے جو مہار اونٹ کی آپکے کندھے پر دیکھی بیہوش ہوکر گرپڑے اور خون آنکھون سے بہا کہنے لگے ہین کہ اے عبداللہ خاک سجدہ سے سر نکالو اور اپنے فرزند دلبند کو اس بیکسی اور بے بسی مین دیکھو اور ابوطالب بھی اس حال کے دیکھنے سے گریان اور آتش تاسف و رنج سے دل بریان تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بسبب غیرت اور شرم قوم کے آہ سرد سینۂ پر درد سے کھینچی اور آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا اے یار و مجکو نہ بھولنا اور وقت مصیبت کے میرے درد غربت کو یاد کرنا تمام قریش و اقربا یہ حال دیکھکر روتے تھے اور فرشتے بھی اشکبار تھے اور کہتے تھے خداوندا یہ وہی محمد تیرا محبوب ہے کہ تونے اسکی شان مین لولاک لما خلقت الکونین فرمایا اور اسکے وصف مین سبحان الذی اسرے بعبدہ کہا خطاب آیا اے فرشتو یہ وہی میرا محبوب ہے مگر اس اسرار سے تمکو کیا خبر اور اس بھید کے کھولنے سے تمکو کیا کام ہے الحاصل جب قافلہ شہر کے باہر ہوا اور سب لوگ اپنے عزیزون کو رخصت کرکے اپنے اپنے گھر پلٹ گئے میسرہ نے بموجب حکم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وہ خلعت نکالکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنایا اور اس سجے ہوے اونٹ پر سوار کیا اور مہار اسکی خدمتگارون کی طرح اپنے کندھے پر رکھی اور روانہ ہوا ابوجہل اور رقیبہ اور شیبہ کہ اس قافلہ مین تھے اور حضرت سے دلی دشمنی رکھتے تھے میسرہ سے کہنے لگے کہ اس یتیم کو موٹے اور بڑے کپڑے پہنا اور اس سے سخت کام لیا یہ تیرا تابعدار رہے اور کام اور خدمت خوب کرے میسرہ نے کہا کہ مین کیا تمہارا غلام ہون یہ خدیجہ کا غلام ہون انھون نے جیسا مجکو حکم کیا ویسا مین بجا لایا منقول ہے کہ خدیجہ بن حکم سلمی خدیجہ کے رشتہ داروں مین تھا اسکو بھی خدیجہ نے اس سفر مین ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا تھا اور وہ بھی حضرت سے محبت بہت رکھتا تھا اور کوئی لحظہ حضرت سے جدا نہین ہوتا تھا اسنے راہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزے بہت دیکھے تھے اس سبب سے اسکو بہ نسبت محبت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہوتی جاتی تھی منجملہ ان معجزات کے ایک یہ تھا کہ خدیجہ کے دو اونٹ راہ مین ایسے تھک گئے تھے کہ انکو طاقت جنبش کی نہ تھی حضرت صلے اللہ

فائدہ — فلاح ہر دو جہان کا اور نجات عقبیٰ کا اسکی اتباع کرنا ہے

علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ اُن اونٹوں پر رکھا اور دعا کی اُنکی ماندگی جاتی رہی اور اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور آگے آگے قافلہ کے چلنے لگے خزیمہ اور حکیم دونوں اس حال سے بہت تعجب ہوئے اور جانا کہ یہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کی برکت سے ہے جب قریب شہر بصرے کے پہونچے بحیرا راہب کے عبادتخانہ کے نزدیک اُترے اُن دونوں نے بحیرا کو دیکھا تھا اور نسطورا راہب کو بڑا عالم نصرانی تھا قائم مقام اور جانشین اُسکا ہوا تھا غرض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خشک درخت کے نیچے جا بیٹھے وہ درخت فی الفور سرسبز اور بارآور ہو گیا اور گرد اُسکے سب گلزار ہو گیا نسطورا نے کوٹھے پر سے جو یہ حال دیکھا بیطاقت ہوا اور آکر کہ نزدیک جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور اُسکے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اُسکو دیکھتا تھا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف نگاہ کرتا تھا بعد مطابق کرنے علامتوں نبوت کے اُسنے کہا قسم ہے اُس خدا کی جسنے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل بھیجی یہ وہی پیغمبر آخرالزمان ہے جسکی تعریف اور صفت اس کتاب میں لکھی ہے خزیمہ نے جب یہ کلام راہب سے سنا اس خیال سے کہ شاید راہب کچھ بے ادبی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرے تلوار کھینچکر نسطورا پر بیہوشیار راہب خوف سے اپنے عبادتخانہ میں بھاگا اور دروازہ بند کر کے کوٹھے پر چڑھا اور پکار کر کہا کہ اے خزیمہ تم مجھسے کیوں اندیشہ کرتے ہو خدا کی قسم کوئی قافلہ میرے نزدیک اس قافلہ سے بہتر نہیں اور یہ قافلہ مجھکو سب سے زیادہ محبوب ہے میری اس کتاب میں لکھا ہے کہ یہ جو شخص اس درخت کے نیچے اُترا ہے پیغمبر آخرالزمان اور خاتم پیغمبران ہے جو کوئی اسکی تابعداری اور فرمانبرداری کریگا اور حکم مانے گا بیشکار پایا دیگا اور جو نافرمانی کریگا مارا جا دیگا اے خزیمہ یہ جگہ اسکے ساتھ کون نسبت اور قرابت ہے خزیمہ نے کہا میں انکا خدمتگار ہوں اور خزیمہ نے اُس پادری یعنی نسطورا سے اونٹوں کے تھکنے کا حال اور اُسکا ہاتھ رکھنے اور حیمہ نے سے اُٹھنے اور جانا بیمار کا جاتا ہونا بیان کیا نسطورا نے کہا وہ شخص اس شخص کی بڑی شان ہے میں ایک مدت سے انھیں کی زیارت کے اشتیاق میں یہاں بیٹھا ہوں آج بفضلہ تعالیٰ اپنے مقصود کو پہونچا اور جو صفات پاکیزہ پیغمبر آخرالزمان کے آسمانی کتابوں میں دیکھے تھے خوب انہی طرح سب انمیں پائے اب اے خزیمہ میں تجکو وصیت کرتا ہوں کہ تو اسے جدا نہ ہو اور قصد شام کے ملک کا ہرگز نکرنا کہ وہاں اس خاتم الانبیا کے دشمن بہت ہیں جنکی شرارت سے تم خبردار رہو بعد ازاں راہب بولا کہ افسوس کاش میری عمر اسکے نبی ہونے تک وفا کرتی تو میں اسکے دین کو اختیار کرتا القصہ خزیمہ نے اُس پادری کے کہنے سے شام کا

جانا موقوف کیا اور مال سوداگری کا بہین بصرے مین بیچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے
نسبت اور سال کے اس سال تجارت مین نفع بہت ہاتھ آیا پھر وہان سے قافلہ بھرا
اور رستے مین طرح طرح کی خیرات اور برکات اُس مجمع کرامات سے ظاہر ہوئین اکثر وقت حرارت
آفتاب کے درمیغ سفید سر مبارک پر سایہ کرتے اور جس پیڑ اور درخت پہ گذر ہوتا السلام علیک یا رسول اللہ
کی آواز آتی جب بعد قطع منازل اور طی مراحل کے آمد نظر ان مین کہ مکہ معظمہ وہان سے تین رات
دن کی راہ ہے پہونچے تب ابوبکر صدیق نے کہ وہ بھی اُس قافلہ مین تھے میسرہ سے فرمایا کہ محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہونچانے کے واسطے خدیجہ کے پاس جیجو میسرہ نے فرمانا اُنکا قبول کیا
اور ایک اونٹ نہایت سجا ہوا اور زیور سے آراستہ کرکے اور خط لکھکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کو دیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سبب ارسال اونٹ کا پوچھا میسرہ نے کہا کہ عادت ملکہ عرب
یعنی خدیجہ کی یہ ہے کہ جس اونٹ پہ سوار ہو کہ کوئی خبر آمد قافلے کی اُسکو پہونچاتا ہے وہ اونٹ ساز و
سامان اقسام انعام مین اُسی شخص کو عنایت کرتی ہے پس مین یہ چاہتا ہون کہ یہ اونٹ سجا
سجایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملے اسواسطے اسکو اسباب بیش قیمت سے مین نے
آراستہ کیا اور وجہ اس خواہش کی یہ ہے کہ اس سفر مین جسنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے
نفع بہت اُٹھایا ابوجہل دشمنی کی جہت سے مانع ہوا اور کہا اے میسرہ تم محمد سفر نا کردہ اور
راہ سے ناواقف اور خرد سال ہین شاید راہ سے بہک جاوین تو اور کسی کو بھیج میسرہ نے
اُسکا کہنا نمانا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رخصت کیا اتفاقاً راہ مین نیند نے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر غلبہ کیا اور آپ نے ایک لحظہ اونٹ پیڑ انکھ بند کرلی اور اونٹ راہ سے بھٹک گیا
اور بعضی روایات مین یون آیا ہے کہ شیطان آیا اور حضرت کو سوتا پاکر اندھیری رات مین مہار
اونٹ کی پکڑکر راہ سے بہکا دیا حق تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا جبرئیل علیہ السلام نے
آکر شیطان کے ایک لات ماری اور اُسکو حبشہ کی زمین پر پھینک دیا پھر ازراہ تحکم خود اونٹ کی مہار
پکڑکر راستے پر لائے اور ایک لحظہ مین تین دن کی راہ طی کردی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سالت اللہ شیئاً ودوت ان لا اسئل عنہ سوال کیا
مین نے اللہ سے ایک چیز کا اور بعد جواب پانے کے مین پچھتایا کہ کاش نہ مانگتا مین کلمت الٰہی
کلمت موسیٰ کلیماً و اُعطیت سلیمان ملکاً عظیماً فاری شئی اعطیتنی بمقابلتہ یعنی تیرا سوال یہ تھا
کہ اے پروردگار موسیٰ کو تو نے فضیلت تکلم کا بخشا یا کہ تو نے اُس سے باتین کین اور سلیمان کو

تو نے ملک عظیم دیا پس ہمکو اُسکے مقابلے مین کیا عنایت کیا قال الصدیق تیمیا فارسی و وجدک ضالا فھدی
و وجدک عائلا فاغنی فرمایا حق تعالےٰ نے کیا نہین جانا تو نے کہ تیم لوگون کی آنکھون مین حقیر و ذلیل
ہوتے ہین اور کوئی اُنکی پرورش اور دلداری نہین کرتا اور تو عبد اللہ کا تیم تھا سو مین نے تجکو
عزت دی اور محبت اور شفقت تیری عبد المطلب اور ابیطالب کے جی مین ڈالی کہ اُنھون نے جان و مال
اپنا تجھپر نثار کیا اور دشمنون سے تیری حفاظت کی اور تجکو نہین معلوم ہو کہ شام سے آتے وقت تیرا اونٹ
راہ سے بہک گیا اور تو بیکل ہو کر اکیلے تہیر بعد نبوت کے اُسکے دیدار کی تمنا کرتے تھے اُسکو ہمنے
نبوت سے پہلے تیرے اونٹ کا مہاردار اور خدمتگار مقرر کیا اور تو بھول گیا کہ پہلے تو بیقدر رتبہ
سودا بیچنے کے مال سے ہمنے تجکو مالدار کیا **القصہ** جب آمد آمد قافلے کی نزدیک پہونچی ہر روز خدیجہ
خاتون اپنی خواصون کے ساتھ بالاخانے پر قافلے کے انتظار مین بیٹھی رہتی تھین نفیسہ کہتی ہین کہ
مین اُسدن خدیجہ کے پاس حاضر تھی دیکھا مین نے کہ مارے شدت انتظار سے نہایت بیچین اور بیقرار ہو رہی ہے
اس نغمہ جانسوز اور ترانہ جگر دوز سے مترنم تھین **غزل** خوش آنکہ تو بازآئی و من بپای تو بوسم
ہر سجدہ کہ خاک قدمہای تو بوسم ہر جا کہ تو روے نہی چو بینم بنشینی جای گہ تو بوسم اَنجا روم و سجدہ کنان
جای تو بوسم روے تو تصور کنم و لالہ بگل سا در حسرت رخسار دل آرای تو بوسم ہر جا کہ غزالیست
چو مجنون سر دشت پیمایش در آرزوے تو بوسم ہر جا کہ شہلائے تو بوسم من اہل درویش توآن شاہ بتانی
دستے کہ بہوسم بہنای تو بوسم کہ ناگاہ ایک شتر سوار کہ تیز رفتاری مین بجلی سے زیادہ تھا نمودار ہوا
اور ہوا سوقت نہایت گرم اور آفتاب بدرجۂ اتم تھی دیکھا ہمنے کہ اُس سوار کے سر پر ایک ٹکڑا ابر کا
سایہ کیے تھا خدیجہ نے خدمتگارون سے پوچھا کہ یہ سوار اس تپش و گرمی مین کون ہو اُنھون نے عرض کیا
کہ ہمکو عرب یہ سوار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا معلوم ہوتا ہو **الغرض** ہم سب اُسکو دیکھتے تھے اور
اُسکی شان سے تعجب کرتے تھے کہ یکایک وہ سوار اُڑتی پڑتی میرے آیہونچا دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم ہین پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد نماز اور دعا کے خط میسرہ کا خدیجہ کی خدمت مین گذرانا
مضمون اُسکا یہ تھا کہ اس سال نسبت اور سالون کے نفع بہت ہوا اور جسقدر امید تھی اُس سے زیادہ
ملا اور یہ سب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہو باقی حال حاضر ہو کہ عرض کرونگا پس خدیجہ بہت
خوش ہوئین اور وہ اونٹ مع ساز و عراق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشا اور میسرہ کے خط کا جواب لکھکر اُسی وقت
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رخصت فرمایا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با جماعت اُسی دن قافلے
مین پہونچے خدیجہ نے جو دور سے دیکھا خوش ہوا اور کہا اے میسرہ تو نے میری بات نہ مانی اور نہ صحبت و

کھودی یہ دیکھ محمد بشک کر بھر قافلے مین آئے ابوبکر اور میسرہ کو اس بات سے رنج ہوا جب حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے نسیبہ کو بھیجا کہ تمہری خاطر خدیجہ کا میسرہ کے خط کے جواب مین دیا میسرہ نے ابوجہل سے کہا کہ تو وہ سے
جھٹکا ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہ راست پر ثابت قدم ہین یہ دیکھ جواب میرے خط کا خدیجہ کی
مہر سے لائے ہین اس مردود نے شرمندہ ہوکر کہا کہ مین اس خط پر اعتماد نہین کرتا کیونکہ اتنے دنون کی
راہ ایک دن مین طے کرنا دشوار ہے مین اپنا غلام بلکہ کی خدمت مین بھیجتا ہون وہ سچی خبر لاویگا جب غلام
ابوجہل کا خدیجہ کے پاس سے خبر لایا کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہان آئے اور خط میسرہ کا لائے تھے
اور میرا تمہری خط لیگئے ہین تب وہ ملعون شرمندہ ہوا اور کئی روز کے بعد قافلہ بصحت وسلامت مکے مین
پہونچا خدیجہ نے میسرہ اور خزیمہ سے حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہونچنے کا اور ابر کا سایہ
کرنا آپکے سر مبارک پر اور تیز چلنا اونٹ کا سب ایک ایک بیان کیا اور انھون نے بھی جو معجزات اور
خرق عادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راہ مین دیکھے تھے اور جو نفعے سوداگری مین آپکی برکت
اٹھائے تھے سب خدیجہ کے حضور مین عرض کیے ملکہ نے دس ہزار درم دیکر میسرہ کو آزاد کیا الصلوٰۃ
والسلام علیک یارسول اللہ وصل یہ ذکر نکاح خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہر ساتھ جناب
رسالت پناہ کے اہل مجلس نفیسہ بنت منیہ سے عرض ہوا کہ خدیجہ بہت دانا اور ہوشیار اور عقلمند
عورت تھین جب انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور کرامات مین خوب غور و تامل کیا
تو انکی محبت اور الفت نے انکے جی مین غلبہ کیا اور آرزو نکاح کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
انکی خاطر مین دلنشین ہوئی مین کہ نفیسہ اور ہمراز خدیجہ کی تھی مجھسے اپنے دل کی بات کہی کہ کیا خوب
ہوتا اگر یہ ہمارے ہمایون بال مجھیر اپنا سایہ ڈالتا اور میرے گھر کو اپنے قدمون سے متبرک فرماتا جب
مین انکے مطلب سے آگاہ ہوئی مین نے اسکا ذمہ اٹھایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور
مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ اے برگزیدۂ عالم آپکو نکاح کرنے سے کون چیز مانع ہے آپ نے فرمایا مفلسی
اور بیچیدہ روی کہ اس وجہ سے اٹھانے کی مین طاقت نہین رکھتا مین نے عرض کیا کہ اگر کوئی عورت
خوبصورت مالدار اشراف تمہاری قوم سے ہو آپ قبول فرماوینگے حضرت نے تامل کرکے فرمایا کہ ایسی کون
عورت ہے مین نے کہا خدیجہ بنت خویلد فرمایا میرا وہان کون وسیلہ ہے کہ اسکے سبب سے یہ امر قرار پاوے مین نے کہا
کہ مین خدیجہ کو رغبت دلاکر راضی کرونگی پس نفیسہ وہان سے اسی وقت خدیجہ کے پاس گئین اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی کی خوشخبری خدیجہ کو پہونچائی خدیجہ بہت خوش ہوئین اور
ساعت نیک مقرر کرکے عمر بن اسد اپنے چچا کو اور ورقہ بن نوفل اپنے چچازاد بھائی کو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین بھیجا کہ فلانے دن فلانے وقت سب کسی کے ساتھ کہ سلاح ہووے قدم رنجہ فرماکہ سرفراز فرمایئے ابوطالب اور چچا آپکے اس سبب سے کہ آپکے پاس پوشاک مناسب شادی اور قابل کخدائی کے نہ تھی اور جو کپڑے کہ پہنے ہوے تھے اُنسے خدیجہ کے گھر جانا مناسب نہین معلوم ہوتا تھا اور کچھ زر نقد بھی خرچ کے واسطے نہ تھا نہایت غمگین تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی فکر مین تھے کہ ناگاہ ابوبکر بصدیق رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا کہ اے برگزیدۂ عالم واے فخر بنی آدم اشتر جلال کا مین جہز مبارک مین پاتا ہون اگر میری جان کام آوے آپ پر تصدق ہو اور اگر مال چاہیے سب نثار ہو اسپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب حال ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہنسے اور عرض کیا کہ عبدالمطلب نے ہزار اشرفیان اور چند کپڑے قیمتی میرے سپرد کیے تھے اور وصیت کی تھی کہ اسکو اپنے پاس امانت رکھیو جسوقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درکار ہون دیجیو اب وہ مال موجود ہے اور اسمین چند کپڑے سیے ہوے بھی ہین پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر جاکر توڑا ہزار اشرفیون کا اور تین کپڑے قمیص کے ہر ایک پانسو دینار کی قیمت کا تھامے آئے اور اسوقت خدیجہ نے بھی ایک خلعت بادشاہانہ آپکے لیے بھیجا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین ابوبکر کے کپڑے کے آگے کسی کے کپڑے کو نہ پہنونگا کہتے ہین کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبدالمطلب کا نام اسلیے لیا تھا کہ آپ اسکو احسان سمجھکر قبول نہ فرماوینگے ورنہ حقیقت مین وہ مال ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تھا وروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز کا یہی مطلب ہے القصہ وہ شہنشاہ کونین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی لائی ہوئی پوشاک پہنکر اور ابوطالب اور حمزہ بن عبدالمطلب وغیرہ اپنے چچاؤن اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لیکر خدیجہ کے گھر تشریف لیچلے اور ادھر ملکۂ کونین خدیجہ نے بھی گھر اپنا بادشاہانہ اور عروسانہ آراستہ کیا اور فرش نفیس بچھوایا اور خوان اشرفیون اور جواہرات کے بھر کر آپکے سر مبارک پر نثار کرنے کے واسطے خواصون کے ہاتھون مین دیدیے تھے اور کہتے ہین کہ ان خواصون کو اسی دن شکرانے مین آزاد کر دیا پس ابوطالب نے سب خویش و اقربا اور قریش کے رئیسون کو جمع کیا اور خطبہ نکاح حضرت کا بلیغ و فصیح پڑھا ترجمہ اسکا یہ ہے کہ حمد اور ثنا اُس پروردگار کو کہ جسنے ہمکو ابراہیم اور اسمعیل کی نسل سے کیا اور معد اور مضر کی اصل سے پیدا کیا اور اپنے حرم یعنی کعبہ کا ہمکو محافظ اور متولی کیا اور ہمکو سب پر حاکم فرمایا اما بعد حمد اور ثنا کے نتیجہ میرا محمد بن عبداللہ وہ بلند مرتبہ ہے کہ اگر اسکو قریش کے ہزار مردون کے ساتھ تولیں تو وہی بھاری نکلے اگرچہ مال مین کم ہے کچھ غم نہین ہوتے کہ مال مانند سایہ کے ہے کہ گھٹ جاتا ہے اور

اُسکی قرابت میرے ساتھ سبکو معلوم ہی جسواب وہ چاہتا ہی کہ بعوض میرے بیس اونٹون سے خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ نکاح کرے اور قسم خدائے عزوجل کی کہ محمد کو ایک مرتبہ امر عظیم درپیش ہی فقط خطبہ ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تمام کیا خدیجہ کی طرف سے اُنکے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل نے اُٹھکر خطبہ پڑھا اور خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد نے ابو طالب کے کہنے سے ورقہ کے ساتھ موافقت کی اور کہا کہ اے گروہ قریش میں نے اپنی بھتیجی خدیجہ کو محمد بن عبد اللہ کے نکاح میں دیا پس دونون طرف سے ایجاب وقبول متحقق ہوا اور مہر ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پانسو درم یا چار سو مثقال سونے کے کہ اُن دنون وہی بیس اونٹون کی قیمت تھی قرار پایا بعد اسکے ابو طالب نے ولیمہ میں ایک اونٹ ذبح کیا اور کھانا پکوا کر اپنے عزیزون اور سارے قریش کے رئیسون کو کھلایا اور رودو تو ہزار اشرفیون کا ساتھ تھا اس خوشی میں صرف کیا اور خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نے اسدن خوشی میں اپنی لونڈیون کو آزاد اور سب خزانہ مال ومتاع کا آپ پر تصدق کیا اور باقی مال واسباب حضرت کو دیکر فرمایا کہ میں نہین چاہتی ہون کہ تم امور معیشت میں کسی کے محتاج ہو یہ سب مال تمھارا ہی از بس تمھاری ایک کنیز لونڈی ہون مجکو تمھارے سوائے کچھ درکار نہین ابو طالب اس بات سے بہت خوش ہوے اور آنحضرت کی معیشت کی فکر سے چھوٹے اور فرمایا شکر اُس خدا کا جسنے ہمسے غم کو دور کیا پس خدیجہ کبریٰ نے اپنی کمر آپ کی خدمتگاری پر مضبوط باندھی اور دین ودنیا کی سعادت حاصل کی اور مدۃ العمر اس ترانۂ عاشقانہ سے مترنم رہین

اشعار رسید خدمت آن شاہ دلنواز بمن ✤ فتاد سایۂ آن سرو سرفراز بمن ✤ ہمائے قدس کہ بود یم سایہ پرور او ✤ ہزار شکر کہ افگند سایہ باز بمن ✤ مرا کہ پایۂ جاہ است فوق طارم ✤ ز خدمت تو رسیاست اعتزاز بمن ✤ اور اتفاق ارباب سیر کا اسپر ہی کہ عمر مبارک جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پچیس برس کی اور عمر شریف ام المومنین خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کی چالیس برس کی تھی اور سب اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی مگر حضرت ابراہیم کہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوے تھے اور بیالیس برس کے ہو کر وفات پائی اور ذکر انکی اولاد کا آگے آویگا **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وصل** یہ ذکر ہی بنا خانہ کعبہ کا بعد اُسکے گر جانے کے اور سبب اُسکے گر جانے کا بعضے مورخین نے یون لکھا ہی کہ کعبے کے اندر ایک کنوان تھا کہ اگلے بادشاہون نے ایک تصویر ہرن کے بچے کی سونے کی بنا کر اور اُسکو جواہرات بیش قیمت سے آراستہ کر کے اُسمین دفن کیا تھا جب قریش

اس حال سے آگاہ ہوے وہ کنوان کھود کر اُس تصویر کو نکال لیگئے اس سبب سے خانہ کعبہ کے
اساس مین تنزل پڑا تھا کہ قریب گرنے کے ہوگیا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جو کھٹ خانہ کعبہ کی
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے نیچی تھی اور اندر خانہ کعبہ کے پانی جاتا تھا رفتہ رفتہ دیوارون کو
صدمہ پہونچا اور گرنے لگین قریش چاہتے تھے کہ اسکو پھر دوسری مرتبہ بناوین اور جو کھٹ کو بلند
اور اونچی کرین تاکہ اندر کے پانی جانے سے محفوظ رہے مگر اُسکا سامان نہین بندھتا تھا آپ کی
پیدایش سے پینتیس سال مین قریش نے قصد مصمم کیا کہ بیت اللہ کو از سر نو بناوین اور دیوارون
اور جو کھٹ کو بلند کرین اور اُسکی چھت بھی بناوین کیونکہ پہلے اس سے فقط چار دیواری تھی اور
چھت نہ تھی اور بلندی دیوارون کی قد آدم سے زیادہ نہ تھی وہ بھی شکست و ریخت ہوگئین تھین
باینہمہ پرانی عمارت کے کھودنے کی اُنکو جرأت نہوتی تھی کہ مبادا اسکے کھودنے سے کچھ عذاب
اور خرابی پہونچے اسی تردد مین تھے اور بعضے چاہتے تھے کہ پرانی عمارت کو رہنے دین اُسکی
صورت نہ بدلین اور بعضے نئے سرے سے درست کرنے اور بنانے کو اچھا جانتے آخر الامر
یہ قرار پایا اور یہ صلاح ٹھہری کہ تھوڑا تھوڑا بنوانا ہر ایک قبیلہ کے سپرد ہوتا کہ جو خرابی یا توڑ
اُسکے کھودنے اور بنانے مین ہو سبکو شامل رہے پس رکن حجر اسود سے رکن عراقی تک بنی عبد مناف
اور بنی زہرہ کے زمے ہوا اور رکن عراقی سے رکن شامی تک بنی اسد بن عبد العزی اور بنی عبد الدار
کے سپرد ہوا اور رکن شامی سے رکن یمانی تک بنی تمیم کے نامزد ہوا اور رکن یمانی سے رکن
حجر اسود تک بنی سہم اور بنی عدی کے حصہ مین پڑا پس یہ سب قبائل یکبارگی کعبہ بنانے کی طرف
متوجہ ہوے اور عمارت قدیم کچھ نہ چھوڑی جب نوبت حضرت ابراہیم کی نیو پر پہونچی چند تیتر سبز
مانند زمرد کے نمودار ہوے کہ اُسمین سے ملے ہوے تھے ولید بن مغیرہ نے ایک پتھر مین تیر مارا اور ایک
ٹکڑا اُسمین سے ٹوٹا جب ابو وہب نے اُسکو اُٹھایا اُسکے نیچے سے ایک ایسی روشنی نکلی کہ یقین تھا
کہ بجلی خطف بصر مین جاتی رہین پھر اُسی وقت وہ ٹکڑا ابو وہب کے ہاتھ سے گر پڑا اور اُسی جگہ مین
ملا یا منقول ہی کہ اُس پتھر کے ٹوٹنے کے وقت تمام مکہ مین زلزلہ پڑا قریب تھا کہ ساری مکہ کی عمارتین
مسمار ہو جاوین تب لوگون نے کہا کہ یہ بنیاد ابراہیم علیہ السلام کی ہی اسکو نہ چھیڑو اور اُسی پر عمارت
بناؤ اُسوقت سب نے اُسی بنا پر بیت اللہ بنایا اور دیوارون کو بلند کرکے مقام حجر اسود تک پہنچایا
تب قریش کے اُسمین جھگڑا پڑا ہر ایک قبیلہ چاہتا تھا کہ ہم حجر اسود کو اُٹھا کر اُسکی جگہ پر رکھین
کہ اُسکی برکت ہمارے شامل حال ہو آخر شب اُس جھگڑے کی یہانتک پہونچی کہ بجز لڑنے مرنے کے

ف نقل حجر اسود کے بارے مین اختلاف ۱۲

پہنچا جاتا نہ تھا اور بعد گفتگوے بسیار اور قیل و قال کے ولید بن مغیرہ کہ بڑھا اور ہوشیار تھا اُسنے اس لڑائی مین یون فیصلہ کیا کہ صبح کو جو شخص سبسے پہلے بنی شیبہ کے دروازے سے نکلے وہی اس کار کا انجام کرے اور یہ کام اُسکی راے پر رکھو جو وہ اسکا فیصلہ کردے اُسپر تم راضی ہو علی الصباح سورج کے نکلتے قریش لوگ کہ متردد اور منتظر تھے انتظار مین بیٹھے تھے دیکھا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسی دروازے سے تشریف لیے آتے ہین سب لوگ اس بات سے بہت خوش ہوے اور سب حال حضور پر نور مین عرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک بچھائی اور اپنے ہاتھ سے اُس پتھر کو اُس چادر کے بیچ مین رکھا اور فرمایا چاشخص سردار چارون قبیلہ کے چارون کونے اس چادر کے پکڑکر اُٹھاوین تاکہ برکت اُسکی سبکو شامل ہو سب نے خوش ہو کہ بموجب آپکے حکم کے عمل کیا اور چارون کونے چادر کے چارون سردارون نے پکڑکر اُس پتھر متبرک کو اُسکے مقام تک پہونچایا پھر اُسکے رکھنے مین اُسکے مقام پر جھگڑا ہوا سب نے یہ امر بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رکھا کہ جیسا آپ فرماوین ویسا ہم بجا لاوین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس پتھر کو اپنے دست مبارک سے اُٹھا کر اُسکے مقام پر رکھدیا اور ایک پتھر عباس کے ہاتھ سے لیکر آپ نے اُسکی مضبوطی کے واسطے وہان رکھدیا کہ اُسکو مستحکم کیا قریش اس معاملے سے بہت خوش ہوے اور آپس سے لڑائی سے توقف ہوئی الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وصل یہ ذکر ہے تعداد اور شمار کعبے کے بننے کا کہ کتنی بار حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے حجاج بن یوسف کے زمانہ تک بنا علماے سیر اور تواریخ نے لکھا ہے کہ جب آدم علیہ السلام اپنے گناہ بخشوانے کے لیے حکم کیے گئے کہ کعبے کی زمین کی زیارت کرین اللہ تعالیٰ نے جنت سے ایک یاقوت بھیجا کہ اسکو کعبے کے مقام پر رکھدین اور وہ یاقوت لمبائی اور چوڑائی مین کعبے کے برابر تھا اور اُسکے دو دروازے نذر و مغرب کے تھے ایک پورب اور دوسرا پچھم کی طرف اور آسمین دس ہزار فرشتے مامور ہوے اور یاقوت اور موتین کی ٹکی تھین کہ روشنی ہر ایک فرشتے کی آفتاب کے نور پر فائق تھی اور اُسکو بیت المعمور کہتے تھے اور آدم علیہ السلام ہمیشہ اُسکا طواف کرتے تھے جب وہ بیت المعمور چوتھے آسمان پر اُٹھا لیا گیا اور وہان مقابل خانہ کعبہ کے رکھا گیا اور فرشتون کا کعبہ کرکے مشہور ہوا تب آدم علیہ السلام نے اور ایک روایت مین ہے کہ شیث علیہ السلام نے بعد اپنے باپ آدم علیہ السلام کے اُس عمارت کو گارے اور پتھر سے بنایا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان سے وہ عمارت گر گئی اور تفسیر فتح العزیز مین لکھا ہے کہ یہ جو بعضے مورخون نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد نے بعد وفات حضرت آدم علیہ السلام کے کعبے کو گارے اور پتھر سے بنایا اور بیت المعمور اُسی مقام مین

وصل
ذکر تعداد اور اوراق بنا نمودن کعبہ حضرت آدم علیہ السلام و شیث علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام و عبد اللہ زبیر و حجاج بن یوسف و ذکر بنا نمودن عبد اللہ زبیر کعبہ را

حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی تک رہا اسکی کچھ اصل نہیں ہے اور تحقیق یہ ہے کہ بیت المعمور حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک موجود تھا اور طوفان نوح علیہ السلام میں اٹھا لیا گیا بعد اسکے مکان کعبہ مظہر ٹیلے کے مانند تمام زمین سے بلند اور ممتاز تھا اور اس ٹیلے پر کچھ عمارت نہ تھی اور قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کسی نے اس گھر کو نہیں بنایا تھا بعد ازاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنے صاحبزادے کے ساتھ ملکر کعبہ بنایا پس کیا عرض کیا کہ کعبہ بنا کر رکن حجر اسود سے رکن عراقی تک تیس گز اور اس سے رکن شامی تک بائیس گز اور رکن شامی سے رکن یمانی تک اکتیس گز اور رکن یمانی سے رکن حجر اسود تک بیس گز اور نو گز اس گھر کو بلند کیا اور دو دروازے رکھے ایک پچھم کی طرف دوسرا پورب کی طرف اور چھت اسکی نہ بنائی بعد اسکے عمالقہ یعنی اولاد عمالیق بن الاذر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام نے کہ یہ عمالقہ پہلے مکہ کے رہنے والے تھے انھوں نے اس عمارت کو بنایا بعد ازاں جرہم یعنی اولاد جرہم بن قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام نے دو عمارت بنائی اور قصصی روایات میں آیا ہے کہ پہلے جرہم نے بنایا پھر عمالقہ نے اور یہ عمارتیں کوئی نہیں اسی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمارت کے مطابق تھیں اور مطلق اسمیں کمی زیادتی نہ تھی بعد اسکے قصی بن کلاب نے کہ آپکے اجداد میں تھے کعبہ کو بنایا اور خرموں کی شاخوں اور مقل کی لکڑیوں سے اسکی چھت بنائی بعد اسکے قریش نے اس زمانے میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف پینتیس برس کی تھی اس عمارت کو نئے سرے سے بنایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس عمل میں شریک تھے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا پس قریش نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمارت کو بالکل بدل دیا چنانچہ بلندی کعبے کی نو گز اور پہلے سے زیادہ کی اور لمبائی میں سات گز کم کر کے اسکا رکن خانہ کعبہ کے باہر رکھا کہ حطیم کہہ دیا اور پچھم والے دروازہ کو بند کر دیا اور چوکھٹ کعبہ کی زمین سے اونچی کر دی جو یہ عمارت قریش کے خلاف تھی عمارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ لولا حدثان قومک بالاسلام لنقضت البیت علی قواعد ابراہیم وادخلت الحجر فی البیت وجعلت الباب الغربی من البقعۃ والصقت البقعۃ بالارض السفلیۃ یعنی اگر تیرا قوم کا اسلام کا نیا نیا نہ ہوتا تو میں کعبہ کو موافق عمارت ابراہیم علیہ السلام کے بناتا اور حطیم کو کعبے میں داخل کر دیتا اور پچھم کے دروازہ کو کھول دیتا اور چوکھٹ کعبے کی زمین سے ملا دیتا کہ آنے جانے والوں کو آسانی ہوتی سنہ چونسٹھ ہجری میں حصین بن نمیر ملعون یزید کی طرف سے عبداللہ بن زبیر کے

قتل کے واسطے کے مین آیا تھا اور وہ بزرگوار مسجد حرام مین جا چھپے تب اُس نفیس نے تیرون سے کعبے کی دیوارون کو گرا دیا تھا اور مطلبون مین سوراخ ہو گئے تھے اور پردے اور لکڑیان اُسکی جل گئین تھین اُس اثنا مین اُسنے یزید پلید کے مرنے کی خبر سنی اور پلٹ گیا پس عبد اللہ بن زبیر نے قریش کی بنائی ہوئی جو عمارت گر گئی تھی سب گرواکر موافق حدیث شریف مذکور کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمارت کے طور پر کعبہ بنوایا بعد ازان حجاج بن یوسف نے سنہ ۷۳ ہجری ہجری مین عبد الملک بن مروان کے حکم سے بن زبیر کی بنا کو توڑ کر موافق عمارت قریش کے کعبہ کی تعمیر کی جب وقت سلطنت ہارون رشید کا آیا ہارون نے چاہا کہ بنا مروان کو مٹا کر بدستور قدیم حسب قواعد ابراہیم علیہ السلام کے بیت اللہ کو بناوین اور اس باب مین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے فتوی پوچھا امام مالک رح نے فرمایا کہ ای امیر المومنین خانہ کعبہ کو اب اسی حال پر چھوڑ تاکہ بادشاہون کا کھیل نہو جاوے ہارون رشید نے اس بات کو پسند کیا اور خانہ کعبہ کو ویسے ہی چھوڑا غرضیکہ تب سے اب تک وہی بنا حجاج بن یوسف کی باقی ہے **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وصلی** یہ ذکر ہے ابتدا نزول وحی کا جانو تم اے اہل مجلس کہ اہل حدیث اس پر متفق ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بت پرستی نہین کی اور کوئی رسم ایام جاہلیت کی عمل مین نہین لائے اور سب چھوٹے بڑے گناہون سے محفوظ رہے اور ایام جاہلیت مین آپکا عمل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت پر رہا اور سات برس کی عمر سے گیارہ برس کی عمر تک آپکی خدمت مین اسرافیل علیہ السلام حاضر اور متعین رہے اور کبھی کبھی دکھائی بھی دیتے تھے اور آپ سے دو ایک باتین بھی کرتے تھے بعد اسکے جبرئیل علیہ السلام خدا کے حکم سے اونتالیس برس تک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر رہے مگر اپنے تئین کبھی ظاہر نہین کیا جب آپ چالیس برس کے ہوے جبرئیل نے اپنے تئین خدا کے حکم سے ظاہر کیا اور مروی ہے جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس زمانے مین مین نبی ہونے والا تھا اُس سے کئی دن رات پیشتر یہ حال تھا کہ جب مین کسی درخت یا پتھر کے پاس ہو کر گذرتا تھا تو السلام علیک یا رسول اللہ کی آواز آتی تھی اور جب رستے مین تنہا چلتا تھا آواز یا محمد کی سنتا تھا ہر چند داہنے بائین نگاہ کرتا تھا کسی کو نہین دیکھتا تھا پس اس سبب سے وہم و تحیر مجھ کو لاحق ہوتا تھا اور اپنے وہان سے دور ہو جاتا تھا اور اپنا حال خدیجہ سے کہتا تھا کہ مین ڈرتا ہون کہ کوئی آفت مجکو نہ پہونچے خدیجہ کہتی تھین کہ ہرگز ایسا نہو گا تم خاطر جمع رکھو اللہ تعالی تمھارے ساتھ ہے پھر کہا اور ایک روایت مین ہے کہ پندرہ برس وحی آنے سے پہلے غیب سے یہ آواز مین سنتا تھا

وصل ذکر ابتدا نزول وحی کے

مگر مجکو کوئی نظر نہین آتا تھا اور سات برس وحی اُترنے سے پہلے مین بہت نور اور روشنی دیکھتا تھا اور اُس سے میرا جی خوش ہوتا تھا اور سروری ہر ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریب اُترنے وحی کے سچی خوابین برابر دکھائی دینے لگین اور مدت سے کرامت اور استقامت ظاہر و باطن کے حضرت پر کھلنے لگے اور حکمت سچے خوابون کے دکھانے مین یہ تھی کہ آپکو وحی و الہام سے عادت ہووے اور دل آپکا فرشتے کے اُترنے سے نوگھبرائے جب وقت اُنس کا جناب قدس سے نزدیک ہوا اور زمانہ مصاحبت کا حاصل فرشتون کے قریب آیا تب آپکو خلوت اور تنہائی خلق سے نہایت محبوب و مرغوب ہوئی اکثر غار حرا مین کہ وہ تین کوس سے یورب کی طرف تین کوس ایک پہاڑی ہے اور اُسمین ایک غار ہے لمبائی مین چار گز اور چوڑائی مین کہین ایک گز اور کہین اِس سے کم وہان تشریف لیجاتے اور دن رات وہان عبادت کرتے اور اکثر وہین رہتے گھر کم تشریف لاتے جب سن شریف پورا چالیس برس کا ہوا نور جی نے عالم کو منور کیا اور آفتاب نبوت کا مطلع عنایت سے چمکا اور اکتالیسوین برس تیسری یا آٹھوین تاریخ ربیع الاول کی دوشنبہ کے روز یہ نور عالم غیب سے ظاہر ہوا اور بعد گذرنے مراتب وحی کے کہ آگے بیان ہونگے ایک دن جبرئیل علیہ السلام غار حرا مین اُس حال مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیلولے کے واسطے تکیہ دیے ہوے بیٹھے تھے پیچھے سے آئے اور حضرت کو آگاہ کرکے ملے گئے آپ سیدھے ہو بیٹھے اور ہر طرف نظر کی کسی کو نہ دیکھا اور سر جھکا لیا ایک گھڑی کے بعد پھر جبرئیل آئے اور کہا قم یا محمد یعنی اُٹھو اے محمد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اُٹھایا دیکھا کہ ایک شخص ہو آدمی کی صورت پس وہ شخص اُسکے چلا اور آپ اُسکے پیچھے چلے جب دونون غار حرا کے باہر نکلکر صفا اور وہ کے بیچ مین پہونچے اُس شخص نے بڑھنا شروع کیا یہانتک کہ پانون اُسکے زمین پر رہے اور سر آسمان تک پہونچا اور جب اپنے پیرون کو چھیلایا تو مشرق سے مغرب تک گھیر لیا رنگ اُسکے پانون کا زبرد اور پر کا سبز اور بیشمار صاف اور چہرہ بہت نورانی اور دانت سب سفید براق اور سر کے بال شرخ جیسے مونگا اور گلو بند مرصع یاقوت کا گردن مین بندھا تھا اور اُسکے ماتھے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول لکھا تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو اس قطع اور اس ہیئت سے دیکھا پوچھا تو کون ہے کہ مین نے کبھی ایسی صورت کا کوئی شخص نہین دیکھا اُسنے کہا مین جبرئیل ہون کہ پہلے سب نبیون اور رسولون پر وحی لاتا تھا اے محمد تم پڑھو آپ نے فرمایا مین پڑھا ہوا نہین ہون کیا پڑھون پھر جبرئیل علیہ السلام نے ایک خط بہشت کے ریشمی کپڑے کا بنا ہوا اور موتی اور یاقوت کا جڑاؤ اپنے پر کے نیچے سے نکالکر دیا اور کہا پڑھو اے محمد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین پڑھا ہون اور

اس خط میں میں کچھ لکھا نہیں پاتا کیا پڑھوں پس جبرئیل علیہ السلام نے حضرت کو اپنی گود میں اس قدر دبایا کہ آپ بیطاقت ہو گئے اور بند بند جدا ہو گیا قریب تھا کہ بیہوش ہو جاویں پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھو یا محمد پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی جواب دیا کہ میں اَنَا پڑھا ہوں پھر گود میں لیکر دبایا اور چھوڑ کر کہا پڑھو اسم محمد پھر وہی جواب یا آخر الامر تیسری مرتبہ خود جبرئیل علیہ سلام نے کہا کہ پڑھو اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم پس اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا بعد ازاں جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پاؤں زمین پر مارا وہاں ایک چشمہ پانی کا پیدا ہوا اُس سے وضو کیا اور طریقہ وضو کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکھلایا اور دو رکعت نماز پڑھی اور آپ نے جبرئیل علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ نماز پڑھنا ایسا ہی ہو اور چلے گئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دہشت اور ہیبت ایسی غالب ہوئی کہ اضطراب کی حالت سے آپ نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھکر اپنے تئیں پہاڑ کے نیچے گرا دیں اور اس قصد سے پہاڑ پر چلے رستے میں پھر جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ کہتے ہیں یا محمد انک لرسول اللہ حقا وانا الروح المنزل علی جمیع الانبیاء والمرسلین یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقینی آپ اللہ تعالے کے رسول اور بھیجے ہوئے ہیں اور میں جبرئیل روح الامین ہوں کہ تمام نبیوں اور رسولوں کے پاس آیا کیا پس آپ وہاں ٹھہر گئے اور بسطرف آسمان اُٹھا کر دیکھتے تھے جبرئیل کی صورت نظر آتی تھی یہانتک کہ شام ہو گئی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آدمی کہ آپکی تلاش میں بھیجے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلے بجز اُن لوگوں کے جبرئیل علیہ السلام کی صورت آپکی نظر مبارک سے غائب ہو گئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن آدمیوں کے ساتھ خدیجہ کبرے رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور تمام بدن آپکا خوف سے تھر تھراتا تھا آپ نے فرمایا زملونی زملونی یعنی مجکو کچھ خوب اڑھا دو جب وہ خوف اور لرزہ موقوف ہوا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپکا حال پوچھا آپ نے سب حال بیان فرمایا اور کہا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں میں کاہن نہ ہو جاؤں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا معاذ اللہ ہرگز ایسا نہ ہوگا اللہ تعالے تمہارا حافظ اور نگہدار ہے اور تمکو ساری خلق سے بہتر پیدا کیا اور تم لوگوں میں ملاپ کرواتے ہو اور امانت میں خیانت نہیں کرتے اور یتیموں اور بیکسوں کی پرورش کرتے ہو اور غریبوں محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہو اور مہمانداری کرتے ہو اور قوم کی سختیاں اور تکلیفیں سہتے ہو پس ان خوبیوں کے ہوتے ہوئے کچھ ڈر کا مقام نہیں ہے تم خیر و برکت کے منتظر رہو اور مجکو یہ امید ہے کہ

عنقریب خدا کی عنایت تمھارے شامل حال ہوگی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایسی ایسی باتون سے آپکی تسلی کرتی تھین اور آپکو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئین اور سب حال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کیا ورقہ نے کہا کہ وہ شخص آنے والا وہی جبرئیل تھا کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور تمام نبیون کے پاس آتا تھا اور خوشخبری ہو تمکو اے محمد کہ تم پیغمبر ہوے اور اللہ تعالیٰ نے تمھاری خبر زبور اور توریت اور انجیل مین دی ہو قریب ہو کہ اللہ تعالےٰ تمکو کافرون سے لڑنے اور جہاد کرنے کا حکم دے اگر مین اسوقت تک زندہ رہونگا تو تمھاری مدد کرونگا بعد اسکے ورقہ نے آپکے سر اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رخصت کیا پھر بعد چند روز کے ورقہ نے انتقال کیا اور آپکی دعوت اسلام سے تین زمانے تک زندہ نہ رہے مگر بعد مرنے ورقہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے ورقہ کو بہشت مین سبز کپڑے پہنے ہوے دیکھا کیونکہ وہ میرا ایمان لائے تھے اور میرے رسول ہونے کی گواہی دیتے تھے الغرض بعد اسکے تین برس تک وحی نہ اُتری اور اسکے نہ اترنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ملول اور غمگین رہتے تھے کئی بار آپ نے چاہا کہ اونچے تین پہاڑ سے گرکر ہلاک ہوجائین جبرئیل یہ قصد فرماتے غیب سے آواز تسلی بخش آتی کہ اے رسول اللہ حقا یعنی یقینی تو رسول برحق ہی یہانتک کہ سورۂ مدثر نازل ہوئی اُسدن سے پھر وحی کا آنا بند نہوا اور برابر آنے لگی اور نزول وحی کی کئی قسمین ہین پہلے وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سچے مہینے تک بصورت خواب تھی اور کبھی جبرئیل علیہ السلام اپنی صورت نہین دکھاتے تھے صرف منھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل مین ڈال دیتے تھے اور لفظین نہوتی تھین جیسا کہ روایت کی ہو حاکم نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان روح القدس نفث فی روعی ان نفسا لن تموت حتی تستکمل رزقہا یعنی جبرئیل نے میرے جی مین ڈالا کہ کوئی جاندار اپنی روزی پوری پائے بغیر مریگا اور کبھی جبرئیل علیہ السلام صحابی کی صورت پر نمود ہوکر وحی لاتے چنانچہ اکثر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت بنا کر کہ وہ نہایت خوبصورت آدمی تھے آتے تھے اور بعضے صحابہ نے اسی صورت مین جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ہو اور بعض اوقات مین مثل آواز گھنٹے کے آپ پر وحی آتی کہ اُس سے کلمات الٰہی کچھ آپکو سمجھ نہ پڑتے تھے اور یہ صورت وحی اترنے کی سب صورتون سے زیادہ سخت تھی یعنی اگر اس حال مین آپ اونٹ پر سوار ہوتے دونون ہاتھ اُس اونٹ کے وحی کے بوجھ سے خم ہوجاتے اور اگر کسی صحابی کے زانو پر ہاتھ رکھے ہوتے تو اُس شخص کی ران یا زانو کے ٹوٹ جانے کا خوف ہوتا اور کبھی بڑے جاڑون مین آپکی پیشانی سے پسینا ٹپکنے لگتا اور کبھی جبرئیل علیہ السلام

ف بیان اقسام نزول وحی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنی اصلی صورت سے ظاہر ہو کر وحی لائے مگر یہ دو مرتبہ ہوا ایک پہلے فاران مین دوسری بار آسمان پر معراج مین قریب سدرۃ المنتہیٰ کے اور ایک صورت وحی کی وہ تھی کہ حق تعالےٰ نے معراج کی رات کو خود بے واسطہ فرشتے کے باتین کین اور جو چاہا وہان کہا اور علماء سیر نے لکھا ہو کہ جبرئیل علیہ السلام چوبیس ہزار بار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوے کہ استعداد کسی نبی پر نہین نازل ہوے چنانچہ آدم علیہ السلام پر بارہ بار اور ادریس علیہ السلام پر چار بار اور نوح علیہ السلام پر پچاس بار اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر بہتر بار اور موسیٰ علیہ السلام پر چار سو مرتبہ اور عیسیٰ علیہ السلام پر دس بار نازل ہوے اور اس قول کو صاحب مواہب لدنیہ نے نقل اور بیان کیا ہو واللہ اعلم بالصواب

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

پانچوین مجلس تمام ہوئی

مجلس ششم

یہ مجلس چھٹی ہے بیچ ذکر دعوت اسلام اور صحابہ کرام کے ایمان لانے میں اور بیان ہے ایذادہی کفار اور ہجرت صحابہ کبار کا بجانب حبشہ اور تشریف لیجانا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا طائف کو اور واقعہ جنیون کی بیعت کرنے کا

جانو تم اے مسلمانو کہ اتفاق تمامی علماے سیر اور تواریخ کا اسپر ہے کہ جب وہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخاطب بخطاب مستطاب قم فانذر و ما مور بامر بلغ ما انزل الیک کے ہوے اور انھون نے کمر ہمت اور ہدایت کی باندھی اور دعوت خلق پر قیام کیا پہلے سب سے جسنے کہ شرف دعوت پایا اور سبقت ایمان کا اُنکی قامت رعنا پر زیبا ہوا خدیجۃ الکبریٰ خاتون ثمین کہ بے توقف اور بے تردد دین اسلام کو قبول کیا اور زمرہ سابقین میں شمار کی گئیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو اپنے ساتھ لیا اور اُسی چشمہ پر کہ ببرکت جبرئیل علیہ السلام حوالی غار حرا میں نمودار ہوا تھا تشریف لیگئے اور اُسی طریق پر کہ آپ نے تعلیم وضو اور نماز کی جبرئیل علیہ السلام سے اُٹھائی تھی تعلیم فرما کر نماز اور نیاز سے سرفراز کیا اور جو غم اور اندوہ ہمراہ امور دنیویہ سے یا دینی سے میرا مون خاطر مبارک کے ہوتا تھا یا استہزار اور سخریہ اور انکار منکرین سے مجروح خاطر اور شکستہ دل ہوتے تھے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تسلی اور دلاسے سے وہ سب رنج و غم جاتا رہتا تھا اور جسدا ایمان لانے خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کے ایکدن کے بعد جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ دس برس کی عمر شریف میں مشرف باسلام ہوے اور قصہ ایمان لانے جناب امیر علیہ السلام کا یہ ہے کہ ابو طالب کو قلت مال اور کثرت عیال سے اضطر سہت تھا اور مکے میں قحط پڑا تھا کہ اہل مکہ بسبب اُسکے بہت تکلیف میں تھے ایکدن رسول خدا صلی اللہ

فائدہ قصہ ایمان حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام ۱۲

علیہ وآلہ وسلم نے عباسؓ سے کہا کہ اے چچا بھائی تمھارے ابوطالب عیال کثیر رکھتے ہیں آؤ تخریج بہت
اور آمدنی کم اور ایام گرانی کے ہیں مصلحت اسمیں مناسب وقت یہ ہو کہ ہم انکی معاونت کریں اور
ہر ایک شخص انکے لڑکوں کو اٹھا لیوے تا ابوطالب کو تخفیف خرچ کی ہووے یہ خبر ابوطالب کو
پہونچی ابوطالب نے کہا عقیل سے میں ناچار ہوں باقی لڑکوں کے تم مختار ہو جناب رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو اور عباسؓ نے جعفر کو لے لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے علی کی پرورش اور تربیت جیسی چاہیئے ویسی کی اللہ کا شفقت اور آغوش رحمت میں
لیکر دس برس کی عمر کو پہونچایا ایک دن جناب امیر علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے گھر گئے دیکھا کہ جناب اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المومنین خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا
باہم جماعت پر نماز پڑھتے ہیں التماس کیا یا رسول اللہ یہ کون دین ہے فرمایا یہ دین اللہ تعالیٰ کا ہے
کہ آپنے اسکو پسند کیا ہے میں تجکو اس دین کی دعوت کرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ کو ایک کہو
اور ایک جان کر وہ تنہا ہے اور شریک نہیں رکھتا ہے اور لات و عزیٰ کی پرستش چھوڑ
جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں نے اس دین کو قبل اس سے کسی سے نہ سنا تھا اور
میں کوئی کام بے مشورہ ابیطالب اپنے باپ کے نہیں کرتا ہوں اگر حکم ہو تو انسے مشورہ
کروں میں فرمایا اے علیؑ یوں قرار پایا ہے کہ اگو اسلام نہ لاوے تو اس راز کو کسی سے اظہار نہ کرو جناب
امیر علیہ السلام نے اس رات کو توقف کیا مفتح الابواب نے دروازہ انکے دل کا کھولا اور نور
ہدایت سے منور کیا جب صبح ہوئی خدمت شریف میں آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسلام
مجھپر عرض کرو اور فی الحال مسلمان ہوئے فضائل اہل بیت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہر روز دوشنبہ بعوث ہوئے اور ایمان امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا روز دوشنبہ کے
واقع ہوا بعد ازاں زید بن حارثہ کہ انکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے
لیکر آزاد کیا تھا مسلمان ہوئے اور سادس اہل اسلام سے شمار کیے گئے اور یہ تینوں شخص تین سال
پوشیدہ رہ کر کھتے تھے اور جب کہ نماز کا وقت آتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ کو ہمراہ لیکر
دادی مکے میں تشریف لیجاتے اور وہاں متفق ہو کر نماز پڑھتے ایک روز ابیطالب جناب امیر کو
ڈھونڈھتے تھے فاطمہ بنت اسد زوجہ انکی نے کہا کہ میں تمکو سبب ملازم اور متابع محمد کا دیکھتی ہوں
تو بھی ہوں کو وہ التزام ایسے امر کا نہ کرے کہ مخل ملت آبا کرام کا ہووے ابوطالب نے کہا کہ
میرے بیٹے علیؑ نے کبھی بے میرے مشورے کوئی کام نہیں کیا ہے اتفاقاً ایکدن ابوطالب کسی کام کو

باہر نکلے کے گئے تھے رفتہ رفتہ اُس وادی مین پہونچے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علے دونون بجماعت نماز پڑھتے ہین ابو طالب متعجب ہوکر آہستہ جا کر وہان بیٹھے جب آپ نماز سے فارغ ہوے پوچھا اے محمد یہ کون دین ہو کہ تنے اختیار کیا تمنے اور یہ کیا عمل ہو کہ تم کرتے ہو فرمایا اے چچا یہ دین اللہ تعالے کا ہو کہ اس سے راضی ہوا اور دین اُسکے انبیا اور رسل اور ملائکہ کا اور دین باپ میرے ابراہیم خلیل الرحمن کا ہو اور اللہ تعالی نے مجکو بہ رسالت برگزیدہ کیا اور واسطے بلند کرنے اس دین کے مجکو اپنے بندون کی طرف بھیجا اے چچا اب مین تمکو اس دین کی دعوت کرتا ہون کہ حق تعالے کو ایک جانو اور اُسکا کسی کو شریک نہ مانو اور اس عبادت پر تحسہ یص اور ترغیب دلاتا ہون اور تم سب سے سزاوار تر ہو کہ ابتدا نصیحت کی مین تمھین سے کرون تمکو لائق ہو کہ مدد اور اعانت میری اس بات مین کرو اور اس کلمہ حق کے بلند کرنے مین کہ جسکے واسطے مین مبعوث ہوا ہون اہتمام فرماؤ ابو طالب نے کہا اے فرزند میرے تو سچ کہتا ہو مگر نفس میرا اپنے بزرگون کا دین چھوڑنے کو نہین مانتا ہو اور اعراض ملت عبد المطلب سے نہین چاہتا ہو ورنہ مین متابعت تیری کرتا لیکن تو بفراغ خاطر اپنے کام مین مشغول رہ جب تک کہ مین زندہ ہون کیا تاب و طاقت کسی کی کہ تیری طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھے سکے اور تمکو تصدا ذیت دینے کا کرے بعد ازان ابو طالب نے طرف علی رضی اللہ عنہ کے متوجہ ہوکر حال پوچھا کہا اے پدر یہ دین حق ہو اور مین ساتھ خدا اور پیغمبر کے ایمان لایا ہون اور یہ نماز کہ مین پڑھتا ہون فرض ہو کہ حق تعالے نے اپنے بندون پر اسکو واجب کیا ہو کہا اے لڑکے میرے تو ملازم اور مدد گار کار کہ وہ مجکو سوائے نیکی کے اور کسی بات کا حکم نہ کریگا حق تعالے حافظ اور ناصر تمھارا ہو اور مین تاکید ہو اپنے تم دونون کی محافظت مین قصور نہ کرونگا اور جان گرامی اپنی تمپر فدا کرونگا یہ کہکر ابو طالب اپنے گھر کو چلے گئے اُنکی زوجہ نے پوچھا کہ علی کہان ہو ابو طالب نے کہا کیا کروگی کہا مجکو میری باندی نے خبر دی ہو کہ وہ محمد کے ساتھ نماز پڑھتا ہو اور اپنے باپ دادا کے دین سے پھر گیا ہو ابو طالب نے کہا خوب رہو علی کو بھی لائق ہو کہ اپنے بھائی یعنی محمد کی مددگاری کرے اور اگر نفس میرا ترک دین عبد المطلب پر راضی ہوتا ہر آئینہ مین بھی متابعت اُنکی کرتا خوب یہ سب باتین ابو طالب کی قریش کے کان مین پڑین اُنکو سخت رنج ہوا اور سبب ہر اسان ہونے منقول ہو کہ ایک دن ابو طالب نے ساتھ اپنے بیٹے جعفر کے ایک گھاٹی گھاٹیون پہاڑ تکے مین جا کر دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی نماز پڑھتے ہین ابو طالب نے جعفر سے کہا

کہ جاکر میرے بھتیجے کے بازو کے برابر کھڑے ہو جعفر بشارت بدر کے پہلوے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جاکر کھڑے ہوے اور نماز پڑہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جعفر کے لیے دعا کی کہ اللہ تعالے تجکو دو بازو دیگا اُس سے بہشت مین اُڑتا پھرے جب جعفر رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ مین کہ قریہ ہے بلاد شام سے شہید ہوے دعاے مقبول اُس سید انس وجان سے حق تعالے نے اُنکو دو بازو دیے کہ اُنسے بہشت مین اُڑتے ہین اسی سبب سے اُنکا لقب جعفر طیار ہوا اور بعد اسلام جعفر طیار کے ابو بکر صدیق ایمان لائے قصے اُنکے اسلام لانے کے بہت ہین منجملہ اُنکے ایک یہ ہے کہ جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبل نبوت کے بیس برس کی عمر مین خواب مین دیکھا کہ چاند آسمان سے کعبہ پر گرکے ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور ایک ایک ٹکڑا آسمین سے سب مکے کے گھرون مین پڑا بعد اسکے یہ ٹکڑے جمع ہو کر چاند کی صورت آسمان مین مل گئے مگر وہ ٹکڑا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حجرے مین پڑا تھا وہین رہ گیا علی الصباح ابو بکر نے اُٹھکر ایک عالم یہودی کے پاس جاکر تعبیر اپنے خواب کی پوچھی اُسنے کہا یہ خواب وخیال ہے کچھ اسکا اعتبار نہین بعد ایک مدت کے جب ابو بکر کو اتفاق سفر شام کا پڑا اور بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی تب اُس سے آپ نے تعبیر اپنے خواب کی پوچھی بحیرا نے کہا کہ تم کون ہو اور وطن تمھارا کہان ہے کہا مین مکے کا رہنے والا قوم قریش سے ہون کہا راہب نے عنقریب ہے کہ درمیان تمھارے ایک پیغمبر ظاہر ہو یگا اور تو اُسکے ہدایت کا مکے کے سب گھرون مین ہو پہنچیگا اور تو اُسکی حیات حیات مین وزیر اُسکا اور بعد اُسکے خلیفہ اُسکا ہو یگا صدیق اکبر فرماتے ہین کہ یہ حال مین نے کسی سے نہ کہا تا وقتیکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوے جب مین نے اِس امر کے ظہور کی خبر پائی جلد اُنکی خدمت مبارک مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا مین تجکو اس دین کی دعوت کرتا ہون عرض کیا مین نے ہر پیغمبر کو اپنی نبوت پر دلیل ہوتی ہے آپکی کیا دلیل ہے فرمایا کہ دلیل میری نبوت کی وہی خواب ہے جو تو نے دیکھی اور عالم یہودی نے اسکی تعبیر مین تجھسے کہا کہ کچھ اعتبار نہین ہے اور بحیرا راہب نے یہ تعبیر کہی عرض کیا مین نے کہ اِس حال سے آپکو کسنے خبر دی فرمایا جبرئیل نے التماس کیا یا رسول اللہ اب اِس سے زیادہ کوئی دلیل درکار نہین اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد انک عبدہ ورسولہ اور دوسری روایت یہ ہے کہ نقل کیا ہے عبد اللہ بن مسعود نے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آپ نے کہ قبل بعثت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مین بقصد تجارت جانب یمن کے گیا تھا اور وہان ایک بڈھے کے

فصل در بیان ایمان آوردن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۲

فصل در بیان ایمان آوردن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۲

پاس کہ قبیلۂ اوذ سے تھا اُنہ امین عمر اُس بڈھے کی تین سو نوے برس کی تھی اور آسمانی کتابون سے واقف تھا جب اُس بڈھے نے مجکو دیکھا کہا گمان میرا یہ ہو کہ مکے سے آیا ہو تو کہا مین نے یہ بات سچ ہو پوچھا کہ قریش سے اور قبیلۂ بنی تیم سے ہو تو کہا مین نے ہان کہا ایک نشان اور رہا ہو کہا مین نے وہ کیا ہو کہا کپڑا اپنے پیٹ سے اُٹھا کہا مین نے کیا کہ لگا تو کہا اُس بڈھے نے کہ مین نے آسمانی کتابون مین دیکھا ہو کہ حرم مین ایک پیغمبر مبعوث ہوگا اور اُنکے دو مددگار ہونگے ایک جوان دوسرا مرد میانہ سال اور وہ جوان دشوارکا مون مین درآویگا اور بہت بلاؤن کو دفع کریگا اور وہ مرد میانہ سال ایک مرد ہوگا سفید رو بار یک تن اور شکم پر اُسکے ایک داغ سیاہ ہوگا اور ران پر اُسکے ایک نشان گمان میرا یہ ہو کہ وہ شخص تو ہی ہوگا چاہتا ہون مین کہ وہ داغ اور نشان تیرے شکم پر دیکھون ابوبکر نے فرمایا کہ جب شکم اپنا برہنہ کیا مین نے اور ران کو کھولا اُس بڈھے نے دیکھا کہ میری ناف پہ ایک تل سیاہ تھا اور ران پر میرے ایک نشان کہا اُسنے قسم ہو رب الکعبہ کی کہ تو وہی مرد میانہ سال ہو اور فکبو وصایا مشفقانہ کیے بعد اُسکے جب مین نے سب کام سے فراغت کی واسطے رخصت کے اُس بڈھے کے پاس آیا کہا مجھسے کہ چند بیتین اُس پیغمبر جلیل القدر کی نسبت مین رکھتا ہون مین میری طرف سے اُنکو پہونچانا اور بارہ بیتین اُسنے پڑھین مین نے اُنکو یاد کر لیا اور رخصت ہو کر مکے کو پھرا جب اپنے گھر آیا خدیجہ بنت خویلد اور ابوجہل بن ہشام اور شیبہ اور ابوالبختری سمیت چند نفر روسا قریش کے واسطے میری ملاقات کے آئے مین نے اُنسے پوچھا کہ کوئی نئی بات تمہارے درمیان مین ظاہر ہوئی ہو کہنے لگے کہ کون واقعہ اس سے زیادہ غریب ہوگا کہ تیم ابوطالب کا دعوی پیغمبری کا کرتا ہو اور ہمکو کہتا ہو کہ تم سب اور آباء اور اجداد تمہارے دین باطل پر ہو اسی واسطے ابوبکر اگر ہمکو پاس خاطر تمہاری نہوتی تو ہم اُس تیم کو مار ڈالتے اب کہ تم آئے ہو خود اس کام کو کافی ہو کر وہ تمہارا دوست ہو فرمایا ابوبکر صدیق نے کہ جب مین نے یہ کلام قریش سے سنا اُنکو حیلہ اور عذر سے رخصت کیا اور پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہان ہین معلوم ہوا کہ خدیجۂ کبری رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف رکھتے ہین وہان گیا مین اور زنجیر دروازے کی ہلائی فہاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے عرض کیا مین نے یا محمد یہ کیا بات ہو کہ لوگ تمسے نقل کرتے ہین فرمایا اسی واسطے بابکر مین رسول خدا ہون تم اور سب لوگ میرا ایمان لاؤ تا رضاے رحمانی پاؤ اور دوزخ جاودانی سے امان مین رہو کہا مین نے یا محمد کون دلیل ہو تمہارے اس دعوی کی

سچ ہونے پر فرمایا وہ بڑھا کہ مین مین دیکھا تمنے کہا مین نے بہت بڑھے اور جوانون سے ملاقات اور اُنسے بیع و شرا کی مین نے فرمایا وہ بڑھا کہ جسنے تمھارے ہاتھ ایمان مجکو بھیجی ہین اور باوجود یکہ مین خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پڑھ سُنا مین عرض کیا مین نے یارسول اللہ تمکو اس حال سے کسنے خبر دی فرمایا اُس فرشتہ نے کہ آگے سب پیغمبرون پر نازل ہوتا تھا ابوبکر نے کہا کہ دست مبارک اپنا مجھکو دیجیے پس دست مبارک کو پکڑکر اشہدان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد انک عبدہ ورسولہ بلا تامل کہا اور اپنے گھر کو اس خوشی سے پھرنے کہ کبھی ویسا خوش نہین ہوے تھے بہروجہ ایمان اُس سرور ارباب تحقیق یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دو صفت سے مقرون تھا ایک سرعت بشنوا بدو دوسرے بے تردد اور تراخی جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ما عرضت الاسلام علی احد الا کانت لہ کبوة وتردد ونظرة الا ابوبکر فانہ لم یتلعثم فی قبول الایمان یعنی نہ عرض کیا مین نے اسلام کو اوپر کسی شخص کے مگر یہ کہ ہوا ہو اُسکو اسلام لانے مین کراہیت اور توقف اور تردد اور تامل مگر ابوبکر کہ اُنھون نے قبول ایمان مین کچھ تردد اور توقف نہ کیا اور بکمال رغبت ایمان لائے اہل سیر نے لکھا ہی کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعد شرف اسلام کے جس کسی اپنے رفیق اور دوست سے ملاقات کرتے تھے اُسکو راہ راست اور طریق صواب پر دلالت فرماتے تھے اور صدق قول جناب مقدس نبوی کو امارات واضحہ اور علامات ظاہرہ سے اُنپر جلوہ دیتے تھے یہانتک کہ بیتیا لیس آدمی اکابر قریش اور صنادید عرب سے آپکی ہمت مبارک کی برکت سے ہادیٔ ضلالت اور گمراہی سے نکلکر راہ راست ہدایت پر پہونچے اور متعاقب ایک ایک بعد دوسرے کے ایمان لائے اول اُن سبکے اسلام ثبت ابی بکر رضی اللہ عنہما بعد اُنکے پانچ آدمی عشرۂ مبشرہ سے زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن عوف اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم مشرف باسلام ہوے اور قصۂ عثمان رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا یون منقول ہی کہ حضرت عثمان نے فرمایا میری ایک خالہ سعدیہ نام تھی کہ فن کہانت مین دستگاہ کامل رکھتی تھی ایک دن اُسکے گھر گیا مین مجھسے بطریق فال گوئی کے کہنے لگی کہ تجکو ایک دولھن ملیگی بہت خوبصورت اور یارسا کہ نہ تجکو قبل اُسکے دولھن اور نہ اُسکو قبل تیرے دولھا ہوویگا اور وہ لڑکی ایک پیغمبر جلیل القدر کی ہوویگی مین اس بات سے بہت متعجب ہوا پھر کہنے لگی کہ وہ پیغمبر پیدا ہوا ہی اور اسپر آسمان سے

ذکر ایمان عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۱۲

وحی آتی ہو کہا مین نے اے خالہ یہ بات فقط تمھین سے سنتا ہون مین اور تم سے نہین اس بات کا کچھ
جی جانتے نہین ہو یہ حال مفصل بیان کرو تب خدیجہ نے کہا کہ محمد بن عبد اللہ خلق کو اپنے دین کی دعوت
کرتے ہین کچھ عرصہ نہ گذریگا کہ تمام عالم اُنکے نور ملت سے روشن ہو جاویگا اور جو کوئی انکی اطاعت
اور فرمانبرداری سے پھریگا سزا اُسکا قلم ہو ویگا جو مین یہ باتین اپنی خالہ سے سُنتا مین نے
کچھ اثر ہیبت حق کا میرے دل پر ظاہر ہوا اور اندیشناک ہوا مین بعد دو روز کے بیاس دوستی
اور ہمنشینی فیما مین نکے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گیا مین اور سخن اپنی خالہ کا اُنسے کہا ابو بکر نے
مجھسے کہا اے عثمان تم مرد عاقل اور ہوشیار اور فہم اور فراست مین یکانہ روزگار رہے ہو پھر تمھیں
نہین ہو کہ کتنے ایک پتھر کہ نہ بولین نہ سُنین نہ دیکھین اور نفع اور ضرر کسی کو نہ ہو سکتا سکین
کیونکہ خدائی کے لائق ہو ویگے کہا مین نے سچ ایسی ہی بات ہو ابو بکر نے کہا کہ تمھاری خالہ نے
سچ کہا ہو حق سبحانہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واسطے ہدایت کے خلق پر بھیجا ہو تمھیں
جانو اور قبول ایمان مین دیر نکرو کہ مصرع در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ✤ القصہ ہم اور
ابو بکر یہی باتین کر رہے تھے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی بن ابیطالب
تشریف لائے ابو بکر اُٹھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ بات پوشیدہ کہی آپ نزدیک
ہمارے آکر بیٹھ گئے اور میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے عثمان خدا سے تعالی تجھکو واسطے دعوت
کے بلاتا ہو تو بھی اُسکو قبول کر فی الحال فرمانا آپکا میرے دل مین اثر کر گیا اور نور ایمان کا مجھ
بھر گیا نہایت وجد اور ذوق سے بتراند لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مترنم ہوا مین بعد ازان جبکہ
بشرف فراش رقیہ بنت رسول اللہ کے مشرف ہوا مین بار بار سخن اپنی خالہ کا یاد کرتا تھا مین اور
اُس سے یقین میرا زیادہ ہوتا تھا اور نام باقی لوگون کے منجملہ نیتیا لیس آدمیون کے ہین
عمر و بن عنبسہ ابو عبیدہ بن الجراح عثمان بن مظعون ارقم بن ابی الارقم ابو سلمہ بن الاسد عبیدہ
بن الحارث بن عبد المطلب سعید بن زید بن عمرو بن نفیل فاطمہ بنت الخطاب خواہر عمر زوجہ سعید مذکور
قدامہ بن مظعون خباب بن الارت عبد اللہ بن مظعون عمر بن ابی وقاص عبد اللہ بن مسعود مسعود بن
الربیع انصاری سعید بن عمر عباس بن ابی ربیعہ خنیس بن حذافہ عامر بن ربیعہ عبد اللہ بن جحش
جعفر بن ابی طالب اسماء بنت عمیس زوجہ جعفر مذکور خاطب بن ابی اسحارث خطاب بن الحارث
معمر بن حبیب سائب بن عثمان بن مظعون نعیم بن عبد اللہ عامر بن فہیر خاطب بن عمرو
بن عبد الشمس خالد بن سعید ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ واقد بن عبد اللہ عمار بن یاسر

صہیب بن سنان ایاس بن ابوبکر خالد بن ابوقحافہ عثمان بن عمیر بلال مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اور ہر ایک کے ایمان لانے کا ایک قصہ اور سبب ہے کہ یہاں گنجائش اُسکے نقل کی نہیں ہو سکتی
ہمنے اور لوگ ایک ایک دو دو مسلمان ہونے لگے آخر بارہ اشخاص نے جو روحفا سے گفتار اور رفتار
شہد آمد اور مصائب کے راہ اسلام سے منحرف نہ ہوئے تین برس تک بموجب حکم الٰہی کے بجز سہرا اور اخفا
کچھ نہ کیا جب تیسرے برس نبوت کے آیہ کریمہ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین نازل ہوئی یعنے
اظہار کرو دعوت اسلام کو اور کنارہ کرو تم مشرکین سے تب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار دعوت
اسلام کیا اور مسجد حرام میں آکر عامہ خلائق کو دین اسلام کی دعوت کی بعد دعوہ کوہ صفا پر جا کر ندا کی کہ
اے آل قریش جس وجہ سب قریش مجتمع ہوئے فرمایا آپ نے کبھی تمنے مجکو جھوٹ بولتے سنا جو کہا
قریش نے ہرگز ہمنے نہیں سنا پھر فرمایا کہ حق جل مجدہ نے مجھے مبعوث رکھکر فرمایا ہے کہ قل یا ایہا الناس
انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض یحیی ویمیت فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی
الذی یؤمن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تہتدون پس تم سب میرا ایمان لاؤ اور اطاعت میری کرو
تا عذاب آخروی سے نجات پاؤ اور ترقی کیطرف اسلام نے وقت اسلام لانے امیر حمزہ بن عبد المطلب
اور عمر بن خطاب کے کہ یہ دونوں غیرت ناک جوانان قریش اور شجیع تر شجاعان عرب سے تھے پس جناب رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسبب اسلام لانے ان دونوں بزرگواروں کے سال ششم نبوت میں
قریش پر زیادہ غالب اور قوی ہوئے منقول ہے کہ ایک شبانہ روز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے یہ دعا کی کہ اللہم اعز الاسلام بعمر بن الہشام او بعمر بن الخطاب یعنی خداوندا قوی اور غالب
کر تو دین اسلام کو ایمان لانے ابی جہل سے کہ نام اسکا عمر بن ہشام ہے یا اسلام لانے عمر
بن خطاب سے اور یہ دونوں آدمی اشد اور اقوی اپنی قوم میں تھے چونکہ ابوجہل اُن لوگوں میں سے
تھا کہ حق تعالیٰ اُنکے حال سے خبر دیتا ہے سواء علیہم اانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون ختم اللہ علی
قلوبہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم اجابت دعا سے اُسکے حق میں راہ نہ پا کر
حق عمر میں کہ بسبب بعضے حجابات کے موقوف وقت پر تھی مستجاب ہوئی اور ہرگز حضرت عمر سے
مدت کفر میں ایذا اور جفا اور کوئی کلام بے ادبی کا بنسبت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکے اصحاب کے
واقع نہوا اور قصہ اسلام لانے عمر کا روضۃ الاحباب میں یوں لکھا ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ انکم وما تعبدون
من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون نازل ہوئی یعنی اے کفار قریش بتحقیق تم اور جن
بتوں کی تم پرستش کرتے ہو سب لکڑیاں آتش جہنم کی ہیں تم سب اُس آگ میں جانے والے ہو

فصل در اسلام حضرت فاروق رضی اللہ عنہ

ابوجہل نے کہا اے حاشر قریش محمد تمہارے دین پر طعن اور تشنیع کرتے ہین اور تمہارے خداؤن کو گالیان دیتے ہین اور تمہارے آبا اجداد کا آتش جہنم مین منزل اور مقام ٹھہراتے ہین غیرت اور مردی سے بہت بعید ہو کہ اہانت آبا اور اجداد کی سُنکر کان اپنے بہرے کرلیوین ہم اور اس یتیم ابوطالب کو یون ہی چھوڑ دیوین جو شخص تمسے محمد کو قتل کرے مین اُسکو بانعام مین سو ناقہ حمر اور ہزار اوقیہ نقرہ بھیجونگا عمر اٹھ کھڑے ہوے اور کہا اے ابا الحکم یہ وعدہ پورا کریگا تو یا فقط یہ بات زبانی اور کلام لایعنی ہو ابوجہل نے کہا خواہ مخواہ اُسی وقت دونگا عمر نے ہاتھ ابوجہل کا پکڑا اور کعبے مین لیجا کر روبرو ہبل بت کے کہ سب بتون مین بڑا تھا اس وعدہ کی وفا پر قسم لی اور باہر نکلکر شمشیر حمائل کرکے بقصد قتل اُس محبوب الٰہی کے چل دیے اور لات و عزیٰ کی قسم کھائی کہ نہ پھیرونگا مین اور یارون سے نہ بیٹھونگا جب تک سر محمد کا نہ لاؤنگا اور حق سبحانہ تعالےٰ نے قسم اپنی ذات پاک کی یاد کی کہ نہ بیٹھنے دونگا مین تجکو سب تک مہر تیر اصدیقین اور متقین مین نہ لاؤنگا اے عمر تو نے بقصد قتل محمد تیغ اٹھائی ہو مین اُسی تیغ کو ملوث تیرے شوق کا کرونگا اور تجکو ذوق عشق محمد رسول اللہ سے شہید مین کام کرونگا قسم ہو تجکو اپنی عزت اور جلال کی کہ ایک ہزار رسوچہ ایسی شتر نامدار کو تیری تیغ سیاست شعار عدالت آثار سے بزیور اور زینت اسلام کے مزین کرونگا اور ہزارون کوس تک تیرے ورثہ احتساب کی دہشت سے سنحور اور فرمانبردار کرونگا القصہ راہ مین ایک شخص بنی زہرہ سے کہ اسلام لایا تھا لیکن خوف قریش سے اپنے دین کو چھپاتا تھا عمر سے ملاقی ہوا پوچھا اے عمر کہان جاتے ہو کہا بارادہ قتل محمد کے کمر باندھی ہو اُس مرد زہری نے کہا اگر اس امر پر جرأت کی تم نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے لڑائی مین کیونکر بر آؤگے عمر نے کہا معلوم ہوتا ہو کہ تو نے دین محمد کو قبول کیا ہو اگر ایسا ہو تو پہلے تجھی کو مار ڈالون اُسنے کہا نہین مین اپنے آبا کے دین پر ہون اتقدیر مراد آبا سے ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام تک بعد ازان وہان سے آگے چلے اور راستے مین ایک شخص بنی عبدالمطلب سے کہ نام اُسکا نعیم بن عبداللہ تھا ملاقات ہوئی پوچھا اے عمر کہان کا قصد ہو کہا راستے قتل محمد کے جاتا ہون نعیم نے کہا کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے نہین ڈرتے ہو کہ ایسے امر عظیم کا خیال رکھتے ہو عمر نے کہا معلوم ایسا ہوتا ہو کہ تو نے محمد کا دین اختیار کیا ہو اگر ایسا ہو تو ابتدا قتل کی تجھین سے کرون مین نعیم نے کہا نہین تو مین اپنے بزرگون کے دین پر ہون عبداللہ ان کہا اے عمر تجکو ایک عجیب امر سے آگاہ کرون مین کہ بہن تمہاری فاطمہ نے اور شوہر اُسکے

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل نے بھی دین محمد کا اختیار کیا ہو اول اصلاح اپنے خاندان کی کرو بعد اُسکے دوسرے کا ارادہ کرو عمرؓ نے تعجب کرکے اور بہ تصدیق قول نعیم کے گواہ لگا نعیم نے کہا اگر تحقیق اس بات کی چاہتے ہو تو ایک بکری اپنے ہاتھ سے ذبح کرو اگر روے دونوں ذبح کیا ہوا تمہارا کھاو دین تو جانو کہ تمہارے دین میں ہیں نہیں تو دین محمد کا رکھتے ہیں پس عمرؓ اول اپنی بہن کے گھر آئے اور اسوقت سورہ طٰہٰ نازل ہوئی تھی اور فاطمہ اور سعید دروازہ گھر کا بند کرکے خباب بن الارت کو تعلیم کر رہے تھے عمرؓ نے دروازہ پر ایک ساعت توقف کرکے آواز انکی سنی بعد ازاں دروازہ کھولنا انھوں نے جانا کہ عمرؓ ہیں پس اُس صحیفہ کو کہ جسمیں سورہ طٰہٰ لکھی تھی چھپا ڈالا اور خباب کو گوشہ گھر میں پنہان کیا اور دروازہ عمرؓ کی خاطر کھول دیا جب عمرؓ گھر میں آئے بہن اور بہنوئی سے پوچھا کہ ایک آواز سنی میں نے تم کیا پڑھتے تھے کہا انھوں نے ہم کچھ آپسمیں باتیں کرتے تھے بعد اُسکے عمرؓ نے ایک بکری منگا کر اپنے ہاتھ سے ذبح کی اور اُسکے بھون کر بہن اور بہنوئی سے کہا اسکو کھاؤ انھوں نے عذر کیا کہ ہمنے نذر کی ہو کہ گوشت نہ کھاوینگے اور ایک روایت میں ہو کہ کہا انھوں نے ذبیحہ تمہارا ہم نہ کھاوینگے عمرؓ کو اس بات سے قول نعیم کا سچ معلوم ہوا بہن کو ایذا دینا شروع کیا سعید اپنی زوجہ صالحہ کو بچانے اُٹھے اور مصالحہ کے لیے درمیان میں آئے عمرؓ نے کمال غضب سے اُنکے سر کے بال پکڑ کر خوب مارا بہن جب اپنے شوہر کو بچانے لگی اُسکا سر توڑ زخمی کیا اور لہو اُس سے بہ چلا تب بہن نے فریاد کی کہ اے عمرؓ تو دین باطل کی لوگوں کو راہ بتاتا ہو اور دین حق سے پھیرتا ہو جان تو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اگر ہمکو تو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیگا تو اس دین برحق سے ہم نہ پھیرینگے اور بے تحاشا پکار کر کلمہ شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ علی رغمک یا عمرؓ پڑھنے لگے جب عمرؓ نے استقامت دین محمدی کی اپنی بہن فاطمہ میں دیکھی متحیر اور پشیمان ہو کر اُنکی ایذا سے ہاتھ اُٹھایا اور وہ لہو بھی اور دلاسا کرکے ایک گوشہ گھر میں سر جھکا کر بیٹھ رہے بہن اور بہنوئی نے جو دیکھا کہ کچھ شب گذری اُٹھ کر وضو کیا اور سورہ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی بسم اللہ الرحمن الرحیم طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشی تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلی الرحمن علی العرش استوی

یہانتک پہونچے تھے کہ عمرؓ نے سر اٹھایا جب اُنھون نے پڑھا کہ مافی السمٰوات ومافی الارض
وما بینھما وما تحت الثریٰ یہ سُنکر عمرؓ نہایت متحیر ہوے اور کہا اے فاطمہ آسمان اور زمین
اور جو کچھ کہ آسمین ہو اور جو کچھ کہ زمین کے تلے ہو وہ سب تمھارے خدا کا ہی فاطمہ نے کہا واللہ
یا عمرؓ ایسا ہی ہو کہا اے فاطمہ ہمارے ایک ہزار پانچ سو بت ہین کہ حکم اُنکا ہا تھہ بھر مٹکے کی
زمین پر نہین چلتا ہو یہ کتاب تو اپنی مجھے دے تا مطالعہ کرون مین فاطمہ نے کہا تم نجاست کفر
اور شرک سے آلودہ ہو اور یہ وہ کتاب ہو کہ جسکی شان مین حق تعالےٰ فرماتا ہو لا یمسہ الا المطہرون
عمرؓ نے کہا پھر کیا کیا چاہیئے تا قابلیت اِس کتاب کے چھونے کی پیدا ہووے کہا فاطمہ نے کہ اُٹھکر
غسل کرو عمرؓ اُٹھے اور غسل کیا پھر بہن بولی کہ شاید اِس کتاب سے لے ادبی کرو تم عمرؓ نے قسم
کھائی کہ اِس کتاب کی تعظیم اور توقیر مین کوئی امر فروگذاشت نہ کرونگا مین اور اے فاطمہ سوگند خدا ے
عزوجل کی کہ دوستی اسلام کی اپنے جی مین پاتا ہون مین تب فاطمہ نے اُس صحیفہ کریمہ کو دیا عمرؓ نے
اُسکو گود مین رکھکر تلاوت کرنا شروع کیا جب اِس آیہ کریمہ پر پہونچے کہ اللہ لا الٰہ الا ہو لہ الاسماء
الحسنیٰ اِس کلام کی حلاوت اور طراوت اور فصاحت اور بلاغت نے عمرؓ سے انکار کھودی اور
اور پر اعجاز اِس کلام اور حقیقت اِس خطاب کے اقرار کیا اور کہا کیا خوب ہو یہ کلام اور کیا گرامی
خطاب ہو یہ خطاب بتحقیق یہ رب قابل پرستش کے ہو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ
اور اُس رات کو صبح تک عمرؓ نے جناب باری تعالےٰ مین سوز وگداز سے مناجات کی اور دمبدم اشتیاق
عمرؓ کا واسطے دیدار نبیؐ آتا جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ تھا جب صبح ہوئی اپنے
بہنوئی سعید سے پوچھا کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہان تشریف رکھتے ہین تو جلدی سے
مین اپنی گردن شرافت اور نجابت کو رسی خدمتگاری اُس فخر بنی آدم سے باندھون اور اُنکی خاک
پاکپاے مبارک کو سرمہ اپنی چشم بصارت کا کرون اور اطاعت اور فرمانبرداری اُس جناب ملائک مآب
بجان ودل کو شمس کرکے سعادت دارین حاصل کرون مین سعید نے کہا کہ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم ارقم کے یا ارقم بن ارقم کے گھر علی اختلاف الروایات تشریف رکھتے ہین پس عمرؓ ہمراہ
سعید کے حضور انور نبوی کو چلے اور مسلمان لوگ کہ کفار قریش کے خوف سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس اُسی گھر مین چھپ رہے تھے جبانے تعدد کفار اور اُنکے آنفاق سے اور بقتل سیدابرار کے نہایت
ہراسان تھے اور جب معلوم ہوا کہ اعداے دین نے کیسے کے دروازے پر جمع ہوکہ عمرؓ کو ہم سے قتل کے لیے
بھیجا ہو اور ہر دم آواز طبل اور دہل کی سنتے ہین اِس خبر سے یہ لوگ زیادہ شکستہ خاطر ہوے اور اندوہ اور

اللہ تعالیٰ جو تمھارا خدا ہو اُسکو ہم نہین جانتے اور نہ اُسکی پرستش کرتے ہین ۱۲

خوف اور ہیبت اُنکو مبہوت ہوا اور دل اوپر شہادت کے مصمم رکھا مگر افسوس اور حسرت کھاتے تھے اور کہتے تھے واویلا واحسرتا ان چند خبیثون کے ہاتھ مارے جاوین ہم اور ایکبار بھی کلمۂ شہادت کو برسبیل اعلان زبان پر نہ لاوین آخر الامر انھون نے تاب ہجر اور حسرت واندوہ کی نہ لاکر حضور اقدس نبوی مین عرض کیا کہ اے آفتاب آسمان رسالت واے دلیل سرگشتگان بادیۂ ضلالت اگر اجازت ہو تو ہم اس گھر سے باہر نکلکر ایکبار صدائے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کو مسامع مجامع ملکوت مین پہونچا دین بعد اسکے اگر بہ تیغ سیاست مارے جاوین کچھ غم اور ماندیشہ نہین ہے فرمایا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے فقیر وتم دل قوی رکھو جس قادر نے نار نمرود کی کو ابراہیم علیہ السلام پر گلزار کیا اور سحر ساحران فرعون کو سبب رجحان موسیٰ بن عمران کا گردانا اور حلقوم اسمعیل علیہ السلام کو زخم تیغ سیاست سے محفوظ رکھا کیا یہ طاقت اُسکو نہین ہے کہ تمکو ان دشمنون کے شر سے محفوظ اور سالمون رکھے منقول ہے کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفرقۂ فاطر صحابہ اور اُنکی تشویش کو مشاہدہ فرمایا تب ایک گوشۂ خانہ مین بیٹھکر مناجات جناب کبریا مین مشغول ہوے اور عمامہ سر مبارک سے اُتار کر اور چادر مبارک کو گردن مین ڈالکر گریہ وزاری کی اور کہا کہ خداوندا شرق سے غرب تک یہ چند ضعفاے اسلام ہین کہ پرتنش تیری کرتے ہین اور بدل وجان مجھسے محبت رکھتے ہین بحرمت سوز سینہ اور آب دیدہ ان فقیرون کے جماعت کفار سے ایک سردار بھیج کہ مددگاری انکی کرے اور اُنکے شر سے محفوظ رکھے اسی مناجات مین تھے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ جو تونے ایک سردار کو روساے قوم سے مانگا کہ کمک دین اسلام کی کرے سو خطاب مستطاب رب الارباب کا ملائکہ کو پہونچا کہ اے فرشتگان مقرب خانۂ کعبہ سے حمزہ یا ارقم بن ارقم کے گھر تک صف بصف طبقات جواہر نثار کے لیے ہاتھون پر رکھکر کھڑے ہوا اور دیکھو کہ مین واسطے بیوہ زنان امت حبیب اپنی کے ہیزم کش بھیجتا ہون نہ فی بلکہ سراپردہ محمد رسول اللہ کا پردہ دار مقرر کرتا ہون اور دارالملک خطۂ اسلام کا سپہ سالار معین فرماتا ہون تم اُسکو طرقوا طرقوا کہکر وہان تک پہونچاؤ اور راہ ہدایت کے سپہ سالار میدان اسلام کو عنایت کرو یا رسول اللہ یہ دیکھو عمر آنکی خدمت بابرکت مین حاضر ہوتا ہے تا تقویت دین اسلام کی کرے اُٹھو اور اُسکا استقبال کرو فرمایا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے جبرئیل وہ بارادۂ صلح آتا ہے یا بقصد جنگ عرض کیا یا رسول اللہ کیا مجال جنگ کی ہے کہ کل کے دن ہزار ہزار فرشتون نے درگاہ رب العزت مین کمال گریہ وزاری سے نام عمر کا دفتر اشقیا سے نکلوا کر دیوان سعدا مین لکھوایا ہے

اسی گفتگو مین تھے کہ عمر نے آکر دروازہ ٹھونکا اور زبان حال سے عرض کیا ؎ آمد بدرت امید وارے ✤ کورا بجز از تو نیست یارے ✤ محنت زدۂ نیاز مندے ✤ خجلت زدۂ گنہ گارے ✤ از گفتۂ خود پشیمان و از کردۂ خویش شرمسارے ✤ از یار جدا فتادہ عمرے ✤ وز دوست بہا ندروزگارے ✤ جاں زیر تو باد گرد و ✤ نومید چنین امید وارے ✤ القصہ جب آواز دروازہ ٹھونکنے کی سب صحابہ کے کان مین پڑی اور یہ سب کو معلوم ہوا کہ عمر شمشیر حمائل کیے ہوے بقصد قتل اس پیغمبر برگزیدہ کے آیا ہی نہایت ڈرے اور انکے باطن سے کوئی آگاہ نہ تھا تب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ایک مرد تنہا ہی کیا جاے اندیشہ ہی اگر بقصد خیر آیا ہی مبارک ہو اور جو قصد شر کا رکھتا ہوگا ہین مسلمان اور کفیل ہون کہ سر اسکا تن سے اتارونگا پس امیر حمزہ رضی اللہ عنہ دروازے پر آئے اور کہا اے عمر کیا گمان تجکو ہی کہ ہم اتنے آدمی بنی عبد المطلب سے کہ لوہے کو دانتون سے چبا ڈالین اور واسطے ننگ و نام کے اپنی گوہر جان کو نثار کرین اس گھر مین ہووین اور تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکے یہ ممکن نہین پس اس خیال محال کو تو اپنے سر سے باہر کر جب آواز امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے گفتگو کی صحبت مبارک اس سلطان کونین مین پہونچی بذات شریف واسطے استقبال عمر کے تشریف لاے دیکھا کہ عمر شمشیر حمائل کیے ہوے دروازے پر کھڑے ہین اور امیر حمزہ انسے یہ کہ رہے ہین میں آپ نے دست مبارک اپنا عمر کی کمر مین ڈالا اور ایسا تنگ دبایا کہ بمد اور پیمودہ عمر کے کانپنے لگے اور تلوار کاندھے سے گر پڑی منقول ہی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ مجھون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو اپنی گود مین دبایا تھا مجھپر ایسا رشوار تھا کہ گمان کیا مین نے کہ ہڈیان میری ٹوٹ گئین اور کھال مرے اوپر سے اتر پڑی المختصر جب عمر نے یہ صلابت اس سلطان باہبت کی دیکھی پکارے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ اور سر اپنا خجالت سے جھکا لیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو گود مین لیا اور سر پر بوسہ دیکر تکبیر بھیجی جب آواز اس عالیجناب کی تکبیر کی صحابہ نے سنی سب تکبیر کہتے ہوے واسطے استقبال عمر کے دوڑے اور مبارکباد دینے لگے اور ما سلام عمر سے بہت ساخوش ہوے القصہ عمر رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ تعجب ہی کہ کفار لات و عزی کو علانیہ پوجین اور مسلمان خالق آسمان و زمین کی عبادت چھپکے اور مخفی کرین بسبب اسکے لازم ہم عبادت خدا کی آشکارا کرینگے اسی دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باہر لاے اور سب صحابہ صف بصف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے پیچھے چلے سرداران قریش کہ دار اسمعیل مین جمع تھے انھون نے عمر کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مع جماعت

صحابہ دیکھا گمان کیا کہ شاید عمر ان سبکو واسطے مارنے کے تنبیہ گاہ کو لیے آتے ہین ناگاہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکارا کہ اے لوگو جس کسی نے مجکو پہچانا نہیں پہچانا اور جس شخص نے نہین پہچانا سو اب جان لیوے کہ مین عمر ہنیا خطاب کا ہون اے معاشر قریش تم دین اسلام کو قبول کرو اور متابعت اس گوہر کان رسالت اور شہسوار میدان جلالت ہین دوڑو والا اسی تلوار سے سر تمہارے اڑاؤنگا اور ایک کافر کو تم مین سے جیتا نہ چھوڑونگا جب اعدا دین نے حضرت عمر سے یہ کلمات سنے اپنے دین کفر سے مایوس ہوے اور یکبارگی بھاگ کر میدان کعبہ کا مسلمانون کے لیے خالی کر دیا مسلمانون نے اسکی دن نقارے دین محمدی کے بجائے اور پکار کر مسجد حرام مین اذان دی اور نماز ظہر کی بجماعت پیچھے اس امام دین اور پیشوا سے صدق و یقین کے پڑھی اور وہ اول دن ظہور اسلام کا تھا بعد ازان حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ کیا کیجیے مین جانے کو آپکا جی چاہتا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت اشتیاق بیان فرمایا اور ہاتھ عمر کا پکڑ کے خانہ کعبہ مین تشریف لائے کعبہ کو تین سے بھرا دیکھا عصاے مبارک بتون کی طرف کر کے یہ آیہ کریمہ پڑھی کہ جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا اور بتون نے بھی زبان عرب مین بتون کی جانب خطاب کر کے چند اشعار فرمائے مضمون اسکا یہ تھا کہ اے بتو اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول خدا کے برحق ہین اور اللہ تعالے یگانہ مطلق پس گواہی دو اور سجدہ کرو ہم پس سب بت یکبارگی سجدے مین گر پڑے حق تعالے نے یہ آیہ نازل کی یا ایہا الذین حسبکم اللہ و من اتبعک من المومنین یعنی اے محمد بس کرتا ہو تجکو خدا اور پیرو تیرا یعنی عمر اعانت دین مین اور صہیب بن سنان سے منقول ہو کہ ہم اپنی تکلیف دینے والون سے بدلا نہ لے سکتے تھے مگر بعد اسلام عمر رضی اللہ عنہ کے پس اس روز سے کہ عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے روز بروز دین اسلام ترقی پر تھا اور پھر اسلام نے کبھی خواری نہ دیکھی سبحان اللہ جب ایسا شمس فلک جلالت اور مہر سپہر شجاعت فاشیہ برداری اسلام کی اختیار کرے دین اسلام کیونکر جلوہ ظہور نہ پاوے

فصل الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ و صل یہ ذکر ہے وفات ابیطالب اور ام المومنین خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کا علماے سیر نے لکھا ہو کہ دسوین سال نبوت کے جب ابوطالب بیمار ہوے سب قریش واسطے اُنکی عیادت کے آئے ابوطالب نے بعد تعظیم اور احترام قوم کے واسطے تعظیم کعبہ اور بجا لانے صلہ رحمی قوم اور اعانت عاجز اور اعطاے سائل کے نصیحت کی اور سچ بولنے اور امانتون کے ادا کرنے کے واسطے مبالغہ بہت کیا اور کہا وصیت کرتا ہون تمکو واسطے متابعت اور اعانت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ امین قریش اور صادق ترین عرب ہین اور وہ ایسی بات لائے ہین کہ

کہ دل اُسکو قبول کرتا ہو اور زبان اُسکی سچائی پر گواہی دیتی ہو مذاکی قسم مین ایسا دیکھتا ہون کہ سادات عرب اور اشراف آفاق اور عظماء اور اکابر اطراف اور اکناف نے اُنکی دعوت اسلام کو اجابت اور قبول کیا ہو اور اُنکے قول کی تصدیق بجا لائے ہین اور سب شہر عرب اور عجم کے اُنکے قبضہ اقتدار مین پیر دیکھے ہین اور زمام حل مشکلات عالم کی اُنکے ہاتھ مین دی گئی اور کنجہان دروازون سعادت کی اُنکی متابعت اور فرمانبرداری مین رکھی ہین اسی حالت مین تم اُنسے نزدیکی چاہو اور اپنے جان و مال سے اُنکی معاونت اور مدد کرو اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبھی اُسی دن واسطے عیادت ابیطالب کے تشریف لیگئے اور سرہانے جاکر بیٹھے اور فرمایا اے چچا حق تعالی تمکو جزائے خیر دیوے کہ صغر سن مین تم کفیل میری پرورش کے ہوے اور حالت کبر سن مین کوشش امر تبلیغ رسالت اور شفقت کے فروگذاشت نہ کیا اب وقت یہ ہو کہ ایک کلمہ کہنے سے میری مدد کرو تو مین تمہارے سبب جناب کبریائی سے تمھاری شفاعت چاہون ابوطالب نے کہا وہ کلمہ کون ہو فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ابو طالب نے کہا اے فرزند بتحقیق جانتا ہون مین کہ تم میرے نیک خواہ ہو و اللہ اگر مجکو یہ خوف نہوتا کہ قوم میری بعد میرے مرنے کے تمکو یہ طعنہ کرینگے کہ چچا تمھارا تجھسے ڈر گیا تو اس کلمہ کے کہنے سے وای تمھارا خوش کرتا مین پس ابوطالب بضعف ماہ شوال مین فوت ہوے اور عمر اُنکی ستاسی برس کی ہوئی تھی اور بعد وفات ابیطالب کے تین دن کے بعد جناب ام المومنین خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور مصیبت اُسکی اور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو چند ہوئی اور دون بدن درد پر درد اور الم پر الم زیادہ ہوتا تھا اسواسطے کہ ام المومنین کے سبب سے کوئی رنج و غم گھر مبارک سے آنے نہین پاتا تھا اور کثرت اندوہ سے آپ منزل مقدس سے کم نکلتے تھے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سال کا نام عام الحزن اور اُس گھر کو بیت الحزن نامزد فرمایا اور اُس خاتون پاک کو دست مبارک سے مجون مین کہ قبرستان اہل مکہ ہو مدفون کیا اور خاطر مبارک حضرت کی اُنکی علت سے نہایت مخزون ہوئی ذکر اولاد اُس حمیدہ خصال کے آخر کتاب مین آویگا انشاء اللہ تعالے الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وصل یہ ذکر ہمرہی اذیت اور تکلیف اُٹھانے جناب ہمروسانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کافرون کے ہاتھ سے بعد وفات ابیطالب اور خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا کے اور حکم دینا صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہجرت کا حبشہ کی طرف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُس دیار کا طائف کو بسبب بے ادبی اور گستاخی کفار نجار کے اور دعوت اسلام کی اہل طائف کو اور نصرت اور اعانت اور حفظ حمایت جا دینا اُن لوگون سے

فصل

قدوم وفد ثقیف

اسلام وفد ثقیف

وفد ثقیف

وفد ثقیف کی گفتار

وفد ثقیف کی گستاخی

بنا کردن مسجد طائف

بدون نماز خانہ طائف کا

عود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وفود قبائل

اسلام قبائل

بعثت معاذ

بعثت خالد

بعثت علی

بعثت ابو موسی

بعثت ابو عبیدہ

بعثت عمرو بن العاص

بعثت ضحاک

بعثت مہاجر

بعثت عتاب

بعثت طاہر

بعثت مہاجر

بعثت زیاد

بعثت ابو سفیان

بعثت مہاجر

بعثت عمرو بن حزم

بعثت علاء

بعثت ابان

بعثت ابو سفیان

بعثت علاء

بعثت مہاجر

اور اسخراج کرنا ان اشقیا کا اُس سے اور اذیت پہونچانا اُس سالار دو جہان کو اور راحت فرمانا حضرت کا
کے کو حزن و ملال سے اور بیان ہوا ایمان لانا حبشہ کا اثنا راہ میں بیچ موضع بطن نخلہ کے اور مجاہدان اقتدیہ ج
رسالت و اہل و مددگاران مہر سپہر جلالت آگاہ ہوا اور دل صدفہا منزل کو بیاد تحالیف اور مصائب اُس صاحب
فخر نبوت کے پُر درد اور پُر ملال رکھہ کہ ساتویں برس نبوت کے قریش سے قوت اسلام کی بسبب القیاد
بعضے اشجعیین اور مجاہدان دین مثل اسد حمزہؓ اور عمر بن خطاب کے دیکھکر نائرہ حسد اور عداوت کا
بلند کیا لیکن بسبب حمایت ابیطالب اور بعضے سعادتمندان بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب سے
کچھ کر نہیں سکتے تھے اور ہاتھہ رہتے حضرت سے کاٹ کاٹ کھاتے تھے اسی طرح سے تین برس
گذرے دسویں برس نبوت کے مبعوثت ہیں کہ سن مبارک آنجناب ۵۰ برس سات مہینے گیارہ دن کا تھا
ابو طالب عم محترم نے اور بعد تین دن کے مذیجہ جان نثار نے سفر آخرت کا کیا اسی سال سے کفار
نابکار نے ہاتھہ ظلم کا دراز کیا اور اُس حبیب کبریا اور ملازمان بارگاہ والا کو انواع انواع تحالیف
اور مصائب سے ستایا ایک دن کا مذکور ہے کہ ابی جہل خاک بسر نے بے اوبانہ اُس معدن حلم و
رضا کے سر مبارک پر ایک ٹوکرہ خاک لاڈالی مگر اُس صاحب فخر نبوت نے معاملہ اُسکا منتقم حقیقی کو
سونپ کر زبان فیض بیان سے کوئی بات غصے کی نہ نکالی اور منقول ہے کہ اُم جمیل عورت ابی لہب
علیہ و علیہما اللعنۃ کی تمام دن کانٹے اور گوکھرو جمع کرتی اور رات کو سر راہ اُس گل گلستان
رسالت کے بچھاتی تاوے اُسکے دامن عالی اور پائوں مبارک میں چبھیں اور اُس سے آبلے اذیت پہونچے
جب وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب کو گھر سے نماز کے لیے باہر نکلتے اُن کانٹوں اور گوکھرو کو
رستے سے علیحدہ کرتے اور بصبر و شکیبائی کچھ زبان مبارک سے نہ فرماتے اور مروی ہے عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایکدن میں ساتھہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کعبہ کے صحن میں
کھڑا تھا کہ ناگاہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور کپڑا اپنا گردن مبارک میں اُسکے ڈالا اور کھینچا قریب تھا کہ آپ زمین پر گر پڑیں اتنے میں ابو بکر صدیق آگئے اور اُس سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو اُس بدبخت کے ہاتھہ سے چھڑایا اور ایک روز کا ذکر ہے کہ رسول والا مقام علیہ الصلوٰۃ
والسلام مقبرہ مکہ معظمہ کو تشریف لیے جاتے تھے اور ابو جہل اور حدی بن حمرا وغیرہ بفریب سر راہ
بیٹھے تھے اُس خورشید فلک رسالت کو دیکھہ کر اُٹھہ کھڑے ہوئے اور زبان سے گالیاں اور ہاتھوں سے
اذیت بہت دی یہانتک کہ پیشانی نورانی اُس مہ جبین کی خون آلودہ ہوگئی اور رخسار نازنین اُنکے
بسبب رگڑنے کے اور زمین کے زخمی ہوگئے اُس رحمۃ للعالمین نے زبان مبارک سے کچھ نہ فرمایا اور آسمے

صدمہ سے کنارے قبرستان کے سر مبارک جھکا کر بیٹھ رہے جب یہ حال زار امیر حمزہ عم بزرگوار کو معلوم ہوا غصے
میں آکر اپنی کمان کو اٹھا لیا اور جا کر بے تحاشا ابوجہل لعین کے سر پر ماری ایسا کہ سر اسکا پھٹ گیا
یقین تھا کہ اگر وہ لعین سامنے سے بھاگ نہ جاتا جان سے مارا جاتا اور مروی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ سے کہ میں نے زبان معجز نشان سے قریش کے حق میں دعاے بد کبھی نہ سنی الا ایک دن کہ آپ مشغول
حرم کعبہ کے نماز پڑھنے میں مشغول تھے پس ابوجہل لعین نے عقبہ بن ابی معیط علیہ اللعنۃ والعذاب کے
ہاتھ سے اوجھڑی اونٹ کی خون اور غلیظ کی وہ وقت سجدے کے درمیان دونوں شانوں مطہر اس
صاحب لولاک کے رکھوا دی آپ نے سجدے میں توقف فرمایا اور وے بدنصیب بے حیا ہنستے تھے یہاں
کہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی دوڑتی خیر البشر و دوڑیں اور اگر اسکو پشت مبارک سے دور کیا آپ نے
بعد فراغت نماز کے نہایت ناخوش ہوکے اُنکے حق میں دعاے بد کی کہ اللھم علیک بقریش تین بار
پس ببرکت دعاے اس محبوب بارگاہ صمدیت کے وے اشقیا تھوڑے عرصہ میں روز بدر تک ہلاک
و واصل جہنم ہوے اور لاشیں ناپاک انکی بموجب ارشاد ہدایت نہاد کے چاہ بدر میں ڈلوا دی گئیں
اور اسی طرح ابن شہاب اور ابن تمیمہ اور ابن حمید اور عتبہ بن ابی وقاص وغیرہ ملاعین نے جنگ احد میں
بے ادبی بہت کی اور اس محبوب کبریا کو اذیت حد سے زیادہ دی تفصیل اسکی غزوات میں مذکور ہوگی
اور ایسی ہی نقرا مجا بہ اور ضعفاء اہل اسلام کو انواع عقوبت اور اصناف شدائد سے ستاتے تھے تا وے
دین اسلام سے باز آویں بعضوں کو زرہیں لوہے کی پہنا کر دھوپ میں ڈالتے تھے اور بعضوں کے گلے
میں رسی باندھ کر کھینچتے تھے چنانچہ بلال حبشی کی گردن میں رسی باندھتے اور لڑکوں کے ہاتھ میں
دیتے کہ وے اُنکو پہاڑوں کی گھاٹیوں میں کھینچتے پھرتے تھے یہانتک کہ گردن چھوہارا اور رخسار خونی ہوجاتی تھی
اور اُمیہ بن خلف جمحی مولا اُنکا ہر روز وقت دوپہر کے میدان مکے میں لیجاتا اور ننگا کر کے جلتی ریت پر
لٹاتا اور پتھر گرم کر کے اُنکے سینہ پر گوشت ڈالو تو بھنجا وے اُنکے سینے اور شکم پر رکھتا اور کبھی اُنکو
اونٹ وغیرہ کی کھال میں بند کر کے آفتاب میں ڈالتا اور لڑکوں سے اُنکو کٹواتا اور کبھی برہنہ
کانٹوں میں کھینچتا کہ تمام بدن اُس عاشق رسول کا خون میں شرابور ہو جاتا اور وہ کافر
کہتا کہ اسی سیاہ رنگ دین محمدی کو چھوڑ اور لات و عزی کا ایمان لا تا ان مصائب سے نجات
پاوے تو بلال رضی اللہ عنہ کہتے واللہ میں اس دین برحق سے نہ پھروں گا اگرچہ مجکو تو اس سے
دو چند سہ چند اذیت دے القصہ وہ سنگدل سیاہ سینہ بلال کو طرح طرح کے عذابوں
سے ستاتا اور انواع اقسام عقوبت اور شدائد سے معذب کرتا تھا پس تنگی کی نفس سے

۱۰ بیان اذیت دادن کفار صحابہ را رضی اللہ عنہم

اور پر بلال کے اور سخت ہوگئی تھی زندگانی اُنکی ایکدن ابوبکر رضی اللہ عنہ وہان ہوکر نکلے اور بلال کو اُس
سختی عذاب اور مصیبت مین مبتلا دیکھا فرمایا اے امیہ اسکے ایذا دینے سے تجکو کیا حاصل ہے خدا سے
ڈر اور اسکو اذیت مت دے اُس سیاہ دل نے کہا یہ میرا غلام ہے مین نے اسکو مول لیا ہے اور اسکی تعذیب
تجکو پہونچتی ہے تم ہی نے اسکو خراب کیا اور بتون کے پوجنے سے منع کیا اور دین محمدی کی ترغیب
دلائی اگر اسکا تمکو رنج ہے تو تصمیم اسکی تجکو دو اور لیجاؤ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فضیحت جانکر
ایک غلام نصرانی اور دس اوقیہ سونا امیہ کو دیا اور بلال کو مول لے لیا وہ بدبخت ہنسا اور کہا اے ابوبکر
یہ کیا خطا کی تمنے اور کیا نقصان اُٹھایا تمنے اگر اس غلام کے ایک درم کو مول لیتے تو مین دے ڈالتا
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم خدا کی اگر تو تمامی مال و متاع جو میرے گھر اور میرے اختیار مین
تھا تو اسکے بدلے مین مانگتا تو مین دے ڈالتا مین نے اسکو خفت لیا اور ہیبت ارزان خریدا
بعد ازان صدیق اکبر نے ہاتھ بلال کا پکڑ کر گھر کو لائے اور اپنی چادر مبارک سے وہ گرد و غبار جھاڑا اور
کپڑے پہنائے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین لاکر حاضر کیا اور عرض کیا
کہ مین نے اسکو بوجہ اللہ آزاد کیا سبحان اللہ وہ عاشق صادق جسکا تھا اُسکے پاس پہونچا اور زیارت الغرض خدمت شریف مین حاضر رہا یہانتک کہ سودت احمدی اور محبت محمدی مین جان اپنی قابض ارواح کو
سونپی اور اسی طرح عمار بن یاسر اور اُنکے ماباپ کو تکلیف دیتے تھے ایکدن گرمی آفتاب مین جلتی
ریگ پر اُنکو لٹایا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہان ہوکر نکلے اور اُن لوگون کو اس حال مین
دیکھا فرمایا صبر کرو تم اے آل یاسر کہ اسکے بدلے مین تم جنت مین جاؤگے اور ابوجہل لعین نے ایک دفعہ
عمار کی ماں کے شرمگاہ مین ایسا مارا کہ وہ مر گئین اور عمار کے باپ کو بھی مار ڈالا اور پہلے جو لوگ
راہ خدا مین مارے گئے یہی لوگ تھے رضی اللہ عنہم اجمعین اور جب جبر و جفا سے کفار ناہنجار اور اشرار
تبہ روزگار کا صحابہ پر حد سے زیادہ گذرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبکو دسلے
ہجرت کے طرف حبشہ کے کہ محل امن اور امان کا تھا اور وہان کوئی غریب پر زبردستی اور زور
نہین کر سکتا تھا حکم فرمایا پس گیارہ آدمی اور ایک روایت مین بارہ نفر مرد اور چار یا پانچ عورتین
ماہ رجب سنہ پانچ نبوت مین چھپ کر مکے سے باہر نکلے اور بعضے صحابہ اپنی بیبیون کے ساتھ اور بعضے
بے اہل تنہا رہنا پیادہ پا تشریف لیگئے اور وہان سے کشتی پر سوار ہوکر حبشہ کو روانہ ہوئے اور وہان
پہونچکر پاس نجاشی کے کہ لقب بادشاہ حبشہ کا ہے اُن اشرار کے شر سے نجات پائی اور اول اُن
لوگون کے کہ ساتھ اپنے اہل کے نکلے جناب امیر المومنین عثمان بن عفان تھے کہ رقیہ خاتون بنت رسول اللہ

فصل حال خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ

ہمراہ لیکر تشریف لیگئے اور جب اُن لوگون کی خیر و عافیت سننے مین دیر بہت ہوئی جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملال زیادہ ہوا اِس اثنا مین ایک عورت نے آکر خدمت مبارک مین عرض کیا کہ مین نے دیکھا عثمان کو کہ اپنی بی بی کو مرکب پر سوار کر کے لیے جاتے تھے فرمایا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ عثمان اول اُن لوگون سے ہے کہ جسنے بعد لوط پیغمبر کے اپنی زوجہ کے ساتھ ہجرت کی اور جب صحابہ حبشہ کو پہونچے اور جوار نجاشی مین پناہ لیکر آرام پایا بعد ایک مدت کے جھوٹی خبر سُنی کہ درمیان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کافرون کے صلح ہوگئی اسلیئے وے حبشہ سے نکلے اور جب قریب مکے کے پہونچے معلوم ہوا کہ اُس صلح کا کچھ اعتبار نہ تھا اور گفار نے ویسے ہی در پے ایذیت مسلمانون کے ہین پھر خیدے وے لوگ جوار مکے مین رہنے اور بعد چند روز کے باذن جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر حبشہ کو گئے اور اِس مرتبہ بہت لوگ مسلمانون مین سے تھے اور جبتک کہ وہ آفتاب رسالت کے مکے مین نور بخش رہے تب تک جو مسلمان کہ گفار نابکار کے ہاتھ سے ایذا اُٹھاتا تھا حبشہ کو چلا جاتا تھا اور جب کافرون نے جانا کہ صحابہ لوگ حبشہ مین جمع ہین اور وہان پناہ پائی ہے عمرو بن عاص کو ہدیے اور تحفے دیکر نجاشی کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ مسلمانون کو اپنے یہان سے نکال دیوے عمرو مذکور مجلس نجاشی مین پہونچا اور بدستور قواعد تعظیم کے بجا لاکر اور سب تحفے گذرانکر پیغام کفار قریش کا نجاشی سے عرض کیا نجاشی نے انکار کیا اور کہا کہ لائق اور مناسب نہین کہ اُن لوگون کو جو میرے گھر آکر بنا دلیونگی انکو مین دشمنون کے حوالے کرون اور کہا مسلمانون کو بلاکر گفتگو اپنے دین اور ملت کی میرے روبرو کرین پس مسلمان مجلس نجاشی مین آئے اور سلام کیا اور سجدہ تعظیم اور تکریم کا کہ رسم حبشہ کی تھی نہ کیا مصاحبان نجاشی نے مسلمانون سے پوچھا کہ تمنے سجدہ تعظیم اور اداب کا بادشاہ کو کیون نہ کیا جعفر بن ابیطالب نے جواب دیا کہ ہم سوائے اپنے پروردگار کے کسی اور کو سجدہ نہین کرتے ہین حکم ہمارے پیغمبر کا یہی ہوا اور بیان اپنے دین مسلمانی اور احکام اسلام کا بخوبی تمام نجاشی کے حضور مین کیا پس جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی گفتگو سے نجاشی کے دل مین ہیبت پڑی اور کہا کہ جو کلام تمھارے پیغمبر پر نازل ہوا ہم اُسمین سے کچھ پڑھو جعفر نے شروع آیتین سورۂ مریم کی پڑھین نجاشی اور سب رفیق اُسکے اِس کلام حسن نظام کے سُننے سے رونے اور کہنے لگے کہ بخدا سوگند یہ کلام اور جو کہ اوپر موسیٰ کے نازل ہوا ایک ہی جگہ سے ہوا اور نجاشی نے کہا گواہی دیتا ہون مین کہ محمد رسول خدا کے ہین اور اُنکی پیدائش کی عیسےٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی ہے کہ بعد میرے ایک پیغمبر پیدا ہوگا اور اُسکی ایسی ایسی صفت ہوگی پس نجاشی نے بدلا اور تحفے قریش کے پھیر دیے اور التماس اُنکا نہ پذیرا نہ کیا اور

حسب ستا نا کفار نا بکار کا حد سے زیادہ گذرا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ دعوت قبیلہ بنی بکر بن وائل کا کیا جب اُس قبیلہ میں رونق افروز ہوئے اور دعوت اسلام کی کی اُن بے نصیبوں نے حضور اقدس کو اپنے یہاں اُترنے نہ دیا پس وہاں سے کوچ کر کے قبیلہ بنو حنیفہ میں تشریف لیگئے وہ بھی روادار اقامت شریف کے نہوئے تب وہاں سے کوچ کر کے طائف اور ثقیف کی طرف توجہ فرمائی اور اس سفر سعادت اثر میں زید بن حارثہ بھی ہمراہ رکاب تھے آپ نے ایک مہینہ وہاں اقامت فرمائی اور ہر چند اہل طائف اور ثقیف کو دعوت اسلام فرمائی اُن بے نصیبوں نے اصلا خیال نہ کیا اور اپنے لونڈوں کو متعین کیا تا اُس سرور انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہونچاویں پس وے شور وغل کرتے تھے اور گالیاں دیتے تھے اور پیچھے سے آپکے پتھر پھینکتے تھے یہانتک کہ ایڑیاں مبارک زخمی ہو جاتیں اور اُنسے خون جاری ہوتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ لعین پتھروں سے پائے مبارک کو زخمی کر دیتے آپ زمین پر گر پڑتے تھے پھر وے روسیاہ آپکے بازو مبارک پکڑ کر اُٹھاتے تھے جب آپ اُٹھ کھڑے ہوتے تھے پھر پتھروں سے اذیت دیتے تھے اور ہنستے تھے اور زید بن حارثہ آپکی سپر ہو جاتے تھے پس سر انکا ٹوٹ جاتا تھا اور صحیحین میں اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں نے ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپکو کوئی اذیت اور تکلیف زیادہ تر جنگ اُحد سے ہوئی ہوگی کہ اُسدن اکثر صحابی اور امیر حمزہ سید الشہداء علیہ السلام چچا آپکے شہید ہوئے اور روز خندان مبارک کو صدمہ پہونچا فرمایا کہ ایک دن ابن عبد یالیل بن عبد کلال کو کہ اہل طائف اور ثقیف کا سردار تھا ہر چند میں نے دعوت ہدایت اور اسلام کی کی لیکن اُس نابکار نے میرے کلام کی تصدیق نہ کی بلکہ تکلیف اور اذیت اسقدر مجکو دی کہ ایڑیاں میری خون آلودہ ہو گئیں تھیں پس میں وہاں سے مہموم اور مغموم چلا جب قرن الثعالب میں پہونچا اور وہ ایک موضع ہے کہ اہل نجد کا میقات ہے وہ لوگ وہاں سے احرام باندھکر حج کو آتے ہیں وہاں میں نے سر اپنا اُٹھایا دیکھا جبرئیل علیہ السلام کو کہ کہتے ہیں یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے حال تمہارا دیکھا اور ملک الجبال کو جو تمکے کے پہاڑوں کا موکل ہے بھیجا ہے جو فرمائیے گا بجا لاویگا بعد اُسکے مجکو ملک الجبال نے پکارا اور بعد سلام کے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری تکلیف اور ایذا سے تمام فرشتے آسمان اور زمین کے ملول ہیں مجکو حق تعالیٰ نے آپکے پاس بھیجا ہے اگر فرمائیے تو اخشبین یعنے یہ دو پہاڑ مکے کے گرد ہیں اِن سبھوں پر توڑ کر ڈالدوں اور قطعہ زمین کا اُٹھا لیجاؤں تا نام و نشان کفار کا باقی نہ رہے آگے جو مرضی شریف ہو بجا لاؤں تب میں نے کہا کہ حق تعالیٰ نے مجکو واسطے

رحمت اور ہدایت خلق کے بھیجا ہو مجھسے ہلاکت خلائق کی محال ہو بلکہ امید یہ رکھتا ہون کہ اللہ تعالیٰ
آنکی نسل سے وہ شخص پیدا کرے کہ عبادت خدا کی کرے اور کسی کو اسکا شریک نہ جانے فقط اس
اہل مجلس جب اہل طائف نے آپکی دعوت اسلام کو قبول نہ کیا کمال رنج اور وحشت سے مکے کو پھرے
اور ایک باغ کہ شیبہ اور عتبہ کا تھا وہان آپ ٹھہر گئے جو اس باغ کے مالکون نے اثر ملالت اور رنج کا
پیشانی نورانی پر دیکھا رگ قرابت نے جوش کھایا پاس صلہ رحمی ایک خوشہ انگور کا غلام نصرانی کے ہاتھ
کہ نام اسکا عداس تھا حضور پر نور مین بھیجا جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو لیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم
پڑھکر چکھا کہا کہ تناول فرماوین عداس نے عرض کیا کہ واللہ ایسا کلام مین نے کبھی اس شہر کے
لوگون سے نہ سنا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے عداس تو کون شہر کا رہنے والا ہی اور دین
تیرا کیا ہی عرض کیا کہ مین نصرانی ہون نینوا کا رہنے والا آپ نے فرمایا وہ قریہ مرد صالح یونس بن
متی کا ہی عداس نے کہا آپ نے کہان سے جانا کہ نام میرا عداس ہی اور کہان سے پہچانا آپ نے
یونس بن متی کو فرمایا وہ میرا بھائی ہی اور پیغمبر جو مثل میرے عداس نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی فرمایا
محمد بن عبد اللہ کہا عداس نے ایک مدت سے مین نے وصف آپکا انجیل اور توریت مین دیکھا ہی کہ
آپکو حق سبحانہ قتالے اہل مکہ پر بھیجیگا اور وے آپکی اطاعت نہ کرینگے اور آپکو مکے سے نکال دینگے اور
آخرش کو آپ آپر فتح اور نصرت پاوینگے اور نور آپکے دین اور ملت کا جہان کو گھیر لیگا یہ کہکر عداس
نے دست مبارک پر بوسہ دیا اور قدمون شریف پر گر کر مسلمان ہوا اور ایک آن دعاؤن سے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضعف اور ناتوانی مین ضعیفان اور بیچارگان امت کو تعلیم فرمائین یہ ہی
اللّٰھُمَّ الیک اشکو ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس یا ارحم الراحمین انت رب المستضعفین وانت
ربی الی من تکلنی الی عدو یتجھمنی ام الی قریب ملکتہ امری ان لم تکن ساخطا علی فلا ابالی غیر ان عافیتک
اوسع لی اعوذ بنور وجھک الذی اضاءت لہ السمٰوٰت والارض وانارت بہ الظلمات وصلح علیہ امر الدنیا والاخرۃ ان
یحل علی غضبک او ینزل علی سخطک لک العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اور ایک روایت مین ہی کہ بعد وفات ابیطالب کے جناب سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیادہ یا طائف کو تشریف لیگئے اور اہل طائف کو دعوت اسلام فرمائی
ان بدنصیبون نے قبول نہ کیا پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغموم اور محزون وہان سے
پھرکر ایک درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھے اور وہان دو رکعت نماز پڑھکر یہ دعا مانگی اللھم الیک اشکو

بعد ازان وہان سے اٹھکر بطن نخلہ مین رونق افروز ہوے اور وہ مقام مکہ معظمہ سے شب کی

سلسلہ بیعت کے فوائد ہمارے سلسلہ مین بیعت کرنے سے ہوتے ہین ۱۲

راہ ہو اور وہاں آپ نے شب کو توقف فرمایا اور رات کو نماز تہجد میں قرأت شروع کی اُسی وقت سات یا نو نفر نے نصیبین کے جنوں میں سے کہ وہ ایک شہر ہے بلاد شام سے قرآن مجید کو زبان مبارک سے سُنا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے انھوں نے اپنے تئیں حضور پُر نور میں ظاہر کیا آپ نے اُنکو دعوت اسلام فرمائی وے سب ایمان لائے اور بحکم جناب مقدس نبوی کے اپنی اپنی قوم کو پھر گئے اور اُنسے کہا کہ یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ مصدقا لما بین یدیہ یہدی الی الحق والی طریق مستقیم یا قومنا اجیبوا داعی اللہ وامنوا بہ یغفر لکم من ذنوبکم ویجرکم من عذاب الیم ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض ولیس لہ من دونہ اولیاء اولئک فی ضلال مبین ایسی ہی روضۃ الاحباب اور مواہب لدنیہ میں بروایت عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس کے منقول ہو کہ یہ ساتوں یا نو جنوں نے آواز قرآن مجید کی زبان مبارک جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی مگر آپ حضور اقدس نبوی میں حاضر نہیں ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اُنسے آگاہ نہوئے فقط وے بلا حضور و ملاحظہ سماعت قرآن کی کرکے اپنی قوم کو پھر گئے اور وہاں سے فوج فوج آکر ایمان لائے اور ایک جماعت اس مرتبہ بھی حاضر ہوئی اور باوں حاضر ہونے کے بے دیکھے مسلمان ہوئی انتہی اور منقول ہو کہ ایک درخت حرم مکے کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مدت سے آپکی ملازمت بابرکت کے حاضر ہوئے ہیں اور مجنوں میں آئے ہیں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکے استقبال کے لیے مکہ معظمہ سے قشلیہ کے چلے اور عبد اللہ بن مسعود کو ہمراہ لیا جب اُس پہاڑ پر پہونچے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت مبارک سے زمین پر ایک دائرہ کھینچا اور فرمایا اے عبد اللہ اس دائرہ سے قدم باہر نہ رکھنا کہ تجکو کچھ صدمہ نہ پہونچے بعد ازاں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں مشغول ہوئے اور سورۂ کہیعص کو نماز میں پڑھا پس بارہ ہزار اور ایک روایت میں ہو کہ چھ لاکھ جنات آپکی ملازمت بابرکت کے لیے حاضر ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد فراغت نماز کے اُن سب کو دعوت اسلام کی وے سب مشرف باسلام ہوئے اور احادیث میں آیا ہو کہ جنوں نے وقت قبول کرنے دعوت کے اوپر صدق دعوئے رسالت کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گواہ طلب کیا آپ نے فرمایا کہ یہ درخت جو اس میدان میں ہو میرا گواہ ہو پس وہ درخت روبرو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آکر کھڑا ہوا اور گواہی دیتا ہوں میں کہ آپ رسول خدا ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پھر وہ درخت اپنی جگہ پر پلٹ گیا

اور بھی حدیث شریف مین آیا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جنون نے مجھسے اپنے
جانورون اور چرواہون کے لیے توشہ طلب کیا پس مین نے اُنکے چرواہون کے لیے ہڈیان اور
جانورون کے لیے گوبر مقرر کیا اور اُنسے کہدیا کہ اگر تم خدا کا نام لیکر یہ ہڈیان اور گوبر اُٹھاؤ گے
تو ہڈیون پر گوشت آگے سے زیادہ ہوگا اور گوبر مین اتنے دانے پیدا ہونگے کہ اُنسے تمھارے
جانور سیر ہو جاوینگے اسی سبب سے استنجا کرنا گوبر اور ہڈیون سے منع ہی منقول ہی جب جناب سرور
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکۂ معظمہ کو پھرے یکایک مکے مین تشریف نہ لیگئے تا اہل مکہ بھی مخالف
اور ضعیف والون کی طرح جہالت اور شقاوت سے پیش نہ آوین اور اُنکی ایسی حرکات ناشائستہ
نہ کرین بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبائل قریش کے پاس ایک شخص کو بھیجکر کہلا بھیجا
کہ اگر تم امان اور اجازت دو تو ہم مکے مین آکر رہین پس کسی بے نصیب نے قبول نہ کیا
مگر مطعم بن عدی کو جب پیغام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہونچا اُنھون نے قبول کیا تب مکے
مین تشریف لیجا کر حجر اسود کو بوسہ دیا اور طواف خانہ کعبہ کا بجا لائے اور دو رکعت نماز ادا کی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

تمام ہوئی مجلس چھٹی کتاب وازدہ مجلس کی

مجلس ہفتم

یہ مجلس ساتوین ہجری بیچ بیان حلیہ شریف اس سرور فخر مخلوقات
اور اخلاق عظیمہ اور صفات کریمہ اس مبدء موجودات کے

رباعی جانا بسر از ذکر تو خاموش نباد ۔ یاد تو ز خاطرم فراموش مباد ۔ ہرگز ز شمائلت حدیثے گذرد ۔
ذرات وجود من سجز گوش مباد ۔ اے عاشقان شمائل نبوی و اے مشتاقان خصائل مصطفوی سید
اور تورات پنج کی کتابون مین لکھا ہی کہ صحیحین مین حدیث براء بن عازب سے منقول ہی کہ تھے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت اچھی صورت اور نہایت خوش خلقت تمام آدمیون سے
اور حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہی کو نہ دیکھی مین نے کوئی چیز بہتر اور خوشتر مثل رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ تھے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزرگ باہیبت چمکتا تھا چہرہ مبارک اس محبوب بارگاہ صمدیت کا
جیسے چودھوین رات کا چاند اور جابر بن سمرہ سے آیا ہی کہ دیکھا مین نے اس حبیب کبریا کو ایک
سرخ چادر دھاری دار اوڑھے ہوے چاندنی رات مین پس خدا کی قسم میری نظر مین آپ
ماہتاب سے بہتر تھے، اور آنکھین دلربا آپکی بڑی اور خوشنما اور دونون آنکھون مین سرخ ڈورے
باریک تھے اور پلکین مژہ گانے لمبی تھین اور اندھیری رات مین ویسے ہی دیکھتے تھے جیسا
دن کی روشنی مین اور شفاے قاضی عیاض رضی اللہ عنہ مین آیا ہی کہ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ آلہ
وسلم ثریا مین گیارہ ستارے دیکھتے تھے اور دیکھنا آپکا زمین کی طرف زیادہ تھا بہ نسبت دیکھنے کے
آسمان کی طرف اور اکثر آپ کنکھیون سے دیکھتے اور جو در پہنچے پائین کوئی چیز نہ دیکھتے تمام بدن سے پھر کر
دیکھتے تھے نہ منکرون کا ایسا کہ بے اعتنائی سے نقط گردن پھیرنے پر اکتفا فرماتے اور آگے پیچھے سے برابر
دیکھتے چنانچہ اکثر مقتدیون سے فرماتے کہ تم مجھسے پہلے رکوع اور سجدہ نہ کیا کرو کہ مین تمکو آگے اور
پیچھے سے برابر دیکھتا ہون اور چھپا نہین ہی مجھپر رکوع اور سجدہ تمہارا اور دیکھتا ہون مین اس چیز کو

کہ تم نہین دیکھتے اور سنتا ہون اُس چیز کو کہ تم نہین سنتے اور تھی پیشانی منور کشادہ اور اگر کبھی پیشانی نورانی پر چین پڑتی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ٹکڑا ماہتاب کا ہی اور تھین بھوین مبارک باریک اور لطیف بھری کھنچی ہوئین آخر گوشہ چشم تک مانند کمان خوش خم کے اور درمیان دونون بھوون کے ایک رگ تھی کہ جب آپ غصے مین آتے تھے وہ رگ حرکت کرنے لگتی تھی اور دونون بھوین جدا جدا تھین بہتی نہ تھین اور بینی مبارک نہ بلند تھی نہ پست اور اُسپر ایک روشنی تھی جو بلا تامل دیکھتا جانتا کہ ناک آپکی اونچی ہی حالانکہ حقیقت مین وہ بلندی بینی مبارک کی نہ تھی بلکہ بلندی اُس نور کی تھی جو اُسپر شعلہ مارتا تھا اور رتھے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشادہ دہن اور کشادگی دہن کی نزدیک عرب کے مردون مین بہتر ہوتی ہی نہ عورتون مین اور جوبات دہن شریف سے نکلتی بوری نکلتی تھی نہ یہ کہ آدھی اور کٹی نکلے اور دانت آپکے برابر اور منبسط ابراق اور سفید تھے اور لگے کے دانتون مین کھڑکی تھی جب باتین کرتے دکھائی دیتا کہ آپکے اگلے دانتون سے روشنی نکلتی ہی اور رہونٹ آپکے نہایت سرخ اور باریک تھے اور رخسار ہمایون نہ بہ گوشت اور نہ کم گوشت اور لعاب دہن مبارک شفائے بیماران اور مرہم زخمگاران تھا اور تاثیرات لعاب دہن شریف کی بیشمار ہین تتمہ اُسکا یہ ہی کہ ایک دن ابی جہل لعین سے ایک شخص کا ہاتھ کاٹ ڈالا تھا آپ نے لعاب دہن مبارک ملوا دیا فی الفور وہ جیسا تھا ویسا ہو گیا اور یا تتمہ محمد بن عتیب کا اُبلتی دیگ مین جلگیا تھا لعاب دہن شریف کے ملنے سے اچھا ہو گیا اور آنکھین امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی روز جنگ خیبر کے دُکھنے آئین تھین اور وہ وقت لڑائی کا تھا جناب امیر کرم اللہ وجہہ نے شکایت اُسکی معنوی نور نبوی مین کی جناب عالی مقام نے لعاب دہن اپنا لگا دیا وے اُسی وقت اچھی ہو گئین اور ام کلثوم کو جنگ اُحد مین جو زخم پہونچا تھا سو لعاب دہن مبارک کے لگانے سے اچھا ہو گیا اور سر مبارک آپکا بڑا تھا اور بڑائی اُسکی درجۂ اعتدال مین تھی اور یہ دلیل ہی زیادتی عقل پر موافق قوت دماغ کے اور بال سر مبارک کے نہ بہت نرم تھے نہ بہت سخت اور نہ پیچدار مثل ابشیون کے اور سیاہ رنگ تھے اور درازی اور کوتاہی اُنکی باعتبار اختلاف احوال اور وقات کے تھی کبھی جب اوقات مین کہ تیل ڈالتے تھے اور کنگھی کرتے تھے کندھے تک بہونچتے تھے اور کبھی آدھے کان تک یا کان کی لو تک رہتے تھے اور کبھی چاروں طرف لٹکتے تھے اور کبھی ادھر اور اُدھر ہوتے اور بیچ مین مانگ نکل آتی نہ یہ کہ آپ قصداً مانگ نکالتے اور سر پر ایام حج اور عمرے کے کبھی سر مبارک کو نہین مُنڈوایا اور بال کتروانے کا اکثر اتفاق ہوا

اور تمام سر پر بال رکھنا سنت ہو گا بہت بالوں کو آراستہ اور پیراستہ کرنا ممنوع ہو اور درمیان سر اور ابتر بال رہنا بھی مکروہ ہو اور توسط ہر حال میں بہتر ہو اور جس شخص سے بالوں کی خدمت نہ ہو سکے اسکو منڈوانا بہتر ہو اور خضاب میں آپکے علما کا اختلاف ہو اور مختار محدثین کا یہ ہو کہ آپکا بڑھاپا اسقدر نہ پہونچا تھا کہ حاجت خضاب کی ہوتی تمام سر اور ڈاڑھی میں جو وہ یا ستر و یا اٹھارہ بال سفید تھے نوبت بیس بال سفید ہونے کی نہیں آئی تھی سو وے بھی تیل ڈالنے کے وقت چھپ جاتے تھے اور ظاہر نہیں ہوتے تھے اور یہ جو مروی ہو کہ تزویک انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بال مبارک رنگین تھے پس تاویل اسکی یوں ہو کہ حقیقت میں وے خضاب کیے ہوے نہ تھے بلکہ خوشبو دار چیزوں میں ملا کر رکھا تھا اس سبب سے رنگین معلوم ہوتے تھے یا انس نے انکو خضاب کر کے رکھا ہو سو وے تا کہ بسبب خضاب کے متحکم اور مضبوط رہیں اور اسی طرح کا کلام مدارج النبوۃ میں ہو اور ڈاڑھی مبارک گھنی تھی کہ سینہ کو بھر لیتی تھی اور ایک مٹھی لمبی تھی اور ترمذی نے اور قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہو کہ اگر ریش مبارک اسقدر سے زیادہ بڑھ جاتی تھی کتروا ڈالتے تھے اور کترواتے تھے بال ہونٹوں کے اور فرماتے تھے جو نہ کتروا وے بال لبوں کے وہ مجھ سے نہیں ہو اور مونچھ منڈانی میں اختلاف ہو بعضی احادیث میں نورہ اور بعضی میں حلق آیا ہو اور دونوں روایتیں ضعیف ہیں اور روایت حلق کی زیادہ ضعیف ہو اور ناخنوں کو جمعرات یا جمعہ کے دن کٹواتے تھے اور کیفیت اسکے ترشوانے کی یہ تھی کہ شروع فرماتے تھے سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اور تمام کرتے تھے اسی سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے پر اور جدا نہیں ہوتی تھی آپ سے کبھی کیا حضر میں کیا سفر میں مسواک اور کنگھی اور جب سر میں تیل ڈالتے اور ڈاڑھی میں کنگھی کرتے آئینہ دیکھتے تھے اور گردن مبارک بلند تھی اور از بس صفائی سے بجلی سی چمکتی تھی اور سینہ صفا گنجینہ اس مخزن اسرار دو عالم کا چوڑا تھا اور پیٹ سینے کے برابر تھا نہ سینہ شکم سے بلند اور نہ شکم سینے سے اور سینہ شریف سے ناف تک بالوں کی سیلی تھی باقی سینہ اور پیٹ صاف تھا اور دونوں بازو اور دونوں کندھوں اور دونوں ساق پر بال تھے اور وہ جو حدیث میں آیا ہو کہ بدن مبارک خالی تھا بالوں سے مراد اس سے یہ ہو کہ سوا ان جگہوں کے بال نہ تھے اور بہت نہ تھے اور قبلین شریف سفید نہ تھے رنگ تمام بدن کے تھین اور بدرنگ مثل اور لوگوں کی بغل کے نہ تھین اور بو مشک اذفر کی بغل شریف کے پسینے سے آتی تھی اور پیٹھ آپکی صاف اور برابر تھی اور درمیان دونوں شانوں کے قریب سینے کے شانے کے مہر نبوت مثل کبوتر کے انڈے کے چمکتی تھی اور شیخ ابن حجر مکی نے شرح مشکوٰۃ

شریف میں لکھا ہو کہ مُہر نبوت میں لکھا تھا اللہ وحدہ لا شریک لہ ترجمہ جیت شدست فاتک منصور لیکن موضع لکھے ہوئے کو تعیین نہیں کیا اور مُہر نبوت کی صفت میں اور بھی اقوال بہت ہیں بعضے کہتے ہیں کہ وہ ایک گوشت کا ٹکڑا بلند تھا اور اُس پر تل تھے اور بعضے قائل ہیں کہ مانند تکمے کے اور بعضے مانند غدود اور بعضے مثل سیب کے اور بعضے مانند بیضہ کبوتر کے انڈے کے کہتے ہیں مگر حقیقت میں وہ خزانہ امیر ارالٰہی تھا کہ سوائے پروردگار کے کوئی اُسکی حقیقت سے واقف نہ تھا اور وہ مُہر مخصوص بذات پاک تھی کسی نبی کو نہ ملی اور جیسی روایات میں آیا ہو کہ بعد وفات شریف کے وہ مُہر نبوت غائب ہو گئی اور اسی سے پہچانی گئی وفات شریف آپکی اور دراز تھے دونوں ہو بچے اُس بحر کرم کے اور فربہ تھے دونوں بازو اور کشادہ اور نرم تھیں ہتھیلیاں زیادہ ریشمی کپڑے سے جیسا کہ نقل کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کوئی ریشمی کپڑا حضرت کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہ چھوا اور نہ سونگھی بوئے مشک اور عنبر اور نہ کسی عطر سے زیادہ خوشبودار اور نرم اور تلوے ایسے خالی تھے کہ بہتا پانی تلوے کے نیچے سے نکل جاتا اور کہ تھا گوشت ایڑیوں مبارکین اور پاؤں کے انگوٹھے کے پاس کی انگلی سب انگلیوں سے بڑی تھی چنانچہ معاہب لدنیہ میں مسیونہ بنت کرزم سے روایت کی ہو کہ گویا وہ منظر میں دیکھتی ہوں میں نے دونوں قدم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مجکو خوب یاد ہو کہ انگوٹھے کے پاس کی انگلی اور انگلیوں سے لمبی تھی اور جوڑ ہڈیوں کے بھاری اور مضبوط تھے اور دونوں بندلیاں باریک اور لطیف اور قدمہائیں اُس نونہال باغ وحدت کا نہ بہت چھوٹا نہ بڑا بلکہ میانہ قد تھے باوصف اسکے جب اور لوگوں کے ساتھ چلتے آپ ہی اُنسے اونچے معلوم ہوتے اور جب تنہا تشریف فرما ہوتے مرد میانہ قد سمجھے پڑتے اور اور بدن نازنین آپکا نہ زیادہ دبلا نہ نہایت طیار اور گوشت بدن کا کسا گٹھا ہوا اور رنگ اُس گل گلستان رسالت کا سرخ سفید تھا اور جیسی روایات میں آیا ہو کہ رنگ مبارک آپکا لال میں میں سرخ اور سفید تھا اور جوانی میں پختہ ہو کہ قدم گون ہو گیا تھا اور جمال دلربا اُس مید اُس وجان کی نہایت قوت اور سرعت سے تھی اور قدم کو جما کر رکھتے گویا اونچے سے نیچے کو اُترتے تھے اور منقول ہو کہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ دیکھا میں نے کسی کو جلد چلنے والا زیادہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گویا لپیٹی تھی زمین آپکے قدم مبارک کے تلے اور ہم بہت محنت اور مشقت کرتے تھے اور دوڑتے تھے تب حضرت کے ساتھ ہو سکتے تھے اور اب بے تعب اور بلا تکلف چلے جاتے ہیں اور یہ جمال اور لوالعزم اور اہل ہمت اور شجاعت کی ہو اور عادات فیض سمات سے یہ تھا کہ گاہے

۱۲ منہ

سوار ہوکر اور کبھی پیادہ پا اور کبھی نعلین پہنکر اور کبھی ننگے پیر چلتے تھے اور جب صحابہ کے ساتھ چلتے تھے
انکو آگے کرتے تھے اور آپ پیچھے چلتے تھے اور فرماتے کہ پیچھا میرا فرشتون کے لیے چھوڑدو
اور بوے بدن اطہر کی ایسی تھی کہ بے استعمال خوشبویون کے ہرگز مشک وعنبر وغیرہ عطریات کی اسکو
نہین ہوسکتی تھی اور جن کوچون مین کہ آپ تشریف لیجاتے وہ رستہ اُنکی بوسے مہک جاتا اور
اصحاب لوگ جان جاتے تھے کہ آپ اِسی رستے سے تشریف لیگئے ہین اور جنہون درو دیوار مدینہ طیبہ کے
مشتاقون اور دوستون کو وہی اُنکی بو آتی ہو اور تربت شریف مین ایک خوشبو خاص ہو کہ دنیا مین پھر
کسی اور چیز مین نہین ہو شعر ورمان زمین کہ نسیمے مذ زطرۂ دوست ۔ بچہ جاے دم زدن نافہاے
تاتاری ست ۔ اور جو کوئی آپ سے مصافحہ کرتا تمام روز اُسکے ہاتھ مین خوشبو آیا کرتی اور اگر
دست حق پرست اپنا کسی لڑکے کے سر پر مل دیتے وہ لڑکا اور لڑکون مین خوشبو دار مشہور اور
ممتاز ہوتا اور آپکے پسینے سے بو مشک اور عنبر کی آیا کرتی اور عورتین پسینا آپکا لیکر اپنے بدن مین
ملتی تھین مرتون اُنکے بدن سے اسکی خوشبو نہ جاتی تھی چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے
روایت ہو کہ ایکدین جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور آرام فرمایا
اور وقت سونے کے پسینا بہت نکلتا تھا پس میری مادر سلیم وہ عرق مبارک ایک شیشہ مین جمع
کرتی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوے اور فرمایا اے ام سلیم کیا کرتی ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسینا آپکا لیکر جمع کرتی ہون مین کہ اور خوشبویون مین ملا کر بستعمال
کرونگی کہ یہ سب خوشبویون سے بہتر ہی روایہ مسلم اور منقول ہوا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص
چاہتا تھا کہ اپنی لڑکی کو اُسکے مردے گھر بھیجے مگر خوشبو کے لیے کہ تا لعنون کو ضرور ہو اُسکے پاس
کچھ نہ تھا پس حضور جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آکر عرض کیا کہ کچھ مجھے عنایت
فرمایئے تو اُس سے خوشبو مول لیکر اپنی لڑکی کو دون مین اُسوقت حضور اقدس مین بھی کچھ موجود
نہ تھا پس اُس معدن افضال وکرم نے ایک شیشی منگا کر تھوڑا سا پسینا اپنے بدن کا دیا اور فرمایا
کہ یہ اپنی لڑکی کو دے کہ اپنے بدن مین ملے اور جب کم ہووے تو اور خوشبو اسمین ملا لیوے پس
وہ لڑکی اُس خوشبو کو لگایا کرتی اور تمام گھر اُسکا اُس خوشبو سے معطر رہتا اور جب باہر نکلتی
سارے اہل مدینہ کا دماغ معطر ہو جاتا اور اُسکے گھر کا نام بیت المطیبین مشہور ہوا اور بعضی احادیث
مین آیا ہو کہ فرمایا جناب رسول والا مقام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جب مین معراج کے
سفر سے پھرا میرے بدن کے پسینے کا ایک قطرہ زمین پر ٹپکا اُس سے گلاب کا پھول پیدا ہوا

جی چاہے کہ میری بو سونگھے وہ گلاب کے پھول کو سونگھے ہر چند کہ محدثین کو اس حدیث کی صحت میں کلام ہے
مگر بقطع نظر سند و قطع نظر اس کے یہ ایک ادنیٰ بات ہے اور کچھ عجب کی بات نہیں ہے کذا
فی المواہب اور آپ باوجود یکہ ہمیشہ خندہ رو رہتے تھے لیکن کبھی کھلکھلا کر نہ ہنسے اور اکثر مسکراتے تھے
اور کبھی مقطع دانت آپکے کھل جاتے مگر آواز منہ سے نہ نکلتی تھی اور آپکے دانتوں کی روشنی سے
دیواریں روشن ہو جاتیں جیسا کہ مروی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب ہنستے تھے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشن ہو جاتی تھیں دیواریں آپکے دندان مبارک کی روشنی سے اور رونا جناب
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی اسی قبیل سے تھا کہ آواز منہ سے نہیں نکلتی تھی فقط آنسو آنکھوں
سے جاری ہوتے تھے اور سینہ مبارک سے آواز مثل جوش دیگ کے سنی جاتی تھی اور بعضی روایات میں ہے
کہ مانند چکی کے سینہ شریف سے آواز آتی تھی اور رونا اس شفیق بیکساں کا بسبب جلال الٰہی یا شفقت
امت اور رحمت میت کے ہوتا تھا اور اکثر کلام مجید کے سننے میں یا تہجد کی نماز میں اور آواز
شریف آپکی سب آوازوں سے شریف اور صاف تھی اور اس جگہ پہونچتی تھی کہ کسی کی آواز
وہاں نہ پہونچتی خصوصاً خطبہ پڑھنے اور نصیحت کرنے کے وقت یہاں تک کہ پردہ کی بیٹھنے والیاں
اپنے اپنے گھروں میں وعظ اور نصائح آپکے سنتی تھیں اور خطبہ پڑھا اس سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایام حج میں منا میں جو لوگ وہاں حاضر تھے کیا دور کیا نزدیک سب نے سنا
اور جو لوگ وہاں موجود نہ تھے اپنے اپنے گھروں میں آپکی آواز سنتے تھے اور آپکے برابر
کوئی خوش بیان نہ تھا منقول ہے کہ ایکبار امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کہ ہم لوگوں سے کہیں باہر نہیں گئے اور نہ ہم لوگوں سے
آپ نے کچھ سیکھا اور نہ ہم میں بیٹھے پھر یہ بلاغت اور فصاحت آپ کہاں سے لائے آپ نے فرمایا کہ
لغت اور بولی اسمٰعیل علیہ السلام کی مٹ گئی تھی اسکو جبرئیل علیہ السلام لائے اور میں نے یاد کر لی
اور بھی فرمایا کہ ادبنی ربی فاحسن تادیبی یعنی سکھایا مجکو میرے پروردگار نے نیک ادب میں تعلیم
یافتہ جناب کبریا کا ہوں اور یہ کہ میں نے سعد بن بکر میں کہ میری دائی حلیمہ سعدیہ کی قوم ہیں
پرورش پائی ہے اور وے لوگ افصح عرب تھے اور آپکی عادت تھی کہ وعظ اور نصائح کے وقت ایک ایک
بات کو تین تین بار تکرار فرماتے تھے اور کلام جدا جدا بولتے تھے تاکہ سننے والے کی سمجھ میں خوب آجاوے
اور شک اور شبہہ نہ رہے اور حاصل کلام اس گفتگو کا یہ ہے کہ سب اعضائے شریف اور صورت لطیف
نہایت خوبی اور زیبائی اور اعتدال میں تھی اور وصف خلاصۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حسن و کمال

ظاہری اور باطنی خوبیوں میں شریک اور ہمتا نہیں رکھتے تھے ؎ نما نظر العیون بمثل جمالہ ✤ ولا وصفت اذنی کمثل محمد ✤ ولا شرفت ارض بمثل نعالہ ✤ ولا سمعت اذن کذکر محمد ✤ ؎ ہر چہ از ساباں جمال است رخ خوب ترا ✤ ہمہ ہر دو کمال ست کما لا یخفی ✤ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وصل یہ ذکر ہے اخلاق عظیمہ اور صفات کریمہ اُس پاکیزہ سرشت کا جو تمام اہل عالم تو کسی بشر میں صفات اور ملاحت اور لطافت ظاہری ویسی نہ جمع ہوئی جیسی اُس حبیب کبریا میں جمع ہوئی اور نہ جمع ہوئے کسی انسان کے باطن میں کمالات پسندیدہ اور خصائل حمیدہ جیسے کہ جمع ہوئے اُس خاتم الانبیا کی سیرت میں اور جو جمال جہان آرائے نبوی کہ اصل خلقت میں تھا اگر وہ تمام و کمال عالم ظاہر میں ظہور کرتا کسی کو دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی اور اُس روئے زیبا کا جلوہ کسی دیکھنے والے کے ہوش و حواس باقی نہ رکھتا اور بسبب اجتماع ان سب مکارم اخلاق اور محامد صفات کے اور کثرت اور قوت اور عظمت کے آیکی ذات فیض آیات میں حق تعالےٰ نے اپنی کتاب کریم میں آپکو ساتھ صفت خلق عظیم کے یاد فرمایا کہ انک لعلی خلق عظیم اور آپکے خلق عظیم کی کچھ حد اور نہایت نہیں ہو کہ تحریر اور تعریف میں آوے کیونکہ آپ تو متخلق اور متصف ساتھ جمیع صفات اور صفات الٰہیہ بغیر تناہیہ کے تھے اور مظہر اتم اُن سب کے علی وجہ التساوی ذوالکمال کرکے ہوئے پس کیونکر کوئی اسکو احاطہ کر سکے ایک صحابی نے جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ آپ فضائل اور کمالات جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنیے کہ میں انکو اختیار کروں جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تو نعمتین دنیا کی گن سکے تو میں بھی آپکے کمالات اور اخلاق کی تعداد کروں اُس صحابی نے کہا کہ نعمتین دنیا کی سے انتہا ہیں مجھے طاقت اُنکے تعداد کرنے کی نہیں پس فرمایا جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ تو دنیا کی نعمتوں کو کہ بحکم قل متاع الدنیا قلیل کے بہت کم ہیں تعداد نہیں کر سکتا ہو پس میں کمالات اور اخلاق ایسے شخص کے کہ حق تعالےٰ انکو ساتھ خلق عظیم کے یاد کرتا ہو کسطرح تعداد کر سکوں آور کرم اور مہربانی اور رافت اِس سے زیادہ کیا ہوگا کہ جب روئے مبارک کے آپکا دانت شہید ہوا اور سر مبارک میں زخم پہونچا تو اصحاب آپکے بیقرار ہوئے اور عرض کیا کہ کاش آپ اِن کافروں کو بددعا فرمایئے کہ اپنی منہ کو پہونچیں فرمایا میں کسی کی بددعا کرنے کے لیے نہیں آیا ہوں اور حق تعالےٰ نے مجھکو اسواسطے بھیجا ہو کہ سرگشتگان بادیۂ ضلالت اور گمراہی کو راہ ہدایت پر پہونچاؤں اور یہ کہا تھا کہ فرمایا اللھم اہد لقومی فانھم لا یعلمون یعنی اے بار خدا ہدایت کر تو میری قوم کو کہ یہ ناواقف ہیں اور اپنا نفع اور ضرر نہیں سمجھتے ہیں

وصل ہذا اخلاق عظیمہ وصفات کریمہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ؎ ترجمہ یعنی تو اے میرے خلق کو بخش اور اچھا کر شکل خلق کو ۱۲ ✤

ع بحسن وخلق ووفا کس بیار ما نرسد ✤ ترا درین سخن انکار کار ما نرسد ✤ ہزار نقش برآید ز کلک صنع ووے ✤ بدلپذیری نقش نگار ما نرسد ✤ ہزار نقد بہ بازار کائنات آرند ✤ کسے بسکۂ صاحب عیار ما نرسد ✤ اگرچہ حسن فروشان بجلوہ آمدہ اند ✤ کسے بحسن وملاحت بیار ما نرسد ✤ الخ غرض وجوہ احاطہ جمیع اخلاق جمیلہ اس خلاصۂ موجودات کا متعذر اور احاطۂ طاقت بشری سے باہر ہے بعضے آنحضرت کے لکھے جاتے ہیں تا پڑھنے والے کو ایک ذوق اور سننے والے کو شوق زیادہ ہو ورنہ بجز اسکے صبر اور حلم اور عفو اور تواضع اور فروتنی ہے اور یہ بڑی صفات نبوت کی ہیں کیونکہ جبتک یہ صفات نہ ہوویں بار نبوت کا کون اٹھاوے جبکہ حق تعالے انبیاء سابقین کے حال سے خبر دیتا ہے کہ ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علی ما کذبوا وأوذوا اور حکم صبر اور عفو کا فرماتا ہے فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ۔ فاعف عنہم واصفح یعنی صبر کرو تم اے نبی جیسا صبر کیا انبیاء اولوالعزم نے اور عفو اور درگذر کرو تم انکے ستانے سے اور ظاہر ہے کہ صبر اس معصوم حلم کا کافروں کے ستانے پر حد سے زیادہ تھا جیسا کہ آیا ہے حدیث شریف میں کہ ما اوذی نبی مثل ما اوذیت یعنی نہ ایذا دیا گیا کوئی نبی جیسا کہ ایذا دیا گیا میں اسواسطے کہ جیسی رغبت خاطر مبارک کی امت کے اسلام لانے میں بہت تھی ویسی اذیت کفار کے ہاتھ سے بہت اٹھائی اور اسواسطے جو ادراک نازک مزاج ہوتا ہے تھوڑا صدمہ بھی اسکو بہت معلوم ہوتا ہے پھر کیا پوچھنا ہے ایسے شخص کا کہ جسکی لطافت مزاج اور نزاکت خاطر کی کچھ انتہا نہ ہووے اور اسکے وسعت اخلاق کا یہ ایک شمہ اور نمونہ ہے کہ فرمایا صل من قطعک یعنی مل تو اس شخص سے جو تجھسے نہ ملے اور بہت ہووے اسکو جو کچھ سمجھ نہ ووے اور عفو فرما اس سے جو تجھپر ظلم کرے اور حدیث ام المؤمنین حضرت عائشۂ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں آیا ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات یا مال کے لیے کبھی کسی سے بدلا نہ لیا مگر اس شخص سے جو خلاف حکم خدا کے کرتا تھا اور اسکے اوامر اور نواہی کو نہ مانتا تھا اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنی بھیجا گیا میں تا کہ مکارم اخلاق انبیاء سابقین کے کہ صفوت حضرت آدم علیہ السلام اور نسم حضرت ادریس علیہ السلام اور شکر نوح علیہ السلام اور جود ہود علیہ السلام اور عبادت صالح علیہ السلام اور خلت خلیل اور حلم اسمٰعیل علیہ السلام اور غیرت یوسف علیہ السلام اور عزم موسیٰ علیہ السلام اور صبر ایوب علیہ السلام اور عدل داؤد علیہ السلام اور تمکن سلیمان علیہ السلام اور امر بالمعروف یحییٰ علیہ السلام اور زہد عیسیٰ علیہ السلام ہے ان سب کمال کو پہونچاؤں ربانی خط سبز بر لب لعل و ترخ زیبا فلوی ✤

✤ نوٹ: [illegible] ✤

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ✤ شیوہ و شکل و شمائل حرکات و سکنات ✤ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ✤ اور حاکم اور طبرانی نے روایت کی ہو کہ زید بن سعید یہودی نے کہا کہ مین نے تمام صحائف تمہید آخر الزمان کے کہ کتب سماویہ مین دیکھے تھے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پائے مگر چھ باتون کا ضبط کرنا اور سخت بات کے مقابلہ مین آپکا نرمی کرنا مجھپر ظاہر ہوا پس مین اُسکے امتحان کی فکر مین ہوا ناگاہ آپ نے مجھسے چند من خرمے قرض مول لیے اور فرمایا کہ اتنی مدت مین ادا کرونگا تمہو زمرہ و عدہ پورا نہوا تھا اور جو مدت آپ نے مقرر فرمائی تھی وہ نہ گذری تھی کہ مین نے تقاضا سخت شروع کیا اور ترش روئی اور درشت خوئی بہت کرکے دامن مبارک آپکا پکڑکر کھینچا اور کہا اُٹھیے اور قرض میرا دیجیے مین ہرگز آپکو نہ چھوڑونگا جبتک کہ آپ قرض میرا نہ دیجیے گا اور یہ اسواسطے کہا کہ وہان لوگ بہت جمع تھے شاید غیرت سے آپکو غصہ آوے اور آپکی زبان سے کوئی سخت بات نکلے پس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوے اور مطلق یہ عذر نہ کیا کہ ابھی میعاد و عدہ کی نہین گذری اور ذرا بھی خفا و تنگ نہ ہوے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کمال غضب مین آکر تلوار میان سے کھینچکر کہا کہ اے دشمن خدا کے اپنی بہودگی سے باز نہین آتا ہی اور کلمات بے ادبانہ زبان پر لاتا ہی ابھی تجھکو مار ڈالتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور کہا اے عمر مجھکو تمسے یہ توقع نہ تھی چاہیے تھا کہ تم اسکو از راہ لطف اور مہربانی کے نصیحت کرتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نادم ہوکر تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو صبر نہین اور یہودہ کوئی اسکی مجھسے نہین ہٹی جاتی اگر فرمایئے تو قرض اسکا دے ڈالون فرمایا بہتر ہے مگر بیس صاع خرمے میری طرف سے اور اسکو دینا بجز اس کلام کے سننے کے مین اُسکے پانون پر گرا اور مشرف بایمان ہوکر تصور اپنا معاف کروایا اور روایت کی ہو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک دن مین ہمراہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاتا تھا پس ایک اعرابی رستے مین ملا اور اپنی چادر کو اپکی گردن مبارک مین ڈالکر ایسا زور سے کھینچا کہ اُسکے صدمہ سے گردن مبارک چھل گئی اور کہا میرے دو اونٹ ہین اُنکو بھر دو آپ نے فرمایا کہ جبتک تو مجھکو نہ چھوڑیگا مین تیرے اونٹ نہ بھروؤنگا اُسنے کہا خدا کی قسم جبتک یہ اونٹ میرے نہ بھر دینگے مین نہ چھوڑونگا تب آپ نے ایک شخص کو بلا کر فرمایا کہ اسکے ایک اونٹ کو خرمون سے اور دوسرے کو جو سے بھر دو اور بڑی مہربانی جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ہو کہ آپ نے بخش دی تقصیر لبید بن اعصم یہودی کی کہ اُسنے آپ پر سحر اور جادو کیا تھا اور بخش دیا قصور یہودیہ خیبر کا کہ اُس بے نصیب نے آپکو بکری کے

گوشت مین زہر دیا تھا اور منقول ہی کہ ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے سے جاگے دیکھا کہ ایک کافر تلوار کھینچے سر ہانے کھڑا ہی اور کہتا ہی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسوقت آپکو میرے ہاتھون سے کون بچانے والا ہی فرمایا کہ اللہ ہی یہ کہتے ہی اُسکے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھالی اور فرمایا کہ اب کہ مجھکو مجھسے کون بچانے والا ہی پس وہ کافر ڈرا اور کانپنے لگا پھر اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوڑ دیا اور اُسکا قصور معاف کیا وہ اپنی قوم مین گیا اور کہنے لگا کہ مین اسوقت بہترین خلق کے پاس سے آیا ہون کہ اُنھون نے مجھسے بہت بڑی تقصیر دیکھی اور باوجود یکہ اُنکو بدلا لینے کا اختیار تھا مگر اپنے حلم اور رحمت سے مجھکو چھوڑ دیا اور میرے جرم کو معاف فرمایا اور منقول ہی کہ ایک شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پکڑ لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شخص چاہتا ہی کہ آپکو مار ڈالے فرمایا مت ڈر واگر یہ شخص چاہتا ہی کہ مجھکو مار ڈالے تو ہرگز نہ مار سکیگا اور اسکو چھوڑ دیا اور منجملہ وسعت خلق اور حلم اُس سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ تھا کہ مخالفون کے ساتھ ایسا حسن سلوک فرماتے تھے کہ کسی بشر کا مقدور نہین کہ اپنے مخالفون سے ایسی نیکی کرے اور اسی سبب سے حق سبحانہ تعالی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتاکید فرماتا ہی کہ یا ایھا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ولیکن وہ رحمۃ للعالمین اپنی کمال رافت اور رحمت سے اُنکے گناہون کو عفو فرماتے تھے اور جو شیعہ اُنکے لیے استغفار کرتے تھے یہانتک کہ ایکدن صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود نزول آیہ جہاد کے آپ کافرون کے ساتھ ملاطفت اور مہربانی کیون فرماتے ہین اور ان منافقین کے لیے مغفرت کیون طلب کیا کرتے ہین فرمایا حق سبحانہ تعالی نے مجھکو اختیار دیا ہی چاہون اُنکے لیے مذاب طلب کرون اور چاہون اُنکی مغفرت مین مصروف رہون پس اختیار کیا مین نے استغفار کو اور یہ نہایت عفو اور رافت اور اغماض اُس مالیمناب کا ہی اور صحیح بخاری مین بروایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہی کہ ایک شخص آیا اور اجازت چاہی کہ گھر کے اندر آسکے حضور پر نور مین آوے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو اجازت دی جب وہ شخص سامنے ہوا فرمایا یہ شخص اپنی قوم مین بہت بڑا ہی اور جب پاس آکر بیٹھا آپ نہایت خلق اور کمال ملاطفت اور کشادہ روئی سے پیش آئے ام المومنین فرماتی ہین جب وہ چلا گیا مین نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ نے اُسکو دور سے دیکھا تب یون فرمایا اور جسوقت وہ آکر بیٹھا نہایت اور شفقت اُسکے حال پر بہت فرمائی فرمایا اے عائشہ مجھکو تمنے کبھی بدمزاجی بدگوئی کرتے دیکھا ہی بیشک اللہ تعالے کے نزدیک وہ شخص نہایت برا ہی جسکی بدمزاجی اور بدخوئی سے لوگ ڈر کر جدا ہون

۱۶۱

اور اُسکی صحبت سے بہت بہرہ پذیر ہوئیں اور کبھی کبھی بیماری میں مزاج پرسی کو بھی آیا کرتی تھیں ایک بوڑھی مدینہ کی آیا کرتی تھی اور اُسکی بڑی عزت کرتے تھے اور جہاں جاتی تھی وہاں لیجاتی تھی اور آپ ہرگز اُس سے انکار نہیں کرتے تھے اور سنجیدہ نہیں ہوتے تھے اور کبھی آسی زمانہ میں ایک عورت دیوانی تھی اور بہت خیالات فاسدہ اور وہمیات لاطائل اُسکے جی میں آتے تھے اور لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے سے شرماتی تھی لیکن بارہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتی تھی اور تنہا بیٹھ کر وہ سب وہمیات کہتی تھی اور جب دوسرے کسی کو دیکھتی تھی کہتی تھی کہ یہاں سے اٹھ چلو اور جگہ بیٹھو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب تکلیفات گوارا فرماتے اور ہرگز اُس سے تنگدل اور رنجیدہ خاطر نہ ہوتے اور تہذیب تر ندی میں ہے کہ آپ نے کسی خادم کو کبھی سخت آواز سے نہیں پکارا اور اپنے انتقام کے واسطے اذیت نہیں پہونچائی اور کبھی صحابہ کے روبرو پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھے اور جو کوئی آپکی ملاقات کے لیے آتا جبتک وہ نہ اُٹھتے تھے اور نہ آنحضرت تھے اور جو کوئی یا رون میں سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہکر پکارتا تھا بجز اسکے کہ حاضر ہو اور کوئی لفظ نہیں بولتے تھے اور ہر قوم کے بزرگ کی تعظیم اور اکرام فرماتے تھے اور اصحاب اور اہل مدینہ پر کمال عنایت کرتے تھے یہانتک کہ ہر ایک گمان کرتا تھا کہ ہمسے زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو نہیں چاہتے ہیں اور جو کوئی آپکا ہاتھ پکڑتا تھا جبتک کہ وہ آپ سے نہ چھوڑتا آپ اپنا ہاتھ اُس سے نہ چھوڑاتے اور بسبب آپکی شفقت اور عنایت کے سب لوگ آپکو بجائے اپنے باپ کے سمجھتے تھے اور آپکے نزدیک حق میں سب برابر تھے کوئی زیادہ مستحق کسی دوسرے سے نہ تھا اور تھے وہ عالی جناب ہمیشہ تازہ رو خندہ پیشانی خوش خلق نرم خو اور نہ تھے زشت خو سخت گو فحاش عیب جو اور جو آپکے پاس آتا تھا اُسکی تعظیم کرتے تھے یہانتک کہ اپنی چادر بچھا دیتے تھے اور تکیہ عنایت فرماتے تھے اور کلام کسی کا قطع نہیں کرتے تھے جب وہ آپ سے جب رہتا تھا تب اب دیتے تھے اور کبھی حاجتمندوں کے لیے نماز میں تخفیف کرتے تھے اور حال اور حاجت اُنکی پوچھتے تھے اور بعد فراغت باقی نماز پڑھتے تھے اور بمزاج پرسی مریض اور مساکین کی کرتے تھے اور فقیروں کے ساتھ بیٹھتے تھے اور قبول کرتے تھے دعوت غلاموں کی اور ایکبار کسی نے جَو کی روٹی اور مدبودار چربی کی دعوت کی آپ نے اُسکو بھی قبول فرمایا اور انکار نہ کیا اور اصحاب میں کمال اختلاط سے بیٹھتے اور اپنے مجلس میں بیٹھتے تھے اور سوار ہوتے تھے حمار پر اور پیچھے لینے کسی کو بٹھا لیتے تھے اور غزوہ بنی قریظہ کے دن ایک حمار پر سوار تھے کہ مہار اُسکی رسّی کی اور پالان اُسکا خرمے کی چھال کا تھا اور اپنے آخر زمانے میں بعد فتح ولایات اور بلاد اور وسعت احوال کے آپ نے اُس اونٹ پر حج کیا کہ جسپر سیرانا پالان تھا اور پرانی چادر چار درم کے قیمت کی اُسپر تھی باوجودیکہ اسی حج میں آپ نے سو اونٹ قربانی کے لیے بھیجے تھے

اور فتح مکہ کے دن جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانون کے لشکر مین تشریف لائے تو سر پاؤن تک جھکائے تھے نہ بادشاہون کی طرح کہ وقت فتح کے سرکش اور سربلند ہوتے ہین اور مروی ہے قیس بن سعد انصاری سے کہ ایکدن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور پلٹتے وقت میرے باپ نے ایک حمار انکی سواری کے لیے لاکر حاضر کیا کہ آپ سوار ہو کر تشریف لیجاوین اور مجھسے کہا اے قیس تو بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوے اور فرمایا اے قیس سوار ہو لے مین نے بسبب ادب کے انکار کیا پھر فرمایا سوار ہو لے یا پھر جا میرے ساتھ مت آ اور ایسے ہی ایک صحابی سوار ہوے جاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھکر اتر پڑے اور عرض کیا کہ آپ سوار ہو لین پس آپ سوار ہوے اور انکو بھی اپنے آگے بٹھا لیا اور عجیب تر اس سے یہ قصہ ہے کہ طبری نے مختصر السیر مین نقل کیا ہے کہ ایکدن جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمار بے یالان پر سوار ہو کر قبا کو تشریف لیے جاتے تھے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پیادہ پا ساتھ تھے فرمایا اے ابوہریرہ مین تجھکو سوار کر لون کہا جیسی مرضی شریف ہووے فرمایا سوار ہو پس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے قصد سوار ہونے کا کیا اور سوار نہ ہو سکے پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑکے چڑھنے لگے دونون زمین پر گر پڑے پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوے اور ابوہریرہ سے فرمایا کہ سوار ہوگا التماس کیا جیسی مرضی مبارک ہو فرمایا سوار ہو پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کودے کو سوار ہوے مین چڑھ نہ سکے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑکر چڑھنے لگے پھر دونون زمین پر گر پڑے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوے اور فرمایا اے ابوہریرہ تجھکو سوار کر لون عرض کیا نہین قسم خدا سے عزوجل کی مین نہین چاہتا کہ ایکبار میسری بار گرانون اور تاریخ طبری مین مذکور ہے کہ ایک روز سفر مین صحابہ سے فرمایا کہ ایک بکری ذبح کرکے کباب پکاؤ سب اٹھے اور ایک ایک کام سب نے اپنے اپنے ذمے لیا تا جلد تیار ہووے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل کو چلے گئے اور وہان سے ایک گٹھا لکڑیون کا اپنے سر مبارک پر رکھکے لے آئے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے اتنی محنت اور مشقت کیون اٹھائی ہم سب کام پر مستعد تھے اور اگر ہمکو معلوم ہوتا کہ آپ اس کام کے لیے تشریف لیے جاتے ہین تو ہم آپکو ہرگز نہ جانے دیتے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے اپنے بندے سے یہ بات مکروہ جانتا ہے کہ اپنے یارون مین ممتاز ہو کر بیٹھے اور انکے ساتھ کام مین شریک نہووے اور انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ مین نے دس برس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی کبھی آپ نے نہ فرمایا کہ یہ کام تو نے کیون کیا یا کیون نہ کیا اور ایکبار نعل مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا تھا ایک صحابی نے عرض کیا کہ اسکو مجھکو عنایت فرمایئے مین اسکو درست کر دون

فرمایا میں نہیں چاہتا ہوں کہ آپ متمکن ہو کر بیٹھیں اور دو سرون سے کام کو کہوں اور سردی ہو تھا وہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایکبار نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس سے ایلچی آئے تھے آپ اُٹھے کہ اُنکی خدمت کریں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو فرمایئے کہ اُنکی خدمت کریں فرمایا ان لوگون نے یارون کی بہت خدمت کی ہے میں چاہتا ہون کہ خود اُنسے سکا عوض کرون اور جناب سرور انام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدمت اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اور کپڑون اور چوتون میں اپنے ہاتھ سے پیوند لگاتے اور اپنے ہاتھ سے بکریان دوہتے تھے اور اونٹ باندھتے تھے اور اُنکو چارہ ڈالتے تھے اور خادمون کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور اُنکے ساتھ خمیر کرتے تھے اور اُنکی محنت اور مشقت بٹا لیتے تھے اور بازار سے سودا اپنا آپ اُٹھا لاتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ کوئی دوسرا اُٹھا لاوے اور فرماتے تھے کہ جسکی خبر ہو اُسکو لائق ہے کہ آپ اُٹھا لاوے ہان اگر ناطاقت ہو تو مضائقہ نہیں کہ اُسکا بھائی اُسکی مدد کرے اور ایک دن ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اُنکی ہیبت اور جلال سے کانپنے لگا آپ نے فرمایا تو مت ڈر میں بادشاہ نہیں ہون میں ایک عورت قریشی کا بیٹا ہون کہ دبا سوکھا گوشت کھاتی تھی عرب اُنسون کا کھانا ہے کھایا کرتی تھی اور سردی ہے عبداللہ بن ابی اوسجا سے کہ میں نے قبل نبوت کے آپ سے کچھ مول لیا تھا اور اُسکی تھوڑی قیمت باقی رہی تھی میں نے کہا کہ آپ یہان توقف کریں میں یہیں لیتے آتا ہون میں میں جاکر بھول گیا تین دن کے بعد مجھکو یاد آیا ناگاہ دیکھا میں نے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسی جگہ بیٹھے ہین فرمایا اے عبداللہ تو نے مجھکو بہت مشقت میں ڈالا میں تین دن سے اسی جگہ تیرا انتظار کرتا ہون اور یہ غایت تواضع اور صبر اور صداقت وعدہ تھا اور منجملہ تواضع اُس فخر بنی آدم کے یہ تھا کہ کبھی کھانے میں عیب نہ کیا اور زبان مبارک سے نہ فرمایا کہ یہ بدمزہ ہے یا بے نمک یا ترش یا علیظ یا ذوق ہے اگر خوش آتا تھا کچھ کھا لیتے تھے اور جو بدمزہ ہوتا تھا چھوڑ دیتے تھے اور دنیا باوجود اسکے کہ رہائت اور حقارت اور مذمت اُسکی زبانون پر مشہور ہے لیکن آپ نے کبھی اُسکو برا نہیں کہا بلکہ فرماتے تھے دنیا کو گالی مت دو کہ یہ مسلمان کی اچھی سواری ہے کہ نیکی تک پہونچاتی ہے اور بدی سے بچاتی ہے اور ایسے ہی منع فرماتے تھے زمانے کو برا کہنے سے اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ لاتسبوا الدہر فانا الدہر یعنی فرمایا ہے حق تعالے نے کہ برا مت کہو اور گالی مت دو زمانے کو اسواسطے کہ میں زمانہ ہون یعنی خالق اُسکا اور اُسکی نیکی اور بدی کا میں ہون پس اُسکو بد کہنا میری طرف عائد ہے اور عادات فیض سمات سے یہ تھا کہ سبقت کرتے تھے سلام میں اور جواب سلام کا دیتے تھے جو کوئی آپکو سلام کرتا تھا اور منجملہ حسن اخلاق اُس برگزیدہ کائنات کے حسن معاشرت تھا ازواج طاہرات کے ساتھ کہ بہت رعایت اور شفقت اُنکے حال پر فرماتے تھے اور زمان نفقے اور تحفے ہدایا وغیرہ میں سب کو برابر جانتے تھے مگر محبت قلبی کہ وہ سبکے ساتھ برابر نہ تھی

اور فرماتے تھے اللھم ہذا قسمی فیما املک ولا تلمنی فیما لا املک یعنی اے پروردگار خدایا یہ تقسیم میری ہے اُن چیزوں میں کہ میری قدرت اور اختیار میں ہے پس ملامت اور مواخذہ نہ کر تو اُس چیز میں کہ تیرے اختیار سے باہر ہے یعنی محبت کہ آسمین آدمی کا اختیار نہیں اور سب ازواج طاہرات سے زیادہ محبت عائشہ صدیقہ صلی اللہ عنہا کے ساتھ رکھتے تھے اور انصار کی لڑکیوں کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اُٹھنے بیٹھنے کے لیے حکم کرتے تھے اور صدیقہ رضی اللہ عنہا جس پیالے وغیرہ سے پانی پیتیں آپ وہ برتن لیکر لب مبارک اپنا اُسی جگہ پر کہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لب لگایا ہوتا پانی پیتے اور جس ہڈی کا کہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گوشت تناول فرماتیں آپ اُس ہڈی کو صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سے لیکر تناول فرماتے اور اگر صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مسواک دیتے کہ دھو کر دیو یں اور وے اسکو اپنے تھوک سے تر کر کے دیتیں آپ اُس مسواک کو کرتے تھے اور صدیقہ کی گود میں تکیہ دیتے تھے اور روزہ میں اُنکے بوسہ لیتے تھے اور ایکدن کمال عنایت اور نہایت شفقت سے فرمایا کہ اے عائشہ مبشیان حبشیان جہنی آکر دیکھو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنا منھ آپکے کندھے پر رکھکر کھڑی ہوئیں اور تماشا دیکھا کیں اور آنحضرت چھوٹی تھیں اور ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑے پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آگے ہو گئیں پھر دونوں دوڑے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے ہو گئے اور فرمایا یہ سبقت یہ اسی سبقت کا بدلا ہے اور ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف رکھتے تھے کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کچھ کھانا بھیجا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ اُس پیالے پر مارا وہ گر کر ٹوٹ گیا اور کھانا سب گر پڑا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھا دیئے ٹکڑے بیانے کے اور وہ کھانا سب جمع کر کے آسمین رکھا اور حاضرین سے عذر کیا کہ بیٹی کی تمھاری ماں نے پیش میرا برتن حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے لیا اور ایک روایت میں ہے کہ کھانا بھی وہاں سے لیکر بھیجا اور کھایا اور فرمایا کہ یہ برتن تاوان اور کھانا تاوان کھانے کا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ عورتیں حالت غیرت اور شکایت میں بلندی کو پستی سے تمیز نہیں کرتی ہیں اور منقول ہے کہ ایکبار ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا شوربا پکا کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لائیں صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم بھی کھاؤ اُنھوں نے نہ کھایا پھر کہا کھاؤ نہیں تو یہ سب شوربا تمہارے منھ میں لگا دونگی پھر بھی سودہ رضی اللہ عنہا نے نہ کھایا صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وہ شوربا سب اُنکے منھ پر ملا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرما کر سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم بھی اُنکے منھ پر ملو پس سودہ رضی اللہ عنہا نے بھی صدیقہ کے منھ پر ملا اور آپ مسکراتے تھے

یہ تھا حال جناب پاک کا اپنی بیبیوں کے ساتھ کہ کبھی انکو ہنسی کھیل سے نہ روکا اور ان امور میں انکو معاف رکھا اور جملہ صفات کہ یہ اس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جود اور سخاوت ہر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اجود جوادٌ انا اجود بنی آدم یعنی اللہ تعالے بڑا سخی ہے اسکے بعد میں بڑا سخی ہوں بنی آدم میں سے اور شفا میں لکھا ہے کہ کرم اور سخاوت اور جود اور سماحت یہ چاروں صفت قریب المعنی ہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چاروں صفات میں ممتاز تھے کہ کوئی آپ سے ہمسری اور برابری نہیں کر سکتا تھا اور جو شخص کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتا تھا وہ انمیں صفات سے وصف ایجا کرتا تھا اور صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ تھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب تر اور شجیع تر اور جری تر سب لوگوں سے اور سبب اسکا یہ تھا کہ نفس آپکا اشرف نفوس اور مزاج آپکا اعدل امزجہ تھا اور جو ایسا ہووے پس فعل اسکا بھی احسن افعال اور شکل اسکی اوضح اشکال اور خلق اسکا احسن اخلاق ہووے گا اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع جمیع کمالات ظاہری اور باطنی اور معاوی تمام خوب میرقی اور خوش صورتی کے تھے اور وہ بہت بڑے سخی اور بڑے دینے والے تھے اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قصیدہ اس جناب پاک کی شان میں لکھا ہے یہ اشعار اسی قصیدے کے ہیں ؎ لم یمنع لا منتہی لکبارہا ✤ وہبتہ المعنزی اجل من الدہر ✤ لہ راحۃ لو ان معشار جودہا ✤ علی البرکان البر اندی من البحر ✤ یعنی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بہت ہمتیں ہیں کہ انکی بڑی ہمتوں کی کچھ انتہا نہیں اور انکی ہمت اونچی زیادہ تر ہے وسعت زمانے سے اور اس صاحب جود کا ایسا ہاتھ ہے کہ اگر عشر عشیر عشیر عشیر انکی جود و دہش کا جنگل کو پہونچے تو وہ جنگل دریاے اعظم سے زیادہ سخی ہو جاوے اور احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ جس کسی نے کوئی چیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگی آپ نے عنایت فرمائی اور کبھی زبان مبارک سے نہیں نہیں کی اور بالفرض اگر کوئی چیز اسوقت موجود نہ ہوتی تو خاموش ہو رہتے اور میٹھی میٹھی باتوں سے سائل کی دلبری کرتے اور بہت سا عذر فرماتے اور صاف صاف یہ نہ کہتے کہ نہ دونگا بلکہ اکثر یوں فرماتے کہ تو جا کر میرے نام سے قرض لے جسوقت آویگا دونگا اور منقول ہے کہ ایکبار ایک سائل آیا آپ نے فرمایا میرے پاس اسوقت کچھ موجود نہیں ہے تو جا اور قرض لے جسوقت آویگا میں اسکو ادا کر دونگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالے نے آپکو یہ تکلیف نہیں دی ہے کہ جس چیز کی

قدرت اور دسترس نہو اسکا بوجھ اٹھا لیجیے پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات سے مکدر خاطر ہوئے
اسمیں ایک انصاری نے التماس کیا یا رسول اللہ آپ دین جہان تک آپ سے ہو سکے حق تعالیٰ کے
پاس کچھ کمی نہیں ہے آپ نے تبسم کیا اور آثار خوشی اور تازگی کے آپکے چہرۂ مبارک پر نمودار ہوئے اور فرمایا
مجھکو اسی بات کا حکم ہوا اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ ایکبار فوے ہزار درہم آپکے پاس آئے آپنے
سب فقیروں اور مسکینوں کو تقسیم کر دیئے اور ایکدرم بھی باقی نہ رکھا اور بخاری میں انس بن مالک سے
روایت ہے کہ آپکے پاس بحرین سے مال کثیر آیا فرمایا اسکو مسجد کے صحن میں ڈالدو بعد ازاں آپ مسجد میں
تشریف لائے اور اس مال پر نظر بھی نہ ڈالی اور بعد نماز کے بیٹھے جو کوئی سامنے ہوکر بخلاف اسکو دینا شروع کیا
پس آئے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو بھی
اس مال سے کچھ عنایت فرمایئے پس حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو اسقدر دیا کہ اٹھا نہ سکے
عرض کیا یا رسول اللہ کسی کو حکم فرمایئے کہ یہ مال اٹھا کر میرے گھر پہونچا دے فرمایا جسقدر تم سے جا سکے لیجاؤ
پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جسقدر اٹھ سکا لیگئے اور جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وہیں تک
بیٹھے رہے کہ اس مال سے ایکدرم بھی باقی نہ رہا ابی شیبہ کی روایت میں آیا ہے کہ وہ مال لاکھ درم تھا کہ علاء
بن حضرمی نے بحرین کی آمدنی سے حضور پر نور میں بھیجا تھا اور یہلے پہل یہی مال جناب مقدس نبوی میں
آیا تھا اور ظہور آیکے جود و بخشش کا کہ فتح حنین کے دن ہوا حصر اور قیاس سے باہر ہے کہ ہر ہر گنوار کو سو سو
اونٹ اور ہزار ہزار بکریاں دیں اور ابو سفیان کو تین سو اونٹ اور ایک سو اوقیہ سونا مرحمت فرمایا
اور بیان ان چند واقعات احسان اور جود کا تبرکا اور تیمناً لکھا گیا والا کسی کو مجال نہیں کہ کرم اور احسان
اس بلند ہمت کا بیان کر سکے بوصیری صاحب قصیدہ بردہ نے اس بحر کرم کی مدح میں فرمایا ہے

فان من جودک الدنیا وضرتها ✤ ومن علومک علم اللوح والقلم ✤ یعنی بتحقیق ادنی بخشش تیری
دنیا و ما فیہا ہے اور ایک شمہ تیرے علموں کا علم لوح و قلم ہے اور باوجود اس جود و سخا اور کرم اور
عطے کے آپ بذات خود بطریق فقر اختیاری کے ساتھ گذران کرتے تھے اور دو دو مہینے تک باچیخانہ
شریف میں آگ نہیں جلتی تھی اور اکثر بسبب شدت بھوک کے شکم مبارک پر پتھر باندھتے تھے اور
اگر کھانا ایک وقت کا میسر آتا اور کوئی محتاج اسوقت سامنے ہوتا اسی کو حوالہ فرماتے اور بخشش
اس سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی طرح پر تھی کبھی یہ کرتے تھے اور کبھی قرض لینے کا حکم
فرماتے تھے اور آپ اسکے ضامن ہوتے تھے اور کبھی کسی شخص سے کوئی چیز مول لیتے اور قیمت اسکی
دیکر پھر اسی کو وہ چیز عنایت کرتے تھے اور کبھی بعد مول لینے کے قیمت سے زیادہ کچھ اور دیتے تھے

اور اکثر ہدیہ قبول فرماتے تھے اور دو چند اُسکا اُسکے بدلے مین بطریق انعام کے مرحمت فرماتے تھے اور نصر
اُس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تنگی اور اضطرار سے نہ تھا بلکہ بسبب زہد اور جود وسخا کے تھا اور
جملہ صفات عظیمہ اُس عالیجناب سے شجاعت اور قوت اور زور بازو تھا کہ اکثر سخت مقاموں مین بڑے بڑے
بہادر عرب کے بھاگ جاتے تھے اور آپ اپنی جگہ سے جنبش نہین فرماتے تھے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے کہ مین نے کسی کو جناب رسول عالیمقام علیہ الصلوۃ والسلام سے زیادہ بہادر نہین دیکھا
اور منقول ہے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے کہ لڑائی مین جب خوب گرما گرمی ہوتی تھی اور مسلمانون پر
سختی پڑتی تھی ہم آپکے پاس پناہ لیتے تھے اور دشمنون کے مقابلے مین سوائے آپکے کوئی نہین
ٹھہر سکتا تھا اور جو بات قدمی آپ نے غزوہ حنین وغیرہ مین کی اور داد جوانمردی اور دلیری کی دی
تفصیل اُسکی غزوات مین آویگی اور آپکو قوت اور زور بازو اسقدر تھا کہ کوئی کشتی باز آپ سے
نہین جیتتا تھا محمد بن اسحاق محدث نے اپنی کتاب مین نقل کیا ہے کہ مکے مین ایک شخص رکانہ نام
کشتی گیری مین بے مثل اور یگانۂ عصر تھا اور پہلوانان عرب اور اطراف بلاد کے اُس سے کشتی لڑنے
کے لیے آتے تھے مگر وہ سبکو زمین پر گراتا تھا اور کوئی اُس سے نہین جیتتا تھا ناگاہ ایک دن
پہاڑون مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملا آپ نے فرمایا اے رکانہ خدا سے نہین ڈرتا ہے اور میری
رسالت کا اقرار نہین کرتا ہے کہا آپکے اس دعوے پر کون گواہ ہے فرمایا اگر مین تجھکو کشتی مین گرادون
تو تو ایمان لاویگا کہا ہان پس آپ نے فرمایا کہ مستعد ہو وہ مانند شیر کے آمادہ ہو کر سامنے آیا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو پکڑکر زمین پر دے مارا کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے چھوڑ دیجیے
مین پھر کشتی لیتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو چھوڑ دیا اور وہ دوسری بار زمین پر
گرایا اسی طرح تین مرتبہ زمین پر پٹکا تب رکانہ متعجب ہوا اور کہا واللہ شان آپکی عجیب ہے اسیقدر
حدیث مین آیا ہے اور حال اُسکے ایمان کا معلوم نہین اور ایسی ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بہت شجاعان عرب سے کشتی لی ہے اور سب پر غالب آئے اور منقول ہے کہ ابو الاسد محمی نہایت
شجیع تھا چنانچہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہوتا تھا اور دس آدمی کنارون سے اُس چمڑے کو کھینچتے تھے
کہ نکال لیوین وہ چمڑا اُسکے پاؤن کے تلے سے نہین نکلتا تھا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تھا اور وہ
مرد اپنی جگہ سے جنبش نہین کرتا تھا ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا اور کہا آیئے
مین آپ سے کشتی کرون اگر آپ مجھکو زمین پر گرادین تو مین ایکا ایمان لاؤن پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو زمین پر دے مارا اور وہ بے نصیب اپنے اقرار سے پھر گیا اور

ایمان نہ لایا اور منجملہ صفات کریمہ اُس عدیم المثال کے ایک حیا تھی کہ سب آدمیوں سے آپ میں زیادہ اور پوری تھی جیسا کہ روایت کی ہے بخاری نے حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اشد حیاً من العذراء فی خدرہا یعنی تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت حیا والے عورت باکرہ پردہ نشین سے اور جب آپ نے حضرت زینب کا ولیمہ کیا اور لوگ کھانے کے لیے آئے اور دیر تک بیٹھے رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکو کمال حیا اور شرم سے اُٹھا نہ سکے تب اللہ تعالےٰ نے اُس قوم سے اُنکی حیا اور شرم کا حال یوں بیان فرمایا ان ذلکم کان یوذی النبی فیستحیی منکم واللہ لا یستحیی من الحق یعنی یہ زیادہ تھا اُنکا ایذا دینا نبی کو اور وہ سبب شدت حیا اور شرم کے کہ کو اُٹھا نہیں سکتا ہو اور مقابلہ نہیں رکھتا ہو سچی بات کہنے میں اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نہایت حیا والا تھا اور لوگوں سے بسبب کمال شرم کے اپنے حقوق کے لینے میں بے روئی نہیں کرتا تھا اُسکا بھائی اُسکو نصیحت کرتا تھا کہ تو اپنی حیا کو چھوڑ کر اسمیں تیرے حق ضائع ہوتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سُنی اور اُس سے حیا سے فرمایا کہ تو اپنے بھائی کو حیا سے منع نہ کر کہ حیا جزو ایمان کا ہے اور مومن کامل وہی ہے جسکو حیا ہووے اور مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص حضور اقدس نبوی میں زرد کپڑے پہنے ہوئے آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند ہوا مگر نہایت شرم سے اسکے سامنے کچھ نہ فرمایا کہ وہ آزردہ خاطر ہووے اور بعد اُسکے اُٹھ جانے کے فرمایا کہ اس سے کہدو کہ اس کپڑے کو دھو ڈالے یا اور بدل ڈالے تو بہتر ہے اور آپکی عادت یہ تھی کہ کمال حیا اور شرم سے کسی کو آنکھ بھر کر نہ دیکھتے تھے اور اگر کسی میں کوئی فعل ناپسند خاطر مبارک کے پاتے تھے اُس شخص کا نام لیکر یا اُس فعل کو تصریح کر کے کچھ نہ فرماتے تھے بلکہ مکاناً یا اشارتاً یا کنایتاً منع فرما دیتے تھے اور صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بے حجابانہ اور بیحیا کا کلام نہیں فرمایا اور بیکار کبھی کوچہ و بازار میں نہ بولے اور عیوب بدی کسی سے بدی نہ کی بلکہ اُسکو کمال رافت اور رحمت سے معاف فرمایا اور مطابق اس روایت کے عبداللہ بن سلام اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم نے توریت سے نقل کیا ہے اور صفات جمیلہ اور اوصاف حمیدہ اُس برگزیدۂ عالم سے شفقت اور رافت اور رحمت ہے امت پر اور نیک خلقی اور صابر رحمی اور وفائے عہد تھے جیسا کہ خبر دیتا ہے حق تعالےٰ اور اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے کہ ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین والقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم اور مراحم اور اشفاق اُس یگانۂ آفاق سے اپنی امت پر تخفیف اور آسانی ہر شرائع اور احکام الٰہی میں

اور بعضے افعال کو اُس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخوف اسکے کہ مبادا میری اُمت پر فرض ہوجاوے اور اُنکو مشقت میں ڈالے چھوڑ دیا جیسا کہ حکم مسواک کا ہر نماز میں اور تاخیر نماز عشا میں اور نہ کھانا صوم وصال کا اور سوا اسکے اور عبادات شاقہ اور ایک ادنیٰ شفقت اُنکی یہ تھی کہ اگر نماز میں کسی لڑکے کے رونے کی آواز سنتے اور والدہ اُسکی نماز میں ہوتی تو جلدی سے اپنی نماز تمام کرکے اُسکی تسلی فرماتے تاکہ والدہ اُسکی پریشان اور مضطر نہ ہووے ایک دفعہ کہ جسوقت جبرئیل علیہ السلام نے آکر عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالےٰ نے آسمان اور زمین اور پہاڑوں کو حکم دیا ہے کہ فرمان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بجا لاؤ اور جو کچھ کہ وہ فرماویں اُسپر عمل کرو اور اُنکے دشمنوں کو ہلاک کرو آپ نے فرمایا مجکو اُنکی تکلیف دہی پر صبر کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اُنپر عذاب نہ ہو شاید وہ توبہ کریں اور ایمان لاویں اور اللہ تعالےٰ اُنپر رحمت فرماوے اور فرمایا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ جب اللہ تعالےٰ نے آپکو دو باتوں میں اختیار دیا تب آپ نے وہ بات اختیار فرمائی جو اُمت پر آسان اور سہل ہو اور منقول ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ اگر کوئی چیز آپکے پاس کوئی چیز ہدیہ آتی تھی یا کوئی بکری ذبح ہوتی تھی فرماتے تھے کہ اسمیں سے فلانی عورت کو کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دوست تھی دے آؤ اور ایکدن ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی آپ نے اُسکو نہایت شفقت اور لطف سے بٹھلایا اور اُسکا حال پوچھا جب وہ چلی گئی فرمایا کہ یہ وہ عورت ہے کہ زمانہ خدیجہ رضی اللہ عنہا میں آتی تھی وحسن العہد من الایمان یعنی نیک عہدی چیز ایمان کی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل قرابت کے ساتھ خوش معاملگی فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اولاد مکرم بن العاص کی میری دوست نہیں ہے کیونکہ سوائے خدا اور رسول کے صحابیوں کے کوئی دوست نہیں ہے فقط باعث قرابت اور صلہ رحمی کے اُنکے ساتھ نیکی اور احسان کرتا ہوں اور حال اُن لوگوں کا مشہور ہے کہ بڑے بدبخت تھے اور بجز اذیت اور رنج کے اُنسے کچھ حاصل نہ تھا اور منقول ہے کہ ہوازن کے قیدیوں میں آپکی رضاعی بہن شیمہ کہ اپنی ماں حلیمہ کے ساتھ مسلمان ہوئی تھی حضور پُرنور میں آئی اور آپ نے بیحد تعظیم وتکریم اُسکی کی اور اپنی چادر مبارک بچھا کر اُسپر اُسکو بٹھلایا اور نہایت شفقت اور لطف سے اُس سے فرمایا کہ اگر تو میرے پاس رہنا چاہتی ہے تو میں بہت کچھ طرح سے تجھکو رکھونگا اور مال ومتاع سے تجھکو کامیاب کرونگا اور اگر اپنی قوم میں جاتی ہے تو جا اُسنے اپنی قوم میں جانا اختیار کیا پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو بہت مال واسباب دیکر رخصت فرمایا اور مروی ہے ابوالطفیل سے کہ میرے لڑکپن میں ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے پاس آئی مین نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے واسطے اپنی چادر مبارک بچھائی اور اُسکو اُسپر بٹھایا پس مین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون عورت ہے کہ آپ نے اُسکی اتنی تعظیم اور تکریم کی آپ نے فرمایا کہ یہ میری دائی حلیمہ سعدیہ ہے اور عمر بن عائشہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایکدن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے کہ یکدم رضاعی آپکا یعنی حارث حلیمہ سعدیہ کا آیا اُس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک بچھائی اور اُسپر اُسکو بٹھایا بعد ازان حلیمہ آئین اُنکو بھی اُسپر بٹھایا بعد اُسکے ہمشیرہ اُنکی آئی آپ اُٹھ کھڑے ہوے اور اُس جگہ پہ اُسکو بھی بٹھایا اور ثویبہ کو کہ ابی لہب کی لونڈی تھی اور اُسنے آپکو دودھ پلایا تھا اُسکو آپ کپڑے وغیرہ انعام بھیجا کرتے تھے جب وہ مرگئی تب آپ نے پوچھا کہ ثویبہ کے اہل قرابت سے کوئی ہے کہ مین اُسکے ساتھ رعایت کرون لوگون نے کہا کوئی اُسکے اہل قرابت سے نہین ہے اور حدیث خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا مین آیا ہے کہ جسوقت وحی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ آنے وحی سے محزون اور متالم ہوے اور وحی نہ آنے کا حال خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ کاہن نہ ہو جاؤن خاتون رضی اللہ عنہا آپکی تسلی اور تشفی کرتی تھین کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسم خدائے عزوجل کی اللہ تعالےٰ آپکو رسوا نہ کریگا کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہین اور قوم کے ظلم سہتے ہین اور اُنکی سختی اور مصیبت مین اُنکی کمک کرتے ہین اور فقیرون محتاجون کو کھانا کھلاتے ہین اور یتیمون اور بیکسون کی پرورش فرماتے ہین اور والا وصادق کی مہمانداری کرتے ہین ان خوبیون کے ساتھ کچھ مقام ڈر کا نہین ہے آپ منتظر خیر و برکت کے رہیے عنقریب عنایت الٰہی شامل حال ہوگی اور صفات حمیدہ آپ میں فخر دو عالم سے عدل اور امانت اور عفت اور صدق ہے کہ آپکی ذات پاک مین عدل اور انصاف اور امانت اور عصمت بھری تھی اور آپ ایسے سچے تھے کہ دشمن تک کو سچا جانتے تھے اور محمد امین آپکو کہتے تھے اور جب کعبے کی بنا مین حجر اسود کے رکھنے وقت قریش مین اختلاف پڑا سب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب مین امین ہین ہم سب آپ سے راضی ہین اور ربیع بن خثیم سے منقول ہے کہ اسلام سے پہلے سب لوگ بسبب امانت داری کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبر کہتے تھے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واللہ انی لامین فی السماء امین فی الارض یعنی قسم خدا کی مین بیشک آسمان اور زمین مین امین ہون اور مروی ہے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے کہ ابوجہل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی کہتا تھا کہ ہم آپ کی تکذیب نہین کرتے ہین اور آپکو جھوٹا نہین جانتے ہین اور ہرگز آپ نے کبھی کوئی بات

بھوٹی نہیں کسی نگدہم آپکے دین کو جھوٹا کہتے ہین اور منقول ہی اخنس بن شریق سے کہ آسنے روز جنگ بدر کے ابوجہل سے پوچھا کہ اے ابا الحکم اس جگہ ہین اور تو تنہا ہون اور کوئی دوسرا نہین ہم سچ کہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہین یا جھوٹے تب اس ملعون نے کہا کہ واللہ وے سچے ہین اور کبھی انھون نے جھوٹ نہین کہا ہی اور ایسے ہی سوال کیا ہرقل نے ابوسفیان سے کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبل دعوی نبوت اور دعوت اسلام کے جھوٹا جانتے تھے کہا معاذ اللہ بخدا ے لایزال ہرگز وے جھوٹ نہین بولتے تھے اور نضر بن حارث نے قریش سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے نزدیک بچپن سے بڑے ہونے تک پاکیزہ افعال اور صادق الاقوال اور بہت امانت دار تھے اب وقت دعوت اسلام کے تم انکو ساحر کہتے ہو قریش نے کہا کہ ہرگز نہ وے جادوگر اور جھوٹے نہین ہین اور حارث بن عامر مشرک کہ آپ سے نہایت عداوت رکھتا تھا لوگون کے سامنے آپکی تکذیب کرتا تھا اور جب تنہا ہوتا تھا اپنے گھر مین کہتا تھا کہ واللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹے نہین ہین اور ایک روز ابوجہل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے مصافحہ کیا لوگون نے اس سے کہا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہاتھ ملاتا ہی کہا قسم خدا کی مین بہ تحقیق جانتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر ہین لیکن بنی عبد مناف کی تنہا بیت کرتا ہے اور عار ہی یہ حال مشرکین کا تھا کہ سب آپکو سچا اور امین جانتے تھے اور اہل کتاب یعنی یہود اور نصاری کہ آپکے حال سے خوب واقف تھے بالیقین جانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے اور امین ہین الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

تمام ہوئی مجلس ساتوین کتاب دوازدہ مجلس کی

مجلس ہشتم

یہ مجلس آٹھوین ہی پیچ بیان عادات شریفہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
یعنی کھانے پینے پہننے سونے جگنے مین اور ذکر ہی معجزات شریف کا

ذکر ماکولات جانو تم اے مسلمانو کہ عادت کریمہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تھی کہ باوجود ریاضت نفس اور اطاعت اور نزاکت مزاج کے اوپر کسی نوع مخصوص عادیہ کے مقید نہ تھے اور بسبب اسی بے تکلفی اور قصد آسانی کے اوپر امت کے جو کہ عادت اہل شہر کے کھانے کی جنزون مین تھی تناول فرماتے تھے اور جو کچھ کہ سامنے آجاتا گوشت اور میوہ جات اور خرما اور روٹی وغیرہ اسکو رد نہین کرتے تھے اور میٹھی چیز حلوا وغیرہ کی قسم سے کھاتے تھے اور شہد کو بہ رغبت کھاتے اور اسکو دوست رکھتے تھے اور سب اہب لذیذہ مین سے افضل کیا ہی کہ مرغوب اور محبوب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میٹھے کھانے کے اقسام مین سے تھا اور وہ دودھ اور خرمون کا خمیر کرکے بناتے ہین اسکو عرب مین حیس کہتے ہین اور منقول ہی کہ ایکدن ایک سود اگر آیا اور اسنے آٹا اور شہد یا میدہ اور گھی اور شہد بطور نذر کیا آپ نے اسکو دعاے برکت دی اور دیگچہ منگا کر آگ پر رکھا اور حیس پکایا اور صحابہ سے کہا کھاؤ اور بھی حدیث شریف مین آیا ہی کہ شکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت مرغوب تھی اور آپ اسکو تصدق کرتے تھے اور کھایا ہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت بکری کا مگر گاے کا گوشت کھانا کہین ظاہر حدیث مین نہین فقط اسقدر احادیث مین آیا ہی کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج مطہرات کی طرف سے گاے کو قربانی کیا اور شاید کہ اسمین سے کچھ آپ نے کھایا بھی ہووے واللہ اعلم اور احادیث گوشت کی تعریف مین بہت وارد ہین اللھم سید طعام اہل الجنۃ اور ایک روایت مین ہی کہ اللھم سید الطعام لاہل الدنیا والآخرۃ روایت کی ہی اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب طعام دنیا کا گوشت سردار ہی بعد اسکے ترنج

ف ذکر ماکولات ۱۲
ع ترجمہ یعنی گوشت
عادت اللہ سے
کھانا کہ اہل شہر کھاتے ہین ۱۲
ع ترجمہ یعنی اور شہد
پینا اور حضرت
دعا اللہ کی کھانے
پر ۱۲

اور بھی منقول ہو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے کہ گوشت رنگ کو صاف کرتا ہو اور خلق کو نیک کرتا ہو اور جو کوئی چالیس دن گوشت چھوڑ دیوے بدخلق ہو جاوے اور بعضی احادیث مین آیا ہو کہ آپکو سب کھانون سے گوشت زیادہ مرغوب تھا اور فرماتے تھے کہ گوشت کھانے سے شہوانی زیادہ ہوتی ہو اور وہ بہتر طعام ہو دنیا اور آخرت مین اور فرمایا کہ اگر مین چاہون تو میرا پروردگار مجھکو ہر روز گوشت کھلاوے اور منقول ہو امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کہ گوشت کھانا عقل کو زیادہ کرتا ہو اور حدیث شریف مین آیا ہو کہ دوست ترین نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوشت شانے کا تھا اور اسی سبب سے یہود نے آپکو شانے کے گوشت مین زہر دیا تھا اور آپکو یہ گوشت اس وجہ سے زیادہ محبوب تھا کہ یہ عضو بعید زیادہ ہو موضع نجاست سے بہ نسبت اور اعضا کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت کو دانتون مبارک سے نوچ کر کھایا ہو اور چھری سے کاٹ کر بھی تناول فرمایا ہو اور گوشت بھونا بھی کھایا ہو جیسا کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ مین بھونا ہوا گوشت روبرو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائی پس آپ نے اسکو کھایا اور قدید یعنی گوشت خشک بھی کھایا ہو جیسا کہ سنن ترمذی مین منقول ہو کہ ایک شخص نے سفر مین صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بکری ذبح کرو پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اسکو ذبح اور خشک کرکے رکھ لو پس اسکو خشک کرکے رکھ لیا اور اسمین سے مدینہ طیبہ تک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھلایا کیے اور تناول فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلیجی کے کباب کو اور گوشت مرغ کا اور گوشت بیل کا سے کا اور گوشت اونٹ کا سفر اور حضر مین اور گوشت خرگوش کا اور دریائی جانور کا روایت کی ہو اسکو مسلم نے اور ائمہ کا جانور دریائی مین اختلاف ہو اور نزدیک حنفیہ کے سوائے مچھلی کے کسی جانور کا کھانا درست نہین اور تناول فرمایا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثرید اور مسیں اور روٹی تر کی ہوئی گھی اور مسکہ اور روغن زیتون کی اور تناول فرمایا ہو کدو کو اور بہت اسکو دوست رکھتے تھے اور جس کھانے مین وہ پکتا تھا تو آپ رغبت تناول کے اسکے ٹکڑے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر تناول فرماتے تھے اور آپ نے جَو کی روٹی کے ساتھ چقندر پکا کر فرمایا اور روایت کی ہو ترمذی نے شمائل نبوی مین کہ ایک دن حسن بن علی اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حضرت کے پاس کہ خادمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھین آئے اور کہا کہ تم ہمارے لیے وہ کھانا پکاؤ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش آتا تھا سلمے نے کہا

اسکو فربہ دیدہ تمکو وہ کھانا کب خوش آویگا تم اطمئنان لذیذہ اور خوش مزہ کھاتے ہو انھون نے کہا ہمکو خواہ مخواہ خوش آویگا تم ہمارے لیے تیار کرو پس سلے اٹھین اور تھوڑا آنجو کا آٹا پانی مین گھولکر ہانڈی مین ڈالا اور اوپر سے تھوڑا روغن زیتون اور برنج وغیرہ مصالحہ ڈالکر پکایا اور سامنے لاکر کہا اور کہا یہ وہی کھانا ہی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو رغبت سے کھاتے تھے اور تناول فرمایا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خزیزہ کو طبری نے لکھا ہی کہ خزیزہ بفتح خا و کسر زا و سکون تحتانیہ و یاے تحتانیہ ساکنہ ایک قسم کھانے کی ہی کہ بنایا جاتا ہی آٹے کا بطور عصیدہ کے لیکن اس سے رقیق ہوتا ہی اور جوہری نے کہا ہی کہ خزیزہ یہ ہی کہ گوشت قیمہ کرکے بہت پانی مین جوش دیکر ڈالین جب وہ پختہ اور نرم ہوجاوے اسمین آٹا ڈالین اور اگر گوشت نہووے تو نام اسکا عصیدہ ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افطار بھی تناول فرمایا ہی اور افطح بفتح ہمزہ و کسر قاف اسکو کہتے ہین کہ مسکہ نکالکر کھٹے دہی کو جما کر خشک کرتے ہین اور کھایا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترا اور خشک اور گدر خرمے کو اور تناول فرمایا ہی بیلو کے خوب پکے پھل کو اور دوست رکھتے تھے جذب کو کہ وہ خرمے کے درخت کے اندر سے نکلتی ہی اور تناول فرمایا ہی نبیز کو جیسا کہ آیا ہی حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مین کہ لایا گیا نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبیز خرما کہ بتوک مین پس چھری منگا کر اور بسم اللہ کرکے اسکو کاٹا اور تناول فرمایا اور کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خربوزہ اور ککڑی کو تر خرمے کے ساتھ اور سب ترکاریون سے اپکو خربوزہ بہت پسند تھا اور محدثین نے لکھا ہی کہ خربوزہ یا ککڑی کو خرمے کے ساتھ ملانے سے غرض یہ تھی کہ اسکی سردی اسکی گرمی مین ملکر معتدل ہوجاے اور شیخ عبد الحق دہلوی فرماتے ہین کہ یہ توجیہ تکلفات قوم سے ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ جمع کرنا اتفاقات سے تھا شاید وہ خربوزہ اور ککڑی شیرین ہوگی پس آپ نے ملاکر خرمے کے ساتھ کھایا تاکہ شیرین ہوجاوے اور یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ازراہ بے تکلفی کے تھا اور منظور لذت اٹھانا نہ تھا اور تناول فرماتے تھے خشک خرمے کو مسکے کے ساتھ اور خوش آتا تھا انکو انجھور کہ یہ کھانا عرب مین مشہور ہی اور بازارون مین بکتا ہی اور روٹی کے ساتھ گوشت یا خرمے یا خربوزہ جو کچھ میسر ہوجاتا تھا آپ کھا لیا کرتے تھے اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خشک خرمے کو روٹی کے ٹکڑے پر رکھکر فرمایا کہ یہ اسکا سالن ہی اور کھایا روٹی کو سرکے کے ساتھ

اور فرمایا نعم الادام الخل رواہ مسلم اور جو میوے کہ شہر مین پیدا ہوتے تناول فرماتے تھے اور اس سے
چہ ہیز نہین فرماتے تھے اور منقول ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ دیکھا مین نے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تناول فرماتے تھے خوشۂ انگور کو اس طرح پر کہ
اسکے دانہ کو دہن مبارک سے لیکر اوپر شاخ کو پھینک دیتے تھے اور لوگون کی عادت یہ ہی کہ
دانہ کو ہاتھ سے لیکر منہ مین ڈالتے اور تناول نہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیاز کو
اور لہسن کو اور اسکے کہ اس سے منع نہین کیا مگر یہ فرمایا کہ اسکو کھا کر مسجد مین نہ آوین اور
مروی ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ آخر کھانا جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے کھایا اسمین پیاز تھی اور ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ واسطے جواز کے تھا یا
بسبب اسکے تھی کہ اسمین بو دور ہو گئی تھی اور کراہت اسکے کچا کھانے مین ہی کہ بد بو آتی ہی اور اگر
پکی بھی سرکہ وغیرہ مین ڈالنے سے بو باقی رہتے کچھ مکروہ نہین ہی اور ابتدا ہجرت مین
جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو ایوب انصاری کے گھر تشریف رکھتے تھے اور وہان
سے کھانا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آتا تھا اگر اسمین ان چیزون کی بو ہوتی تھی آپ
اسکو نہین کھاتے تھے اور صحابہ کو بھیج دیتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کبھی دودھ اور مچھلی اور دودھ اور کھٹائی کو ساتھ ملا کر تناول نہ فرمایا اور آپ نے کبھی دو
کھانے گرم اور ٹھنڈے اور لعاب دار اور قابض اور بلین ملا کر نہین کھائے اور نہ یہ کیا کہ کبھی
ایسے دو کھانے کہ مزاج مین خلاف ہون جیسے قابض اور بلین اور گاڑھے اور پتلے اور
بھونے اور پکے اور تازہ اور باسی ملا کر کھائے ہون اور کبھی باسی کھانا نہین کھایا ایسے ہی
لکھا ہی کتاب سیر النبی مین کہ تصنیف سید عبد الاول محدث کی ہی اور عادت شریفہ یہ بھی
کہ تناول فرماتے تھے تین انگلیون ابہام اور سبابہ اور وسطی سے جیسا کہ روایت کی ہی
ترمذی نے شمائل مین اسواسطے کہ ایک تر انگلی یا دو انگلی سے کھانا عادت متکبرون کی ہی
علاوہ اسکے کھانے والا دیر مین سیر ہوتا ہی اور اسکو لذت نہین ملتی ہی احمد صاحب مواہب لدنیہ
نے نقل کیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچون انگلیون سے کھایا ہی حاصل یہ
کہ کبھی تین انگلیون اور کبھی پانچ انگلیون سے خوش فرمایا ہی اور بعد کھانے کے
انگشتان مبارک کو چاٹتے تھے اور بعض اوقات مین انگلیون مبارک کو لڑکون اور خادمون کو
چٹا دیتے تھے اور چاٹنے مین یہ شرط نہین ہی کہ انگلیون کو منہ مین ڈالے اگر اسکو زبان

ملحق بہ مسئلہ ۱۲

یا لب سے چاٹنے کافی ہو اور کھانا کھانے میں چاقو کا کرنا مکروہ ہو اور جو کہ ٹے دسترخوان پر پڑے ہوویں یا دال سالن برتن میں بچا ہوا سکے کھانے میں بڑا ثواب ہو اور حدیث شریف میں آیا ہو کہ اس سے فقر اور کوڑھ اور جذام سے محفوظ رہتا ہو اور اسکی اولاد سے حمق دور ہوتا ہو اور صحت بدنی حاصل ہوتی ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں بندہ ہوں بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں اور انکی طرح کھاتا ہوں اور تفسیر الحکار میں اختلاف ہو قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہو کہ مراد تکیہ دینے سے ایک جانب کو جھکنا نہیں ہو بلکہ تمکنت اور شوکت سے بیٹھنا اور بیٹھنے والا اس طرح پر بہت کھایا جاتا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے کے وقت ایسے بیٹھتے تھے کہ گویا ابھی اٹھ کھڑے ہونگے اور صاحب مواہب نے کہا ہو کہ جب تکیہ دیکر کھانا مکروہ اور برا ہو ایسی مستحب یہ ہو کہ دونو زانو بیٹھکر یا سیدھے پاؤں کو کھڑا رکھکر اور الٹے پاؤں پر بیٹھکر کھاوے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست مبارک کھانے میں لگاتے تھے بسم اللہ پڑھتے تھے اور افضل یہ ہو کہ پوری بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے اور اگر لفظ بسم اللہ بھی بولے واسطے ادا سے سنت کے کافی ہو اور بعد فراغت کھانے کے حمد الٰہی کہتے تھے کہ الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین اور یہ دعا بھی صحت کو بہتر بتائی ہو کہ فرماتے تھے اللھم اطعمت وسقیت وانعمت وانمیت و ہنیت واعیت فلک الحمد علی ما اعطیت اور سیدھے ہاتھ سے تناول کرتے تھے اور لوگوں کو اسکا حکم فرماتے تھے کہ یا غلام قل بسم اللہ وکل بیمینک ومما یلیک اور قبل کھانا کھانے کے اور بعد فراغت کے ہاتھ دھوتے تھے اور فرماتے تھے برکۃ الطعام فی الوضوء قبلہ والوضوء بعدہ یعنی کھانے کے پہلے اور پیچھے ہاتھ دھونے سے کھانے میں برکت ہوتی ہو اور آپ گرم کھانا نہیں کھاتے تھے مروی ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کوئی شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خوب گرم کھانا لایا آپ نے فرمایا کہ حق تعالے نے مجھکو آگ کھانے کا حکم نہیں فرمایا اور حدیث انس بن مالک میں آیا ہو کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم سرد کھانا کھاؤ کہ اسمیں برکت ہو اور گرم کھانے میں برکت نہیں ہو اور مروی ہو اسماء سے کہ جب گرم کھانا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لایا جاتا تھا آپ اسکو پھیلا دیتے تھے یہانتک کہ سرد ہو جاتا تھا اور فرمایا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ آپکا ایک پیالہ لوہا لگا لکڑی کا تھا اسمیں میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

لقمہ جو گر جاوے اسکو اٹھا کر کھا لینا چاہیے اور اسکو شیطان کے واسطے نہ چھوڑنا چاہیے ۱۲

پانی اور شہد اور دودھ وغیرہ پلایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی باریک روٹی نہ کھائی اور کبھی سوائے چمڑے یا خرمے کے ٹین کے دسترخوان کے سیمنی وغیرہ مین نہین کھایا اور اب مکے مدینے مین وہی کھجور کے بوریے کا دسترخوان بنا تے ہین **فصل** ذکر مشروبات جانو تم اے مسلمانو کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرد پانی سے خوش ہوتے تھے اور اسکو دوست رکھتے تھے اور صحابہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کنوین سے پانی لاتے تھے کہ اسکا پانی بہت سرد اور شیرین تھا اور وہ ایک چشمہ ہے کہ مدینہ سے دو دن کی راہ ہے اور شیرینی اسکے پانی کی اور ٹھنڈی اسکی کچھ خلاف زہد کے اور داخل تن آسانی مین نہین ہے اسواسطے کہ اسکو جناب سید الزاہدین نے استعمال فرمایا ہے مگر اسمین مشک اور گلاب وغیرہ ملانا یہ البتہ منافی زہد کے ہے اور منقول ہے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت صبح کے شہد پانی مین ملا کر نوش فرماتے تھے اور بعد تھوڑی دیر کے جب بھوکہ معلوم ہوتی جو کچھ حاضر ہوتا تناول فرماتے اور دودھ بہت مرغوب اور محبوب تھا فرماتے تھے کہ کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ کفایت کرے کھانے پینے سے اور دونون کام کرے سوائے دودھ کے اور عادت شریف یہ تھی کہ بعد کھانا کھانے کے فرماتے تھے وذوناخیر آمنہ اور بعد دودھ پینے کے فرماتے تھے وذوناامنہ اور بھی فرمایا کہ اگر تین چیزون مین سے کوئی کسی کی دعوت کرے اسکو رد نہ کرے ایک دودھ اور تکیہ اور خوشبو اور بعضی روایات مین بجاے خوشبو کے روغن آیا ہے یعنی روغن خوشبودار اور کبھی دودھ خالص پیتے تھے اور کبھی اسمین سرد پانی ملا کر نوش فرماتے تھے اسواسطے کہ دودھ دوہتے وقت گرم ہوتا ہے اور کھانے پر پانی نہین پیتے تھے جبتک وہ قریب الہضم نہ ہووے کیونکہ مفسد طعام ہے اور پانی بیٹھ کر پیتے تھے روایت کی ہے مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم کھڑے ہو کر پانی نہ پیو اور اگر بھولے سے پیو تو قے کرو اور پیٹ سے نکال ڈالو اور یہ حکم واسطے استحباب کے ہے اور صحیحین مین آیا ہے کہ پانی پیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہ زمزم کا اور بیٹھا ہوا وضو کا کھڑے ہو کر اور یہ سب احادیث صحیحین اور محدثین کو اسمین کلام طویل ہے اور صواب یہ ہے کہ احادیث کھڑے ہو کر پینے کی اصل جواز پر دلالت کرتی ہین اور احادیث بیٹھ کر پینے کے استحباب پر دال ہین پس اولیٰ اور افضل بیٹھ کر پینا ہے اور کھڑے ہو کر بھی جائز اور درست ہے اور جملہ عادات کریمہ سے یہ تھا کہ پانی کو تین گھونٹ مین پیتے تھے اور وقت دم

لینے کے کٹورہ کو برتن سے جدا کر لیتے اور پیالہ مین دم لینے سے منع فرماتے اور جب پیالہ پانی کا منھ سے لگاتے بسم اللہ پڑھتے اور جب جدا کرتے الحمد للہ کہتے اور فرماتے کہ گھونٹ گھونٹ پینا زیادہ سیراب کرتا ہی اور بہت شفا بخشتا ہی اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ فرماتے تھے دم اول مین بسم اللہ اور دوسرے دم مین الحمد للہ رب العالمین اور تیسرے گھونٹ مین الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم اور بعد پینے کے یہ دعا بھی ماثور ہی الحمد للہ الذی جعلہ عذبا فراتا برحمتہ ولم یجعلہ ملحا اجاجا بذنوبنا اور جملہ عادات کریمہ سے یہ تھا کہ جب کبھی جماعت مین تناول فرماتے تو پہلے سے نہ کھاتے تھے اور آخر مین اُنکے ساتھ کھاتے یا تھوڑا تھوڑا کھاتے اور آخر تک موافقت قوم کی کرتے اور فرماتے کہ نہ چاہیئے کہ جماعت مین بیٹھے کہ کھاوے اور اُنکے قبل اُٹھ جاوے یا ہاتھ کھینچ لیوے اگرچہ سیر ہو جاوے اسواسطے کہ اس سے ساتھی شرمندہ ہوتا ہی اور شاید کہ اُسکو حاجت کھانے کی باقی ہووے اور اگر کوئی آپکو دعوت مین لیجاتا اور کوئی ہمراہ آپکے ہوتا تو صاحب خانہ سے فرمادیتے تھے کہ یہ میرے ساتھ آیا ہی اگر کہو تو رہنے نہین تو بلیٹ جاوے اے عزیز یہان سے معلوم ہوا کہ طفیلی خانہ خادمون اور تابعون کو اپنے اکابر اور پیشواؤن کا درست اور جائز ہی مگر لازم ہی کہ صاحب خانہ کو اُس سے اطلاع کر دیوے اور اجازت لے لیوے اور جملہ عادات کریمہ سے یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی قوم کے یہان واسطے تناول طعام کے تشریف لیجاتے جب تک دعاے برکت نہ کرتے تھے اُس قوم سے باہر نہین آتے تھے اور فرماتے تھے اللھم بارک لھم فیما رزقتھم واغفر لھم وارحمھم اور یہ بھی فرماتے تھے افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ ذکر لباس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عادت کریمہ لباس مین وسعت اور پراگندگی کے اور ترک تکلف تھا اور کوئی قسم لباس کی معین اور مقرر نہ تھی اور نفیس اور نہیس کی کچھ قید نہ تھی تاکہ امت کو تنگی اور قید نہ ہو جاوے بلکہ کچھ تکلف نہین فرماتے تھے اور جو کہ میسر ہوتا تھا پہن لیتے تھے اور اقتصار کرتے تھے اُسی قدر پر کہ ضرورت اُسکی ہوتی تھی اور اکثر اوقات گملی اور سوتی چادر مین بسر کرتے اور بشمینہ بھی پہن لیتے تھے اور آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک موٹی کملی بیوندوار تھی کہ آپ اُسکو پہنتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین بندہ ہون بندون کا ایسا کپڑا پہنتا ہون اور اگر کبھی لباس نفیس گران قیمت عجم کے بادشاہ آپکو ہدیہ بھیجتے تھے اُنکی خاطر سے ایک سمت پہن لیتے تھے بعد ازان آثار کہ لوگون کو تقسیم کر دیتے تھے

۱۲ حضرت رسالت پناہ صلعم کا لباس

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہو کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی بزرگی مومن کی نزدیک خدائے تعالیٰ کے پاک اور سفید رکھنا کپڑے کا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ جانتے تھے میلے کپڑے کو اور جب کسی کو دیکھتے تھے کہ میلے کپڑے پہنے ہو فرماتے تھے کہ کیا اس شخص کے پاس کپڑا نہیں ہو کہ اپنے میلے کپڑے دھلا لیوے اور ایک شخص کو پریشان بال میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھکر فرمایا کہ یہ تم میں سے گویا شیطان ہو اور بہت تکلف اور تزئین بھی کپڑے کو خوش نہیں آتا تھا اور آرائش اور ٹھاٹھ اور کپڑے نفیس پہننا اور بیاسکا مقید ہو جانا یا ہمیشہ موٹا اور خراب اور پرانا کپڑا اختیار کرنا یہ دونوں باتیں خلاف طریقۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اور نہ مقید ہونا کسی چیز کا اور بے تکلف رہنا ہر حال محمود ہو اور منقول ہو ایک صحابی سے کہ دیکھا مجھکو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور میں موٹے کپڑے پہنے ہوئے تھا فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال نہیں ہو کہا حق تعالےٰ نے مجھکو بہت نعمت اور مال دیا ہو فرمایا پس تو نعمت اور کرامت خدا کی ظاہر کر یعنی لباس مناسب حال میں اور خدا کی نعمت کا شکر کر اور ایک روایت میں آیا ہو کہ جو تجھکو حق تعالےٰ نے مال دیا ہو تو تجھکو لازم ہو کہ اللہ تعالےٰ کی نعمت کو ظاہر کر کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے بندے کو اپنی نعمت ظاہر کرتے دیکھکر خوش ہوتا ہو پس یہ جمال ظاہر موجب شکر نعمت کا ہو اور شکر نعمت جمال باطن ہو اور لباس تقویٰ کلام مجید میں اشارہ اسی طرف ہو کہ فرماتا ہو حق تعالےٰ یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ لعلہم یذکرون پس آدمی کو چاہیے کہ ظاہر اور باطن کو ظاہر اور پاکیزہ اور لطیف رکھے اور قلب اور زبان کو تحلیۂ صدق اور اخلاص سے آراستہ اور ہاتھ پاؤں کو زیور طاعت اور لطافت سے پیراستہ رکھے اور اسی واسطے نجاستوں سے بدن پاک رکھنے کا حکم ہو اور مدار کار اس بات کا اوپر نیت کے ہو اگر پہننا عمدہ لباس کا واسطے نفسانیت اور عزت اور تکبر و فخر دنیا اور اظہار شوکت نفس اور دلشکنی فقراء کے ہو نہایت مذموم اور قبیح ہو جیسا کہ منافقین کی شان میں آیا ہو واذا رایتہم تعجبک اجسامہم اور اسی طرف اشارہ ہو حدیث میں کہ مسلم نے روایت کی ہو ان اللہ لا ینظر الی صوركم واموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم واعمالكم اور اگر بہ نیت اظہار نعمت الٰہی اور شوکت علم اور عزت دین کی ہو محمود اور مستحسن ہو اور اسی واسطے ہی حال ہو لباس نرم بوں اور حقیر کا کہ اگر وہ بسبب تذلل اور خشوع کے اور اظہار فقر اور کسی کے مال کی طمع کے لیئے ہو برا ہو اور اگر بسبب زہد اور عدم رغبت متاع دنیا اور اسکی زینت کے ہو یا اسواسطے ہو کہ باقی دیگر کے

کام آوے تو مبتر اور مستحسن ہی انما الاعمال بالنیات ای مسلمانو اب سنو تم حال لباس شریف
اور اقسام اسکے کو جانو تم کہ عمامہ شریف جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ بہت
بڑا اور بھاری تھا کہ اس سے سر پر بوجھ ہو جاوے اور نہ بہت چھوٹا تھا کہ اس سے حفاظت
سر کی گرمی اور سردی سے نہو سکے بلکہ حدیث مین آیا ہی کہ زیادہ چار گز شرعی سے نہ تھا
اور کبھی سات گز ہوتا اور گز شرعی ایک ہاتھ کا بیچ کی انگلی سے کہنی تک کہ دو بالشت
ہوتا ہی مقدار چوبیس انگل کے بعد درود کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اور نام عمامہ
شریف کا سحاب تھا اور یہ انکی عادت شریف تھی کہ اپنے کپڑون اور گھوڑون وغیرہ کا نام
رکھتے تھے اور عمامہ کے نیچے سفید ٹوپی تھی سر سے ملی ہوئی نہ بلند مثل طاقیہ کے اور حدیث
شریف مین آیا ہی کہ فرمایا ہم مین اور کافرون مین یہ فرق ہی کہ ہم عمامہ کے نیچے ٹوپی دیتے ہین
اور روے خالی پگڑی باندھتے ہین اور عادات کریمہ سے یہ تھا کہ وقت باندھنے عمامہ کے ایک کنارہ
اسکا درمیان دونون شانون کے چھوڑ دیتے تھے جیسا کہ روایت کی ہی مسلم نے حدیث عمر بن حریث
سے کہ کہا دیکھا مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر اور آپ کے
سر مبارک پر عمامہ سیاہ تھا اور اسکا ایک کنارہ بیچ پیٹھ پر درمیان دونون شانون مبارک کے
پڑا تھا اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
عمامہ شریف کو گرد سر مبارک کے باندھتے تھے اور ایک کنارہ اسکا کھونس لیتے تھے
اور دوسرے کنارہ کو چھوڑ دیتے تھے اور یہی مسلم نے روایت کی ہی کہ وقد ارخی طرفیہا بین کتفیہ
یعنی کبھی لٹکا تے تھے دونون کنارے اسکے درمیان دونون شانون کے اور حدیث
عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالے عنہ مین آیا ہی کہ باندھا جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ پر میرے سر پر اور چھوڑا دونون کنارون کو میرے دونون ہاتھون کے
آگے اور پیچھے اور حدیث مین آیا ہی کہ جو ملائکہ روز بدر اور حنین کے مسلمانون کی مدد کے لیے
آئے تھے وے اسی ہیئت پر عمامہ باندھے تھے اور لکھا ہی کہ ادنی مرتبہ لٹکانا کنارے کا
بقدر چار انگشت کے اور اکثر آدھی پیٹھ تک ہی اور زیادہ اس سے لٹکانا حرام اور مکروہ ہی
اور عمامہ کے کنارے کو بائین طرف سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے سے نکالکر سیدھی طرف
کھونس لینا بھی درست ہی اور تھی آستین شریف جو پہنچون تک اور اس سے زیادہ لٹکنی
اچھی جانی ہی اور اس سے کم مین سردی اور گرمی کی حفاظت نہین ہوتی عنہ منہ کہ

ہر فعل اور کام جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فائدہ اور حکمت سے خالی نہ تھا اور ایسے ہی تھا دامن کرتے اور ازار اور چادر مبارک کا کہ آدھی پنڈلی تک رہتا تھا اور کبھی ٹخنوں سے زیادہ نیچا نہیں ہوتا تھا جیسا کہ مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ کہا دیکھا مجھکو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لنبا تھا تہ بند میرا ٹخنوں سے فرمایا اے ابن عمر جو کپڑا زمین میں لٹکیگا وہ دوزخ کی آگ میں جلیگا بلکہ وہی کپڑا پہننے والے کے لیے آگ ہے اور حدیث بخاری میں آیا ہے کہ جو ازار زیادہ ٹخنوں سے ہووے وہ آتش جہنم میں ہے اور یہ حکم واسطے مردوں کے ہے اور عورتوں کو لٹکانا اور بڑھانا جائز ہے جیسا کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ عرض کیا میں نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پس کیا کریں عورتیں حسنہ مایا کہ بڑھاویں ایک بالشت عرض کیا ام المومنین نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے میں بھی آسکے پاؤں کھلے رہتے ہیں فرمایا ایک ہاتھ بلکہ زیادہ اس سے اور حاصل یہ ہے کہ کپڑا لنبا خواہ تہ بند ہو یا پاجامہ یا کرتا یا عمامہ مردوں کو منع ہے اور عورتوں کو درست ہے اور تمہا محبوب ترین لباس نزدیک جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتا اگرچہ ازار اور چادر بھی پہنتے تھے اور انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ بیرہن مبارک رومی دار کوتاہ دامن اور آستین تھا اور آستین تنگ تھے اور تہمی لنبائی چادر مبارک کی چار گز اور عرض دو گز ایک بالشت کا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ دیکھا میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ ناف کے نیچے تہ بند باندھے تھے اور ناف مبارک کھلی تھی اور مروی ہے ابی بردہ بن ابی موسیٰ اشعری سے کہ دکھلایا مجھکو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے چادر اور ازار گندہ پیوندلگی ہوئی اور فرمایا وفات پائی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دو کپڑوں میں اور منقول ہے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے کہ جبہ مبارک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نزد یک عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے تھا اور بعد وفات جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میں اسکو بیماروں کے لیے دھوتی تھی اور پہنا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبہ روم کا تنگ آستین کہ وقت وضو کے اسکو اتار کر کندھے پر ڈال لیتے تھے اور یہ حالت سفر میں تھا کہ آپ سفر میں کپڑا تنگ پہنتے تھے اور مروی ہے انس بن مالکؓ سے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دست رکھتے تھے اور پہنتے تھے جبہ کو اور وہ ایک قسم کا کپڑا

ذکر لباس مبارک آنحضرت صلعم ۱۲

سُرخ دھاری دار ہوتا ہو اور حدیث جابر میں آیا ہو کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دو نوں عیدوں اور جمعہ میں سُرخ دھاری دار چادر پہنتے تھے نہ یہ کہ یک لخت سُرخ ہو کہ وہ منع ہو جیسا کہ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے آیا ہو کہ دیکھا مجھکو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور میں دو کپڑے معصفر بالکل سُرخ پہنے ہوئے تھا فرمایا اسی ابن عمر یہ لباس کفار کا ہو اسکو مت پہن اور عمرو بن عاص سے منقول ہو کہ میں حضور پُر نور خدمت میں گیا میرے کپڑے رنگے ہوئے تھے فرمایا اسکو تو نے کہاں یا عرض کیا کہ میری زوجہ نے مجھکو رنگ دیئے ہیں فرمایا اسکو جلا دے اور ایسے ہی کپڑے زرد رنگ جو احادیث میں آئے ہیں مراد اُس سے دھاری دار ہیں حدیث ابی رمثہ میں آیا ہو کہ دیکھا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو چادریں سبز اوڑھے ہوئے اور عطا بن ابی لیلی نے اپنے باپ سے روایت کی ہو کہ دیکھا میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طواف کعبہ میں چادر سبز اوڑھے ہوئے اور دوست رکھتے تھے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید کپڑے کو اور اُسکو اکثر پہنتے تھے اور فرماتے تھے کہ سفید کپڑا بہت اچھا ہوتا ہو یہی زندوں کو پہنا ؤ اور اسی کا مُردوں کو کفن دو اور کبھی کملی سیاہ بھی پہنتے تھے جیسا کہ مروی ہو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ نکلے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت کالی کملی اوڑھے ہوئے اور چونکہ بدن مبارک اطہر اور خوشبودار تھا لہذا کپڑا اچھا میلا نہیں ہوتا تھا اور کپڑوں میں جوں نہیں پڑتی تھی مگر بدن مبارک اور کپڑوں پر نہیں بیٹھتی تھی اور یہ جو حدیث ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑوں میں جوں ڈھونڈھتے تھے پس یہ کلام مجاز ہو ڈھونڈھنے خس و خاشاک اور حشرات صغیرہ سے جیسا کوئی اپنے کپڑوں میں جوں ڈھونڈھتا ہو ایسے ہی لکھا ہو مدارج النبوۃ میں شیخ عبد الحق دہلوی نے اور جملہ لباس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انگوٹھی تھی کہ اُسکو پہنتے تھے صحیحین میں عبداللہ بن عمر سے منقول ہو کہ انگوٹھی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاندی کی تھی کہ اُسکو دست مبارک میں پہنتے تھے بعد اُسکے وہ انگوٹھی ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی اُنکے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی بعد اُنکے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی ناگاہ وہ بیئر اریس خادم عثمان سے

فصل در بیان لباس و زینت و خوشبوئی آنحضرت

چاہ ارمیس ہین کہ وہ کنوان جانب مسجد قبا کے ہی گرپڑی اور ہر چند اُسکو ڈھونڈھا اور پانی اُسکا نکالا ہاتھ نہ آئی اور کہتے ہین کہ اُس انگوٹھی مین ایک عجیب اثر تھی تھا کہ انتظام کارخانہ سلطنت اور مملکت کا اُسمین تھا جیسا کہ خاتم حضرت سلیمان علیہ السلام ہین کہ جیسے سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی گم ہو گئی تھی تو فوراً انکی بادشاہت مین پڑا ویسے ہی جیسے خاتم شریف جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاتی رہی بہت تفرقے اور فتنے ظہور مین آئے اور ابتدا اُن فتنون کی شہید ہونا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا اُسکے بعد بہت فتنے اور فساد وقوع مین آئے کہ تمام کتابین تواریخ کی اُس سے بھری ہین اور صحیحین مین انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ پہنی انگوٹھی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی اور نگین اُسکا حبشی تھا اور تفسیر حبشی مین کئی قول ہین بعضے کہتے ہین کہ وہ نگین کانے پتھر کا تھا اور بعضون کے نزدیک وہ نگین اُس پتھر کا تھا کہ حبش مین ہوتا ہی اور وہان اُسکی کان ہی اور بعضون کا قول یہ ہی کہ بنانے والا اُسکا حبشی تھا واللہ اعلم اور عادات کریمہ سے یہ تھا کہ نگین کو ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے اور احادیث متعددہ مین آیا ہی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کہ اُسنے کی انگوٹھی پہنے ہوے دیکھا فرمایا کہ مین تیرے پاس زیور دوزخیون کا دیکھتا ہون اور فرمایا کہ تو چاندی کی انگوٹھی پہنا لے مگر مثقال سے زیادہ نہ ہو اور اسی حدیث شریف مین آیا ہی کہ ایک شخص کے پاس پیتل کی انگوٹھی تھی پس فرمایا کہ مجھکو تیرے پاس بتون کی بو آتی ہی پس اُس شخص نے اُس انگوٹھی کو پھینکدیا اور سونے کی انگوٹھی بھی ممنوع ہی جیسا کہ صحیحین مین براء بن عازب و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ کہا راویون نے کہ منع فرمایا ہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی سونے کی اور مروی ہی مذہب ائمہ اربعہ کا اور عقیق کی انگوٹھی جائز ہی جیسا کہ مروی ہی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنو تم انگوٹھی عقیق کی اور سعید عقیق تھا تہ نہ اور زیادہ ہی نزدیک مین اور نزدیک روایت مین آیا ہی کہ پہنو تم انگوٹھی عقیق کی بیشک وہ دفع کرنے والی ہی فقر کی اور مروی ہی عوام انگوٹھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ مبارک ہی اور حدیث حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مین آیا ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پہنیگا انگوٹھی عقیق کی وہ ہمیشہ بہتری دیکھیگا اور تھا نقش خاتم شریف کا محمد رسول اللہ اور منع فرمایا لوگون کو کہ یہ نقش اپنی انگوٹھیون پر نہ گھدواویں اور روایت مسلم مین آیا ہی کہ نقش خاتم رسول اللہ کا تین سطر مین تھا ایک سطر مین لفظ محمد اور دوسری سطر مین لفظ رسول اور تیسری سطر مین لفظ اللہ اور فتح الباری شرح بخاری مین لکھا ہی کہ ظاہر کتاب اِن تین سطرون کی اِس ترتیب سے تھی کہ اوپر کی سطر مین لفظ محمد اور درمیان کی سطر مین لفظ

محمد رسول اللہ

رسول اور نیچے کی سطر مین لفظ اللہ تھی اور بہنا انگوٹھی کا اکثر احادیث مین آیا ہی
اور سیدھے ہاتھ مین کہ افضل نزدیک ائمہ اربعہ کے اُٹھا ہاتھ ہی اور بہنا ہی جناب سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزون کو اور اُسپر مسح کیا ہی جیسا کہ ترمذی نے بریدہ سے نقل کیا ہی کہ
بھیجے نجاشی بادشاہ حبش نے دو موزے سیاہ رنگ سادہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے پس
آپ نے اُسکو پہنا اور وضو کرکے اُسپر مسح کیا اور بیروی ہی مغیرہ مین شعبہ سے کہ وہ دو موزے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجے پس آپ نے اُسکو پہنا اور نعلین مبارک مین دو قبال تھے اور قبال وہ تسمہ ہوتا ہی
کہ درمیان دو انگلیون سے گذرتا ہی بخاری مین حدیث انس سے آیا ہی کہ نعل مبارک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مین دو قبال تھے اور حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مین آیا ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جب کہ پہنے تم مین سے کوئی جوتے کو چاہیئے کہ ابتدا کرے سیدھے پاؤن سے اور جب نکالے اُسکو ابتدا
کرے اُلٹے پاؤن سے اور بھیجے علما نے حدیث نعلین شریف کی علیحدہ اپنی کتابون مین نامی ہی اور فضیلت مین اور
فائدے اور برکتین اُسکی بیان کی ہین اور جو اہب لدنیہ مین تبرکا اسکے واسطے دفع درد کے بھر دیکھنے اُس تصویر
کے درد کی جگہ پر اور حصول امان کا باغیون اور شرمندون سے اور پناہ مین رہنا شیطان اور شریر اور
حاسد سے ذکر کیا ہی اور قصائد اُسکی مدح اور بیان فضائل مین کہے ہین اور یہ صورت کی جوتیون کی صورت شریف ہی

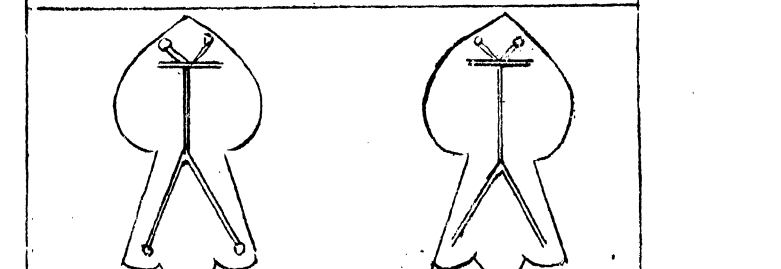

اور قدر مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسیر آرام فرماتے تھے چمڑے کا تھا کہ اُسمین بجاے روئی کے
بھال درخت خرمے کی کوٹ کر بھری تھی جیسا کہ صحیحین مین حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہی
کہ بستر مبارک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جسپر آرام فرماتے تھے چمڑے کا تھا کہ اُسکے اندر
بھال درخت خرمے کی کوٹ کر بھری تھی اور روایت کی ہی بخاری نے حدیث حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صدیقہ نے آئی میرے پاس ایک عورت انصار کی اور دیکھا اُسنے

فرستہ مبارک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ دو ہرے کپڑے کا تھا پس بھیجا اُس عورت نے میرے پاس
ایک بستر کہ اسمین بھرے روئی کے تشبینہ بھرا ہوا تھا پس تشریف لائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور فرمایا یہ کیا ہے اے عائشہؓ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلانی عورت انصاریہ آئی تھی اور بستر میرا
نیچا دیکھا تھا اُسنے یہ بستر آپ کے لیئے بھیجا ہے فرمایا اے عائشہؓ اسکو پھیر دو بخدا سو کند اگر میں چاہتا تو حق تعالے
سونے اور چاندی کے پہاڑ میرے تابع کرتا کہ میرے ساتھ چلتے یعنی یہ ریاضت میری از راہ فقر اور ذلت میسر ہوئے
کے نہیں ہے بلکہ میری اختیاری ہے اور احمد نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آئے ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پاس جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپ ایک بوریے پر لیٹے تھے اور نشان اُسکے جا بجا پہلو مبارک میں پڑ گئے
تھے پس عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختیار فرمایئے بستر بہتر اور نرم تر اس سے فرمایا اے عمر میں
دنیا کو کیا کروں میرا اور دنیا کا قصہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی سوار اونٹ کی شدت میں چلا جاتا ہو اور وہ بھر تھوڑی دیر
کے سایہ میں ٹھہر کر پھر گھوڑا ہانکے اور اُس سایہ کو چھوڑ دے اور عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آیا میں یا میں جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک مکان میں کہ وہ نہایت گرم گویا حمام تھا اور آپ بوریے پر سوتے تھے
اور پہلوے مبارک میں نشان اُسکے بن گئے تھے پس میں رویا کہ دیر فرمایا کون چیز تجھکو رلاتی ہے یا عبداللہ
عرض کیا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسریٰ اور قیصر اوپر بستر دیبا اور حریر کے سوتے ہیں اور
آپ بوریے پر فرمایا عبداللہ مت رو کہ آنکے لیے دنیا ہے اور ہمکو آخرت ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ
ایک بوریے پر سوتے تھے کہ اُسمیں مٹی بھری تھی اور سرہانے آپکے ایک تکیہ تھا کہ چمڑے کی اُسمیں
بھری تھی اور آیا ہے کہ فرمایا یہ وہ قوم ہیں انکا حصہ دنیا میں انکو ملگیا اور ہمیشہ قوم ہیں کہ ہمارا حصہ آخرت میں
اٹھا رکھا گیا اور بھی منقول ہے کہ جناب پروردگار عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر کوئی بعد بھیجا دیتا تھا اُسپر
آرام فرماتے تھے وہ زمین پر سوتے رہتے تھے **خواب شریف** جانو تم کہ نیند آپکی بقدر اعتدال تھی اور
زیادہ حاجت سے نہیں سوتے تھے اور نفس کو زیادہ حاجت سے محتاج نہ کرتے تھے لہذا احادیث میں
آیا ہے کہ نہیں چاہتا تھا کوئی کہ سوتا پاوے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مگر یہ کہ سوتا پاتا تھا اور نہیں
چاہتا تھا اُسکو کوئی کہ جاگتا نماز میں پاوے مگر نماز میں پاتا تھا جیسا کہ عادت شریف نماز نوافل میں ایسی ہی تھی
کہ کبھی سوتے سے اُٹھتے اور وضو کرتے اور مسواک کرتے اور نماز پڑھتے پھر سو رہتے پھر اُٹھتے پھر مسواک
اور وضو کرتے اور نماز پڑھتے پھر سو رہتے ایسے ہی چند بار سوتے اور چند بار جاگتے اور سیدھے
پہلو پر آرام فرماتے جانب قبلہ کے اور کر رکھتے رہا یوں کو سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھتے اور

آخر شب میں پاؤں کو کھڑا کیتے اور سر کے قبلے ہاتھ رکھتے تا نماز کو اٹھنا آسان ہو اور منع فرماتے تھے منہ کے بھل سونے سے مصنف ابی داؤد میں آیا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص پر گذرے کہ منہ کے بھل سوتا تھا پس اسکو پاؤں مبارک سے مارا اور فرمایا کہ اٹھ یہ طریقہ جہنمیوں کے سونے کا ہے اور احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ سونا چار وضع پر ہے ایک نشیمت پر دوسرے معبرین کے کہ نظر آسمان اور کواکب میں کرتے ہیں اور تکیہ زمانہ آسمین کرتے ہیں دوسرے سیدھی کروٹ پر دوسرے جانب یمین اور اٹھنے والوں نماز کے تیسرے بائیں کروٹ پر یہ آرام طلبوں اور مہمم طعام کے لیے ہے چوتھے منہ کے بھل سونا یہ وضع خواب بدبختوں اور بیتوفیقوں کی ہے یہ تھا تھوڑا حال عادات کریمہ کا اور باقی جزئیات اور آداب اسکے کتب احادیث میں مذکور ہیں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصل یہ ہے ذکر معجزات شریفہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور جو چیز کہ صادر ہو دے ولی سے کہ وہ موصوف ہو ساتھ کمال ایمان اور تقوٰی اور معرفت الٰہی اور استقامت دین محمدی کے اسکا نام کرامت ہے اور جو عوام مومنین اہل صلاح اور تقوٰی سے وقوع میں آوے اسکا نام معونت ہے اور اگر صادر ہو دین امور خلاف عادت کافر اور فاسق سے وہ استدراج ہے اسپر اعتماد اور اعتقاد کفر ہے پس جانو تم اے اہل مجلس کہ اعظم اور اقوی اور اتم معجزات رئیس سید کائنات سے قرآن عظیم اور فرقان قدیم ہے غایت فصاحت اور کمال بلاغت میں کہ اسکے سننے سے ذوق اور طرب اور خوف اور خشیت الٰہی حاصل ہوتا ہے اگرچہ سننے والے اہل علم اور فہم نہ ہوویں جیسا کہ جاہل عورتوں اور عوام الناس میں مشاہدہ ہے اور مشتمل ہے وہ کلام اوپر نظم عجیب اور اسلوب غریب اور فواصل اور اسجاع کے اور متضمن ہے اوپر اخبار امم سابقہ اور قصہ انبیا اور رسل اور وقائع اور حوادث ماضیہ اور امور آیندہ کے مثل قصہ اصحاب کہف کے اور حال موسٰی علیہ السلام کے ساتھ خضر کے اور احوال ذی القرنین کے اور قصہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ اسکے بھائیوں کے اور قصے اسکے اور قصے انبیا اور انکی امت کے باوجود یکہ تمام کفار قریش وغیرہم یقین جانتے تھے کہ وہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امی تھے نہ لکھا پڑھا کسی مدرسے میں اور نہ کسی یہودی یا نصرانی کے پاس سے ملاقات اور صحبت رکھی اور معنوی ہے وہ کلام قدیم ایسے علوم اور معارف پر کہ کوئی عالم کسی امت کا اس سے مطلع نہ تھا اور محفوظ ہے تحریف اور تغیر سے کہ ہرگز کوئی اسمیں ہاتھ تصرف کا اور ادا

وصل یہ ہے ذکر معجزات شریفہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

معجزہ قرآن شریف کا

نہیں کر سکتا اور تا قیام قیامت رہتی دنیا پر صفحۂ اعجاز کے باقی رہیگا کسی فصیح اور بلیغ کو یہ مجال اور طاقت نہیں کہ قرآن کی چھوٹی سورۃ کے برابر بنا سکے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے قل لئن اجتمعت الانس والجن علےٰ ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا اور قریش باوجود یکہ معدن فصاحت اور بلاغت تھے الفاظ قرآن مجید کو وہی الفاظ ہیں جو وے دن رات بولا کرتے تھے مگر یہ مقابلہ کے وقت بجز ناچاری شرمندگی کے کچھ نہ کر سکے اور اکثر انتقیائے سامعین بعض آیات کے کمال ذوق میں آکر سجدے میں سر رکھا اور کہنے لگے واللہ یہ کلام آدمی کا نہیں ہر چند کہ ولید نے انکو نہ چھوڑا کہ مطیع اور منقاد ہوتے آخر غلبۂ شقاوت ازلی نے ہم میں کہنے چنانچہ تتبع میں رہتے تھے ایک وقت جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سورۂ حم سجدہ مستانہ جوش اور سہانا ہو کر زمین پر گر پڑا اور قوم سے کہنے لگا کہ آج محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کلام پڑھا کہ کبھی میں نے نہ سنا تھا اور حیران ہوں میں کہ اسکا کیا جواب دوں اسواسطے کہ الفاظ اسکے یہی الفاظ مستعمل ہمارے اور ترکیب اسکی یہی ترکیب مقررہ ہماری ہے لیکن کسی کو یہ مجال نہیں کہ اس فصاحت سے کلام کرے اور معانی عجیبہ کو اس خوبی سے انتظام دیوے اور ایسے ہی اور اتفاقیات نے کہ جودت ذہن اور حسن تقریر میں نظیر نہیں رکھتے تھے اور فصاحت اور بلاغت میں کسی کو اپنا مثل نہیں سمجھتے تھے پیشانی عجز اور حیرت کی اوپر زمین مذلت کے رکھی تفصیل اسکی کتب سیر میں ہے

معجزۂ شق قمر

یہ معجزہ سب معجزات جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ روشن تھا کہ یہ تصرف عالم علوی میں تھا اور کسی پیغمبر سے واقع نہوا تھا میں میں ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ ایک رات ابوجہل وغیرہ مشرکین نابکار گرد کعبے کے جمع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگے کہ تو ہم دعوی نبوت اور رسالت میں سچے ہو تو چاند کو دو ٹکڑے کر دو فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو ہم ایمان لاؤ گے سب انھوں نے اقرار کیا تب اس نیر سپہر سیادت نے بعادۂ سجدہ نگشت شہادت سے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور رد کھائی دینے لگا درمیان ان دو ٹکڑوں کے پہاڑ حرا کا اور سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور بسا نزاع طرفین اور جوانب کے جو آئے گئے سبھوں نے حال شق قمر کا بقید تاریخ بیان کیا باوجود اسکے ان بدعہدوں نے طریقہ کفر اور ضلالیت کا نہ چھوڑا آخر کہا گو اگے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جادو زمین پر تمام آسمان پر بھی چلنے لگا

معجزۂ رد شمس

روی ہے اسماء بنت عمیس سے کہ ایک دن صہبا نے خیبر میں عصر کے وقت مہ مبارک جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی گود میں تھا کہ نزول وحی کا ہوا ہنوز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدمۂ وحی سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور میں اسکو دیکھتی تھی اور جناب امیر علیہ السلام نے نماز عصر کی نہیں پڑھی جب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقدمۂ وحی سے فارغ ہوئے معلوم ہوا

کہ علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر نہین پڑھی ہو جناب کبریا مین دعا کی کہ الٰہی علی نماز کے وقت تیرے رسول کی تابعداری مین تھا آفتاب کو پھیر دے کہ علی نماز عصر کی پڑھ لیوے دیکھا مین نے کہ دعاے مقبول اُس رسول ذی الاحترام سے آفتاب ایسا بلند ہو گیا کہ اُسکی روشنی جھاڑ اور پہاڑ پر پڑتی تھی تب علی کرم اللہ وجہہ نے اُٹھکر نماز عصر ادا کی بعد اُسکے وہ آفتاب غروب ہو گیا **معجزہ جاری ہونے پانی کا انگشتان فیض نشان سے** اِس باب مین بہت احادیث مروی ہین کہ نوبت تواتر معنوی کی پہونچی ہو اور مفید علم قطعی کو ہو اور کسی اگلگانی سے یہ معجزہ نہین ظاہر ہوا منقول ہو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ ایکبار ایک وضو کے موافق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پانی رکھا تھا اور عصر کا وقت آیا لوگون نے پانی تلاش کیا کہین نہ ملا آخر کو وضو کرتے بیس ہم سب نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانی کی شکایت کی آپ نے اپنا ہاتھ پانی کے برتن مین رکھا اور لوگون سے حکم کیا کہ وضو کرین بیس ہنسنے دیکھا کہ آپکی انگلیون سے پانی جاری تھا پھر ہم نے کہ تیس سو آدمی تھے اُس پانی سے وضو کیا اور مروی ہو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ مین غزوہ تبوک مین آپ کے ہمراہ تھا اور سب مسلمانون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اونٹ اور جانور سب پیاسے ہین فرمایا تمھارے پاس کچھ پانی زیادہ ہو اتنے مین ایک شخص تھوڑا پانی اپنے مشکیزہ سے لایا اور عرض کیا کہ اسی قدر ہے بیس آپ نے ایک کاسہ منگا کر اسمین وہ پانی ڈالا اور اپنا ہاتھ اسمین رکھا آپکی انگلیون سے اسقدر پانی جاری ہوا کہ سب جانورون کو پایا اور باقی بھر لیا اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ روز خبک حدیبیہ کے ہم بہت پیاسے ہوے اور حضور پر نور نبوی مین ایک برتن پانی کا تھا کہ اُس سے آپ وضو کرتے تھے بیس ہم سب جمع ہوے اور پیاس کی شکایت کی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس برتن مین اپنا دست مبارک رکھا اسمین سے ایک چشمہ پانی کا جاری ہوا اور ہم سب نے پیا اور وضو کیا اور اپنے جانورون کو پلایا اور اُس روز ہم سب پندرہ سو آدمی تھے اور اگر لاکھ آدمی ہوتے انکو بھی کفایت کرتا اور عبداللہ بن مسعود سے مروی ہو کہ ہم ایک سفر مین ہمراہ رکاب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور ہمارے ساتھ پانی نہ تھا بیس فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کسی کے پاس تھوڑا پانی ڈھونڈھو بیس ایک شخص کے پاس تھوڑا سا پانی نکلا اُسکو لاکر حاضر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو ایک برتن مین ڈالا اور اپنا دست مبارک اسمین رکھا بیس ایک چشمہ پانی کا انگشتان مبارک سے جاری ہوا **معجزہ زیادہ ہونے پانی قلیل کا اور جاری ہونا اُسکا بدعاے اُس سید انس و جان کے** مروی ہو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ سفر غزوہ تبوک مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے تم صبح کے وقت

چشمہ پر تھوک پر پہونچے مگر اُسمین ہاتھ نہ لگانا اور پانی اُسکا نہ لینا جبتک مین نہ آؤن راوی کہتا ہے پس آنحضرت اُس چشمہ پر پہونچے اور حال یہ کہ ہمسے پیشتر دو آدمی پہونچے تھے اُسمین سے اُنھون نے پانی لیا تھا اور اُس چشمہ مین کچھ تھوڑا پانی جمع تھا پس تشریف لائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پوچھا اُن دونون شخصون سے کہ تمنے اُسمین سے پانی لیا کہا اُنھون نے ہان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اُنسے ناخوش ہوے بعد ازان صحابہ نے اپنے ہاتھون سے اُس چشمہ کو کھودا کہ تھوڑا پانی جمع کیا پس آپ اُس پانی سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روے انور اور دونون دست مبارک اپنے دھوے اور وہ پانی اُس چشمہ مین ڈالا اسقدر کثرت سے ہوا کہ ہم سب نے اُسمین سے پیا اور منقول ہے براء بن عازب سے کہ جنگ حدیبیہ مین لوگون نے کمی آب اور تشنگی اصحاب کی حضور پر نور مین شکایت کی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کنوئین پر تشریف لیگئے کہ اُسمین پانی اسقدر نہ تھا کہ پچاس مکہ یان سیراب ہوتین نہ کہ چودہ سو اور ہمراہ کا بنصرت آپ نبوی کے تھے پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ڈول پانی اُس کنوئین سے منگایا اور اُس سے وضو کیا اور آپ دہن مبارک اُسمین ڈالا اور دیا کہ اُسکو کنوئین مین ڈال دو بعد ڈالنے اُس پانی کے ایک قطرہ نہین گذرا کہ اُس پانی نے ایسی طغیانی کی کہ تمامی لشکر ظفر پیکر سیراب ہو گیا اور مروی ہوا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ ایک جنگ مین نوبت تشنگی کی یہ پہونچی کہ لوگ اونٹون کو ذبح کر کے اوجھڑی اُسکی نچوڑ کر پیتے تھے پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضور پر نور مین عرض کیا آپ نے ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھایا ہنوز دعا تمام نہین ہوئی تھی کہ اسقدر پانی برسا کہ سب سیراب ہوے اور اونٹون کو پایا اور جو برتن لشکر مین تھے بھر لیے اور باہر لشکر ظفر پیکر کے ایک قطرہ پانی کا نہ پڑا **معجزہ بہت ہونا طعام قلیل کا** مروی ہوا جابر رضی اللہ عنہ سے کہ روز جنگ خندق کے مین نے چہرہ مبارک پر بھوک کے آثار دیکھے اور گھر جا کر دو سیر آٹا اور بکری کا بچہ ذبح کر کے کھانا تیار کرایا اور آپکی خدمت مین جا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ تھوڑا سا سباب کھانے کا حاضر ہے تشریف لیجیے اور چند صحابہ بھی ہمراہ ہون مین پس پکارا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمامی صحابہ کو اور فرمایا آج کے دن جابر نے ضیافت کی ہے تم سب چلو اور مجھکو حکم کیا کہ جب تک مین نہ آؤن تب تک ہانڈی کو نہ اتارنا اور خمیر کو بھی نہ پکانا پس تشریف لائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ ہزار آدمی کے صحابہ سے مین نے وہ خمیر اور ہانڈی روبرو کی پس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آب دہن مبارک اپنا اُس خمیر اور ہانڈی مین ڈالا اور دعاے برکت کی اور میری نسبت سے فرمایا کہ جارو تی پکا لا

اور گوشت ہانڈی سے نکال لگا اسکو چھلے پر سے نہ اُتارنا اور نہ اُسکو دیکھنا پس قسم خدائے عزوجل کی کہ وہ کھانا اُن سات ہزار آدمیوں نے سیر ہو کر کھایا اور ہنوز دیگ جوش میں تھی اور خمیر ویسے ہی تھا حالانکہ پہلے اسقدر بھی نہ تھا کہ دس آدمی اُس سے سیر ہوتے اور منقول ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ غزوۂ تبوک میں کہ وہ آخری غزوہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا بھوک سب پر غالب ہوئی تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا حکم فرماتے ہیں کہ بسبب پاس مونس کھانے سے باقی ہووے لاکر ایک جگہ جمع کریں اور آپ دعاے برکت فرماویں کہ برکت مانگنی ہے لوگ ہلاک ہونے تھے میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دسترخوان بچھاؤ اور سب کے پاس مونس کھانے سے باقی ہووے لاکر جمع کرو پس ہر ایک نے جو کچھ کہ باقی تھا لاکر اُس دسترخوان پر جمع کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعاے برکت کی اور فرمایا کہ اپنے اپنے برتنوں میں بھر لو پس برتن سارے لشکر کے بھر ہوے اور سب نے اُس دسترخوان پر سیر ہو کر کھایا تسپر بھی کھانا باقی رہ گیا اور اُس غزوے میں لشکر ظفر پیکر ستر ہزار آدمی کا تھا اور مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ مان میری ام سلیم نے مجھ سے پکایا اور میں عرب میں ایک قسم کا کھانا ہے کہ اُسکو خزما اور ستو اور گھی سے پکاتے ہیں اور بہت لذیذ ہوتا ہے اور ایک کاسنے میں نکالکر مجھکو دیا اور کہا اے انس اسکو حضور پر نور میں لیجا کر عرض کر کہ میری ماں نے بھیجا ہے اور عذر علت کا بہت میری طرف سے عرض کر پس میں لیکر حضور اقدس میں گیا اور جو کچھ کہ میری ماں نے عرض کیا تھا گذارش کی فرمایا کہ اسکو یہاں رکھدے اور فلانے فلانے کو اور جو کوئی تجھکو ملے بلا لا پس اُن لوگوں کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکا نام لیا تھا اور جو میرے ساتھ بیٹھے تھے بلا لایا قریب تین سو آدمی کے جمع ہوے آپ نے دست مبارک اپنا اُس کاسے پر رکھکر کچھ پڑھا اور اُسمیں سے دس دس آدمیوں کو عنایت کیا اور فرمایا کہ بسم اللہ کہکے اپنے اپنے آگے سے کھاؤ پس اُن تین سو آدمی کو کھلایا وے سب سیر ہو گئے پس فرمایا اے انس یہ کاسہ لیجاؤ میں نے اُسکو اٹھایا پس قسم خدا کی مجھکو معلوم نہیں آیا وہ کھانا وقت لانے کے زیادہ تھا یا وقت لیجانے کے اور ابو ایوب انصاری سے منقول ہے کہ میں نے ایک دن جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اسی قدر کھانا پکایا کہ دو نفر صاحبوں کو کفایت کرے پس میں اُسکو حضور پر نور میں لایا یا فرمایا کہ بلاؤ اشراف انصار سے قریب آدمی میں اُنکو بلا لایا اُن سب نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا ویسے ہی باقی تھا مہمانان فرمایا کہ ساٹھ آدمی کو بلاؤ میں اُنکو بھی بلا لایا اُنھوں نے بھی سیر ہو کر کھایا اور کھانا ویسا ہی باقی تھا پھر فرمایا سو آدمیوں کو بلاؤ میں نے اُنکو بھی لاکر حاضر کیا اُنھوں نے بھی سیر ہو کر کھایا اور وہ طعام بمقدار تھا اسی قدر رہ گیا پس سب ایک سو ساٹھ آدمی ہوے اور وے سب

اُسی وقت اسلام لائے اور مروی ہے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے کہ ہم ایک سو تیس نفر ایک سفر میں ہمراہ رکاب نصرت مآب ہو لئے تھے اور مجمع کیا گیا دو سیر آٹا اور ایک بکری ذبح کی گئی اور اسکی کلیجی اور دل اور گردہ بھونا گیا خدا کی قسم کوئی باقی نہ رہا جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنمیں سے ایک ٹکڑا نہ دیا ہو اور عبید تیار ہونے کھانے کے دو کا نسوں میں کھانا آپ نے دیا پس ہم سب نے سیر ہو کر کھایا اور جسقدر کہ دونوں کا نسوں میں تھا اُسی قدر باقی رہ گیا اُسکو ہنسنے اونٹوں پر رکھ لیا اور منقول ہے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی عبدالمطلب سے چالیس آدمیوں کو جمع کیا اور اُنمیں ایک قوم ایسی تھی کہ ایک بچھڑا اونٹ کا جو سالہ کھاتی تھی اور ایک مشک پانی پیتی تھی پس دیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پیالہ کھانا اور ایک پیالہ میں پانی اُن سبھوں نے اُسقدر کھانے سے سیر ہو کر کھایا اور اُسقدر پانی سے سیر ہو کر پیا اور اُسی قدر پیالوں میں کھانا اور پانی باقی رہا اور مروی ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک جنگ میں بھوک بہت لوگوں پر غالب ہوئی پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ ہے میں نے عرض کیا کہ تھوڑے سے خرمے میرے توشہ دان میں ہیں فرمایا لے آ پس میں وہ توشہ دان آپکے روبرو لایا آپ نے دست مبارک اپنا اُس توشہ دان میں ڈال کر اکیس خرمے نکالے اور دعاے برکت کی اور دس دس آدمیوں کو بلا کر سیکو دیدیے سب کھا کر سیر ہو گئے بعد ازاں مجھسے فرمایا کہ اپنے خرمے جولا یا تھا لے اور ہاتھ ڈال کر قوت حاجت کے انمیں سے لیا کر نا مگر اُسکو شمار مت کرنا اور توشہ دان کو مت جھاڑنا پس میں ہمیشہ اُنمیں خرموں سے کھایا اور کھلایا کیا جبتک کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بقید حیات رہے یہانتک کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوے مصریوں نے میرا گھر لوٹا اور اُس توشہ دان کو اُٹھا لے گئے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اُنمیں سے راہ خدا میں ستاسٹھ صاع یا ستاسٹھ اونٹ بھر کر دیے اور ہمکو وے اُنمیں خرمے تھے کہ جسوقت میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھے تھے اور اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شعر کہا ہے ؎ للناس ہم ولی الیوم ہمان ہم الحراب وقتل الشیخ عثمان یعنی لوگوں کو ایک ہی غم ہے یعنی شہادت حضرت عثمان کا اور مجھکو دو غم ہیں ایک جاتے رہنے اپنے توشہ دان کا دوسرے غم شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اور اسی طرح کے قصے کتب حدیث میں بہت ہیں **معجزہ سجدہ کرنا اونٹ کا اور حکایت کرنا اُسکے مالکوں کا حضور پر نور میں** مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ اہل بیت انصار کا ایک اونٹ تھا ایکدن اُسکے مالکوں نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

فائدہ جو واردات بے جمعیت حواس ہوں اُنکا اعتبار نہیں کرنا چاہیے ۱۲

وسلم ہمارا ایک اونٹ ہوکہ ہم اسپر پانی بھر کر باغون اور کھیتون کو بھیجا کرتے تھے اب وہ اونٹ سختی اور سرکشی کرتا ہو اور بوجھ نہین اٹھاتا ہو اور کھیت اور درخت ہمارے خشک ہوتے ہین پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور ایک جماعت صحابہ کی آپکے ہمراہ ہوئی آپ اسکے باغ مین تشریف لے گئے اور گوشۂ باغ مین وہ اونٹ بیٹھا تھا مالکون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ اونٹ مانند کتے کے کاٹ کھاتا ہو ہم ڈرتے ہین کہ مبادا جسم مبارک پر کچھ صدمہ نہ پہونچے فرمایا کچھ ڈر نہین ہو جب آپ اس اونٹ کے پاس گئے اسنے آپکو دیکھکر سر سجدے مین رکھا پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی پیشانی کے بال پکڑ کر مالکون کے تابع کر دیا پھر اسنے کبھی اسنے سختی اور سرکشی نہ کی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جانور آپکو سجدہ کرتا ہو ہم سزاوار زیادہ ہین اس سے آپ کو سجدہ کرنے مین فرمایا نہین لائق ہو کوئی بشر سجدہ کرے کسی بشر کو اگر روا ہوتا تو مین حکم دیتا عورتون کو کہ اپنے خاوندون کو سجدہ کرین اسواسطے کہ انکا حق عورتون پر زیادہ ہو اور ایک اونٹ آکر برابر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھ گیا اور سر سجدے مین رکھکر فریاد اور نالہ کرنے لگا آپ اٹھے اور اسکے پاس جاکر کھڑے ہوے اور اسکے مالک سے فرمایا کہ اس اونٹ کو میرے ہاتھ بیچ ڈال عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ اونٹ آپ کی نذر ہو مگر یہ مال ذلکون بالون کا ہو کہ اسکے سوا اور کوئی وجہ معیشت کی نہین فرمایا کہ یہ تمھاری شکایت کرتا ہو کہ مجھسے کام بہت لیتے ہین اور مجھکو کھانے کو نہین دیتے ہین پس تم اسکے ساتھ احسان کرو اور اسکا حق دیتے رہو اور ایکبار ایک اونٹ حضور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آیا اور اپنی قوم کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ قبل پڑھنے نماز عشا کے سوتے ہین اور مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ حق تعالی اس قوم کو عذاب فرماوے اور مین بھی اُنکی شامت سے عذاب الٰہی مین گرفتار ہون پس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس قوم کو بلا کر تاکید فرمائی کہ قبل پڑھنے نماز عشا کے سویا نکرو **معجزہ بکری کا** مروی ہو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ میرے گھر مین ایک بکری تھی اُسکا یہ حال تھا کہ جبتک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر مین تشریف رکھتے تھے وہ آرام سے چپ کھڑی رہتی تھی اور جب آپ باہر تشریف لیجاتے تھے نہایت پریشان اور بیقرار ہوتی تھی اور ہر طرف دوڑتی تھی اور حدیث مین آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک اپنا ایک بکری کی پیٹھ پر ملا کہ ذرا اسکو نہ پہونچا تھا پس تھن اُسکے دودھ سے بھر گئے آپ نے اُسے دوہ کر پیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پلایا اور قصہ ام معبد کی دبلی بکری کے دوہنے کا کہ اُسکے مطلق دودھ نہ تھا مشہور ہی اور تفصیل مجلس ہجرت مین بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی **معجزہ کلام**

بھیڑیے کا اور گواہی اُسکی اوپر رسالت جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

مروی ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بھیڑیا ایک بکری کے پیچھے دوڑا اور اُسکو پکڑا تھا کہ چرواہے نے دوڑ کر اُسکو چھڑا لیا پس بھیڑیا بیٹھا اور کہا اے چرواہے خدا سے نہیں ڈرتا ہے کہ جو اُسنے مجھکو رزق دیا تھا سو اُسکو تو نے مجھسے چھین لیا چرواہے نے کہا کہ عجیب یہ بھیڑیا ہے کہ آدمیوں کی سی باتیں کرتا ہے بھیڑیے نے کہا کہ میں تجھکو اس سے زیادہ ایک عجیب بات کی خبر دوں کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو دعوت اسلام کرتے ہیں اور آسمان کی باتوں سے خبر دیتے ہیں اور لوگ اُنکا ایمان نہیں لاتے ہیں چرواہا اس بات سے زیادہ تعجب ہوا اور بکریاں لیکر مدینہ منورہ کو آیا اور بکریوں کو چھوڑ کر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گیا اور یہ قصہ عرض کیا پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان دو تاکہ لوگ جمع ہوویں جب سب جمع ہوگئے تب چرواہے سے فرمایا کہ جو تو نے دیکھا اور سنا ہے جاں کر اُسنے سب حال لوگوں کے سامنے نقل کیا اور اسی طرح سے بیہقی نے حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ابو نعیم نے حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اُس بھیڑیے نے چرواہے سے کہا کہ تیرا حال مجھسے زیادہ تعجب بھرا ہوا ہے کہ تو بکریاں چراتا ہے اور اس پیغمبر کو کہ کوئی نبی عظیم القدر اُس سے زیادہ مبعوث نہیں ہوا چھوڑ دیا بتحقیق حق تعالے نے اُسکے اوپر دروازے بہشت کے کھولے اور فرشتے اُسکے اصحاب کے جہاد کے منتظر ہیں کہ اُنکی مدد کریں اور حور و غلمان اُسکے اصحاب کو دیکھتے ہیں اور بہشت اُسکے اصحاب کے آنے کی مشتاق ہے اے چرواہے درمیان تیرے اور اُس نبی کریم کے یہ ٹیلہ ریگ کا آڑے ہے اُنکے حضور پُر نور میں جا اور اُنکا ایمان لا اور تصدیق اُنکی رسالت کی کر تا تو بھی مشکبیان خدا سے ہووے چرواہے نے کہا کہ بکریاں میری کون چراوے بھیڑیے نے کہا میں چراؤنگا اور حفاظت اُنکی کرونگا پس وہ چرواہا بکریاں چھوڑ کر حضور پُر نور جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا اور شرف باسلام ہوا اور ٹوٹ کے جا کر ایک بکری واسطے اُس بھیڑیے کے ذبح کی اور ایسا ہی قصہ ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن اُمیہ سے منقول ہے کہ ایک بھیڑیا ہرن کے پیچھے دوڑا وہ ہرن بھاگ کر حرم میں جا گھسا ہوا اور بھیڑیا بایں حال چلایا جب ان دونوں شخصوں نے دیکھکر بہت تعجب کیا بھیڑیے نے کہا کہ اس حال سے تم متعجب نہ ہو کہ میرا حال تم دونوں کے حال سے زیادہ تعجب بھرا نہیں ہے کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمکو دعوت بہشت کی کرتے ہیں اور تم خواہش رکھتے ہو دوزخ کی آگ کی پس سفیان نے صفوان سے کہا کہ قسم لات و عزیٰ کی اگر اس قصے کو تکے میں ظاہر کروگے قریش کے ہاتھوں سے سب عورتیں بیوہ ہو جاویگی پس اُن دونوں نے اس واقعہ کو جب تک کہ مسلمان نہوے ظاہر نہ کیا اور ابو جہل اور اُسکے

فریقون سے بھی ایسی ہی حکایت نقل کی ہو **معجزہ کلام سوسمار کا** قاضی عیاض نے شفا میں بسند حدیث امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جماعت صحابہ میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک اعرابی قبیلہ بنی سلیم سے وہاں ہو کر نکلا اور اسکی آستین میں سوسمار تھا اس جماعت کو دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا اجتماع ہی لوگون نے کہا کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دین کی دعوت کرتے ہین اس اعرابی نے سوسمار کو اپنی آستین سے نکال کر روبرو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھینک دیا اور کہا قسم لات وعزیٰ کی جبتک یہ سوسمار آپکا ایمان نہ لاویگا میں آپکا ایمان نہ لاؤنگا پس پکارا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا ایہا الضب سوسمار نے بزبان فصیح کہا لبیک وسعدیک فرمایا تو کسکی عبادت کرتی ہی کہا اس خدا کی کہ آسمان میں ہی عرش اسکا اور زمین میں ہی سلطنت اسکی اور دریا میں ہی راہ اسکی اور جنت میں ہی رحمت اسکی اور دوزخ میں ہی عذاب اور عقاب اسکا فرمایا میں کون ہون سوسمار نے کہا آپ رسول پروردگار عالمیان اور خاتم پیغمبران ہین جو آپکی تصدیق کرے نجات پاوے اور جو جھٹلاوے دنیا و آخرت میں خراب ہووے اعرابی نے جب یہ کلمات سوسمار سے سُنے متحیر ہوا اور کہا کہ مجھکو اس سے زیادہ کوئی دلیل درکار نہین اور فی الفور ایمان لایا اور کلمہ شہادت اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہدان محمدا عبدہ ورسولہ زبان سے کہا

معجزہ کلام ہرنی کا قاضی عیاض بروایت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نقل کیا ہی کہ ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحرا مین تھے کہ ناگاہ ایک آواز یا رسول اللہ کی تین بار سُنی پس دیکھا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک ہرنی قید مین ہی اور اعرابی خراب مین پس اسنے ہرنی سے فرمایا کہ تیری کیا حاجت ہی اور تو کیون پکارتی ہی کہنے لگی کہ اے غیاث المستغیثین اس بیابان مین میرے دو بچے ہین انھون نے سیر ہو کر دودھ نہ پیا تھا کہ یہ اعرابی مجکو پکڑ لایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب مجھلو چھوڑ دین تو مین انکو دودھ پلا کر آؤن اور نہ دوے مرجاوینگے فرمایا کہ پھر آوگی عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ عذاب کرے مجھ اگر نہ پھر آؤن مین پس اس رحمۃ للعالمین نے اسکو چھوڑ دیا وہ جاکر دودھ پلا کر پھر آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح اسکو باندھ دیا اس عرصے مین وہ اعرابی جگا اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکو مجھسے کچھ حاجت ہو تو فرمایئے فرمایا حاجت میری یہی ہی کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے اس اعرابی نے آپکے فرمانے سے چھوڑ دیا وہ ہرنی دوڑتی جاتی تھی اور یہ کلمہ زبان فصیح سے کہتی تھی کہ اشہدان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ ملا علی قاری نے لکھا ہی کہ وہ موضع مشہور بمسجد غزالہ ہی وادی نخلہ مین بیچ دامن پہاڑ کے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو جاتے ہوئے مدینہ سے تین کوس پڑتا ہی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک لشکر مین تھے لوگ لشکر کے سب پیاسے ہوے تب ایک ہرنی دوڑتی ہوئی حضور پرنور نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین آئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ اُسکا دوہا اور سارے لشکر کو سیراب کیا اور اُس سفر مین ہمراہ رکاب نصرت مآب کے تین ہزار آدمی تھے مسلمانان اپنے آزاد و غلام سے کہ رافع نام تھا فرمایا کہ اِس ہرنی کو باندھ دو رافع نے اُسکو باندھ دیا تھوڑی دیر مین دیکھا کہ وہ چلی گئی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

معجزہ کلام حمار کا

رَاتَ الَّذِیْ جَاءَ بِہٖ وَہُوَ الَّذِیْ ذَہَبَ یعنی بتحقیق جسنے جیسا تھا وہی اُسکو لیگیا روایت کی ہے ابن عساکر نے کہ بعد فتح خیبر کے ایک گدھے نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتین کین پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ میرا نام یزید بن شہاب ہے آنحضرت نے میرے دادا کی نسل سے ستاسی گدھے پیدا کیے اور آپ سوا ے انبیا علیہم السلام کے کوئی نہین سوار ہوا اب مین ایک باقی رہا ہون اور آپکے سوا کوئی نبی بھی باقی نہین امیدوار ہون کہ آپ سواری سے مجھکو مشرف کیجیے فرمایا آپ نے کہ اب تک تو کہان تھا کہا مین ایک یہودی کے پاس تھا اور قصداً اُسکی سواری کے وقت مین شوخی کرتا تھا یہانتک کہ مین نے کبھی اُسکو اپنی پیٹھ پر نہین سوار ہونے دیا پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکا نام یعفور رکھا اور وہ خدمت شریف مین رہتا تھا حال اُسکا یہ تھا کہ جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلایا چاہتے تھے یعفور سے فرماتے تھے کہ جا کر فلانے کو بلا لا پس یعفور اُسکے دروازے پر جا کر سر مارتا جب وہ شخص گھر سے نکلتا اشارے سے بتلاتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھکو بلایا ہے اور یعفور بعد وفات شریف کے کمال رنج والم سے چاہ ابی الہیثم بن تیہان مین گر کر مر گیا

معجزہ تسخیر شیر کا

منقول ہے کہ سفینہ غلام آزاد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک سفر مین لشکر سے بچھڑ کر راہ بھول گئے اور جنگل مین جا پڑے وہان ایک شیر نکلا اور قصد اُسکے کھانے کا کیا سفینہ نے کہا کہ مین ہون سوائی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پس وہ شیر ازحد نہ ہوا اور راہبری کر کے اُنکو لشکر تک پہونچا دیا

معجزہ کلام نباتات اور حیوانات کا در اطاعت اور شہادت اوپر رسالت

اُس فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مروی ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام بعثت مین کہ مین جس درخت اور پتھر پر گذرتا تھا وہ مجھسے کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور منقول ہے از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے کہ نکلا مین ہمراہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض نواحی مکے مین پس جس پہاڑ پر اور درخت پر گذرا اُسنے کہا السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور منقول ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ مین ایک سفر مین

ہمراہ رکاب سعادت مآب نبوی کے تھا کہ ایک اعرابی روبرو آیکے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
پوچھا تو کہاں جاتا ہے کہا اپنے گھر کو فرمایا کچھ رغبت ہے تجھکو نیکی میں اور حاصل کرنے سعادت دارین میں کہا
وہ کیا ہے فرمایا شہادت ان لا الٰہ الا اللہ وانی محمد رسول اللہ اعرابی نے کہا کہ آپکے اس دعوی پر کوئی
گواہ ہے فرمایا یہ درخت شاہد اور گواہ میرا ہے پس بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخت کو کہ
کنارے نالہ جنگل کے تھا زمین پھٹی اور وہ درخت وہاں سے آکر حضور پر نور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کھڑا
ہوا اور شہادت رسالت پر تین بار دی اور پھر اپنی جگہ کو پلٹ گیا اور شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی
رضی اللہ عنہ نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ منقول ہے بعضے صحابہ سے کہ ایکبار جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اندھیری رات میں اونٹ پر سوار خواب آلودہ ایک بیر کے درخت تک پہونچے وہ درخت
آدھا آدھا ہو گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمین سے نکلجاوین اور کچھ صدمہ نہ پہونچے اور
اٹکے وہ ویسا ہی دو ٹکڑے ہوا اور سدرۃ المنتہی کے کے مشہور ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے
منقول ہے کہ ایک اعرابی یعنی گنوار حضور اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا اور کہا کیونکر جانو
میں کہ آپ رسول خدا ہین فرمایا اس شاخ خرما سے کہ میں اسکو بلاؤن اور وہ میرے رسول ہونے کی
گواہی دے پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شاخ کو بلایا وہ شاخ درخت سے جدا ہو کر حضور پر نور میں
آئی اور شہادت اوپر رسالت اس برگزیدۂ عالم کے دی اور پھر باشارۂ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
جا کر اس درخت میں مل گئی اور وہ اعرابی مسلمان ہوا اور حدیث اسامہ بن زید میں آیا ہے کہ میں بسبب
غزوات میں ہمراہ رکاب سعادت آنحضرت کے تھا پس فرمایا مجھسے کہ کوئی جگہ ایسی خالی آدمیون سے ہو
کہ میں وہان قضاے حاجت کرون میں نے عرض کیا کہ یہان کف دست میدان ہے کوئی جگہ پوشیدگی کی نہیں
مگر تین درخت متفرق نظر آتے ہین آپ نے فرمایا کہ ان درختون کے پاس جا اور کہہ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم جمع ہو کر آؤ اور میری آڑ ہو کہ بیٹھون میں ان درختون کے پاس گیا اور
پیغام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو سنا پس دو درخت اپنی اپنی جگہ سے آکر مثل قبے
کے مل گئے اور بعد فراغ قضاے حاجت کے اپنے اپنے مقام کو پلٹ گئے ؎ شغل کہ بوش بند مین
سخت باشد ✤ چست بفرمودہ امرت زجاے ✤ گرد بہر سو کہ تو خواندی خرام ✤ ساخت بہر جا کہ تو
گفتی مقام ✤ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنجناب نے وقت اسلام لانے کے
کہا کہ کون ہے جو گواہی دیوے آپکی رسالت پر فرمایا میرا گواہ ہے اور کہا اسی درخت آپس وہ
آکر باادب کھڑا ہوا اور شہادت اوپر رسالت اس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دی

اور پھر اپنی جگہ کو پلٹ گیا اور مسلم نے حدیث جابر بن سمرہ سے نقل کیا ہو کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پہچانتا ہوں میں اُس پتھر کو کہ میں کہ جو مجھکو قبل نبوت کے سلام کرتا تھا اب اُس پتھر میں بعضوں نے کہا ہو کہ وہ حجر اسود تھا اور بعضوں کے نزدیک وہ پتھر سوائے حجر اسود کے ہر ایک کو یہ ہیں کہ اُسکو حق اچھے کہتے ہیں اور جاتے آتے گھر خدیجہ کبریٰ کے رستے میں پڑتا ہو اور اُسکو ایک دیوار میں جما دیا ہو لوگ اُسکے چھونے سے برکت لیتے ہیں اور اہل مکہ سے ثبوت کو پہنچا ہو کہ یہ وہی پتھر ہو کہ جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتا تھا اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہو کہ ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس بن عبد المطلب سے فرمایا اے ابو الفضل تم کل کے دن صبح اسینہ اکون کے گھر سے نہ جانا جبتک میں نہ آؤں کہ تمسے مجھکو کچھ کام ہو صبح کو عباس رضی اللہ عنہ بموجب ارشاد و ہدایت بنیاد کے منتظر قدوم میمنت لزوم کے تھے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کے وقت تشریف لائے اور کہا السلام علیکم یا اہل البیت سب نے جواب دیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرمایا کس حال سے صبح کی تمنے سب نے عرض کیا بخیر و سلامت والحمد للہ فرمایا سب کیجا بیٹھو جب سب بیٹھ چکے پس اپنی چادر مبارک اُنکو اڑھائی اور فرمایا یا رب یہ چچا میرا ہو اور یہ اہل بیت میرے ہیں پس چھپا تو انکو آتش دوزخ سے جیسا میں نے انکو اپنی چادر سے چھپایا پس آمین کی آواز تین بار حضرت عباس کے گھر کی چھت اور در و دیوار سے آئی اور سب نے اسکو سنا اور یا بار عقیل بن ابی طالب ایک سفر میں ہمراہ رکاب نصرت مآب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے پیاسے ہوئے پس جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو اُس پہاڑ پر جو وہاں تھا بھیجا اور فرمایا کہ کہو اُس پہاڑ سے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ مجھکو پانی دے بموجب حکم شریف کے گئے تب وہ پہاڑ بولا کہ میری طرف سے جناب پاک میں عرض کرو کہ جیسے تمہاری کو یہ نازل ہوئی وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنی پرہیز کرو تم اُس آگ سے کہ ایندھن جسکا آدمی اور پتھر ہیں تب سے میں اسقدر خوف الٰہی سے رویا کہ مجھ میں پانی نہیں رہا اور منجملہ کلام نباتات کے رونا شاخ خرمے کا ہو فراق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور قصہ بہت صحیح رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ مسجد نبوی کی چھت اور ستون خرمے کی شاخوں کی تھی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل تیار ہونے منبر شریف کے ایک شاخ پر تکیہ لگا کر خطبہ پڑھتے تھے جب منبر تیار ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکو چھوڑ کر منبر پر رونق افروز ہوئے اُس شاخ نے مثل لڑکوں کے رونا شروع کیا اور روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ میں آیا ہو کہ مسجد اُسکی

آواز سے کانپی اور لوگوں نے اسکا حال دیکھکر گریہ وزاری کی جس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دست مبارک اپنا اسپر رکھا اور گردن میں لیا وہ چپ رہی فرمایا کہ یہ شاخ میری جدائی سے روتی تھی اگر میں
اسکو گود میں نہ لیتا اور تسکین نہ دیتا قیامت اس رنج سے حشر تک روتا کہ دنیا میں آیا ہر کہ
خرما یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر تو چاہے تو تجھکو اسی باغ میں کھجور بن تجھی لگا دوں کہ
خلقت تیرے کا پھل ہووے اور تو تر و تازہ اور برمیوہ ہووے آور اگر تو چاہے تو بہشت میں بہشت بن
کر بہشت کے لوگ تیرا میوہ کھائیں عرض کیا اس شاخ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر ہے
آپ مجھکو بہشت میں کہ پرانی اور فانی نہ ہوں میں اور یہ سوال وجواب سنے جو مسجد میں موجود تھے بخوبی
پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا میں نے اور فرمایا کہ افتیانہ کہا آسنے وارثقا کو اور پھر
وارثقا کے امام حسن بصری رضی اللہ عنہ جب اسکو وعظ میں فرماتے تھے روتے تھے اور کہتے تھے کہ اے
بندگان خدا تم کہ اس چوب خشک سے نوحہ کرنا لہ کرتی تھی فراق اور شوق لقاے رسول بقبول میں تمکو
سزاوار زیادہ ہے کہ مشتاق لقاے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہو اور روز رات اس اشتیاق میں
گریہ وزاری کرو اور مولانا روم اپنی مثنوی میں مترجم اس حدیث کے ہیں **مثنوی** استن حنانہ
در ہجر رسول ✤ نالہ میکرد مے چو ارباب عقول ✤ در میان مجلس وعظ آنچنان ✤ کز بہر آگہ گشت ہم
پیر و جوان ✤ در تحیر ماند اصحاب رسول ✤ کز چہ نالد این ستون با عرض و طول ✤ گفت پیغمبر چہ خواہی
اے ستون ✤ گفت جانم از فراقت گشت خون ✤ سبزت من بودم از سن تا منی ✤ بر سر منبر تو مسند
ساختی ✤ گفت می خواہی ترا نخلے کنند ✤ شرقی و غربی ز تو میوہ خورند ✤ یا دران عالم حقت سبز و تر
کند ✤ تو تر و تازہ بمانی تا ابد ✤ گفت آن خواہم کہ دائم شد بقاش ✤ مشنو اے غافل کم از جوبے
مباش ✤ آن ستون را دفن کرد اندر زمین ✤ تا چو مردم حشر گردد روز دین ✤ تا بدانی ہر کرا ایزد چنان
بنوازد ✤ از پیمبر کار جہان بیکار ماند ✤ ہر کرا باشد ز یزدان کار و بار ✤ یافت بار آنجا و بیرون شد
ز کار ✤ آنکہ او را نالہ بود از ہمر داد ✤ کی کند تصدیق او نالہ جماد ✤ اور اسی طرح ہے کلام کرنا پہاڑوں کا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور آپکا آنسے جیسا کہ بخاری نے حدیث انس بن مالک رض سے روایت کی ہے کہ
تشریف لیگئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر جبل احد کے اور ہمراہ آپکے ابوبکر صدیق اور عمر اور
عثمان رضی اللہ عنہم تھے اور فرمایا احد جبل یحبنا و نحبہ پس ہلنے لگا احد حرکت اور جنبش میں آیا پس حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں مبارک اپنا اسپر مارا اور فرمایا کہ ثابت رہ تو اپنی جگہ پر اے احد نہیں ہے
تجھپر مگر نبی اور صدیق اور دو شہید او عمر وی ہے امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ

ف ۱ حضرت محمود نے فرمایا ہے کہ ہم اسکو دوست رکھتے ہیں اور وہ ہم کو دوست رکھتا ہے ہم اسکے دشمنوں سے لڑتے ہیں

عنہ سے کہ تشریف لیگئے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر پہاڑ ثبیر کے کہ پہاڑ مکہ کا ہے اور ہمراہ آپ کے حضرت ابوبکر
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور میں تھا پس کانپا وہ پہاڑ بلکہ اچھلا اس سے ڈھیلے گرنے لگے پس مارا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اسکو پاؤں مبارک سے اور فرمایا اپنی جگہ پر رہ یا ثبیر کہ نہیں ہے تجھ پر نبی اور صدیق اور
دو شہید کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جب طلب کیا قریش نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اور آپ اوپر پہاڑ ثبیر کے تھے اس پہاڑ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھ پر سے اتر جائیے میں
ڈرتا ہوں کہ آپکو نہیں قریش مجھ پر قتل کرنے اور حق تعالیٰ مجھکو عذاب کرے پس جلیل حرا نے کہ متصل اور مقابل
اسکے تھا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر تشریف لائیے اور مجھکو آرزو قدم مبارک کی ہے
اور حق تعالیٰ حافظ اور ناصر آپکا ہے اور ایسے ہی تسبیح کرنا سنگریزوں کا کف مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم میں جیسا کہ مروی ہے انس بن مالکؓ سے کہ میں تھوڑی کنکریاں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کف مبارک میں پس دیئے تسبیح کرتی تھیں اور ہم سب سنتے تھے تسبیح انکی بعد ازاں عنایت کیں
آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پس انکے ہاتھ میں بھی تسبیح کرتی تھیں بعد ازاں سب صحابہ
حرمت فرمائیں انھوں نے میرے ہاتھ میں تسبیح نہیں کی اور مثل اسکے روایت کی ہے ابوذر غفاری
اور ذکر کیا کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں بھی دیں انکے ہاتھ میں بھی تسبیح
کرنے لگیں اور دے سات یا نو کنکریاں تھیں اور روضۃ الاحباب میں تمہید ابوشکور شامی سے نقل کیا ہے
کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس میں حاضر تھے انکے ہاتھ میں بھی تسبیح
کرنے لگیں اور منقول ہے کہ ایک دن ابوجہل کئی ایک سنگریزے اپنی مٹھی میں بند کرکے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے پوچھنے لگا کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے آپ نے فرمایا میں بتا دوں یا دے خود بولیں اس پیچھے نے
کہا کہ دے آپ بولیں آخر میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے سے وے سنگریزے بولے انھے
اور مروی ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ گرد کعبے کے تین سو ساٹھ بت تھے کہ آنکو
پوجتے اور تجھ سے جما یا تھا اور مضبوط کیا تھا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال فتح مکہ کے
مسجد حرام میں تشریف لائے اس چھڑی سے کہ آپکے ہاتھ میں تھی بتوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا
جاء الحق وزہق الباطل پس اگر اشارہ فرماتے تھے انکی منھ کی طرف پیٹھ کے بھل گرتے تھے اور اگر
پیٹھ کی جانب اشارہ فرماتے تھے منھ کے بھل گرتے تھے اسی طرح سارے بت خوار و زار نگونسار
زمین کے برابر ہو گئے **معجزہ تسبیح طعام** بخاری نے عبداللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے کہ ہم
ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور اس کھانے سے تسبیح کی

آواز سنتے تھے اور مروی ہے امام جعفر بن محمد باقر بن امام زین العابدین علیہ وعلی آبائہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ ایکبار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے پس جبرئیل علیہ السلام ایک طبق انگور اور انار کا لائے پس کھایا اُسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور روے میوے اُنکے ہاتھ مین تسبیح کرتے تھے **معجزہ طفلان شیر خوارہ کا اور شہادت دینا اُنکا اوپر رسالت اُس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے** مروی ہے عقیب یمامی سے کہ مین حجۃ الوداع مین ایک گھر مین آیا دیکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہان تشریف رکھتے ہین اور ایک شخص ایک لڑکے کو کہ اُسی دن پیدا ہوا تھا لیکر حضور اقدس مین آیا پس فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس لڑکے سے کہ مَن اَنَا یعنی کہ مین کون ہون اُس لڑکے نے کہا اَنتَ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا سچ کہا تو نے برکت دیوے اللہ تعالےٰ تیری عمر مین بعد ازان اُس لڑکے نے جوان ہونے تک کلام نہ کیا اور نام رکھا ہمنے اُسکا مبارک الیامہ اور نہد بن عطیہ سے منقول ہے کہ لایا گیا ایک لڑکا حضور پر نور نبوی مین کہ باوجود جوان ہونے کے ہرگز بولتا نہ تھا پس فرمایا اُس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مَن اَنَا کہا تو نے اَنتَ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **معجزہ شفائے بیماران** مروی ہے قتادہ بن نعمان سے کہ مین نے اپنے تئین روز جنگ اُحد کے سپر جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا آخر بش ایک تیر میری آنکھ پر لگا کہ ڈیرہ باہر نکل پڑا مین اُسکو اٹھا کر روبرو جناب پاک کے لیگیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حال دیکھکر تاسف فرمایا اور اُس ڈیرہ کو لیکر دست مبارک سے میری آنکھ مین رکھا اور فرمایا خدا وندا قتادہ نے تجھ اپنا پیارے رسول کی سپر کیا اسلئے آنکھ پھیر دے کہ بہتر سب آنکھون سے ہووے پس ہوئی آنکھ میری زیبا تر اور بینا تر سب آنکھون سے گویا اسکو کچھ صدمہ نہین ہوا تھا اور بخاری نے نقل کیا ہے کہ جب عبد اللہ بن عتیک رات کو بالاخانہ ابو رافع یہودی پر چڑھ گئے اور اسکو وہان مارا وقت پلٹنے کے یا نون اُنکا زینہ سے بالاخانہ سے گر پڑا کھا یا اور گرے ہڈی ساق کی ٹوٹ گئی پس انھون نے شکایت اُسکی حضور پر نور نبوی مین کی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک اپنا اُسپر پھیرا فی الفور وے چنگے ہو گئے اور قتیبہ سلمی سے منقول ہے کہ مجھکو ایسی تپ تھی کہ کسی وقت جدا نہین ہوتی تھی ایک دن مین نے حضور پر نور مین عرض کیا آپ نے اپنے ہاتھ پر کچھ پڑھکر میرے تمام بدن پر ملا اُسی وقت وہ تپ جاتی رہی اور اُسدن سے میرے بدن مین ایسی خوشبو آیا کی کہ کوئی خوشبو دنیا کی اُسکو نہین پہونچتی تھی اور

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت اپنا لڑکا حضور عالی میں لائی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مجنون ہے اور مجھکو بہت تنگ کرتا ہے آپ نے دست مبارک اپنا اسکے سینہ پر ملا فوراً اسکو قے ہوئی اور کوئی چیز سیاہ شکل کتے کے بچے کے اسکے پیٹ سے گر پڑی اور وہ اچھا ہو گیا اور ایک عورت قبیلہ یمن سے اپنے لڑکے کو لائی کہ وہ بولتا نہ تھا پس جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑا پانی منگا کر اسمیں کلی کی اور دونوں ہاتھ اپنے دھوئے اور اسکو پلا دیا وہ اسی وقت بولنے لگا اور اتنا بڑا عاقل ہوا کہ لوگوں پر فوقیت لیگیا اور ایک شخص مرض استسقا میں گرفتار تھا اسنے کسی کو حضور پر نور نبوی میں بھیجا کہ حال مرا عرض کرے پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑی خاک اٹھا کر اور لعاب دہن مبارک ملا کہ اس مریض کو بھیجی باوجودیکہ وہ قریب بمرگ تھا بمجرد اسکے کھانے کے اسنے شفا پائی اور ایسی ہی حکایات کتب احادیث میں بشمار ہیں معجزہ زندہ کرنے مردوں کا بیہقی نے دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دعوت اسلام کی اسنے کہا میں ایمان نہ لاؤنگا جبتک کہ میری لڑکی کو زندہ نہ کریگے پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور اسکی قبر پر جا کر اسکو پکارا اسنے کہا لبیک وسعدیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ تو چاہتی ہے کہ دنیا میں پھر آوے عرض کیا قسم خدا کے غروجل کی میں نے اپنے پروردگار کو رحیم اور شفیق زیادہ ماں باپ سے پایا اور دیکھا میں نے آخرت کو بہتر دنیا سے پس میں نہ آؤنگی اور مروی ہے جابر بن عبد اللہ انصاری سے کہ ایک میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کی اور ایک بکری ذبح کی اور میرے دو بیٹے تھے بڑے نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ آؤ تجھکو دکھاؤں کہ میرے باپ نے کس طرح بکری کو ذبح کیا پس چھوٹے بھائی کے ہاتھ پاؤں باندھکر اسکو ذبح کر ڈالا اسکی ماں یہ حال دیکھکر بڑے لڑکے کے پیچھے دوڑی وہ اسکے ڈر سے کوٹھے پر چڑھ گیا اور جب ماں کو دیکھا کہ بالا خانے پر آتی ہے خوف سے گر کر مر گیا میری عورت نے رونا پیٹنا نہ کیا آخر ان دونوں لڑکوں کو ایک کملی اڑھا کر ڈال دیا اور اس حال سے مجھکو بھی خبر نہ کی کہ مبادا میری زبان سے کوئی کلمہ جزع اور فزع کا نکلے اور موجب تکدر اور رد رنج خاطر مبارک کا ہو بعد ازاں وہ بکری بھون کر لے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکھی اسی ساعت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پروردگار ایکا فرماتا ہے کہ جابر سے کہ لڑکوں کے ساتھ کھانا کھاؤ تب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ اے جابر لڑکوں کو بلاؤ عورت حاضر کی کہ اس ماجرے سے

فصل ہفتم در ذکر معجزات آنحضرت

مطلع تھی عرض کیا کہ کہین کھیلنے کہو گئے ہین خدا جانے وے کب آوینگے آپ تناول فرمایئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حکم الٰہی ایسا ہو کہ تو انکو حاضر کرے تب وہ عورت رونے لگی اور سب حال بیان کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نے اسکو اسواسطے چھپایا تھا کہ خاطر مبارک کو ملال اور حزن نہ آوے اور اسی لیے مین نے جابر سے بھی خبر نہ کی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور انکی لاشون پر تشریف لیگئے اور دعا کی وے لڑکے زندہ ہوے اور آپکے ساتھ کھانا کھایا اور مروی ہوا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ جبکہ ابو طالب مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لیگئے اور انکو زندہ کرکے مسلمان کیا اور بھی جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایکدن جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مع اصحاب مین اپنے گھر لے آیا اور ایک بکری ذبح کرکے اسکو پکایا پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ سنے فرمایا کہ تم اسکا گوشت کھاؤ اور ہڈی کو نہ توڑنا بعد فراغت طعام کے ان ہڈیون کو جمع کرکے کلمہ پڑھنے لگے بجز و پڑھنے کلمہ شہادت کے وہ بکری زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی ایسی حکایات عجیبہ اور قصے غریبہ کتب احادیث مین بہت ہین الغرض وہ آفتاب فضل و کمال از سر تا قدم صفت اعجاز سے روپرزہ کمالات کے جلوہ گر تھا انسان متناہی البیان کیا تاب و طاقت رکھتا ہے کہ مدح اور ثنا انکی کر سکے اور ثنا کے مجرات کو احاطۂ تحریر اور تقریر مین لاسکے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمام ہوئی مجلس ہشتم کتاب دوازدہ مجلس کی

مجلس نہم ۹

یہ مجلس نوین ہے بیان سفر مبارک کے مسجد حرام سے بیت المقدس تک اور وہاں سے جہانتک کہ اللہ نے چاہا اور ذکر ہے صفت معراج اور براق کا

جانو تم اے اہل مجلس کہ معراج اس سرور انبیا اور سید الاصفیا کی اخص خصائص اور اشرف فضائل اور اعلیٰ معجزات اور کمالات انکے سے ہے کہ کوئی نبی اور رسول اس شرف سے مشرف نہ ہوا اور وہ ایسے مقام پر پہونچے اور وہ عجائب اور غرائب ملک و ملکوت کے مشاہدہ کیے کہ کوئی اس مقام کو نہ پہونچا اور نہ دیکھا جیسا کہ آیہ کریمہ سبحان الذی اسرے بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انہ ہو السمیع البصیر اسکی خبر دیتی ہے اور اسی واسطے منکرین سید جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسجد اقصیٰ تک کافر اور وہاں سے آسمان پر الیٰ ماشاء اللہ کہ ثابت باحادیث مشہورہ ہے گمراہ اور مبتدع اور فاسق اور منکر اور خبریات کا عجائب اور غرائب احوال سے کہ باخبار احادیث ثبوت کو پہونچا جاہل اور محروم ہے اور یہ سب جانتے ہین ساتھ اس بدن شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اسپر اتفاق جمہور صحابہ اور تابعین کا ہے فقط معراج روحانی نہ تھی جیسا کہ بعض لوگ قائل ہین اور اس قول کا کچھ اعتبار نہین اور بعضے کہتے ہین کہ قصہ

کئی بار واقع ہوا ایک مرتبہ اس بدن کے حالت بیداری میں اور باقی اوقات میں ساتھ روح مبارک کے
حالت خواب میں کہ عین بیداری ہے اور اولیائے کاملین اس امت مرحومہ کے بھی اس قسم اخیر سے
نصیبہ رکھتے ہیں یعنی انکو بھی تصدق اس عالی جناب کے معراج روحانی ہوتی ہے اور حدیث معراج کو
بیس صحابہ کبار نے مثل حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب
اور حذیفہ بن یمان اور ابو سعید خدری اور جابر بن عبداللہ انصاری اور ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عباس
اور انس بن مالک اور عبداللہ بن عمر اور مالک بن صعصعہ اور ام ہانی وغیرہم رضی اللہ عنہم نے
روایت کیا ہے اور ہر ایک نے اس قصے کو بروایت متعددہ اور حکایات متنوعہ بیان فرمایا ہے اور
اس مکان سے کہ جہاں سے اتفاق اس سفر مبارک کا پڑا ہے بھی اختلاف ہے مگر مختار جمہور محدثین کا
یہ ہے کہ یہ سفر مبارک شب دوشنبہ ستائیسویں ماہ رجب کو بارہ سو تیرہ سال نبوت میں ام ہانی کے
گھر سے واقع ہوا اور اس شب کو خطاب مستطاب جناب رب الارباب کا حضرت جبرئیل امین
علیہ السلام کو پہونچا کہ آج جبرئیل آج کی رات گوشۂ اطاعت اور زاویۂ عبادت دنیا چھوڑ اور تسبیح
اور تہلیل اپنی کو موقوف کر اور بیر بھاؤ سی کو زیور اور لباس فردوسی سے آراستہ کر کے ٹیکا مذہ منکاری کا کمر
سے باندھ اور تاج فرمانبرداری کا سر پر رکھ اور میکائیل کو حکم پہونچا کہ پیمانہ روزی کا ہاتھ سے دھرے
اور ایک ساعت عشرت ارزاق ہو توقف کر کے تیری ہمراہی کے واسطے آمادہ اور مستعد ہو دے اور اسرافیل
سے کہ ایک ساعت صور کو چھوڑ دیوے اور عزرائیل سے کہ کہ ہاتھ قبض ارواح سے کوتاہ کرے فراشان
نور و ضیا کے طبقات افلاک کو جاروب نور سے جھاڑیں اور نوبت نوازان صدق و صفا کے نقارے
جمود و عطل کے اقطار اور اطراف دار بقا میں بجاویں رضوان سے کہدے کہ بہشت کو آراستہ اور پیراستہ کرے
اور مالک کو فرمان پہونچا کہ درکات دوزخ کو اقفال علم اور تسکین سے مقفل کرے اور دیا میں سے ہوا جلنے
سے افلاک سیر و گردش سے باز رہیں اور حور بہشتی انگشتیان عود قماری اور طبق جواہر نثاری کو
اپنے اپنے ہاتھوں میں لیکر صف بصف کھڑی ہوں اور حاملان عرش سے کہ کہ فلک اطلس کو لباس
پاکیزہ پہناویں اور کرسی کو تاج قدسی سر پر دھریں اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور سب
انبیاء علیہم السلام کو خبر کر اور توستہ ہزار فرشتے اپنے ساتھ لیکر بہشت کو اور ایک براق براق کو
بہشت سے تخت سے اور زمین پر جا مشرق سے مغرب تک سب قبروں کا عذاب اٹھائے اور تمامی
دنیا کو عطر محبت اور بخور مودت سے معطر اور مبخر بنا تب جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی
کیا قیامت آ پہونچی خطاب ہوا کہ قیامت نہیں آئی بلکہ آج کی رات میں چاہتا ہوں کہ اپنے حبیب

منتظر تھا اور عطار منتظر رہتا ہے پیارے اختر جبرئیل البشر کو دولت قرب وصال سے مشرف کرون اور اپنا سر اخیر کے
آگاہی دون اور طاعت مسارعت اور کرامت کا اُسکو مہیا کون اے جبرئیل تو ہمارے دوست کے پاس جا اور اُنکے
سر سامنے ادب سے بیٹھکر یہ بندی اور آہستگی عرض کر ے وقت سونے کا نہین ہے اے فلیس ✤ شائق دیدار
رب جلیل ✤ دیکھ آنکھ تو یہ کیسی رات ہے ✤ سُن لے چلکر کونسی وہ بات ہے ✤ آج کی شب تیری عظمت اور
قدر ✤ حق کو ہے منظور اے والا گہر ✤ اس لیے ہے یہ تمامی دھوم دھام ✤ منتظر ہین تیرے سارے خاص و عام ✤
فرش سے لے عرش تک پُر نور ہے ✤ ہر در و دیوار شب بلور ہے ✤ چل تو میرے ساتھ اے والا مقام ✤
ہین ترے مقبول اے عالم سب مرام ✤ القصہ جبرئیل علیہ السلام احکام خداوندی بجا لاکر براق کے
واسطے بہشت مین آئے دیکھا کہ مرغزار جنت مین چالیس ہزار براق چرتے ہین اُنمین سے ایک براق
مخزون اور غمگین گوشۂ مرغزار بہشت مین سر جھکائے روتا تھا جبرئیل علیہ السلام نے اُس سے حال
پوچھا اُسنے کہا کہ مین نے چالیس ہزار برس سے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنا ہے اُسدن سے
مجھے خواہش کھانے اور پینے کی بالکلیہ موقوف ہے صرف اُنکی محبت اور عشق مین جیتا ہون جبرئیل
علیہ السلام نے اُسی براق کو کہ داغ اشتیاق محمدی کا دل پر رکھتا تھا ہمراہ لیکر ارادہ دولتسرائے
آن سلطان انس وجان کا کیا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مین اُم ہانی کے گھر نماز عشا کی پڑھکر بستر پر لیٹا تھا اور آنکھون سے سوتا تھا
اور دل میرا بیدار تھا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام کی آواز میرے کان مین پڑی چونکا پڑا اور بستر خواب پر
اٹھ بیٹھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالے آپکو سلام کہتا ہے اور بلاتا ہے مین حق تعالے کی طرف
سے آپکو لینے آیا ہون اور چاہتا ہے اللہ تعالے آپکو دیوے آپکو وے بزرگیان آج کی رات کہ
کسی اور کو قبل آپ کے میسر نہوئین اور آجتک کوئی اُس سے مشرف نہوا اور کسی نے نہ دیکھین
ہے تحسین فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بس اُٹھا مین اور چاہا مین سونے کہ
طہارت کرون ہنوز نہ چاہا اور تکلمہ کہ یہان نہ کھولا تھا کہ فرشتہ اول بہشت سے دو آفتابہ یاقوت کے
بھرے ہوے آب کوثر سے لے آیا اور ایک طشت زمرد سبز کا کہ اُسکے چار گوشے تھے اور ہر گوشے
اُسکے ایک ایک گوہر آبدار جڑا تھا کہ روشنی اُسکی آسمان پر پہونچتی تھی میرے سامنے رکھا اُس
پانی سے مین نے غسل کیا اور روایت مالک بن صعصعہ مین ذکر شق قلب کا اور روحانی اُسکا آب
زمزم سے دھونے کے طشت مین اور پھر ایمانی اُسکا نورانی اور ایمان سے امتلا کھتا اُسکا سینہ
شرح صدر مین اور پاسجانا اُس زخم کا واقع ہوا ہے اور حکمت اُسمین یہ تھی کہ عجائب عالم ملکوت کے

مدہ یافت کرین اور متحمل اُسکے اسرار کے ہوویں فرمایا کہ بعد اُسکے رضوان نے حلۂ انوار مجھکو پہنایا
اور عمامہ نورانی کہ جسکو رضوان نے پیدائش آدم سے سات ہزار برس پیشتر مخصوص آپ کے
واسطے تیار کیا تھا اور چالیس ہزار فرشتے اُسکے گرد کھڑے ہوکے دن رات تسبیح اور درود
پڑھا کرتے تھے اور وے چالیس ہزار فرشتے اُس عمامہ کے ساتھ آئے تھے میرے سر پر باندھا اور
جامہ نوری مجھکو اڑھائی اور پٹکا یاقوت سرخ کا میری کمر سے لپیٹا اور نعلین زمرد سبز کی میرے پاؤن مین
کیین اور کوڑا زمرد سبز کا کہ جسمین چار سو موتی جڑے تھے میرے ہاتھ مین دیا پھر جبرئیل علیہ السلام میرا
ہاتھ پکڑ کر آب کوثر کے گھر سے بیت المعمور کو لائے اور وہان سے بطحا رکے مین لیگئے دیکھا مین نے کہ
وہان میکائیل اور اسرافیل علیہما السلام ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے صف باندھے کھڑے ہین مجھکو
دیکھتے ہی سلام و تحیت بجا لائے اور میرا اعزاز اور اکرام جیسا چاہیے ویسا کیا مین بھی اُسی طور سے اُنسے
پیش آیا بعد ازان اُنھون نے رضائے الٰہی اور کرامات نامتناہی کی بشارت دی اُس جگہ مین نے ایک
مرکب دیکھا کہ قد مین خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا منھ اُسکا آدمی کا ایسا اور کان اُسکے مانند کان ہاتھی کے
رنگ اُسکا برف سے سفید زیادہ اور گردن اُسکی اونٹ کی ایسی اور سینہ اُسکا مثل سینہ خچر کے
اور پیٹھ اُسکی مشابہ اونٹ ہی اور ہاتھ پاؤن اُسکے گاے کے ایسے اور دم بیل کے ایسے اور پیٹھ اُسکی
نہایت صفائی سے بجلی ہی چمکتی تھی اور اُسکی ران پر دو پر تھے ایسے کہ ساق اُسکے چھپ جاتے تھے
جب اُن پروں کو کھول دیتا مشرق سے مغرب تک گھیر لیتا اور جب سمیٹ لیتا پہلو کے برابر ہوجاتے
سینہ اُسکا گویا یاقوت سرخ کا اور ہاتھ پاؤن اُسکے زمرد سبز کے اور دم اُسکی مرگ کی اور گردن
اور سر اُسکا بھی یاقوت سرخ کا تھا اور زین بہشتی اُسپر سجا تھا اور دور کا بین یاقوت سرخ کی
اُسپر لٹکتی تھیں اور لگام اُسکی بھی یاقوت سرخ کی اور رکیب چاندی کی اور باگ اُسکی ریشم کی تھی
اُسپر پیشانی پر اُسکے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا تھا اور اک جلد چلتا تھا
کہ مد نگاہ پر قدم رکھتا تھا اور سرعت سیر مین مانند برق کے چمکتا تھا ؎ جہندہ بزرین خوش
باد پائے ۔ بہ پرندہ مرغ فرخ ہمائے ۔ چو عقل ہمیشی افلاک گردے ۔ چو فکر ہند سی تیزی
نمودے ۔ پیش جبرئیل علیہ السلام نے رکاب اور میکائیل علیہ السلام نے باگ اُسکی پکڑی اور
کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوجیے اور تشریف لیجیے کہ ملائکہ ملاء اعلے اور عشر بان
خالم بالا منتظر قدوم فیض لزوم آپکے ہین ؎ علم سایان شب بگذار تو اند ۔ بسجدہ پیشان مدد انتظار تو اند
مادہ تسبیح مین فرشتگان رافرش ۔ چیمہ زن بر سر پایہ عرش ۔ جو ہین نظر میری شراق پر پڑی مین نے

سر اپنے کو جھکا لیا اور سوار ہونے میں توقف کیا جناب باری سے خطاب آیا کہ اے جبرئیل حبیب میرے سے پوچھ کہ توقف اور تامل کس واسطے ہے کہا میں نے اے جبرئیل علیہ السلام آج کی رات میں خلعت اور نوازش الٰہی سے سرفراز ہوا اور ملائکہ مقرب واسطے طلب کے جانب رب العزت سے باعزاز اور اکرام آئے اور براق برق رفتار واسطے سواری میری کے ہمراہ لائے ہیں سوچتا یہ ہوں کہ قیامت کے دن میری امت کے لوگ بھوکے پیاسے ننگے بوجھ گناہوں کا کمر و فون پر رکھے ہوئے ماتھ تظلومی اور بیکسی کا پھیلائے بیچارے مصیبت کے مارے اپنی اپنی قبروں سے نکلیں اور پچاس ہزار برس کی راہ قیامت کی سہتے اٹکتے اور تیس ہزار برس کی مسافت پل صراط کی باریک اور تاریک دوزخ کے منہ پر کھینچی ہے فقیر بے مایہ قطع اس مسافت کی کیونکر کر سکینگے اور اس راہ کو کس قدم سے طے کرینگے فرمان الٰہی ہوا کہ اے دوست میرے تو مغموم اور محزون مت ہو جیسے آج کی رات براق تیرے گھر کے دروازے سے پہنچا ہے میں نے ویسا ہی اور پیدا کر ہر ایک امتی کے کہ تیری اطاعت اور فرمانبرداری میں جی جان دیتے ہیں بھیجا کہ وہ پل صراط سے ساتھ خوشی اور تندرستی کے پار اتار کر پچاس ہزار برس کی راہ قیامت کی پل مارتے ہی زیر قدم انکے طے کرے بہشت عنبر سرشت میں پہونچا دیں گا فرمایا جب میں نے جانا کہ براق پر سوار ہوں براق شوخی کرنے لگا تب جبرئیل علیہ السلام نے پکارا کہ اے براق یہ کیا بے ادبی ہے نہیں معلوم ہے تجھکو کہ تجھپر کون سوار ہوتا ہے خلاصۂ موجودات ہزار عالم سلالۂ اولاد آدم مطلع انوار ربانی مہبط اسرار سبحانی انیس بیداران بیگاہ ادیب محبوبان بارگاہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ کوئی پیغمبر برگزیدہ تیرے نہیں ہے براق نے کہا کہ اے امین وحی الٰہی تم مجھپر سختی مت کرو کہ میں حاجتمند ہوں اور اس برگزیدۂ عالم سے مجھکو ایک التماس ہے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حاجت اپنی بیان کرتا کہ سکو میں روا کروں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کی رات دولت اور سعادت وصال مبارک سے مشرف ہوں میں اور خوشبوے روح افزا اور رائحۂ طیبہ جان آسا سے مسرور اور شاد کام کل کی رات کو بیشمار براق برق آسا عالم آسا فلک پیما زیر قدم آپکے بھیجے جاوینگے نہ چاہیے کہ آپ انکی جانب التفات کرکے مجھ دل افگار جان نثار سے نگاہ پھیر لیویں اور میری رکاب میں قدم نہ رکھیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو تاب و طاقت یہ دیکھنے کی نہیں ہے امیدوار قبول اس التماس کا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت کو مرکب میرا تو ہی ہوگا پس براق اس کلام کے سننے سے منقاد اور مطیع ہوا اور آپ اسپر سوار ہوئے اس رات کو

اسّی ہزار فرشتے داہنے براق کے اور اسّی ہزار فرشتے بائیں براق کے اور میرا ایک ایک
شمع نور عرش سے روشن تھی کہ شعاع اسکی سے میدان بطحا کا منور اور خوشبو اسکی سے مغز جان قدسیان کا
معطر تھا اس کر و فر اور دھوم دھام سے مسجد اقصیٰ کو چلے پس جبرئیل علیہ السلام نے وصیت کی کہ یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر راہ میں آپکو کوئی پکارے پھر کر نہ دیکھنا اور کچھ کوئی بلاوے قبول نہ کرنا اور
اگر کوئی آپ سے کچھ پوچھے جواب نہ دینا پس بیت المقدس میں جاؤنگا آگے چلتا ہوں فرمایا جناب سرور عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبھی ہی میں تھوڑی راہ چلا داہنی طرف سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے
یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تعجل فانا خطفات الطریق فقینی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی مت کر
نہ بیشک آپ راہ بھولے ہیں میں نے پھر کر نہ دیکھا اسواسطے کہ وصیت جبرئیل علیہ السلام کی مجھکو یاد تھی
بعد اسکے بائیں طرف سے ویسی ہی آواز سنی میں نے کچھ دھیان نہ کیا اسوقت ایک عورت اپنے تئیں
زیور اور گہنے سے آراستہ کیے میرے سامنے ہوئی اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ساعت
ٹھہر جائیے کہ میں آپ سے کچھ کہا چاہتی ہوں میں نے اسکی طرف نگاہ نہ کی اور اسکے سامنے سے جلد چلا گیا
اور وقت ملاقات کے جبرئیل علیہ السلام سے اسکا حال پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اول جسنے آپکو پکارا وہ یہودی تھا اگر آپ اسکی طرف پھر کر دیکھتے امت آپکی بعد آپ کے
یہودی ہو جاتی اور دوسرا آواز دینے والا نصاریٰ تھا اگر اسکو جواب دیتے امت آپکی نصرانی ہو جاتی
اور وہ عورت کہ بناؤ سے آئی تھی دنیا تھی اگر آپ اسپر نگاہ ڈالتے امت آپکی دنیا کو آخرت پر اختیار
کرتی اور ایک روایت میں ہے کہ آگے پیچھے سے بھی ایسی ہی آواز سنی اور بعد دریافت کرنے کے جبرئیل
علیہ السلام نے معلوم ہوا کہ وہ لوگ مشرک اور آتش پرست تھے اور حکمت الٰہی سچ پکارنے پکارنے والوں
اور دلالتیں نہ دینے اس سبب انس وجان کی یہ تھی کہ ہمیشہ خاطر مبارک اس رحمۃ للعالمین کی محزون
اور متفکر رہتی تھی کہ احوال امت کا بعد میرے کیا ہوگا اور یہ دین اسلام پر کیونکر ثابت قدم رہینگے
پس خاطر مبارک کو اس بات سے تسکین دی گئی تا معلوم کریں کہ حق تعالےٰ اپنے کرم اور فضل سے
انکو دین اسلام پر ثابت قدم رکھیگا جیسا کہ فرماتا ہے بیچ کلام مجید کے یثبت اللہ الذین امنوا
بالقول الثابت فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرۃ فرمایا جب میں مسجد اقصیٰ میں پہونچا اسوقت مجھکو جبرئیل
علیہ السلام نے براق سے اتارا اور براق میرا اس حلقے میں کہ اسکے انبیا اپنی سواریاں باندھتے تھے
باندھا پھر میں نے ایک جماعت فرشتوں کی دیکھی کہ میرے استقبال کے لیے
آسمان سے آئی تھی وہ لوگ مجھکو سلام اور تحیت بجا لائے اور کہا السلام علیک یا اول ویا آخر ویا حاشر

اور کرامات الٰہی کی مجھکو بشارت دی بعد اسکے اور ایک جماعت دیکھی مین نے کہ وے بھی سب میرے استقبال کے لیے تشریف لائے تھے انھون نے مجھ پر سلام اور تحیت کیا مین نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین کہا یہ بھائی آپ کے انبیا ہین نہیں مین انسے بہت تعظیم اور تکریم سے پیش آیا پس کہا جبرئیل علیہ السلام نے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے ہو جیے اور انکے ساتھ دو رکعت نماز پڑھیے پس مین نے دو گانہ پڑھا اور سب انبیا اور ملائکہ نے میرے پیچھے نماز پڑھی اور بعد فراغت نماز کے مین نے سجدۂ شکر کیا اور واسطے انت انہی کے مغفرت چاہی جانو تم کہ بیچ اجتماع انبیا علیہم السلام کے بیت المقدس مین دو روایتین ہین ایک یہ کہ حق سبحانہ تعالے نے انبیا علیہم السلام کو اپنے حبیب کی ملاقات کے لیے بدنون سے زندہ کیا اور ایک یہ کہ روحین انبیا علیہم السلام کی وہان حاضر کین مگہ قول اول صحیح ہے اسواسطے کہ اقتدا نماز مین مقتضی اسی کو ہے پھر بعد ازان فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑکر بیت المقدس کی پہاڑی پر لیگئے جب وہان گیا ایک سیڑھی اس پہاڑی سے آسمان تک دیکھی کہ خوبصورتی مین اسکے برابر کوئی چیز نہ تھی اور اس سیڑھی کی دو پایان تھین ایک یاقوت سرخ کی دوسری زمرد سبز کی اور ڈنڈے اسکے ایک چاندی کا اور ایک سونے کا جڑاؤ موتی اور یاقوت سے اور اس سیڑھی کے بچاس مقام تھے ہر مقام ستر برس کی راہ کا اور ہر مقام مین ایک فرشتہ مقرب متعین تھا اور اس فرشتے کے پچاس ہزار فرشتے خادم اور ملازم تھے اور یہ سب انتیسین بشارت دیتے تھے اور میری طرف اشارہ کرتے تھے اور یہ سیڑھی فرشتون کے آنے جانے کی ہے کہ آسمان سے زمین کو اور زمین سے آسمان کو آتے جاتے ہین اور کہتے ہین کہ ملک الموت بھی روح قبض کرنے کے لیے اسی سیڑھی سے آتے ہین اور وقت مرنے کے جب آنکھین پھیرا جاتی ہین وہ سیڑھی نظر آتی ہے واللہ اعلم فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مین سوار ہوکر اس سیڑھی سے گذرا وہان ایک بڑا فرشتہ دیکھا کہ دونون ہاتھ کھولے تھا اور ساتون طبقے زمین کے اسکے ہاتھ مین تھے اسنے مجھکو سلام کیا اور بشارتین دین اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین قبل حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے پچیس ہزار برس آگے سے اس مقام پر متعین ہون اور آپ پر درود اور سلام پڑھنے کے لیے مقرر ہون اسدن سے آپکی محبت میرے دل مین ہے اور مین مشتاق دیدار فیض آثار کا تھا الحمد للہ کہ آج کی رات مین اس دولت سے مشرف ہوا جب اس فرشتے سے گذرا ایک دریا پر پہونچا کہ گہرائی اسکی دو سو برس کی راہ کی تھی اور مچھ جانور کہ جنگلی اور دریائی ہین اسی دریا کے ہین اور نام اس دریا کا فاصیہ ہے اور یہ دریا متعلق

ہوا ہین ہر کہ ایک قطرہ اُسکا زمین کو نہین آتا ہو اور رنگ اُس دریا کا نہایت گہرائی سے نیلگون ہو اور نیلگونی آسمان کی اُسی دریا سے ہو اور کہتے ہین کہ ہر روز آفتاب ہین بسبب لہرانے اُسی دریا کے ہو بعد ازان ہوا کے خزانہ پر پہونچا کہ اُسکو ستر ہزار زنجیرون سے مضبوط باندھا تھا اور ہر زنجیر اُسکی ایک فرشتے کے سپرد تھی جب اُسپر ہوکے بڑھا ہین ایک اور دریا پر گذرا کہ آسمان پر کھنچا ہوا تھا چنانچہ دامن اُسکا مانند سہرا پردہ کے زمین تک ہو اور ہر آسمان کے مُنھ پر اسی طرح کا دربان ہے پھر وہان سے پہلے آسمان پر پہونچے علیہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و فضل و کرم سیر آسمان اول کا فرمایا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب ہین پہلے آسمان پر پہونچا جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ اُسکا کھولنا اور اُس دروازہ کو باب الحفظ کہتے ہین اور وہ یاقوت سُرخ کا ہو اور قفل اُسکا موتی کا اور دربان اُسکا ایک فرشتہ اسمٰعیل نام جب اُسنے جبرئیل علیہ السلام کی آواز سُنی ایسی آواز سے کہ کبھی مین نے ویسی آواز نہ سُنی تھی جواب دیا کہ کون پکارتا ہو جبرئیل نے کہا مین ہون اسمٰعیل نے پوچھا ہمراہ تمھارے کون ہو کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہوے ہین کہا جبرئیل علیہ السلام نے ہان کہا کیا اُنکو بلایا ہو کہا ہان اسمٰعیل نے کہا خوب آئے تم یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشایش اور جمعیت ہو آپ کو اور دروازہ کھول دیا دیکھا کہ اسمٰعیل کے تابع لاکھ فرشتے ہین ہر ایک فرشتے کے لاکھ لاکھ فرشتے فرمانبردار ہوے سب اس تسبیح مین مشغول تھے سبحان الملک الاعلی سبحان من لیس کمثلہ شئی بعد اُسکے آسمان دنیا پر آیا مین وہ آسمان نہایت نورانی اور بنام اُسکا رقیعا تھا گہرائی اُسکی پانچ سو برس کے راہ کی اس آسمان پر مین نے ایک جماعت فرشتون کی دیکھی کہ سب صف باندھے کھڑے تھے اور خشوع اور خضوع سے سر جھکائے یہ تسبیح کر رہے تھے سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ عبادت ان فرشتون کی یہی ہو کہا ہان حق تعالے سے مدد خواست کرو کہ یہ عبادت آپکی اُمت کو عنایت کرے مین نے طلب کی اور حق تعالے نے کرامت فرمائی اور قیام نماز مین فرض ہوا بعد ازان جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ فرشتے کتنے ہونگے کہا شمار انکا سواے پروردگار کے کوئی نہین جانتا ہی و ما یعلم جنود ربک الا ہو اور فرمایا کہ مین نے آدم صفی اللہ علیہ السلام کو اسی صورت اور قد و قامت پر کہ وقت زندگی کے رکھتے تھے دیکھا اور ملاقات کی اور سلام اور تحیت بجا لایا حضرت آدم علیہ السلام نے میرے سلام کا جواب دیا اور بہت سا خوش ہوے اور دعا مین بہت سی دین اور تسبیح حضرت آدم علیہ السلام کی یہ تھی سبحان الجلیل الاجل سبحان الواسع الغنی

وصل در بیان پہلے آسمان اور اسکی سیر کا

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ اور داہنیں بائیں حضرت آدم علیہ السلام کے دو دروازہ دیکھے داہنے دروازے سے خوشبو آتی تھی اور بائیں دروازے سے بدبو داہنے دروازے کی طرف دیکھکر خوش ہوتے تھے اور بائیں دروازے کی جانب دیکھکر روتے تھے مین نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ دونون دروازے کیسے ہین عرض کیا کہ داہنی طرف کا دروازہ نیک بختون کی روحون کے آنے جانے کا ہے کہ بہشت کو آتے جاتے ہین اور آدم علیہ السلام اُنکے دیکھنے سے خوش ہوتے ہین اور بائین طرف کا دروازہ گذرگاہ اشقیا کا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اُسکے لحاظ سے روتے ہین فرمایا وہان سے آگے بڑھکے ایک جماعت کو دیکھا کہ کھیتی مین مشغول تھے اور اُسی وقت بوتے تھے اور اُسی وقت تیار کاٹ لیتے تھے اور ایک دانے کے بدلے سات سو دانے اُٹھا لیتے تھے جبرئیل علیہ السلام سے مین نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین کہا کہ یہ لوگ خدمت اور بندگی خدا کے لیئے کرتے ہین اور اُسکی راہ مین صدقہ دیتے ہین اللہ تعالے نے اُنکے رزق مین برکت دی ہے بعد اُسکے ایک مرد کو دیکھا کہ بوجھہ لکڑیون کا زیادہ طاقت سے جمع کرکے لاتا ہے اور جمع کرتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حال اُس شخص کا ہے کہ جسکے گناہ طاقت سے زیادہ ہین اور توبہ بھی گناہ کرنے سے باز نہین رہتا ہے آگے چلکر ایک جماعت کو دیکھا کہ فرشتے اُنکا پتھرون سے کوٹتے ہین اور پھر اپنی حالت اصلی پر ہو جاتے ہین پھر کوٹتے ہین جبرئیل علیہ السلام نے گذارش کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ اوداے نماز جمعہ اور جماعت مین سستی اور کاہلی کرتے ہین اور رکوع اور سجود برابر بجا نہین لاتے اور اُسکو اُسکی اوقات پر ادا نہین کرتے اور ایک جماعت مجھا کو نظر آئی ننگے بھوکے پیاسے اُنکو دوزخ کے کھانے پینے کی طرف جانور دان کی طرح پراگندہ ہانکتے ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ لوگ زکوٰۃ مال کی نہین دیتے ہین اور فقیرون اور مسکینون پر رحم نہین کھاتے اور ایک جماعت پر گذرا کہ اُسمین کچھ مردار اور کچھ بھونتے ہین اور اُنکے آگے طشت کی نعمتین رکھی ہین اور ایک جانب کو گوشت مردار کا ہے وہ لوگ مردار گوشت کو کھاتے ہین اور نعمت پاکیزہ اور لطیف کی طرف التفات نہین کرتے جبرئیل علیہ السلام سے اُسکا حال پوچھا کہا کہ یہ مرد اور عورتین ہین کہ اپنے حلال جوڑون کو چھوڑکر حرام پر خواہش کرتے ہین اور مال رکھکر چوری اور دغا بازی کا کھاتے ہین اور ایک جماعت پر گذر ہوا دیکھا کہ اُنکے لوگ کی سولیون پر چڑھایا تھا اور رسے سولیان کو کھروں کی ایسی کانٹے دار تھین کہ کپڑے اور بدن چلنے والون کا پھاڑتی تھین جبرئیل علیہ السلام نے تبلایا کہ یہ لوگ سر راہ بیٹھکر راہ چلنے والون کو ایذا دیتے تھے اور آنکھ سے اشارے اور گمان دیتے تھے اور ایک قوم پر گذرا کہ بوجھ بہت سا بیٹھ پر رکھتے تھے ایسا کہ طاقت ہلنے کی

تھی قسیر اور بھی بوجھ اٹھیر رکھا جاتا تھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگون نے
امانت مین خیانت کی ہم اور لوگون کے حق انکی گردن پر ہین قسیر اور بھی زور اور زبردستی کرتے ہین بعد
اسکے ایک اور قوم پر گذرا کہ آگ کی قینچیون سے انکے ہونٹھ اور زبانین کاٹتے ہین جبرئیل علیہ السلام نے
کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وہ گروہ ہے جنھون نے بادشاہون اور امیرون کی خوشامد کی اور
انکے جھوٹے قول کو سچا بنایا اور ظلم اور بدکاری سے انکو منع نہ کیا اور راہ عدل اور احسان کی نہ بتلائی
اور پھر لوگ دیکھے مین نے کہ انکے بدن کا گوشت کاٹکر انھین کو کھلاتے ہین جبرئیل علیہ السلام نے بتلایا
کہ یہ قوم بدگو تھی کہ لوگون کی غیبت کرتی تھی پھر اسکے اور ایک گروہ نظر آیا کہ منھ انکے سیاہ اور انکھین
نیلی اور بیچے کا ہونٹھ پانون تک لٹکتا اور اوپر کا ہونٹھ سر تک چڑھا ہوا اور پیپ اور خون انکے منھ سے
بہتا تھا اور انکو نر و ماده خوتا به و زنج کا آگ کے پیالون مین پلاتے تھے اور وے مانند گدھون کے پکارتے تھے
جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شراب خوار اہل امت کے
ہین اور ایک گروہ کو مین نے دیکھا کہ انکی زبانین پیچھے سے نکالی گئین اور صورتین انکی سور کی
ایسی ہوگئین تھین اور از سر تا قدم رنج و عذاب مین مبتلا تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ گروہ جھوٹی
گواہیان دیتا تھا اور ایک قوم پر وارد ہوا مین کہ پیٹ انکے سوجے اور رنگ انکے زرد اور ہاتھون مین
ہتکڑی اور پانون مین زنجیر اور گردن مین طوق اور انکھتے وقت پیٹ کے بوجھ سے منھ کے بھل گرپڑتے تھے
اور بہت عذاب مین گرفتار تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہین اور ایک گروہ پر پہنچا
دیکھا کہ فرشتے انکو آگ کی چھڑیون سے مارتے ہین اور خون سیاہ انسے نکلتا تھا اور پھر زندہ ہوتے تھے
اور پھر مارتے تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ خون ناحق کرتے تھے اور مسلمانون کو مارڈالتے تھے
اور ایک گروہ عجوزون کا دیکھا مین نے کہ منھ انکے کالے اور انکھین انکی نیلی اور آگ کے کپڑے
پہنے ہوے اور فرشتے انکو آگ کے گرزون سے مارتے تھے اور وے مانند کتون اور گدھون کے
چلاتی تھین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ان عورتون نے اپنے شوہرون کو ناخوش اور آزردہ کیا
اور نافرمانی انکی کرتی تھین اور ایک گروہ اور دیکھا کہ آگ کے جنگل مین قید تھا اور آگ اسکو جلاتی تھی
پھر تندرست ہوتا تھا پھر جلاتی تھی جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ نافرمانی کرنے والے اپنے ماں باپ کے
ہین اور ایک فرشتہ دیکھا مین نے بصورت آدمی کے اوپر کا قد اسکا برف کا اور نیچے کا دھڑ آگ کا
نہ برف آگ سے گلتا تھا اور نہ آگ برف سے بجھتی تھی اور تسبیح اس فرشتے کی یہ تھی سبحان الذی
الف بین الثلج والنار الف بین قلوب عبادک المخلصین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالے نے

اس فرشتے کو اپنی کمال قدرت سے پیدا کیا ہو اور اُسکو بادلون پر موکل فرمایا ہو وہ بادلون کو جس جگہ کہ
ارادۂ الٰہی متعلق ہوتا ہی پہونچاتا ہی اور نام اس فرشتے کا رعد ہی جب بجلی کو چلاتا ہی آواز رعد کی ظاہر
ہوتی ہو اور جب اُسپر سختی کرتا ہی بجلی نمودار ہوتی ہی فرمایا کہ جب یہان سے آگے چلا مین ایک دریاے
عظیم پر پہونچا اور عجایب اور غرایب اسمین بہت دیکھے کہ بیان مین نہین آتے پانی اُسکا سفید زیادہ
دودھ سے اور پہاڑ کی برابر موج مارتا تھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو
بحر الحیوان کہتے ہین جب وقت چلانے مُردون کا آویگا اس دریا سے مینھہ برساوینگے اور اعضا اور
اجزاے بوسیدہ اسکے پانی سے باہم ترکیب دیکر پھر زندہ کرینگے **وصل ذکر سیر آسمان دوم**
بعد اُسکے مین اس دریا سے گذر کر دوسرے آسمان پر پہونچا وہ آسمان نہایت نورانی تھا نام اُسکا
قیذوم دروازہ اُسکا موتی کا اور مقفل اُسمین نور کا اور خازن اُسکا اسرافیل نام فرشتہ کہ دو لاکھ
فرشتے اُسکے تابع تھے اور ہر فرشتے کے دو دو لاکھ فرشتے ملازم تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
جب بدستور دروازہ کھلوایا سب نے مجھپر سلام کیا مین نے سبکے سلام کا جواب دیا بعد اُسکے اُنھون نے
مجھکو حق تعالے کی طرف سے بہت کرامات کی بشارت دی اور تسبیح اسرافیل اور اُسکے متعلقون کی
یہ تھی سبحان اللہ کلما یسبح الخلق وبحمد اللہ کلما حمد اللہ حامد ولا الٰہ الا اللہ کلما ہلل اللہ مہلل واللہ اکبر کلما
کبر اللہ مکبر جب اُنسے گذرا ایک جماعت فرشتون کی دیکھی کہ سب صف باندھے ہوے رکوع
مین یہ تسبیح کر رہے تھے سبحان الوارث الواسع سبحان الذی یدرک الابصار ولا یدرکہ الابصار
سبحان العظیم اور رکوع مین خضوع اور خشوع اسقدر رکھتے تھے کہ جب سے مخلوق ہوے
سر اٹھا کر تیسرے آسمان کو نہین دیکھا جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ عبادت ان فرشتون کی
یہی ہو کہا ہان خداے تعالے اسے مانگو کہ یہ عبادت آپ کو اور آپکی امت کو عنایت کرے پس مین نے
جناب احدیت سے مانگی تب کو ع نماز مین مجھپر اور میری امت پر فرض ہوا جب ان فرشتون سے
آگے بڑھا دو جوان دیکھے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہین کہا یہ حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ
علیہما السلام ہین انکو سلام کرو پس مین نے سلام کیا اور شرائط تحیت کے بجا لایا انھون نے
میرے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا اے برادر صالح و اے نبی صالح اور حضرت عیسےٰ
علیہ السلام نے مجھسے مصافحہ کیا اور بشارت عواطف اور کرامات خداوندی کی دی اور تسبیح
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تھی سبحان اللہ ذی الملک والملکوت سبحان الابد الابد سبحان المبدئ
المعید بعد اُسکے ایک فرشتہ دیکھا مین نے کہ اُسکے ستر ہزار سر تھے اور ہر سر مین

ستہ ہزار چہرے اور ہر چہرے مین ستر ہزار منہ اور ہر منہ مین ستر ہزار زبان اور ہر زبان کی بولی جدا جدا
کو ایک بولی دوسری بولی کے مشابہ نہ تھی وہ فرشتہ اس تسبیح مین تھا سبحان الخالق العظیم
سبحان العظیم سبحان اللہ وبحمدہ جبرئیل علیہ السلام سے حال اس فرشتے کا پوچھا کہا یہ فرشتہ
بندون کی روزی پہونچانے پر موکل ہے رزق ہر بندے کو جو کہ مقدر ہوے زیادت اور نقصان خوان
کرم الٰہی سے ہر روز اسکو پہونچتا ہے اور نام اس فرشتے کا قاسم ہے بعد اسکے مین تیسرے آسمان پر
پہونچا **وصل ذکر سیر آسمان سوم** جبرئیل علیہ السلام نے اسکا دروازہ
کھلوایا جب مین داخل ہوا دیکھا کہ ایک آسمان ہے تابان اور روشن دروازہ اسکا سفید موتی کا
اور قفل اسکا نور کا اور نام اسکا زیلون اور دربان اسکا ایک فرشتہ عظیم ہے کہ تین لاکھ فرشتے
تابع اسکے اور ہر ایک فرشتے کے تین تین لاکھ فرشتے فرمانبردار تھے اور تسبیح انکی یہ تھی
سبحان الاعلی الوہاب سبحان الفتاح العلیم سبحان المجیب من دعاہ بعد اسکے بہت فرشتے
دیکھے کہ سب صف بصف سجدے مین تھے انکو مین نے سلام کیا سب نے سر اٹھا کر میرے سلام کا
جواب دیا پھر سجدے مین جاتے رہے اور سجدے مین یہ تسبیح انکی تھی سبحان الخالق العلیم سبحان
القوی لا مقصر ولا ملجا ولا الہ الا ہو سبحان الاعلی الاعلی مین نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ عبادت ان
فرشتون کی یہی ہے کہا ہان حق تعالی اسے عاجز کر رکھا ہے عبادت انکو اور انکی امت کو عنایت کرے پس طلب
کی مین نے اور حق جل مجدہ نے وہ عبادت سجدے ہر رکعت مین فرض کیے بعد ازان مین نے اپنے بھائی یوسف علیہ السلام
سے ملاقات کی اور سلام کیا انھون نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے معانقہ کیا اور کرامات آگہی کی
بشارت دی اور تسبیح حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ تھی سبحان الکریم الاکرم سبحان الجلیل الاجل سبحان
الفرد الوتر سبحان الاحد الاحد بعد یوسف علیہ السلام سے گذرا مین حضرت داؤد اور حضرت سلیمان
علیہما السلام سے ملاقات کی انھون نے بعد سلام اور جواب کے مجھکو بشارت بہت دی اور کہا اے محمد
صلے اللہ علیہ وسلم تیری رات شفاعت امت مین کوتاہی نہ کرنا اور تسبیح حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ تھی سبحان
خالق النور سبحان الثواب الوہاب سبحان تعذیب العقاب اور حضرت سلیمان علیہ السلام یہ تسبیح کر رہے تھے سبحان
مالک الملوک سبحان قاہر الجبابرۃ سبحان من الیہ تصیر الامور جب مجھے پار ہوا مین ایک فرشتے پر پہونچا کہ بہت بڑا
بیٹھا ہوا اسکے ستر ہزار سر تھے کہ ایک دوسرے سے مشابہ نہ تھا اور ستر ہزار پر ہر ایک پر ایسا کہ مشرق سے مغرب تک
گھیرے ہے اور گردنے اسکے اور فرشتے گران ڈیل بڑے قد آور کہ طول ہر ایک کا دو لاکھ فرسخ ہزار برس کی راہ کا تھا
یہ فرشتے ایک جماعت کو عذاب کر رہے تھے اور آگ کے گرزون سے مارتے تھے کہ ریزہ ریزہ ہو جاتے تھے

وصل ذکر سیر آسمان سوم

اور جلکر خاک ہو جاتے تھے اور پھر حالت اصلی پر آجاتے تھے جبرئیل علیہ السلام سے نام اس فرشتے کا اور سبب عذاب اس قوم کا دریافت کیا کہا کہ نام اس فرشتے کا صوصائیل ہے اور یہ گروہ کہ معذب ہے جبار اور متکبر آپکی امت کے ہیں جن تعالے نے اس فرشتے کو مع تمام مددگاروں کے اس قوم پر معین کیا ہے کہ انکو اسی طرح سے تا قیامت عذاب کرتے رہیں اور تسبیح اس فرشتے کی یہ تھی سبحان من ہو فوق کبریائہ سبحان السلطان فوق السلطانین سبحان المنتقم من عصاۃ بعد امہلہ کے ایک دریا پر پہونچا کہ نہایت عظیم تھا کہ وصف اسکا سوا سے خدائے تعالے کے کوئی نہ کرسکے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام اس دریا کا بحر المنتقم ہے کچھ تھوڑا پانی اس دریا کا دنیا میں پہونچا تھا کہ طوفان حضرت نوح علیہ السلام کا مشہور ہے جب اس دریا سے آگے بڑھا آسمان چہارم پر پہونچا

وصل ذکر سیر آسمان چہارم

وہ آسمان کچی چاندی کا تھا نام اسکا ادیاون اور دروازہ اور قفل اسکا دونوں نور کے اس قفل پر لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور دربان اسکا موصنیائیل نام فرشتہ کہ چار لاکھ فرشتے اسکے تابع اور ہر ایک فرشتے کے چار چار لاکھ فرشتے اور خادم تھے سب یہ تسبیح کر رہے تھے سبحان خالق الظلمات والنور سبحان خالق الشمس والقمر سبحان الرفیع الاعلے بعد اسکے میں اپنے بھائی حضرت موسی علیہ السلام سے بلاقی ہوا اور صاحب جا کر سلام کیا موسی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھکو گود میں لے لیا اور میری دونوں آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا اور فرمایا شکر ہے اس خدا کا کہ جسنے مجھکو تمہارے دیدار سے مسرور کیا آدر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کی رات وہ رات ہے کہ تمکو اللہ تعالے کے سامنے لیے جاتے ہیں جو کچھ کہ مانگنا اپنی امت کا تو ان کو فراموش نہ کرنا اور جو تمکو دیوین حصہ اپنی امت کا مانگ لینا اور اگر کوئی خدمت آپنے فرض کرنے میں اسکی تخفیف کا سوال کرنا اور جسقدر کہ ہوسکے تخفیف میں مبالغہ کرنا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وصیت انکی میں نے بدل منظور ہوئی یعنی اور تسبیح حضرت موسی علیہ السلام کی یہ تھی سبحان ہادی من یشاء و مضل من یشاء سبحان الظہور الرحیم جب حضرت موسی علیہ السلام سے رخصت ہوکر چلا میں حضرت موسی علیہ السلام رونے فرشتوں نے رونے کا سبب پوچھا فرمایا اس لیے روتا ہوں کہ اس جوان کو بعد میرے نبی کیا کہ امت اسکی میری امت سے زیادہ بہشت میں جاوینگی بعد ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے جو تھے آسمان کے سب دو زانو بیٹھے تسبیح کر رہے تھے سبحان الرؤف الرحیم سبحان النور الہادی سبحان الذی لا یخفی علیہ شیء سبحان رب العالمین پوچھا میں نے کہ اے جبرئیل علیہ السلام کیا عبادت اس آسمان کے فرشتوں کی یہی ہے کہا ہاں حق تعالے سے درخواست کرو

وصل بیان ذکر سیر آسمان دوم ۱۲

کہ یہ عبادت آپ کو اور آپ کی امت کو عنایت کرے پس درخواست کی میں نے اور حق سبحانہ نے کرامت فرمائی اور نماز میں قعدۂ اخیرہ مجھ پر اور میری امت پر فرض کیا اور فرمایا آپ نے کہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آسیہ زن فرعون اور ماہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میں نے اسی آسمان پر دیکھا کہ میرے استقبال کے لیے آئے تھے میں تعجب آسکے میں نے ایک فرشتہ دیکھا کرسی پر بیٹھا ہوا عظیم اور دلتنگ اور اس کرسی کے چار گوشے تھے اور ہر گوشے میں سات لاکھ پائے سونے اور چاندی اور موتی کے اور گرد اسکے فرشتے اس کثرت سے تھے کہ شمار انکا مگر اہی جانتا ہو داہنی طرف اسکے نور فرشتے نورانی سبز پوش خوشخو روشن رو خوش گو بہتر تبہ خوبصورت تھے کہ انکے دیکھنے سے جی خوش ہوتا تھا اور بائیں طرف اسکے فرشتے سیاہ پوش سیاہ رو سخت گو بدخو کہ وقت تسبیح کے آگ کے شعلے انکے منہ سے نکلتے تھے اور انکے ہاتھوں میں حربے اور گرز آتشین اور بدصورت کہ کوئی انکو آنکھ بھر کر نہ دیکھ سکے اور وہ فرشتہ کہ کرسی پر بیٹھا تھا مرے سے پانوں تک اسکی تمام انکھیں تھیں ایسی کہ نورانکا مانند زہرہ اور مریخ کے چمکتا تھا اور اس فرشتے کے بزرگی تھے اور سامنے اسکے ایک تختہ نہایت بڑا رکھا تھا وہ اس تختے کو ہاتھ میں لیے ہمیشہ دیکھا کرتا اور کبھو نظر اس سے نہ اٹھاتا اور ایک فرشتہ عظیم الشان اسکے سامنے تھا جسکے اسقدر کہ شمار انکا سوائے خدا کے کوئی نہ جانے اور ہر ہر پتے پر نام کسی کا لکھا تھا اور ایک چیز مانند طشت کے آگے اسکے رکھی تھی اور وہ فرشتہ ہر ساعت ہاتھ کو بڑھاتا اور کچھ ہاتھ میں لیکر کبھی داہنی طرف والے فرشتوں کو دیتا اور کبھی بائیں طرف والے فرشتوں کو دیتا جو میں نگاہ میری اس فرشتے پر پڑی ہراس اور خوف بہت میرے جی میں آیا اور میرے بدن میں لرزہ پڑا اور ضعف اور سستی میرے اعضا میں ظاہر ہوئی میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ فرشتہ کون ہے اور اسکا کیا نام ہے کہ اسکے دیکھنے سے تمام بدن میں رعشہ پڑا عرض کیا کہ یہ عزرائیل ہے اور کسی کو اسکے دیکھنے سے چارہ نہیں یہ کھونے والا لذتوں کا اور جدا کرنے والا جماعتوں کا ہے تعجب اسکے جبرئیل علیہ السلام نے آگے بڑھکر اسکو میرے حال سے آگاہ کیا اور کہا اے عزرائیل یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر آخر الزمان اور محبوب سبحان ہیں وہ میری طرف دیکھکر مسکرایا اور میری تعظیم کو اٹھا اور کہا مرحبا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالے نے کوئی پیغمبر عزیز تر اور بزرگوار تر آپ سے خلق میں نہیں بھیجا ہے اور کوئی امت نزدیک حق عزوجل کے گرامی تر آپکی امت سے نہیں اور میں آپکی امت پر آپکے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہوں فرمایا اے ملک الموت تجھے میرا دل خوش کیا لیکن ایک خلش میرے جی میں ہے جی چاہتا ہوں کہ اسکو تم رفع کرو عزرائیل نے کہا وہ کیا ہے فرمایا کہ میں سکرات

اور تمکین اور ہیبت مشغول دیکھتا ہوں اسکا کیا سبب ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے
حق تعالے نے یہ خدمت میرے سپرد فرمائی ہے آسمان سے میں ہمیشہ ڈرتا ہوں کہ مبادا کوئی تصور اس مدت
میں مجھسے ہو اور بموجب اسکے عتاب الٰہی میں گرفتار ہوں پھر پوچھا میں نے کہ یہ بہشت کیسا ہے کہا تمثال
تمام دنیا کا ہے کہ تا قیامت سے تا قیامت تک میرے تبعۂ اقتدار میں ایسا ہے جیسا کہ اس بہشت میں پھر میں نے
سوال کیا کہ یہ تختہ کیسا ہے کہا یہ تختہ زندوں کی موت کا وقت دریافت کرنے کے لیے ہے میں نے کہا یہ جریدہ
کیسا ہے کہا یہ روزنامچہ بندوں کا ہے پھر پوچھا کہ یہ درخت کیسا ہے کہا یہ نشان نیک بختوں کی زندگی کا ہے
نام ہر بندے کا ایک طرف ہر پتے پر اور نیک بختی اسکی و بدبختی اسکی دوسری طرف لکھی ہے جب وہ بندہ دنیا میں
بیمار ہوتا ہے وہ پتا کہ جس پر اسکا نام لکھا ہے زرد ہو جاتا ہے اور جب اجل اسکی آپہونچتی ہے وہ پتا اس درخت سے
جدا ہو کر اس تختہ پر گرتا ہے اور نام اسکا اس تختہ سے مٹا دیتا ہے میں ہاتھ بڑھایا کہ جان اس مدت کی
خواہ مشرق میں ہو خواہ مغرب میں قبض کر لیتا ہوں میں نے کہا یہ فرشتے کہ داہنی یا بائیں ہیں کس کام میں
ہیں ملک الموت نے کہا کہ داہنے میرے فرشتے رحمت کے ہیں جب جان نیکبختوں کی قبض کرتا ہوں
انکو سونپتا ہوں اور بائیں طرف میرے فرشتے عذاب کے ہیں جان بدبختوں کی انکو انکے حوالہ کرتا ہوں
پوچھا میں نے کہ یہ فرشتے کتنے ہونگے کہا شمار انکا نہیں جانتا ہوں ولیکن ہر بندے کے لیے چھ لاکھ
فرشتے رحمت کے اور چھ لاکھ فرشتے عذاب کے حاضر ہوتے ہیں تاکون فرقہ انمیں سے مخصوص ہو پھر
قیامت تک نوبت انکی نہ آویگی میں نے کہا اے ملک الموت واسطے قبض روح کے تمہیں کو تکلیف کرنی
ہوتی ہے یا دوسرے سے فرماتے ہو کہا جسوقت سے کہ مجھکو اس کام میں بھلایا ہے اپنی جگہ سے نہیں ہلا ہوں
لیکن ستر ہزار فرشتے کہ میرے تابع ہیں بندے کی روح قبض کرنے کے وقت انکو بھیجتا ہوں کہ جان کسی
گلے تک پہونچی میں اسوقت ہاتھ بڑھا کر میں اسکا کام تمام کر دیتا ہوں بعد اسکے جناب سرور عالم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ملک الموت کا ہاتھ پکڑا کر کہا اے ملک مقرب میں تجھسے ایک درخواست رکھتا ہوں اگر
قبول کرے تو کہوں عرض کیا کہ جو آپ فرماویں بجان و دل قبول کرونگا فرمایا درخواست میری یہ ہے کہ
میری امت از بس ناتوان اور ضعیف ہے انکے ساتھ سہولیت اور آسانی سے معاملہ کرنا ملک الموت نے
عرض کیا کہ آپ خاطر مبارک خوش رکھیں قسم عزت اور جلال معبود کی کہ ہر شبانہ روز ستر ہزار بار
حق تعالے مجھسے یہ خطاب فرماتا ہے کہ اے عزرائیل میرے حبیب کی امت پر سختی نہ کرنا اور ہیبت الٰہی
سے کام انکا نہ تھا کہ پہونچانا لہذا اس امت پر میں انکے ماں باپ سے زیادہ شفیق ہوں فرمایا کہ
آگے چلکر میں نے ایک دریا دیکھا کہ اسکا پانی برف سے زیادہ سفید تھا جبرئیل علیہ السلام سے

پوچھا کہا اس دریا کو بحر الشلیج کہتے ہین اگر تھوڑا بھی برف اس دریا سے گرے سب لوگ آسمان اور زمین کے شدت برودت سے ہلاک ہو جاوین منقول ہو کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت المعمور کو اسی آسمان پر دیکھا اور وہ ایک گھر ہی یاقوت سرخ کا اور اسکے دو دروازے ہین زمرد سبز کے اور دس ہزار فرشتے کہ روشنی مین آفتاب سے زیادہ ہو سونے اور یاقوت اور موتی کی تختی ہین اور ایک سنگ سبز کہ جسکا دو زانو اسپر رکھا ہو اور ایک مینار ہ جاندی کا گڑا ہو کہ بلندی اسکی پانسو برس کی راہ کی ہو اور جیسے کہ یہ گھر مخلوق ہوا ہو قیامت تک ستر ہزار فرشتے ہر روز عرش سے دریائے نور مین غسل کرکے اور چادر نور کی کاندھے پر ڈال کے احرام باندھکا لبیک کہتے ہوے گرد بیت المعمور کے طواف کرتے ہین اور پلٹ جاتے ہین پھر دوسری بار تا قیام قیامت نوبت انکو نہین پہونچتی ہی پس جبرئیل علیہ السلام ہاتھہ آپکا پکڑکر بیت المعمور کو لیگئے اور کہا یا حبیب اللہ سب فرشتون کی امامت کیجیے جیسے کہ آپنے زمین پر امامت تمام انبیا کی کی پس آپ نے وہان دو رکعت نماز پڑھی اور ملائکہ ہفت آسمان نے اقتدا کی فرمایا حبیب مین نے اس جماعت مشاہدہ کیا میرے جی مین یہ آرزو ہوئی کہ کاش میری امت مین مثل اس اجماع کے ظاہر ہوتا چونکہ حق سبحانہ تعالے اسے ماتحی الضمیر سے آگاہ تھا فرمان آیا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل اسکے تیری امت مین ظاہر ہوگا اور وہ روز جمعہ ہو اور عبادت اس مقام کی عبادت کرنے والون کو تیری امت کے کام مین دونگا چنانچہ کتب احادیث مین آیا ہو کہ جب روز جمعہ ہوتا ہو ملائکہ ملاء اعلی اور کروبیان عالم بالا بیت المعمور مین جمع ہوتے ہین پس جبرئیل علیہ السلام اس مینار پر جاکر اذان دیتے ہین اور اسرافیل علیہ السلام اس منبر پر خطبہ پڑھتے ہین اور میکائیل علیہ السلام امامت کرکے نماز جمعہ تمام کرتے ہین اور فرشتے سماتون آسمان کے انکی اقتدا کرتے ہین اور بعد نماز کے جبرئیل علیہ السلام ثواب اپنی اذان کا موذنین امت محمدی کو اور اسرافیل علیہ السلام ثواب اپنے خطابت کا خطیبان امت مرحومہ کو اور میکائیل علیہ السلام ثواب اپنی امامت کا امامان امت محمدی کو بگواہی ملائکہ دیتے ہین اور باقی سب فرشتے کہتے ہین کہ جو ثواب ہمکو اس نماز سے حاصل ہوا ہو وہ ہمنے امت محمد صلی کے جمعہ پڑھنے والون کو دیا تب فرمان حضرت رب العزت جل ذکرہ کا ہوتا ہو کہ تم اپنی سخاوت زبان کرو مین تمسے زیادہ سخی ہون کہ مین نے تمامی امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشا اور عذاب اخروی سے انکو نجات دی بعد اسکے فرمایا کہ مین نے آفتاب کو اسی آسمان پر دیکھا اور صورت آفتاب کی کتابون مین لکھی ہو

وصل ذکر سیر آسمان پنجم

بعد ازان آسمان پنجم پر پہونچا وہ یاقوت سرخ کا اور ایک روایت مین زرد سرخ کا نہایت بڑا تھا نام اسکا العبا یا قنون تھا اور دربان اسکا سطحائیل نامے فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہوا پانچ لاکھ

فرشتے تابع اُسکے اور ہر ایک کے پانچ پانچ لاکھ فرشتے فرمانبردار تھے میں نے اُسکو سلام کیا اُسنے میرے سلام کا جواب دیا اور کرامات اور تشریفات خداوندی سے مجھکو مبہت بشارتیں دیں اور تسبیح اُن سب فرشتوں کی یہ تھی قدوس قدوس رب الارباب سبحان ربنا العلی العظیم قدوس قدوس رب الملائکۃ والروح جب ان فرشتوں سے گذرا حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اور حضرت لوط علیہم السلام کے پاس پہونچا اور سلام کیا سب نے میرے سلام کا جواب دیا اور خلیل الرحمٰن یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مجھسے مصافحہ کیا اور فرمایا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کی رات تمکو حضور جل جلالہ میں رسائی ہوگی جسقدر کہ ہوسکے تخفیف واسطے امت کے مانگنا اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت سے کہو کہ زمین بہشت پاک اور قابل زراعت ہے اسمیں درخت بشمار بٹھاویں نے عرض کیا کہ درخت بٹھانا کس چیز سے حاصل ہوتا ہے فرمایا خلیل الرحمٰن علیہ السلام نے کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے کہنے سے اور ایک روایت میں ہے کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کے پڑھنے سے اور تسبیح ان انبیا علیہم السلام کی یہ تھی سبحان من لا یعتد الموصفون عظمتہ ومنتہاہ سبحان من قضت لہ الرقاب وذلت لہ الصعاب جب یہاں سے چلا میں ملائکہ حجاب اس آسمان پر پہونچا وہ کھڑے ہوئے ہر نگون بکمال خشوع آواز بلند سے یہ تسبیح پڑھ رہے تھے سبحان القاضی الاکبر سبحان العدل الذی لا یجور جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ عبادت ان فرشتوں کی یہی ہے کہا ہاں حق تعالےٰ سے تم مانگ لو پس میں نے درخواست کی اور حق تعالےٰ نے مجھکو اور میری امت کو عطا فرمائی اور خشوع نماز میں موجب فلاح اور رستگاری کا ہے جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون جب ان ملائکہ سے پار ہوا ایک فرشتہ ایسا دیکھا کہ اگر تمام روئے زمین کے درخت بڑائی اُسکی بیان کریں تو بھی اور گرد اُسکے فرشتے تھے کہ سر اُنکے زیر عرش اور پانوں زمین ہفتم پر اور ہر ایک کے ماتھے میں ایک ایک گہرا نقش تھا اور سامنے اُسکے ایک گروہ آدمیوں کا تھا کہ اُنکے بدن میں آگ کے کیڑے پانوں تک لٹکتے اور اُنکو اُن گہروں سے مارتے تھے ایسا کہ آگ اُنسے دہک اُٹھتی تھی اور گوشت اُنکے گرتے تھے اور ہڈیاں پیدا ہو جاتے تھے پھر سے حالت اصلی پر ہو جاتے تھے جبرئیل علیہ السلام سے حال اس قوم کا دریافت کیا کہا یہ مشرک ہیں کہ اللہ کا تیسرا ہیں کہتے ہیں حق تعالےٰ نے اُس فرشتے کو مع اتباع اُسکے انپر موکل کیا ہے کہ اسی طرح ہمیشہ عذاب کیا کریں اور تسبیح اُن فرشتوں کی یہ تھی سبحان الواحد الاحد سبحان الصمد الفرد سبحان الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد سبحان من لیس لہ الہ ولا معبود بعد ایک آگ کے دریا پر پہونچا کہ ہر جانب اُسکے فرشتے تند خو سنگدل تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ

اِس دریا کو بحر الصعق کہتے ہین کہ صاعقہ سوز نہ اور برق درخشندہ اُسی دریا سے نکلتے ہین اور بہت عجائبات کہ اُس دریا مین تھے کوئی وصف اُنکا نہین کر سکتا ہی

فصل ذکر سیر آسمان ششم

پھر وہان سے چلے آسمان پر پہونچا وہ آسمان سوتی کا تھا نام اُسکا ماروص جب اُس آسمان پر آیا اُسکے دربان کو کہ نام اُسکا روحائیل تھا سلام کیا میرے سلام کا جواب دیا اور مجھکو دعا کی اُس فرشتے کے چھ لاکھ فرشتے تابع تھے اور ہر ایک کے چھ چھ لاکھ فرشتے مطیع اور منقاد تھے اور تسبیح اُنکی یہ تھی سُبحان اللہ الفرد الکریم سُبحان النور المبین سُبحان الذی من فی السموات والارضین بعد اُسکے عبادت کرنے والون اِس آسمان پر گذرا سب کو قیام مین خشوع اور خضوع سے پایا اور یہ تسبیح کر رہے تھے سُبحان من یسبح لہ العوام فی الکنتہا سُبحان من یسبح لہ الانعام فی صحارہا سُبحان من یسبح لہ الوحوش فی رواسیہا سُبحان من یسبح لہ الدیدان فی نیقہا وضنکہا جب اِن فرشتون سے گذرا مین نے ایک دروازہ دیکھا کہ کا فور سپید کا تھا اور چوکھٹ اُسکی تحت الثری کو اور آرنگ اُسکا عرش تک پہونچا اور اُس دروازے کے دو کواڑے تھے اور ایک قفل اُسپر بہا بر بڑائی آسمانون اور زمین کے بڑا تھا اُس دروازے کی عظمت اور بڑائی اُسکے قفل سے مجھکو متعجب ہوا مین نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا عرض کیا کہ اِس دروازے کا نام باب الامان ہی فرمایا کہ اِسکو باب الامان کیون کہتے ہین کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حق تعالے نے دوزخ کو پیدا کیا اور عذاب گوناگون اُسمین رکھے دوزخ نے نعرہ مارا اور نقاب پھینک دیا تمامی موجودات ہلاک ہونے لگے اور حق تعالے سے امان چاہی تب حق جل جلالہ نے اُنپر رحم فرما کے اِس دروازے کو درمیان دوزخ اور کل کائنات کے پیدا کیا تاکہ ساکنان ہفت آسمان اور زمین امان مین رہین لہذا اِس دروازے کو باب الامان کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ پیچھے اِس دروازے کے مجھکو کھلائو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے اِسکے دوزخ ہی اور آپکو دوزخ اور دوزخیون سے کیا کام آج کی شب شب کو راست ہی آگے چلیے کہ مقام کرامت کو جلد پہونچیے فرمایا اسی جبرئیل علیہ السلام مین خواہ مخواہ دیکھونگا فرمان آیا ہوا کہ میرے حبیب کی اُنگلی کے اشارے سے یہ دروازہ کھلے پس آپکی اُنگلی کے اشارے سے وہ دروازہ کھلا اور گرمی اور دھوان دوزخ کا پیدا ہوا فرمایا کہ مین نے اُسمین ایک فرشتہ سیاہ پوش نہایت مہیب اور تنگ دل ترش خشمناک ساتون آسمان اور زمین کے برابر دیکھا کہ کبھی ویسا فرشتہ مین نے نہ دیکھا تھا اور اُسکے سامنے فرشتے سخت دل ترش رو کھڑے تھے ہر ایک کے ہاتھ مین آگ کے گرز تھے اور وہ فرشتہ ایک کالی گرسی پر کہ اُسکے آٹھ لاکھ پائے

فصل بیان ذکر آسمان ششم کے ۱۲

فصل ملائکہ کے وضع خلائق سے ۱۲

زمین سے آسمان تک تھے سر جھکائے بیٹھا تھا اور تسبیح کر رہا تھا سبحان الذی لا یجوز ہو ملک جبار سبحان المنتقم من اعدائہ سبحان العطی لمن یشاء سبحان من لیس کمثلہ شیء اور اس تسبیح کے وقت اسکے منہ سے ہر بار مانند پہاڑ کے آگ جھڑتی تھی اور نتھنوں سے آگ کے شعلے نکلتے تھے اور اسکی دو نوں آنکھیں تمام دنیا کے برابر تھیں اور اسکے آگ کے تو کے نکلتے تھے میں اس سے نہایت ڈرا اگر اللہ تعالے مجھکو نہ بچا لیتا جان نکل جانے کا خوف تھا میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون فرشتہ ہے کہ اسکے دیکھنے سے مجھے اسقدر خوف آیا کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ داروغہ دوزخ کا ہے نام اسکا مالک ہے جسدن سے اللہ تعالے نے اسکو پیدا کیا ہے کبھی نہیں ہنسا ہے میں اسکے سامنے گیا اور سلام کیا اسنے بسبب شغولی کے میرے سلام کا جواب نہ دیا پھر جبرئیل نے اسکو خبردار کیا کہ اے مالک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جب اسنے میرا نام سنا سر اٹھایا اور سلام کا جواب دیا پھر میری تعظیم کے لیے اٹھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ خوشخبری ہو تمکو اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اللہ تعالے نے گرانی اور درشت تمہارا دوزخ پر حرام کیا اور مجھکو یہ حکم دیا کہ جو لوگ تیرے تابعدار نہوں انپر رحم نہ کرنا اور جو تیرا ایمان نہ لاوین انسے بدلا لینا بعد اسکے میں وہاں سے آگے چلا اور ادریس اور نوح علیہما السلام سے ملاقات کر کے سلام کیا انھوں نے مجھے گلے لگایا اور میرے دیکھنے سے بہت خوش ہوے اور تسبیح ادریس علیہ السلام کی یہ تھی سبحان مجیب الصالحین سبحان فالق الحبة وبارئ النسمة سبحان الذی علا فارتفع علوا واحدا اور تسبیح نوح علیہ السلام کی یہ تھی سبحان الحی القیوم سبحان الحق الفرد الکریم سبحان العزیز الکریم اور ایک روایت میں ہے کہ اور ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا اور ایک روایت میں ہے بہشت میں انسے ملاقات ہوئی جب ان بزرگوارون سے گذر کر میکائیل کے پاس گیا دیکھا کہ ایک بڑی آگ بیٹھا ہوا اور سامنے اسکے ایک ترازو رکھی ہے کہ ہر پلہ اسکا آسمانوں اور زمینوں سے بڑا تھا اور ڈنڈی اسکی مشرق سے مغرب تک پہونچی اور نامہ اعمال بشمار اسکے آگے رکھے ہیں نے سامنے ہو کر سلام کیا اسنے میرے سلام کا جواب دیا اور اٹھکر مجھسے بغلگیر ہوا اور یہ دعا دی کہ زادک اللہ کرامۃ وفرحۃ اور کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشخبری تمہارے تمکو کہ کوئی امت تمہاری امت سے بہتر اور بزرگ نہیں اور ترازو انکی سب امتوں کی ترازو سے زیادہ بھاری ہے کیا اچھا وہ شخص جو تیری صحبت اور تابعداری اختیار کرے اور خرابی اسکی جو تیرا دشمن ہو اور کہا نہ مانے اور میکائیل کے بہت فرشتے تابعدار تھے اور تسبیح میکائیل کی یہ تھی سبحان رب کل مولود وکافر سبحان من تضع من ہیبتہ مافی بطونہا الحوامل بعد اسکے میں ایک

سبز اور نورانی دریا پر گذرا اسمین اتنے فرشتے تھے کہ گنتی انکی سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا ہووے
آواز بلند یہ تسبیح پڑھ رہے تھے سبحان القادر المقتدر الکریم الاکرم سبحان جبلیل الاعظم مین نے جبرئیل
علیہ السلام سے پوچھا کہ اس دریا کا کیا نام ہو کہا اسکو بحر اخضر کہتے ہین اور تمام سبزیون کی اسی سے
پیدائش ہووے پھر مین وہان سے ایک اندھیرے دریا پر پہونچا اسمین بھی اسقدر فرشتے تھے کہ گنتی انکی
اللہ ہی کو معلوم ہووے باواز بلند یہ تسبیح کر رہے تھے سبحان من علا فقہر سبحان المطلع علی من خانت
مین نے جبرئیل علیہ السلام سے حال اسکا پوچھا کہا اس دریا اور اسکے رہنے والون کو سوائے
خدا کے کوئی نہین جانتا ہو بعد اسکے مین وہان سے ساتوین آسمان پر پہونچا **وصل ذکر سیر**
آسمان ہفتم وہ آسمان جو ہر سفید کا تھا اور نام اسکا اسحاق ائیل تھا ٹوٹائی ہر آسمان کی
پانسو برس کی راہ اور مسافت ایک آسمان کی دوسرے تک اسی قدر ہے جب دروازہ کھلا کہ مین
اسکے اندر گیا اسکے داروغہ کو دیکھا نام اسکا روحائیل تھا سات لاکھ فرشتے اسکے تابعدار تھے اور
ہر ایک فرشتے کے سات لاکھ فرشتے اور تابعدار تھے مین نے اسکو سلام کیا اسنے میرے سلام کا
جواب دیا اور میری ملاقات سے خوش ہوا اور تسبیح اسکی اور اسکے تابعدارون کی یہ تھی سبحان
الذی بسط السموات فوقہا سبحان الذی سطح الارضین فقرشہا سبحان الذی اطلع الکواکب
وازہرہا سبحان الذی ارسی الجبال فیہا بعد اسکے مین اس آسمان کے عبادت کرنے والون پر
پہونچا وے سب عجز و انکسار سے کھڑے ہوے باواز بلند یہ پڑھ رہے تھے سبحان العلی الاعظم
سبحان الجبار الکریم الحلیم سبحان من لا یوصف الا موصوف کذا صفتہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا
اور اسکے بیچ مین ایک فرشتہ باعظمت کھڑا تھا کہ سر اسکا عرش تک پہونچا اور پانون اسکے
ساتوین زمین پر اگر حق تعالے کا حکم کرتا تو تمام عالم کو بے تکلف ایک لقمہ کر جاتا تسبیح اس فرشتے کی
یہ تھی سبحان المتعجب منہ جلالہ سبحان المصور فی الارحام ما یشاء بعد اسکے مین نے ایک اور
فرشتہ دیکھا کہ اسکے سات لاکھ سر اور ہر سر مین ستر ہزار چہرے اور ہر چہرے مین ستر ہزار منہ
اور ہر منہ مین ستر ہزار زبان اور ہر زبان سے سات لاکھ بولیون مین کہ کوئی بولی دوسری
بولی سے مشابہ نہ تھی تسبیح کہتا تھا اور اس فرشتے کے سات لاکھ بازو تھے ہر ہر بازو مین
کہ وہ ایک مشت کی نہر ہو سو غوطے مارتا تھا اور باہر نکلکر بال اپنے جھاڑتا تھا پس ہر قطرہ سے
اللہ تعالے اپنی قدرت سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہو اور وہ قیامت تک یہ تسبیح کرتا ہو سبحانک
ما اعظم شانک سبحانک سیدی ما اعلی مکانک سبحانک سیدی ما ارحم بخلقک اور

وصل ذکر سیر آسمان ہفتم

ایک اور فرشتہ دیکھا کہ کرسی پر بیٹھا تھا اُسکے چار منہ تھے ایک منہ آدمیون کا ایسا دوسرا منہ بیل کا ایسا تیسرا درندون کا ایسا چوتھا پرندون کا ایسا اور ہر منہ سے بزبان مناسب تسبیح کہتا تھا آدمیون کے منہ سے یہ کہہ رہا تھا سبحان من احیا المسلمین اور بیل کی زبان سے یہ پڑھ رہا تھا سبحان من یرزق کیف یشاء سبحان من یری ولا یری وہو بالمنظر الاعلی اور درندون کی زبان سے یہ تسبیح کہتا تھا سبحان من سبح لہ الخلائق اجمعین سبحان من یرزق کیف یشاء سبحان من یرزق السباع یتفضل اور پرندون کی زبان سے یہ تسبیح کرتا تھا سبحان الجواد الفضل سبحان من سبح لہ الطیر وفی اذکار ہا سبحان رازق الطیور یارحیم اور بعد تسبیح کے ہر منہ سے اُس قسم کے لیے کہ مناسب اُسکا ہی حق تعالے اسے اُنکے رزق کی دعا کرتا تھا حق تعالے اُسکی برکت سے اُن چارون مجسمون کو روزی دیتا ہی بعد اُسکے ایک اور فرشتہ گہری پر بیٹھا دیکھا کہ سر اُسکا عرش کے نیچے اور پانون ساتوین زمین پر تھے اور اسقدر بڑا تھا کہ دنیا و آخرت دونون اُسکا ایک لقمہ ہوا اُسکے دو بازو تھے ایک مشرق مین دوسرا مغرب مین اور اُسکے سامنے سات لاکھ فرشتے فرمانبردار اور ہر فرشتے کے ساتھ سات لاکھ فرشتے اور تابعدار تھے پس مین نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون فرشتہ ہی اور اسکا کیا نام ہی کہا یہ اسرافیل علیہ السلام ہین صاحب صور ہین مین نے اُسکو سلام کیا اُسنے میرے سلام کا جواب دیا تسبیح اسرافیل علیہ السلام کی یہ تھی سُبحان السمیع العلیم سُبحان المتعبد من خلقہ سُبحان ربنا وتعالے بعد اُسکے مین جب ساتوین آسمان سے بڑھا سدرۃ المنتہی کو پہونچا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم + وصل یہ ذکر ہی سیر اُس رسول عالی مقام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سدرۃ المنتہی سے خاوتنخانہ قاب قوسین تک عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہی کہ سدرۃ المنتہی ایک درخت ہی ساق اُسکی سونے کی اور دالیان بعضی موتی اور یاقوت اور بعضی زمرد سبز کی اور جڑ سے ڈال تک پچاس ہزار برس کی راہ اور پتے اُسکے جیسے ہاتھی کے کان اور پھل مٹکون کے برابر اور نور خدا اُسکو گھیرے ہی اور گرد اُسکے فرشتے مانند پروانہ کے اسقدر تھے کہ گنتی اُنکی خدا ہی جانتا ہی کہتے ہین کہ یہ سب فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے جمع ہوے تھے سب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور رحمت الٰہی کی بشارت دی اور مزید فیض آثار بہت خوش ہوے اور زبان حال سے کہتے تھے ؎ ای بدرت ملک فرلک ملتجی + جست اینجا ولنعم المجی + آمدی و آمدنت بس خوش ست + وین روے تو عجب دلکش ست + خاک درت بہر تاج باد + ہر شب عمرت شب معراج باد + اور اُن سب فرشتون نے ثواب اپنی

وصل بیان سیر حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در سبع سموات

عبادت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نثار کیا کہ قیامت تک اس امت مرحومہ کے حوالہ رہیگا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے سدرۃ المنتہیٰ کی شاخوں میں ایک شاخ دیکھی زمرد سبز کی بلندی اسکی لاکھ برس کی راہ اور اسکے سر پر ایک پتا تھا چوڑائی میں برابر ساتوں آسمان اور زمین کے اور اسپر ایک بچھونا نور کا بچھا تھا اور ایک محراب یاقوت کی اسپر کھڑی تھی بلندی میں اتنی برس کی راہ اور یہ مقام جبرئیل علیہ السلام کا تھا اور اسکے سامنے ایک کرسی میرے نام کی رکھی ہوئی تھی کہ اسکی پیدائش کے روز سے اس رات تک کسی کو مجال اسپر بیٹھنے کی نہ تھی میں جبرئیل علیہ السلام نے مجھکو اس کرسی پر بٹھلایا اور اسکے ہر طرف بہت سی کرسیاں بچھیں میرے سامنے اس کرسی کے دس ہزار کرسیاں موتی کی تھیں اور انپر توریت لکھی تھی اور ہر کرسی کے گرد چالیس ہزار فرشتے کھڑے اسکو پڑھ رہے تھے اور ایک جانب دس ہزار کرسیاں زمرد کی کہ انپر انجیل لکھی تھی اور ان کرسیوں کے گرد بھی چالیس ہزار فرشتے کھڑے اسکو پڑھ رہے تھے اور دوسری جانب اسکے دس ہزار کرسیاں جواہر سبز کی تھیں اور انپر زبور لکھی تھی اور گرد اسکے چالیس چالیس ہزار فرشتے اسکو پڑھتے تھے اور ایک طرف دس ہزار کرسیاں یاقوت سرخ کی تھیں کہ انمیں قرآن شریف لکھا تھا اور گرد اسکے چالیس ہزار فرشتے اسکی تلاوت کرتے تھے پس عرض کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہ یا رسول اللہ مجھکو یہ تمنا ہے کہ آپ اس مکان میں دو رکعت نماز پڑھیں کہ یہ مقام میرا متبرک ہے میں نے اٹھکر وہاں دو رکعت نماز پڑھی اور سب فرشتوں نے میری اقتدا کی اور فرمایا آپ نے کہ اس درخت کی جڑ میں میں نے چار نہریں دیکھیں نہر اس سے کہ نیل اور فرات ہیں دنیا میں جاری ہیں اور وہ نہریں پوشیدہ ہیں کہ بہشت میں جاتی ہیں اور فرمایا کہ وہاں میں نے ایک نہر اور دیکھی کہ اسکے کنارے پر یاقوت اور موتی اور زمرد کے چمن تھے اور سبز پرندیاں انکے درختوں پر بیٹھیں اور کنکریاں یاقوت اور زمرد کی اسمیں بہتی تھیں اور سونے چاندی کے پیالے اسپر رکھے تھے میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ نہر کیسی ہے کہا یہ کوثر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو عنایت کی ہے پس ایک پیالہ پانی اسکا میں نے پیا شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید تھا اور بو مشک سے زیادہ آتی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے سدرہ کی جڑ میں ایک چشمہ دیکھا کہ اسکو سلسبیل کہتے ہیں اس سے دو نہریں نکلیں ایک کا نام کوثر دوسری کا نام نہر الرحمۃ ہے اور فرمایا مجھکو وہاں چند لوگ نظر آئے کہ بعضوں کے منھ سفید اور بعضوں کے سیاہ تھے جن لوگوں کے منھ سیاہ تھے وہ اس نہر میں آکر نہاتے تھے جب باہر نکلتے تھے رنگ انکا سفید ہو جاتا تھا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون

لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنی اُمت کے ہیں کہ اچھے کام کو بُرے کام کے ساتھ ملایا پھر اُس سے توبہ کی حق تعالےٰ نے توبہ اُنکی قبول فرمائی بعد اُسکے جبرئیل علیہ السلام تین برتن میرے پاس لائے ایک میں شراب دوسرے میں دودھ تیسرے میں شہد تھا پس دودھ کا برتن میں نے لیا اور پیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے فطرت یعنی دین اسلام کو قبول کیا اُمت آپکی اسی دین پر ثابت رہیگی اور اگر آپ شراب کو اختیار فرماتے تو اُمت آپکی گمراہ ہو جاتی اور یہ معاملہ برتنوں کے سامنے لانے کا دو بار واقع ہوا ایکبار بیت المقدس کی راہ میں اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ میں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب میں سدرۃ المنتہیٰ سے آگے چلا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ آگے ہوں کیونکہ آپ اللہ کے نزدیک مجھسے زیادہ بزرگ ہیں پس میں آگے ہوا اور جبرئیل میرے پیچھے چلے یہانتک کہ حجاب ذلت تک پہونچا پھر جبرئیل علیہ السلام نے اُس پردہ کو ہلایا اُس سے ایک آواز آئی کہ کون ہے کہا میں ہوں جبرئیل اور ہمراہ میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ایک فرشتے نے پردہ سے کہا اللہ اکبر پردہ سے آواز آئی صدق عبدی انا اکبر انا اکبر فرشتے نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ پردہ سے آواز آئی صدق عبدی انا اللہ لا الٰہ الا انا فرشتے نے کہا اشہد ان محمد رسول اللہ پس پردہ سے آواز آئی صدق عبدی انا ارسلت محمداً فرشتے نے کہا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح پردہ سے آواز آئی صدق عبدی ودعا الی عبادی انا دعوتهم انی یا فتح من اجاب داعی فرشتے نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر آواز آئی صدق عبدی انا اکبر انا اکبر فرشتے نے کہا لا الٰہ الا اللہ آواز آئی صدق عبدی انا اللہ لا الٰہ الا انا بعد اُسکے میں نے ایک آواز سنی کہ اے محمد حق تعالےٰ نے تجھکو سب انکلوں اور پچھلوں سے شرف اور فضیلت زیادہ دی پھر میں نے اُس فرشتے کا حال جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہا قسم ہے خدا کی کہ آپ کو جتی کیا مجھکو حال اس فرشتے کا مطلق معلوم نہیں حال انکا میں بہ نسبت سب خلق کے اللہ تعالےٰ سے زیادہ نزدیک ہوں میں نے اس فرشتے کو کبھی نہیں دیکھا مگر اسوقت کہ آپ کے ہمراہ یہانتک آیا ہوں فرمایا آپ نے کہ اسوقت فرشتے نے پردہ سے ہاتھ نکالکر مجھکو مع براق اُٹھا لیا اور جبرئیل علیہ السلام وہیں ٹھٹھک گئے میں نے کہا اے جبرئیل ایسی جگہ مجھکو تنہا کیلا چھوڑتے ہو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اب مجھکو یہاں سے آگے پر مارنے کی مجال نہیں آج کی رات آپکی بدولت یہانتک آیا ہوں نہیں تو معلوم میرا وہی سدرۃ المنتہیٰ تھا قصہ کوتاہ میں وہاں سے تن تنہا چلا اور ستر ہزار پردوں سے کہ ہر پردہ کا پانسو برس کی راہ کا اور ہر پردے میں ایک دوسرے سے اسی قدر فرق تھا پار ہوا

تب براق چلنے سے تھکا اسوقت ایک بھیجو نور کا آیا کہ نام اُسکا رفرف تھا اور روشنی اُسکی آفتاب سے
زیادہ تھی اور آواز اُسکی تسبیح کرنے کی ملکوت مین گونج رہی تھی اُسنے مجھکو گود مین لیکر عرش مجید کے
نزدیک پہونچایا اور وہان سے بہت حجاب طے کیے جب میرے اور عرش کے درمیان مین ایک پردہ یا
رفرف غائب ہوگیا بعد اُسکے ایک اور صورت گھوڑے کی ایسی ایک سفید موتی کی تسبیح کہتی ہوئی نکلا فور
اُسکے مُنھ سے میرا تاج ساطنے آکر مجھکو اُٹھا لیگئی اور حجاب کبریا تک پہونچا کہ میری نظر سے غائب ہوگئی
پھر مین تنہا رہگیا سوا سے پروردگار کے کوئی یار مددگار نہ تھا پس مین نے ایک آواز سُنی کہ اے میرے
حبیب یار ہو چکا یک حجاب کبریا سے بار تھا بعد اُسکے ایک اور آواز سنی کہا ادن منی یعنی نزدیک ہو
مجھسے اور ہر بار کہ یہ آواز سُنتا تھا قدم آگے بڑھاتا تھا اور ہر قدم مین اسقدر طے کرتا تھا کہ جسقدر
مسافت زمین سے وہان تک طے ہوئی تھی یہانتک کہ مرتبہ دنی کو پہونچا پھر درجہ قدنی کو ترقی کی اور
وہان سے خلوتخانہ قاب قوسین او ادنی کو پہونچا اور محرم اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی کا ہوا وہان
میرے دل پر ہیبت اور دہشت خدا کے جلال کی بہت چھائی ناگاہ مین نے دیکھا کہ ایک قطرہ پانی کا
اُسکو مُنھ مین لیکر پی لیا قسم خدا کی تمام عمر مین کوئی چیز اُس سے زیادہ میٹھی مین نے نہ چکھی تھی
پس اُس قطرہ کی برکت سے اگلوں اور پچھلوں کا علم مجھپر کھل گیا اور ڈر اور دہشت سب دور ہوئی
پھر اللہ تعالے نے میرے سینہ کو حکمت اور اسرار سے بھر دیا اور انواع عطیات اور گوناگون نوازشات سے
سرفراز فرمایا اور اپنی تعریف اور ان کلمون کے کہنے کا حکم کیا التحیات للہ والصلوات والطیبات جب
مین نے یہ تعریف جناب احدیت مین عرض کی فرمایا اللہ تعالے نے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اسوقت مین نے اپنی امت کو یاد کیا کہ اس سلام کے جواب مین شریک کیا اور کہا السلام علینا وعلی
عباد اللہ الصالحین جب فرشتون نے میرا یہ رتبہ دیکھا سبھون نے ایکبارگی بیک زبان کہا اشہد ان
لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ منقول ہے کہ پھر تے وقت اللہ تعالے نے اپنے حبیب
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ اے محمد جو کوئی سفر سے پھر تا ہے اپنے دوستون کے لیے
کچھ تحفہ لیجاتا ہے تو کہ سفر معراج سے پھر یگا اپنی اُمت کے لیے کیا تحفہ لیجائیگا عرض کیا خداوندا
جو تیری درگاہ سے عنایت ہو حکم ہوا کہ جو کچھ تو نے اور مین نے اور میرے فرشتون نے کہا اپنی اُمت
کے لیے تحفہ لیجانا وے اسکو ہر نماز مین پڑھا کرین اور دولت اور سعادت ابدی سے مشرف
ہوویں ایک نکتہ اسمین یہان لکھا جاتا ہے کہ بعض گنہگارون کے دل مین یہ خیال ہوتا ہے
کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے وقت کرامت مین عبادصالحین کو

بخصوص میں یاد فرمایا گنہگاران امت اپنی کا کچھ ذکر نہ فرمایا جواب اس شبہ اور غلجان کا بعضے بزرگون نے خوب لکھا ہے وہ یہ ہے کہ ممکن نہ تھا کہ ایسے وقت میں آپ گنہگاران امت کو یاد نہ فرماتے آپ رحمۃ للعالمین تھے اور نظر عنایت آپکی گنہگارون پر زیادہ تر تھی تو آپ نے اس مقام قرب اور حضور پر پرودگار عالم میں گنہگاران امت اپنی کو صالحین سے پہلے یاد فرمایا اس طرح کر ایک طرح رتبہ انکا صالحین سے بڑھ گیا یعنی آپ نے السلام علینا بصیغہ متکلم مع الغیر فرمایا یعنی سلام ہم سب پر السلام علی بصیغہ متکلم واحد نہ فرمایا سو گنہگارون کو آپ اپنے بنظر غریب پروری اور کمال نوازش کے اپنے ساتھ شامل کر لیا اور صالحین سے پہلے انھیں یاد فرمایا یعنی جو مستحق کرامت گنہگاران امت ہیں بعد اسکے حکم ہوا اے محمد آج بخشش کی رات ہے جو مانگیگا عنایت کرینگے آپ نے عرض کیا الٰہی میری امت گنہگار ہے ارشاد

یعنی زمرد اور یاقوت اور موتی کی جڑی تھیں اور اس دروازے کے چالیس ہزار کنگرے تھے ہر کنگرے پر
ایک فرشتہ مقرر تھا اور دونوں ہاتھوں میں دو طبق لیے ہوئے کھڑا تھا ایک میں کپڑے بہشت کے اور
دوسرا نور سے بھرا ہوا میں نے جبرئیل سے حال ان فرشتوں کا پوچھا کہا یا رسول اللہ حق تعالے نے ان
آدم علیہ السلام سے آٹھ ہزار برس پہلے پیدا کیا اور اسی مقام پر ٹھہرایا ہے اور یہ طباق آپکے اور آپکی امت کے
تصدق کے لیے ہیں جب قیامت کو امت آپکی یہاں آویگی یہ فرشتے ان طباقوں کو انکے سروں پر
نثار کرینگے بعد اسکے جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا رضوان نے کہ داروغہ بہشت کا ہے پوچھا
کہ تو کون ہے کہا میں ہوں جبرئیل کہا تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کیا محمد کی
نبوت کا وقت آپہونچا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں رضوان نے احمد مت کہو کہ دروازہ کھول دیا اژدہا
اس دروازے کی چاندی کی اور چوکھٹ موتی کی اور بازو جواہرات کے ہیں نے رضوان کو سلام کیا
اسنے جواب سلام کا دیکر کہا خوشخبری ہو تجکو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اکثر بہشت تمہارے اور
تمہاری امت کے لیے ہے اور رضوان کے آٹھ خلیفہ تھے بہشت کے آٹھوں دروازوں پر ہر ایک کے
ساتھ لاکھ فرشتے تابع تھے تسبیح رضوان کی یہ تھی سبحان الخلاق العلیم سبحان الکریم الاکرم بعد اسکے
رضوان نے مجھکو بہشت کی نعمتیں دکھلانا شروع کیں میں نے اتنی نعمتیں دیکھیں کہ اگر تمام عمر
انکا وصف بیان کروں تمو سکے اور فرمایا کہ بہشت کی دیواروں میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک
چاندی اور ایک یاقوت اور ایک زمرد اور ایک موتی کی تھی اور گارا اسکا مشک اور کافور کا اور جو ترائی
دیواروں کی ستر ہزار برس کی راہ اور اونچائی اسکی ہزار برس کی راہ کی تھیں ایسی صفائی تھی
کہ مثل شیشے کے اندر سے باہر اور باہر سے بھیتر نظر آوے اور عرش سے فرش تک اسکی صفائی میں
دکھلائی دے اور خاک اور مٹی بہشت کی مشک اور عنبر اور کافور کی اور گھاس اسکی زعفران کی اور
کنکریاں زمرد اور موتی اور یاقوت کی تھیں اور سب بہشتوں کا یہی حال تھا اور انمیں چار باغ تھے
نام انکے یہ ہیں جنت الفردوس جنت العدن جنت النعیم جنت الماوی اور چار خانہ باغ نام انکے
یہ ہیں دارالسلام دارالجلال دارالخلد دارالقرار اور میں نے ہر بہشت میں بہت مکان دیکھے
بعضے یاقوت سرخ کے اور کنگرے اسکے سفید موتی کے اور بعضے جواہر کے کنگرے اسکے سبز زمرد کے
اور بعضے سونے کے کنگرے اسکے چاندی کے اور بعضے چاندی کے اور کنگرے اسکے سونے کے اور بعضے
مثل سورج کے اور کنگرے اسکے مثل چاند کے اور ہر مکان میں ستر ہزار قطعہ اور ہر قطعہ میں ستر
ہزار حجرہ اور ہر حجرے میں تخت سونے اور یاقوت اور موتی کے بچھے ہوئے اور انیز رفعت اور

مشجر کے سائبان کھینچے ہوئے اور اُن تختوں پر ستر ہزار فرش ریشمی بچھے ہوئے اور اُسپر ایک حور نہایت خوبصورت بہشتی کپڑے پہنے اور عطر بہشتی لگائے اور تاج جڑاؤ سر پر رکھے عجب شان و شوکت سے خندان اور شگفتہ بیٹھی ہے اور ہر ایک حور کی پچیس ہزار زلفیں خوشبودار اور ستر ہزار زیور سے آراستہ اور اُن زیوروں سے ستر ہزار طرح کی آواز نکلتی ہے کہ اُسکے سُننے سے دل باغ باغ ہوتا ہے اور اُن مکانوں سے اکثر مکانات میرے اصحاب کے لیے تھے اور جبرئیل علیہ السلام ایک ایک کو بتاتے تھے کہ یہ مکان فلانے کا اور یہ فلانے کا ہے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے مکان سب مکانوں سے زیادہ اچھے اور آراستہ تھے سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کہ راوی اِس حدیث کے ہیں کہتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب میں یہ سب مکانات اور حور و قصور دیکھا اللہ تعالےٰ کی جناب میں پھر گیا اور شکر اُسکی نعمتوں کا بجا لایا حق تعالےٰ نے فرمایا اے حبیب میرے تو اپنی امت کے مکانات دیکھا مجھسے راضی ہوا میں نے عرض کیا خداوندا میں تیرا بندہ ہوں ناخوشی کی کیا مجال ہے فرمایا کہ قسم ہے مجھکو اپنی عزت اور جلال اور عظمت اور کبریائی کی کہ سب نعمتیں میں نے تیرے دوستوں اور تابعداروں کے لیے پیدا کیں اور تیرے دشمنوں پر حرام کیں اب جا اور دوزخ میں اپنے دشمنوں اور نافرمانوں کے ٹھکانے دیکھ پس میں دوزخ کے دیکھنے کے لیے متوجہ ہوا اور جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر مالک دوزخ کے دارو غہ تک پہونچایا اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوزخ کی سیر کرا و مالک نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قدم مبارک کے نیچے نظر فرمایئے میں نے دیکھا کہ آسمان شق ہو گئے اور زمین ظاہر ہوئی اور بیت المقدس کھل گیا پس ایک فرشتہ میں نے دیکھا نہایت مہیب طویل آسمان و زمین سے آسمان تک اور آگ کے شعلے اُسکے منھ سے نکلتے ہیں اور اُسکے ہاتھ میں آگ کی چھڑیاں تھیں اُنکو بھڑاتا تھا مالک نے اُس سے کہا کہ اے صوحائیل جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھلا جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے مالک اِس سے کہہ کہ دروازہ جہنم کا کھولے اور سر پوش اُسکا اُٹھائے پس صوحائیل نے مالک کے حکم سے دروازہ کھولا فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے دیکھا کہ دوزخ کے سات طبقے ہیں اور ایک طبقے سے دوسرے طبقے تک پانسو برس کی راہ تھی اور ہر طبقے میں طرح طرح کے عذاب تھے کہ اگر قیامت تک کوئی اُسکی شدتیں بیان کرے نہو سکے جب ساتویں طبقے کے دیکھنے کی نوبت پہونچی دیکھا کہ فرشتے اُسکے نہایت بدصورت اور سخت دل اِسقدر کثرت سے تھے کہ گنتی اُنکی نہ ہو سکے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کی تمہیں تھیں اور وہ فرشتے لوگوں کو آگ کے کنوؤں سے نکال کر دوسرے کنوؤں میں ڈالتے تھے اور طرح طرح کے عذابوں سے تکلیف دیتے تھے

اور وے لوگ ہاے اور واویلا کرتے تھے اور کہتے تھے یا غیاث المستغیثین انقشنا اور کوئی انپر رحم نکرتا تھا بلکہ وہ بعد اور عذاب زیادہ ہوتا تھا بعد اسکے مین نے آگ کے تابوت قفل لگے ہوے دیکھے اور جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین اور یہ صندوق کیسے ہین کہا یہ لوگ جبار اور گردنکش ہین اور ان صندوقون مین بند ہین اور انمین سانپ اور بچھو اسقدر ہین کہ گنتی انکی اللہ ہی کو معلوم ہی بعد اسکے مین نے جنگل دیکھے کہ انمین بیشمار آگ کے درخت تھے اور ان درختون مین آگ کے پھل لگے تھے اور ایک جنگل مین آگ کی چکیان تھین کہ انمین دوزخیون کو پیستے تھے اور آگ کے کالے کتے اونٹون کے برابر اور آگ کے بھیڑیے بیلون کے برابر تھے جبرئیل علیہ السلام سے معلوم ہوا کہ وہ درخت زقوم یعنی تھوہڑ کے تھے اور وہ چکیان اسواسطے تھین کہ گنہگارون کو عذاب زیادہ ہو پھر پیچھے بعد دوزخ کے دیکھنے کے مین نے مالک سے پوچھا کہ یہ ساتوان طبقہ جسکا یہ نام ہی اور انمین اور دوزخون سے دو چند سہ چند عذاب ہی کسکے لیے ہی کہا یہ طبقہ فرعون اور ہامان اور نمرود اور اصحاب مائدہ عیسی علیہ السلام کے لیے ہی اور بھی قیامت تک کے منافقون اور جابرون اور متکبرون کے لیے ہی بعد اسکے مین نے چھٹے طبقہ کا حال کہ اسکا نام جحیم ہی پوچھا کہ یہ کسکے لیے ہی کہا انمین وہ لوگ عذاب کیے جائینگے جنھون نے خدا کی مخلوق کو خدا کا شریک اور ساجھی ٹھہرایا بعد ازان مین نے پانچوین طبقہ کا کہ اسکا نام نظی ہی حال پوچھا کہا انمین شیطان اور اسکے تابعدار اور آتش پرست رہینگے پھر تیسرے طبقہ کا کہ اسکا نام حطمہ ہی مین نے اسکا حال پوچھا کہا اس درجہ مین یہودی عذاب کیے جائینگے پھر دوسرے طبقہ کا کہ سعیر نام ہی مین نے حال پوچھا کہا یہ جگہ نصاریٰ کی ہی پھر مین نے پہلے طبقہ کا حال پوچھا کہ اسکا جہنم نام ہی اور وہان اگرچہ بہ نسبت اور طبقون کے عذاب بہت کم تھا لیکن تیسرے بھی ستر ہزار دریا سے نابد اکنار ایسا جوش خروش مار رہے تھے کہ اگر ذرہ برابر بھی شعور آنکنار زمین پر پہونچے کوئی جاندار جیتا نہ بچے تب مالک نے شرم سے اپنا سر جھکا لیا اور میرے سوال کا کچھ جواب نہ دیا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک بسبب شرم کے کچھ عرض نہین کر سکتا اور کہتا ہی کہ مجھکو معذور رکھیے اور اسکا حال مجھسے نہ پوچھیے آپ نے فرمایا اے مالک بشرم نہ کر اور جو حال ہو مفصل بیان کر شاید آج اسکا کچھ تدارک ہو سکے مگر مصر علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد ✤ تب مالک نے رو رو کر عرض کیا کہ اے سید عالم و اے مخبر نبی آدم یہ جگہ آپ کے گنہگار امت کے لیے ہی آپ انکو نصیحت فرمایئے اور بہت سا سمجھایئے کہ اس منزل خطرناک اور مقام ہولناک سے ڈرین اور پرہیز کرین نہین تو مجھے قیامت کے دن عذاب

✤ یہان چھ طبقے تھے ساتوان طبقہ کا حال آگے مذکور ہی اور ہر طبقہ کا حال جدا جدا لکھا ہی ۱۲ ✤ ✤ ✤

کم کرنے کی مطلق مجال نہوگی اور مین اُسدن گنہگارون پر رحم نہ کرونگا اور کسی کی مروت نہ مانونگا پیر جوان کے سفید بالون پر رحمت اور نوجوانون کے دل پر دیر شفقت کرونگا راوی کہتا ہے کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین نے جسوقت یہ حال سنا غمامہ اپنے سر سے اُتارا اور بادل محزون اور پشیمان پر خون مناجات کرنے لگا کہ ای پروردگار مجھے اُسکے دیکھنے سے اسقدر خوف آیا کہ دیکھنے کی تاب نہ رہی میری امت کے لوگ نہایت ضعیف اور ناتوان ہین ان عذابون کو کیونکر سہینگے خداوندا تو غفور رحیم ہے اور مجھکو تو نے اُن سب کا پیشوا کیا ہے میری شرم اور آبرو تیرے ہاتھ ہے فرمایا اللہ تعالے نے ای میرے حبیب تیری حرمت میرے نزدیک بہت بڑی ہے تو ہرگز رنجیدہ اور ملول نہ ہو قیامت کے دن تیری شفاعت سے اتنے لوگ بخشونگا کہ تو خوش ہوگا کہا میں نے کہا قسم مجھکو تیری ذات پاک کی کہ اگر ایک شخص بھی میری امت کا اس طبقے مین ہوگا مین ہرگز راضی نہونگا اور جبتک اپنی سب امت کو ساتھ نہ لونگا بہشت مین نہ جاؤنگا بعد اُسکے جناب باری نے مجھکو رخصت کا خلعت عنایت فرمایا اور حکم کیا کہ جو کچھ یہان دیکھا ہے دنیا مین بیان کرنا اسپر مین نے عرض کیا کہ وہان میری بات کی کون تصدیق کریگا فرمایا تیری بات کو ابوبکر صدیق جانیگا بعد اُسکے مین بارگاہ خداوندی سے رخصت ہوکر پھرا اور عرش معلی پر پہونچا عرش نے مبارکباد دی پھر مین سدرۃ المنتہی تک پہونچا وہان سے جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ آسمانون سے گذرتا ہوا اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہونچا اُنھون نے مجھسے پوچھا حق تعالے نے تیرے اور تمھاری امت پر کیا فرض کیا مین نے کہا دن رات مین پچاس نمازین اور ہر برس مین چھ مہینے کے روزے فرض کیے موسیٰ علیہ السلام نے کہا ابھی پھر جاؤ اور کمی کراؤ کہ امت تمھاری بہت ضعیف ہے اس بوجھ کے اُٹھانے کی طاقت نہ رکھیگی تب مین پھر گیا اور عرض کیا خداوندا امت میری بہت ضعیف اور ناتوان ہے اُنکی طاقت کے موافق اُنپر بوجھ رکھ حکم ہوا کہ چالیس وقت کی نمازین دن رات مین اور پانچ مہینے کے روزے ہر سال مین مین نے سمجھ اور تیری امت پر واجب کیے پھر مین وہان سے پلٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور یہ حال کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہا اسقدر بھی بہت ہے تمھاری امت بہت ضعیف ہے اسقدر عبادت ادا نہ کریگی تم پھر جاؤ اور تخفیف کی درخواست کرو غرض کہ موسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے مین تخفیف چاہتا تھا اور اللہ تعالے اپنی عنایت سے میری عرض قبول فرماکر ہر بار دس نمازین اور ایک مہینے کے روزے معاف فرماتا تھا یہانتک کہ پانچ وقت کی نماز اور ایک مہینے کے روزے مجھپر اور میری امت پر باقی رہے اسپر بھی موسیٰ علیہ السلام نے تاکید کرکے فرمایا کہ اسقدر بھی بہت ہے تمھاری امت اسمین بھی

کوتاہی اور عذر کیا کہ یہی اسواسطے کہ میری امت تمہاری امت سے زبردست اور طاقت والی تھی مگر خدا نے تعالیٰ کے حکم بجالانے مین حیلہ و عذر کیا کرتی تھی تب مین نے موسیٰ علیہ السلام سے عذر کیا کہ اب تخفیف مانگتے ہوے مجھکو شرم آتی ہے مین اس عبادت پر راضی ہوا اور قبول کی پھر پکارا پکارنے والے نے کہ فرض ہوئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی امت پر پانچ وقت کی نماز دن رات مین اور ایک مہینے کے روزے ہر سال مین منقول ہے کہ فرمایا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ عبادت مجھپر اور میری امت پر فرض کی خطاب کیا کہ اے محمد مین نے نماز مین قیام اور رکوع اور سجود اور تشہد اور قرارت قرآن اور تسبیح اور تہلیل مقرر کی تاکہ قنبی عبادتین آسمان اور زمین کے فرشتون کی ہین سب اسمین داخل ہون اور تیری امت کو قیام مین ثواب کھڑے ہونے والے فرشتون کا اور رکوع سجود مین ثواب رکوع سجود کرنے والون کا اور تشہد مین ثواب تشہد پڑھنے والون کا اور قرارت مین ثواب تلاوت کرنے والون کا اور تسبیح اور تہلیل مین ثواب تسبیح کرنے والون اور کلمہ پڑھنے والون کا دونگا بلکہ اپنے فضل سے اس سے زیادہ درجہ ہم عنایت کرینگے اور ایک نماز کو دس نمازون کے برابر قبول کرینگے اور ان پانچ نمازون مین انھین پچاس نمازون کا ثواب ہمنے مقرر کیا اور ایک مہینے کے روزون مین چھ مہینے کے روزون کا ثواب عنایت فرماونگے پھر مین اللہ تعالیٰ کے حضور سے مراجعت کرکے امہانی کے گھر پہونچا ہنوز بچھونا میرا جیسے سے مین اٹھ گیا تھا ویسے ہی گرم تھا اور وہی ہمراہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانا اور پھر آنا تین گھڑی مین ہوا اور منقول ہے وہب ابن منبہ اور محمد بن اسحاق سے کہ یہ سفر مبارک معراج کا چار گھڑی مین ہوا منقول ہے امہانی بنت ابی طالب آپکی چچازاد بہن سے کہ معراج کی رات جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف رکھتے تھے جب صبح ہوئی فرمایا اے امہانی آج کی رات مجھکو بیت المقدس لیگئے اور وہان سے آسمانون پر جہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا اور صبح ہونے پائی تھی کہ پھیر لائے مین نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان میری یہ امید ہو کہ آپ اس عجیب بات کو منکرون کے سامنے بیان نہ فرماوین کہ یہ یقین نہ لاوینگے اور آپ کو جھوٹا کہینگے اسپر آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ واللہ مین تو اسکو ویسا ہی جانتا ہون جیسا کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو کعبے مین تشریف لائے بسبب اسکے کہ جانتے تھے کہ کفار قریش میری بات بھلا کب ہنسی اور مسخر اڑاینگے غمگین بیٹھے تھے یکایک ابوجہل ملعون آکر آپکے سامنے بیٹھ گیا اور ٹھٹھے سے کہنے لگا کہ کہو آج کوئی نئی بات بھی ہوئی ہے آپ نے فرمایا ہان ہوئی تو ہے آہستے

کیا آپ نے فرمایا کہ آج میں نے وہ سفر کیا کہ کسی نے ویسا سفر نہیں کیا اور وہ خبر لایا ہوں کہ کوئی ویسی خبر نہیں لایا اس ملعون نے کہا کہاں کا سفر کیا فرمایا کہ یہاں سے بیت المقدس کو اور وہاں سے آسمانوں پر گیا پھر وہاں سے اور ترقی کی اسنے کہا کہ آج ہی گئے اور آج ہی پھر کے میں آگئے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوا اسنے کہا یہ بات کسی اور سے بھی کہو گے آپ نے فرمایا خواہ مخواہ سب کے سامنے بیان کرونگا پھر ابوجہل نے آواز ماری کہ اے گروہ بنی کعب اور بنی کوئی آؤ وہ لوگ سب جمع ہوئے ابوجہل نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ تمنے میرے سامنے بیان کیا اسنے بھی کہو آپ نے وہی کلمہ پھر بیان فرمایا کہ رات میں بیت المقدس گیا اور وہاں سے آسمانوں پر بلکہ اس سے بھی زیادہ جہانتک کہ اللہ تعالے نے چاہا سب لوگوں کو بہت تعجب ہوا بعضے تالیاں بجانے لگے بعضے انکار سے عمل کرنے لگے کیونکہ یہ بات انکی ناقص عقلوں کے نزدیک محال تھی الغرض لوگوں نے نہایت عجیب اور محال بات جانکر انکار کیا اور بعضے ضعیف الایمان دین سے پھر گئے اور مرتد ہوئے نعوذ باللہ من ذلک بعد اسکے ابوجہل لعین لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا تمھارے یار نے آج ایک نئی بات نکالی ہے کہتے ہیں کہ رات کو مجھکو بیت المقدس لیگئے اور وہاں سے آسمانوں پر حالانکہ رات کو اپنے گھر میں تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے تو یقینی اور سچ ہے ابوجہل نے کہا میں اپنے جی سے نہا کہ نہیں کہتا ہوں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ تعجب نہیں ہے میں انکو آسمانی خبروں میں سچا جانتا ہوں ابوجہل نے کہا میں نے کوئی شخص تمھارے برابر اپنے یار کی بات کی تصدیق کرنے والا اور سچ جاننے والا نہیں دیکھا اور تمھارے یار بھی یہی دعوی کرتے ہیں پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپکے حضور میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایسی ایسی بات سنی ہے درحقیقت آپ نے فرمایا ہے یا نہیں پس فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بلی میں نے کہا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا سچ فرمایا آپ نے بعد اسکے عرض کیا کہ کیفیت مفصل اسکی بیان فرمائیے آپ نے ابتدا سے انتہا تک سب کیفیت معراج کے سفر کی بیان فرمائی اور جو جو بات آپ فرماتے گئے ابوبکر رضی اللہ عنہ اسکی تصدیق کرتے گئے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تمنے بے تکلف میری سب باتیں سچ مان لیں عرض کیا کیونکہ سچ نہ جانوں اسواسطے کہ وہ خدا جو جبرئیل علیہ السلام کو ہزار بار آسمان سے اتار سکتا ہے کیا آپ کو زمین سے آسمان پر نہیں لیجا سکتا **القصہ** پہلے جس شخص نے معراج کے قصہ کو سچ مانا ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ تھے اُسکے بدلے مین خطاب صدیق پایا اور پہلا انکار کرنے والا ابوجہل لعین تھا اُسکے
حصے مین زندیق ہوا اور شاید رات کو معراج ہونے مین یہ حکمت تھی کہ درمیان صدیق اور زندیق کے
فرق باقی رہے والا اگر معراج دن کو ہوتی تو ہر ایک دیکھتا اور جانتا پھر صدیق اور زندیق مین کیا
امتیاز رہتا اور جب یہ خبر معراج شریف کی مکے مین مشہور ہوئی اکثر عرب والے کہ انکا مدینہ مین شہرت
رکھتے تھے آپکے پاس حاضر ہوکر کہتے کہ آسمان کا حال ہمکو معلوم نہین اُسکو موقوف رکھیے لیکن بیت المقدس کو
ہمنے دیکھا ہے اور ہم خوب جانتے ہین کہ تم اپنی شام عمر وہان نہین گئے ہو اگر سچے ہو تو نشان مسجد اقصیٰ کے
بیان کرو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سرسری آمد و رفت مین اُسکی علامتین اور
نشانیان دریافت کرنے کی کچھ پروا نہ تھی اور ہر چند اُسکی خبر اور تامل سے نہ دیکھی تھی اسواسطے نشان بتلانے مین
آپکو تامل ہوا اور اسقدر خاطر شریف کو رنج و ملال گذرا کہ کبھی ویسے آزردہ خاطر نہوے تھے جو جناب کبریا
جل جلالہ کو اپنے حبیب کا رنجیدہ ہونا گوارا نہ تھا فی الفور جبرئیل علیہ السلام نے خداوند تعالے کے حکم سے
بیت المقدس کو اپنے پرون پر اُٹھا لاکر آپکے روبرو عقیل ابن ابی طالب آپکے چچازاد بھائی کے گھر کے
نزدیک رکھدیا پس آپ خوش ہوکر جو جو باتین وے پوچھتے گئے آپ باطمینان تمام فرماتے گئے
جب اُنھون نے پتے سبھی کے ٹھیک ٹھیک سُنے بہت شرمندہ ہوے اور کہنے لگے کہ ہمارے
حبیبون کے قافلے اس راہ مین تھے انکی تو کچھ خبر ہمین کردو آپ نے فرمایا کہ مین نے رستے مین تمہارے
تین قافلے دیکھے ایک منزل روحا مین کہ اُنکا اونٹ کھو گیا تھا وے اُسکی تلاش مین پھرتے تھے
اور وہان ایک پیالہ پانی بھرا رکھا تھا مین نے اُسکو پی لیا تھا جب وہ لوگ آوین اُنسے پوچھنا کہ
جب تم اپنا اونٹ ڈھونڈھکر پھرے تھے اُس پیالہ مین پانی پایا تھا یا نہین دوسرا قافلہ ذی مُرّوہ
مین ملا دو شخص ایک اونٹ پر سوار تھے جو ہمین میرا براق اُسکے پاس سے ہوکر نکلا وہ اونٹ بچکا
اُنمین سے ایک شخص گر پڑا اور اُسکا ہاتھ ٹوٹ گیا تیسرا قافلہ مین نے مقام تنعیم مین چھوڑا اور
سب نشانیان اُس قافلے کی آپ نے بیان فرماکر فرمایا کہ ایک اونٹ بیڈھا ریڈ اُنکو غراری لدی تھی اور
وہ قافلے کے آگے آگے چلتا تھا اُنھون نے پوچھا کہ وہ قافلہ کتنی دور ہے کسوقت تک مکے مین پہونچیگا
آپ نے فرمایا پیر سون صبح کو آفتاب نکلتے وہ قافلہ مکے مین داخل ہوگا اُن شریرون نے
یہ بندوبست باندھا کہ کسی طرح آپ کو سر دست الزام دنیا چاہیے سو مشورہ کرکے تیسرے دن
کچھ رات رہے باہر جاکر ایک تو مطلع آفتاب پر نگاہ جماکہ بیٹھا اور ایک نے اُس ناکے کی طرف
جدھر سے قافلہ آنے والا تھا آنکھ جمائی یعنی اگر قافلے کے آنے مین اور آفتاب کے نکلنے مین کچھ بھی

پس پیش واقع ہو تو ہمین الزام دینے کی جگہ ہو جائے اور اتفاق سے قافلہ دور تھا اللہ تعالے نے آفتاب کو حکم کیا کہ توقف کرے اور جبرئیل کو حکم ہوا زمین کو کھینچے پس ایک طرف فرشتہ آفتاب کا آفتاب کو کھینچتا تھا اور ایک طرف جبرئیل علیہ السلام زمین کو لپیٹتے تھے اتنے مین وہ قافلہ قریب آپہونچا خدا کی قدرت آنحضرت کا اعجاز جسوقت ایک طرف والے نے پکار کر کہا طلعت الشمس آفتاب نکلا ساتھ ہی اسکے دوسری طرف والے کی آواز بلند ہوئی کہ دخلت القافلۃ آپہونچا قافلہ بعد اسکے جب اور قافلے والے آئے تو انھون نے سب بشبانیان موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے پوچھین اور ویسی ہی پاکر شرمندہ ہوئے

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمام ہوئی مجلس نوین کتاب و ازدہ مجلس کی

مجلس دہم

یہ دسویں مجلس ہی اُن امور کے بیان مین جو باعث ہوے اوپر ہجرت اُس سیّد کائنات کے مدینۂ منوّرہ کی طرف اور بیان ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مکّے سے مدینے مین جانے کا

جانو تم اے اہل مجلس کہ بعد ثبت ہو جانے احکام خداوندی اور شدت جہل اور قریش کی عداوت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اِس بات کے منتظر رہتے کہ اللہ تعالے کوئی ایسا سبب پیدا کرے اور ایسی قوم مقرر فرماوے جنسے دین کی مدد ہو اور دشمنان دین کا مقابلہ کرین اور اِسی نیت سے جس عرب کے قبیلے مین کوئی مجلس و محفل ہوتی اور لوگ جمع ہوتے آپ بھی رونق افروز اور جلوہ فرما ہو کر دین اسلام کی آگاہی دعوت کرتے کہ شاید کوئی قبول کرے اور دین کی مدد کی توفیق پاوے مگر وے سب لوگ آپکی بات قبول کرنے مین متردد اور متوقف رہتے اور کہتے کہ اِس شخص کے برادری والے کہ اِسکا احوال خوب جانتے ہین اور اِسکی تابعداری قبول نہین کرتے اور ہمارا کیسے لائق ہی کہ اُسکا کہنا مانکر اُسکا دین قبول کرین اِس اثنا مین چند آدمی بنی عبدالاشہل کے قبیلہ قریش سے عہد و اقرار کرنے کے لیے مدینۂ منورہ سے مکّے معظمہ مین آئے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو اسلام کی دعوت کی اُنمین سے ایک جوان نے کہ اُسکا نام ایاس ابن معاذ تھا کہا کہ اے قوم اِس شخص کی بیعت کرو خدا کی قسم اِس شخص سے عہد و اقرار کرنا اُس سے بہتر ہی کہ تم قریش کے ساتھ عہد و پیمان کرو اور یہ کام بہت

ضروری ہو اسمیں دیر نہ کرنا چاہیئے پھر ایک شخص اور اُٹھا اور سب کو اسلام کی دعوت قبول کرنے سے منع کیا چونکہ وہ شخص سب کا سردار تھا سب اسکے خوف سے چپ ہو رہے اور نہ انھوں نے قریش سے عہد پیمان کیا اور نہ اسلام لائے تو ہمیں مدینہ کو پلٹ گئے اور ایاس ابن معاذ مر گیا اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمان ہو کر مرا بعد اسکے حج کے دنوں میں ایک جماعت اوس و خزرج کے قبیلے سے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں آئی جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھکو اپنا رسول کر کے خلق کی طرف بھیجا ہے اور اپنی کتاب مجید نازل کی اور میری قوم مجھکو اللہ تعالےٰ کے حکموں کے پہونچانے سے منع کرتی ہے اگر تم ایمان لاؤ اور میرا کہا مانو اور دین اسلام کی مدد کرو گے دنیا و آخرت کی سعادت کو پہونچو گے وہ لوگ یہ بات سنکر آپسمیں کہنے لگے کہ یہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہیں جنکی پیدائش کی خبر یہود ہمکو دیا کرتے تھے اور ڈراتے تھے کہ آج کل نبی آخر الزمان پیدا ہوا چاہتا ہے ہم اسکا ساتھ دیکر یہود کو ہلاک کرینگے اسی قوم خبردار ہو اور اسکے ایمان لانے میں جلدی کرو کہ یہود تمپر غلبہ نپاوے پس وہ لوگ ایمان لائے اور سعادت اسلام سے مشرف ہو کر مدینہ منورہ کو پھر گئے اور اس بیعت کو بیعت العقبۃ الاولیٰ کہتے ہیں اسلیئے کہ عقبہ منا میں ایک پہاڑی ہے اور یہ بیعت اسلام میں پہلی مرتبہ وہیں ہوئی اب وہاں ایک مسجد بنی ہے جب لوگ وہاں جاتے ہیں اور اس بیعت کے قصہ کو یاد کرتے ہیں ایک تھوڑا سا ایمان تازہ مشتاقوں کے دلوں میں آتا ہے اور یہ لوگ بقول اصح چھ آدمی تھے اور اسعد بن زرارہ اور جابر بن عبداللہ انھیں چھ آدمیوں میں سے ہیں جب یہ لوگ مدینہ میں پہونچے اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی خبر اپنی قوم کو پہونچائی کوئی گھر اور کوئی مجلس انصار کی باقی نہ رہی کہ جسمیں آنحضرت کا ذکر نہ ہوتا ہو اور دعوت اسلام خوب ظاہر اور مشہور نہ ہوئی ہو اور یہ واقعہ نبوت سے گیارھویں برس میں ہوا اور دوسری مرتبہ انھیں حج کے دنوں میں بارہ آدمی اوس اور خزرج کے قبیلے کے اُن چھ آدمیوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے آئے اور اُسی پہاڑی کے نزدیک بیعت اسلام سے مشرف ہوئے اور عبادہ بن صامت اور عوام بن صامت اور ذکوان بن عبد قیس بن لوذی انھیں بارہ آدمیوں میں سے تھے اور ذکوان اُن لوگوں سے جدا ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکے میں رہ گئے پھر آپکے ساتھ مدینہ کو گئے اور ان کو مہاجر انصاری کہتے ہیں اور اُس زمانے میں سوائے توحید اور نماز کے کچھ اور فرض نہیں ہوا تھا پس جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے کہنے کے مصعب بن عمیر کو انکے ساتھ کر دیا کہ قرآن شریف سکھاوے اور جماعت سے نماز پڑھنا تعلیم کریں جب مصعب رضی اللہ عنہ ان بارہ آدمیوں کے ساتھ مدینہ میں پہونچے اُن لوگوں کی مدد اور اعانت سے مدینہ میں جمعہ کی نماز جماعت سے پڑھی اور یہ پہلا جمعہ تھا جو مدینہ علیہ میں پڑھا گیا بعد اسکے آنحضرت نے دعوت اسلام شروع کی اور علم خدا کے بیان کرنے لگے یہانتک کہ ایک دن بنی عبدالاشہل کے ایک باغ میں چند آدمیوں کے ساتھ قرآن شریف پڑھتے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کرتے تھے اتنے میں سعد بن معاذ کو کہ وہ

ساری قوم کے بزرگ اور اسعد بن زرارہ کے خالہ زاد بھائی تھے یہ خبر پہونچی سعد بن معاذ اسکے سنتے ہی نیزہ ہاتھ مین لیکر باغ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوے اور بڑے بوڑھون کی طرح تنبیہ اور چشم نمائی کی اور کہا یہ مسافر کہ جاہلون کو راہ سے بھٹکاتا ہی ہمارے گھر کے دروازے پر کیون آیا ہی اور جو باتین کہ کسی نے نہین سنی بیان کرتا ہی اگر پھر یہان آویگا اپنی سزا کو پہونچیگا یہ اُنکے کہنے سے وہ مجمع برہم درہم ہوگئی لیکن دوسرے روز مصعب بن عمیر اسعد بن زرارہ کو ساتھ لیکر پھر اسی جگہ آئے اور دعوت اسلام اور تلاوت قرآن مین مشغول ہوے پھر یہ خبر سعد ابن معاذ کو پہونچی وہ پھر آئے لیکن نہایت غصے دن کے اس مرتبہ کچھ تعصب سختی اور غصہ نہین فرمایا اسعد بن زرارہ اگر کو نرم اور دوسرا یہ کہ اُنکے سامنے آئے اور کہا اے بھائی تم ہمارے یہان کیون آئے ہو تم ہمسن لوگون کے بیوقوف بناتے ہو یہ مصعب بن عمیر کیا کہتا ہی اگر سچا کہتا ہی اور گمراہی کی راہ بتلاتا ہی تو تم اُس سے کوئی چیز بہتر لاؤ اور راہ راست بتلاؤ اور اگر اچھا کہتا ہی اور حق پر ہی تو اسکو کیون بُرا کہتے ہو اور اسکو فضیحت کیون نہین جانتے سعد بن معاذ نے کہا کیا کہتا ہی تب مصعب بن عمیر نے یہ آیتین پڑھین بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد الکتاب المبین انا جعلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین وکم ارسلنا من نبی فی الاولین وما یاتیھم من نبی الا کانوا بہ یستھزءون فاھلکنا اشد منھم بطشا ومضی مثل الاولین سعد بن معاذ کو اس کلام کے سننے سے ایک ہیبت اور عبرت ہوئی اگرچہ ظاہر مین اُسوقت کلمہ شہادت نہین پڑھا مگر نور ایمان کا اُنکے دل مین پیدا ہوا اور اپنی قوم مین جاکر تمام بنی عبد الاشہل کو بلا کر آپ خود مسلمان ہوے اور اُن سب کو مسلمان کیا پھر تو اسلام نے نہایت رونق پکڑی اور کوئی گھر انصار کا باقی نہ رہا کہ جسمین نور اسلام نہ پہونچا ہو اور سب قوم قبیلے کے بڑے اور بزرگ لوگ ایمان لائے اور بتون کو توڑ ڈالا اور توحید اختیار کی الحمد للہ علی ذلک جب مصعب بن عمیر موافق حکم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام خداوندی سب کو تعلیم کر چکے مدینہ سے مکے مین آکر آپ کے حضور مین حاضر ہوے اور اُنکے ساتھ اوس اور خزرج کے قبیلے سے قریب پانسو آدمی کے آپ کی زیارت اور بیعت کے اشتیاق مین حجاج کے قافلے کے ہمراہ مکے مین پہونچے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوے اور اُنمین سے ستر یا بہتر مرد اور عورت نے آپ سے وعدہ کیا کہ ہم بارھوین یا تیرھوین تاریخ ماہ ذی الحجہ کے اُسی جگہ جہان پہلے ہمارے قبیلے والون نے بیعت کی تھی جمع ہونگے جب وہ وعدے کی رات آئی آدھی رات پہلے وہ لوگ مقدوم کافرون سے چھپ کر نکلے اور اُس پہاڑی کے نزدیک جمع ہوکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منتظر بیٹھے اتنے مین آپ اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کے ساتھ کہ ابھی وہ ایمان نہین لائے تھے لیکن شفقت اور محبت سے آپکے ساتھ رہتے تھے اُس مقام مین پہونچے جہان اُن لوگون کو بیعت اسلام سے مشرف کیا عباس نے اُن لوگون سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ محمد ہم مین کسقدر شریف اور نجیب ہین ہر چند ہمنے اُنکو منع کیا مگر انھون نے ہمارا کہنا نہ مانا اور تمھارے جانے سے نہ ڈرے اب اگر تم اپنے تئین عوفا داری مین مضبوط اور بچانے والے

یہ سمجھو کہ جو عہد اور پیمان تمنے اُنکے ساتھ کیا ہو اگر تمکو تمھاری جانون کا خوف ہو تو بھی وفاداری کرو گے
تو خیر الا ویسا کہدو پھر پشیمان نہونا اور ہمکو اپنا دشمن نہ بنانا اُنھون نے کہا اے عباس جو تمنے کہا ہمنے
سُنا اور جانا یا رسول اللہ اب آپ فرمایئے اور جو اقرار آپ کو اپنے اور اپنے پروردگار کے لیے لینا ہو
ہمسے لیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند آیتین پڑھین اور فرمایا خدا کا عہد یہ ہو کہ تم
اُسکی عبادت کرو اور کسی چیز کو اُسکا شریک اور ساجھی نہ ٹھہراؤ اور عہد میرا یہ ہو کہ جو مین دعوت
اسلام کرون تم اُسمین میری مدد اور اعانت کرو اور جو کوئی اُس امر سے مانع ہو اُس سے جہاد کرو اور
جو کچھ مین کہون اُسکو مانو اور جان و دینے مین دل سے میری تابعداری کرو اور فقر بھی اور امیری مین
اپنا مال خدا کی راہ مین خرچ کرو اور حق اور سچ بات کہنے مین کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈرو
اور جن باتون سے اللہ تعالے نے منع کیا ہو اُنسے پرہیز کرو اور جس بات کا حکم کیا ہو اُسکو بجا لاؤ اور
جسطرح اپنے اور اپنے لڑکے بالون کو بچاتے ہو اسی طرح مجھکو و میمنون کی دشمنی اور برائی سے بچاؤ
اُنھون نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جانتے ہین کہ پشتہا پشت سے ہمارا کام
مارنا اور مرنا ہو لیکن ہمارے اور یہود کے درمیان مین قول اور قسم ہو اب ہمنے اُسکو توڑا مگر
ایسا نہو کہ جب اللہ تعالے آپ کو اپنی قوم مین غلبہ دے تو آپ ہمسے پھر جایئے اور ہمکو اکیلا
چھوڑ دیجیے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا ہرگز ایسا نہوگا مین تمسے ہون
اور تم مجھسے میری جان تمھاری جان کے ساتھ اور میرا بدن تمھارے بدن کے ساتھ اور میری
زندگی تمھاری زندگی کے ساتھ اور میری موت بھی تمھارے ساتھ اور میری قبر بھی تمھارے یہان
اور میرا گھر تمھارے گھرون کے پاس ہوگا لڑونگا اُس سے جو تمسے لڑیگا اور ملونگا اُس سے
جو تمسے ملیگا اُنھون نے کہا اگر ہم آپ کی محبت مین مارے جاوین اور اپنا جان و مال آپ پر
نثار کرین ہمکو اُسکا کیا بدلا ملیگا فرمایا کہ بدلا اُسکا جنات تجری من تحتہا الانہار تب اُنھون نے
کہا یا رسول اللہ اس خرید و فروخت نے ہمکو بہت نفع دیا اب اپنا ہاتھ بڑھایئے کہ ہم بیعت کرین
اُسوقت یہ آیۂ شریفہ نازل ہوئی ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ
یعنی اللہ تعالے نے جنت کے بدلے مسلمانون سے اُنکی جانین اور اُنکے مال مول لیے اور اس
بیعت کو بیعت عقبیٰ کہتے ہین اور عقبیٰ ثالثہ کہتے ہین اور یہ واقعہ ہجرت سے تین مہینے پیشتر سنہ تیرہ
نبوت ماہ ذی الحجہ مین واقع ہوا بعد اُسکے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے بارہ
فرقے کیے اور ہر فرقے مین ایک نقیب اور سردار مقرر فرمایا کہ اُنکے حال کی نگہبانی کرے

اور دنیا اور آخرت کے مشکل کامون مین فیصلہ اور انصاف کیا کرے اور یہ بارہون آدمی انصار مین رئیس اور سردار تھے حال انکا اسماء الرجال کی کتابون مین مفصل لکھا ہو بعد اسکے انمین سے ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر حکم ہو تو کل کے دن کہ ہزار ہا آدمی کافرون سے منا مین جمع ہین سب کو ہم مار ڈالین کہ ایک کافر کا بھی بچا اور نشان نہ رہے فرمایا بالفعل اللہ تعالے نے مجھکو تلوار کھانے کا حکم نہین دیا ہی پھر وہ لوگ اپنے اپنے ٹھکانے پر چلے گئے اور آپ سے وطن یعنی مدینے جانے کی رخصت مانگی اور عرض کیا کہ اگر آپ ہمارے ساتھ ہمارے شہر کو تشریف لے چلین خوشنصیبی اور زہے سعادت جو آپ حکم فرماوینگے ہم اسکو دل سے بجالاوینگے فرمایا اچھی اللہ تعالے نے مجھکو مکے سے نکلنے کا حکم نہین فرمایا اور کوئی مقام میری ہجرت کے لیے معین نہین کیا جسوقت حکم ہوگا اور جس جگہ جانے کا خبر ہوگا اسوقت وہان جاونگا پھر انصار کو رخصت فرمایا اور جب کفار قریش کو یہ خبر پہونچی کہ انصار نے آکر تابعداری اختیار کی ہاتھ ملنے لگے اور حسد اور حسرت سے اپنے سر پیٹنے لگے **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ والصلوٰۃ** یہ ذکر ہو جناب سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکے سے مدینے کے جانے کا اور بیان ہو ان معجزون کا جو اس راہ مین گذرے اے اہل مجلس جب تمامل انصار کے قول و قرار مضبوط کرکے اپنے وطن کو گئے حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب کبریائی مین دعا کی کہ مکے سے کسوقت کس مقام مین جانے کا حکم ہوتا ہی پس اول ایک مقام دکھایا کہ صورت اسکی دو تین مقامون مین مشترک تھی ایک ہجر کہ بحرین کے شہرون مین سے ہو دوسرے یمامہ کہ ملک شام سے ہو تیسرے یثرب حجاز کی زمین سے بعد اسکے یثرب یعنی مدینہ طیبہ آپ کے جانے کے لیے خاص ہوا لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ کب اور کسوقت مکے سے نکلنا ہوگا اور آپ نے اللہ تعالے کے حکم سے بعضے اصحاب کو مدینہ طیبہ کی طرف رخصت فرمایا پھر کئی دن کے بعد اور اکثر صحابہ کرام مثل عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اور زید ابن خطاب رضی اللہ عنہ بھائی عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے اور عیاش رضی اللہ عنہ بن ربیعہ مع تیس سوارون صحابہ کرام کے اور حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بن عوف اور طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبید اللہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اور عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود اور بلال حبشی وغیرہم رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ گئے اور معارج النبوۃ مین آیا ہی کہ بہت صحابی پوشیدہ اور چھپ کر گئے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار باندھکر اور کمان اور نیزہ ہاتھ مین لیکر کعبہ کی طرف متوجہ ہوے وہان سب کفار قریش کعبہ کے صحن مین بیٹھے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

وصل [illegible] کے عرض کرنے سے [illegible] کے جواب دینے [illegible] کے جواب راویان [illegible]

کعبہ میں جاکر بآرام وقرار تمام سات بار کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم میں ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے دو رکعت
نماز پڑھی اور فرمایا خراب ہوں وہ لوگ کہ پیغمبر کے ٹکڑوں کو اپنا خدا جانتے ہیں اب جسکو اپنے ٹکڑے کا
یتیم کرنا اور اپنی عورت کا بیوہ کرنا منظور ہو میرے سامنے آوے کسی کو آپکے جلال کے سبب سے
اس جگہ سے اٹھنے اور ہلنے کی مجال نہوئی اور کسی نے آپکا سامنا نہ کیا القصہ بزرگ صحابیوں میں سے
سوائے ابوبکر صدیق اور علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہما کے مکہ معظمہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس کوئی نہ رہا بعضی روایات میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف
لیجانے کے بعد کئی صحابی ضعیف اور غریب مکے میں رہ گئے تھے کافر لوگ انکو طرح طرح کی تکلیف
اور عذاب سے ستاتے تھے اور وہ صبر کرکے یہ دعا مانگتے تھے ربنا اخرجنا من ہذہ القریۃ
الظالم اہلہا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا یعنی ای اللہ ہمکو اس بستی سے
کہ یہاں کے لوگ ظالم ہیں نکال اور ہماری مدد کر القصہ جب کفار قریش نے مرتبۂ محمدی اور شان
احمدی کو دیکھا حسد اور عداوت زیادہ شروع کی اور جانا کہ سب یاروں اور جانثاروں نے
مدینہ میں جاکر پناہ لی اور آپ بھی وہاں تشریف لیجائینگے اور وہاں کے لوگ آپکی کمک کرینگے
ایسا نہو کہ یہ وہاں سے اتفاق کرکے ہماری لڑائی کا ارادہ کریں پس ان بدبختوں روسیاہوں نے
دارالندوہ میں جمع ہوکر صلاح کی ان سب کا سردار ابوجہل لعین تھا اور شیطان بھی انکی
صلاح میں شریک ہوا بعضوں نے آپ کے نکال دینے کی صلاح دی اور بعضوں نے کہا قید
کرو اور بعضوں نے کہا مار ڈالو ابوجہل نے کہا صلاح یہ ہے کہ ایک آدمی ہر قبیلے سے پانچ آدمی
ہر قبیلے کے ایکبارگی نصیب اعدا آپ پر تلوار ماریں کہ بنی ہاشم کو سب قبیلوں سے بدلا لینا
مشکل ہو شیطان نے بھی ابوجہل کی بات کو پسند کیا اتنے میں اللہ تعالے نے حضرت جبرئیل
علیہ السلام کو بھیجا کہ ان بے نصیبوں کی صلاح کرنے کی خبر میرے حبیب کو پہونچا دے
پس جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہ آیہ لائے واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک
او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی کافر لوگ یہ مشورہ کرتے ہیں کہ تجھکو قید
کریں یا قتل کریں یا نکال دیں اور وہ دغا کرتے ہیں اور اللہ دغا کرتا ہے اور اللہ انکے دغا کے
بدلے میں بڑا دغا کرنے والا ہے پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اللہ تعالے کا حکم ہے کہ آج کی رات آپ ہوشیار رہیں اور اپنے بچھونے پر نہ سوویں اور صبح کو
سفر کا سامان کرکے مدینہ سکینہ کو تشریف لیجاویں اسپر جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

امیر المومنین علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رات کو تم میرے بچھونے پر سو رہنا کہ کافر لوگ دھوکے میں آکر حقیقت حال سے نواقف ہوں بعد اسکے آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لیجا کر ہجرت کے حکم سے خبر دی انھوں نے عرض کیا میں بھی آپکے ساتھ چلوں فرمایا ہاں پس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دو اونٹ تھے کہ انکو چار مہینے پیشتر سے قریب تہتر روپیہ کے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک سو چھیالیس روپیہ کے خرید کر کے باندھا تھا اور خوب طیار کیا تھا وہی دونوں اونٹ آپکے سامنے لائے اور عرض کیا کہ انمیں سے ایک کو آپ پسند فرماوین آپ نے ایک کو بشرط قیمت پسند کیا اور ایکسو چھیالیس روپیہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے وہ ایک اونٹ مول لیا اور باوجود کمال محبت اور نہایت الفت کے اس مول لینے میں یہ حکمت تھی کہ خدا کی راہ میں دوسرے سے استعانت اور استمداد نہو اور آپ نے اس اونٹ کا نام تصویا جدعا رکھا اور عبداللہ بن اریقط کو کہ قاصدی کیا کرتا تھا اور بھیدوں کے چھپانے میں مشہور تھا رہبری کے لیے مقرر کیا اور کہا کہ تین دن کے بعد ان دونوں اونٹوں کو جبل ثور پر لانا اور عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو کہ جوان اور عقلمند تھے فرمایا کہ تمام دن قریش میں رہکر رات کو غار میں آکر سب خبریں کافروں کی پہونچایا کرو بعد اس بندوبست کے آپ گھر میں تشریف لائے قریش اس رات کو جمع ہو کر آپکے دروازے پر کھڑے ہو رہے کہ گھات پاکر اپنا کام کریں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات علی ابن ابیطالب کو اپنے بچھونے پر سلایا اور چادر مبارک سر پر ڈالکر باہر نکلے ابوجہل ملعون نے ٹھٹھے سے کہا کہ یہی محمد ہے جو کہتا ہے کہ اگر تم میرا دین قبول کرو ملک عرب اور عجم سب تمھارا ہو اور بہشت برین آخرت میں پاؤ نہیں تو دنیا میں میرے ہاتھوں سے مارے جاؤ گے اور دوزخ میں پڑو گے آپ نے فرمایا سچ ہے میں یہی کہتا ہوں اور ایسا ہی ہوگا اور تو دوزخیوں سے ہوگا بعد اسکے ایک مٹھی خاک اٹھا کر اور سورۂ یٰسین فہم پڑھتے تک اور یہ آیہ کہ واذا قرأت القرآن جعلنا بینک وبین الذین لا یومنون بالاخرۃ حجابا مستورا پڑھ کر ان بدنصیبوں پر ڈالی جنکے سروں پر وہ خاک پڑی وے سب بدر کی لڑائی میں مارے گئے پھر آپ انکے سامنے سے چلے گئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور وہاں سے شب شنبہ صدیق رفیق کے ساتھ پیادہ پا جبل ثور کے غار کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ رات دوشنبہ کی ستائیسویں ماہ صفر کی تھی ابوبکر صدیق نے پانچ ہزار یا چار ہزار روپیہ کہ انکے گھر میں تھے اپنے ساتھ لیے کہ وقت پر

کام آوین آور کافرون مین سے کسی نے نہ جانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہان تشریف لیگئے اتنے مین
ایک شخص آیا اور کافرون کو آپکے دروازے پر جمع دیکھکر پوچھا کہ تم یہان کیون کھڑے ہو اور کسکے انتظار مین ہو
ان بے نصیبون نے کہا کہ ہم اسکے انتظار مین ہین کہ صبح ہو تو محمد کو مارین نعوذ باللہ من ذلک اسنے
کہا حیف ہے یہ محمد نہین تھے کہ تمھارے سامنے سے چلے گئے ابوجہل وغیرہ نہایت شرمندہ اور سر نیچا کر
چلے گئے جب صبح کو علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو دیکھا پوچھا کہ مالک تمھارا کہان گیا جناب امیر
علیہ السلام نے فرمایا خدا جانے مین کیا جانون کہان تشریف لیگئے الغرض جب حضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم تیسرے روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر سے پیادہ پا نکلکر غار کے نزدیک پہونچے چوتیان
اونکی کرہت تنگ تھین تلوے شگافتہ ہوگئے اور پاؤن زخمی ہوکر خون آلودہ ہوگئے تب صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ نے آپکو اپنے کندھے پر سوار کرکے غار کے کنارے تک پہونچایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
رات اندھیری ہے اور غار پہاڑون کے اکثر کیڑون وغیرہ سے خالی نہین رہتے آپ ذرا یہان ٹھہرین تو مین
اندر جاکر اسکو صاف کرون اور جو اذیت اور تکلیف ہوتی ہو مجھی پر ہو بدن مبارک پر کچھ صدمہ نہ پہونچے
پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار کے اندر اترے اسمین بہت اندھیرا اور جا بجا کیڑون کے سوراخ پائے
اسکو خوب جھاڑا اور خس و خاشاک سے پاک کیا اور سب سوراخ ڈھونڈھکر اپنی قیمتی چادر سے
بند کیے مگر ایک سوراخ باقی رہگیا اور چادر کے ٹکڑون نے کفایت نہ کی تب صدیق جان نثار نے
اسکو اپنے پاؤن کے انگوٹھے سے بند کرکے عرض کیا یا رسول اللہ اب تشریف لائیے پس آپ اس
غار کے اندر تشریف لیگئے اور ابوبکر صدیق کے زانو پر اپنا سر رکھکر آرام فرمائی اتفاقاً ایک کالا سانپ
آپکی زیارت کا مشتاق ہوا جو کہ پاؤن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس سوراخ مین اڑا تھا وہ کل نہ سکا
اور اسنے انگوٹھے مین کاٹ کھایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس تکلیف کو بہت ضبط کیا اور
ہرگز جنبش نہ کی کہ شاید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگ پڑین لیکن اسکے زہر کی شدت سے
کئی قطرے آنسو کے انکی آنکھون سے آپکے چہرے پر ٹپکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگے اور حال
پوچھا صدیق عتیق نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو سانپ نے کاٹا ہے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا
یعنی تو نہ ڈر اور رنجیدہ نہو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے اور اپنا تھوک زخم پر لگا دیا فی الفور اثر
زہر کا جاتا رہا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آرام پایا بلکہ تمام عمر سانپ اور بچھو کا زہر صدیق اکبر کو
اثر نہ کیا اور وہ آپکا معجزہ اب تک باقی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد مین کسی کو سانپ وغیرہ کا
زہر اثر نہین کرتا اور حق تعالے اجل جلالہ نے آپکی پردہ داری کے لیے غار کے دروازے پر ببول کا

درخت جمایا اور وحشی کبوتروں کو حکم کیا کہ انھوں نے اسی رات کو وہاں انڈے دیے اور مکڑی سے غار کے دروازے پر جال تنوایا جیسا ہی ہوا کہ کفار قریش کا انہوں کی خبر دینے سے یقیناً جانتے تھے کہ آپ یہاں سے آگے نہیں گئے ہیں لیکن ہبول کے درخت اور کبوتر کے انڈے اور مکڑی کا جالا دیکھ کر حیران اور پریشان ہوتے تھے اور کہتے تھے اگر کوئی اس غار میں جاتا تو یہ سب چیزیں مٹ جاتیں اور یہ ببول کا درخت تو محمد کی عمر سے بلکہ انکے باپ کی عمر سے آگے کا ہے **القصہ** جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رات دن اس غار میں رہے اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما دن کو قریش میں رہتے اور رات کو وہاں آکر سب حال عرض کرتے اور عامر بن فہیرہ آزاد غلام ابوبکر صدیق کے وہاں بکریاں چرایا کرتے اور رات کو آپکے پینے دودھ پہونچاتے جب تین رات دن اسی طرح گذرتے تیسری رات کی صبح کو عبداللہ بن اریقط موافق مکہ کے دو اونٹ لیکر وہاں حاضر ہوا اور عامر بن فہیرہ بھی آئے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اونٹ پر کہ اسکا قصواء نام رکھا تھا سوار ہوئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور دوسرے اونٹ پر عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط سوار ہوکر کنارے کنارے جنگل کے روانہ ہوئے اور ایک رات دن چلے دوسرے دن جب آفتاب گرم ہوا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپکے سونے کے لیے ایک پتھر سایہ دار تلاش کرکے اپنا بچھونا بچھا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسپر آرام کی اور اس جنگل میں ایک چرواہا اپنی بکریاں چراتا تھا صدیق رفیق نے اس سے ایک پیالہ بھر دودھ مول لیا اور موافق عادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انھیں ٹھنڈا پانی ملا کر رکھا جب آپ جاگے اس دودھ کو آپکے سامنے حاضر کیا آپ نے اسکو پیکر وہاں سے کوچ فرمایا **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحبہ** یہ ذکر ہے ان واقعات کا جو راہ بین گذرے منقول ہے کہ راہ میں ایک عورت ام معبد کا خیمہ تھا اور اسکا نام عاتکہ بنت خالد خزاعیہ تھا اور وہ عورت بہت بڑی اور عقلمند تھی اور اپنے خیمہ کے دروازے پر بیٹھی رہتی جو مسافر وہاں ہوکر نکلتا وہ اسکی مہمانی کرتی اور کھانا کھلاتی جب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے خیمہ میں اترے آپ نے اس عورت سے گوشت اور دودھ اور خرمے مانگے تاکہ مول لیں اسنے عرض کیا اس سال قحط شدید اور تنگی حال ہے اگر میرے یہاں کچھ ہوتا تو میں خود تمہاری دعوت کرتی پھر آپ نے دیکھا کہ اس خیمہ کے کونے میں ایک بکری نہایت دبلی بیکار پڑی ہے فرمایا اے ام معبد یہ بکری یہاں کیوں بیکار پڑی ہے اور چرنے کیوں نہیں جاتی اسنے کہا بسبب لاغری کے بیٹھ گئی ہے اور اٹھ نہیں سکتی فرمایا

یہ کچھ دودھ دیتی ہو کہا دودھ اسمین کہان فرمایا اگر تو کہے تو مین اسکو دودھون آسنے کہا میرے ماپ آپ پر سے قربان اگر آپ آسمین دودھ دیکھتے ہون تو دودھ لیون پس آپ نے اسکا پانون پکڑا کر اپنا ہاتھ اسکے تھن مین لگایا اور فرمایا اللھم بارک لہا فی شاتہا یعنی اے اللہ اُم معبد کی بکری مین برکت دے یکایک اسکے تھن دودھ سے بھر آئے آپ نے اُم معبد سے ایک برتن لیا اور دودھ دوہا سب جمیعہ کے لوگون کو اور اپنے ساتھیون کو پایا کہ وے سب چھک گئے بعد اسکے خود پیا اور اُم معبد کے گھر کے سب برتنون کو بھر کر بکری کو چھوڑ دیا اور وہ بکری اٹھارہ برس زندہ رہی اور جسیہ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے مین بڑا قحط پڑا اور بہت آدمی اور جانور ہلاک ہو گئے وہ بکری صبح اور شام دوہی جاتی تھی اور اُسکے سوا کہین کسی بکری مین دودھ نہ رہا تھا الغرض جب آپ نے وہان سے کوچ کیا تھوڑی دیر کے بعد ابو معبد خاوند اُم معبد کا آیا اور دیکھا کہ گھر کے سب برتن دودھ سے بھرے ہین یہ دیکھا اے اُم معبد یہ دودھ تو نے کہان پایا حالانکہ میرے گھر مین کوئی بکری دودھ نہین دیتی اُسنے کہا واللہ ابھی ایک مرد مبارک نیت خوش رو اور خوشخو یہان آیا اور اس دبلی بکری سے بہت دودھ دوہا کہ ہم سب کو اور اپنے ساتھیون کو پلایا پھر یہ سب برتن بھر کر چلا گیا ابو معبد نے کہا یہ وہی شخص ہوگا جسکو قریش ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور اُسکا نام تمام عالم مین مشہور ہو رہا ہے اگر مین اُسوقت موجود ہوتا تو اُسکے ساتھ جاتا مگر اب بھی مجھکو خدا سے امید ہے کہ مین اُسکے پاس پہونچونگا چنانچہ اُم معبد اور اُسکے خاوند نے وہان کا رہنا چھوڑ کر مدینہ کی راہ لی اور وہان پہونچکر مسلمان ہوے اور اسی طرح راہ مین ایک اور جوہا ملا کہ اُسکی اونٹنی دودھ نہین دیتی تھی آپکے ہاتھ لگانے اور دودھ دوہنے سے بہت دودھ دینے لگی اور سب واقعون سے سراقہ بن جعشم کا واقعہ بہت عجیب ہوا اور قصہ اُسکا یہ ہے کہ جب قریش نے آپکے بعد نکلنے کے مشہور کیا اور کہا کہ جو کوئی محمد اور اُنکے ساتھیون کو مار ڈالے یا جیتا پکڑ لاوے تو ہم اُسکو سو اونٹ دینگے پس سراقہ نے اس کام کی حامی بھری اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑا جب آپکے نزدیک پہونچا اُسکے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور زمین پر گرا دیا وہ پھر سوار ہو کر اتنا قریب آیا کہ آپکی باتین سنتا تھا تب آپ نے دونون ہاتھ اُسکے گھوڑے کے زانوتک زمین مین جاتے رہے اور وہ گھوڑے سے زمین پر کود پڑا اور ہر چند گھوڑے کو مارا مگر وہ آگے نہ بڑھا آخر کو مایوس ہو کر تھوڑا اور آگے بڑھا جب آپ کے اور اُسکے درمیان ایک میل دو نیزہ کا فرق باقی رہا تب آپ نے اُسکی طرف دیکھکر فرمایا اللھم اکفناہ شرہ بما شئت یعنی اے اللہ ہمکو اُسکے شر سے جسطرح تو چاہے یہ کفایت ہی چارون پانون اُسکے گھوڑے کے زانوتک زمین مین دھنس گئے تب اُسنے فریاد کی اور کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کیجیے کہ میرا گھوڑا چھوٹ جائے اور مجھکو جسسے

قولہ ملاون بفتح الواو

کچھ کام نہیں اور میں شرط کرتا ہوں کہ جو کوئی آپکی تلاش میں پیچھے آتا ہوگا میں پھیر لیجاؤنگا آپ نے فرمایا
اللھم ان کان صادقا فاطلق فرسہ یعنی اے اللہ اگر یہ سچا ہو تو اسکا گھوڑا چھوڑ دے بس چاروں پانوں
گھوڑے کے زمین سے نکل گئے پھر آپنے کچھ راہ خرچ آپکے نذر کیا آپ نے قبول نفرمایا اور کہا اسکی
کچھ حاجت نہیں اور میں تجھسے کچھ نہیں چاہتا ہوں مگر اسی قدر کہ میرا پتا کسی کو نہ بتانا پھر سراقہ وہاں سے
پلٹ آیا اور بعد کو فتح ہونے کے اپنے قبیلے کے بہت آدمیوں کے ساتھ آکر مسلمان ہوا اور اسی طرح
ابوبریدہ اسلمی قریش کے بہکانے اور ورغلانے اور سترہ اونٹ کا وعدہ کرنے سے ستر آدمی اپنے ساتھ
لیکر آپکی گرفتاری کے لیے مدینہ کے قریب آپ سے جا ملا آپ نے فرمایا تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے
اُسنے کہا بریدہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فال کے طور پر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا قد برد امرنا
وصلح یعنی ہمارا کام بنگیا اور ٹھنڈا ہوا پھر فرمایا تو کس قبیلے سے ہے کہا بنی اسلم کے قبیلے سے
فرمایا سلمنا یعنی ہم سلامت رہے پھر فرمایا کون بنی اسلم کہا بنی سہم فرمایا اصبت سہمک یعنی تو نے
اسلام کا حصہ پایا پھر بریدہ نے آپ سے پوچھا تو کون ہے فرمایا انا محمد بن عبداللہ رسول اللہ یعنی میں محمد بیٹا عبداللہ کا
اور رسول اللہ کا ہوں اُسکے سنتے ہی بریدہ مع اپنے ہمراہیوں کے آپکے پانوں مبارک پر گر پڑا اور ایمان
لایا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ بعد اسکے بریدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب
آپ مدینہ میں داخل ہوں تو آپکے ساتھ ایک جھنڈا چاہیئے پھر اُسنے عمامہ اپنے سر سے اُتار کر ایک
نیزے میں باندھا اور آپکے آگے آگے روانہ ہوا اور عرض کیا کہ آپ کس سعادتمند کے مکان میں
اُترینگے فرمایا یہ میرا اونٹ مامور کیا گیا ہے جس جگہ یہ بیٹھ جائیگا وہیں میں اُترونگا فردرشتہ
درگہ تو فرخ افگندہ دولت ✤ ہمیشہ برسر جا کہ خاطر خواہ اوست ✤ اور بعضے اصحاب سود اگری کے لیے ملک
شام کو گئے تھے وے بھی اُسی منزل میں آپ سے آملے اور کچھ سفید کپڑا آپکے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کے نذر کیا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وصل ربیع الاول کی بارہ تاریخ دوشنبہ کے روز کہ آپکے مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کا اور اُس شہر میں رہنے کا اور بیان ہجرت و واقعات کا
اے اہل مجلس جو انصار محبت شعار اُس سید ابرار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے کے منتظر
رہتے تھے اور مکہ معظمہ سے آپکے نکلنے کی خبر یا کہ ہر صبح کو مدینہ کے ٹیلوں پر جا کہ آفتاب جمال باکمال
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طلوع ہونے کے منتظر کھڑے رہتے تھے اور دن چڑھے اپنے گھروں کو
پلٹ آتے تھے ایکدن اپنی عادت کے موافق بہت انتظار کرکے گھر کو آئے تھے اور وہ تاریخ بارھویں
ربیع الاول کی روز دوشنبہ تھا ایک یہودی کہ اونچی جگہ پر کھڑا تھا یکایک اُسکی نظر

قصہ ابوبریدہ اسلمی ۱۲

وصل بارھویں تاریخ ربیع الاول دوشنبہ کے روز آپکے مدینہ میں داخل ہونے کا ۱۲

ایک سواری پر نبی سمجھا کہ وہ آفتاب رسالت مطلع عز و جلال سے طالع ہوا ہے دوڑ کر انصار کے قبیلے میں گیا وہاں سے قریب تھے پکار کر کہا کہ دیکھو یہ تمہارا مقصود آپہونچا **غزل** ایک آن سرور خرامان میرسد ✤ ایک آن گل برگ فندان میرسد ✤ شاد باش ای خستہ ہجران بلا ✤ کز پی درد تو درمان میرسد ✤ شوق کن ای بلبل گلزار عشق ✤ کان گل خوددر گلستان میرسد ✤ در دل افسردہ روحے میدہد ✤ مردہ تن را شربت جان میرسد ✤ تازہ باش ای تشنۂ وادی غم ✤ کز پی رایت آب حیوان میرسد ✤ دور شو از ظلمت شام فراق ✤ کافتاب وصل تابان میرسد ✤ مرحبا آن کشورے کان یادشاہ ✤ در رسے با این شوکت و شان میرسد ✤ پس مسلمان لوگ اپنے اپنے ہتھیار با مذھکہ اُس شہنشاہ کونین کے استقبال کو نکلے اور آپسمیں مبارکباد دیتے تھے اور خوشیاں کرتے تھے اور لڑکے اور لڑکیاں کہتی تھیں جا در رسول اللہ جا نبی اللہ یعنی آئے رسول اللہ آئے نبی اللہ اور سپاہی لوگ نیزہ بازی کرتے تھے اور دادِ سرور اور خوشی کی دیتے تھے جب وہ سب لوگ آپکے حضور میں حاضر ہو کر زیارت اور بوسی سے مشرف ہوے آپ نے اُنسے فرمایا کیا تم مجھکو دوست رکھتے ہو عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ہم سب آپکے جان نثار ہیں آپ نے فرمایا میں بھی تمکو دوست رکھتا ہوں اور انصار کے قبیلے کی چھپنے والی عورتیں اپنے اپنے بالاخانوں اور گھر کے دروازوں پر کھڑی ہو کر یہ جدوسرور میں زبان حال سے کہ رہی تھیں **غزل** بیا کہ رایت منصور بادشاہ رسید ✤ فومید فتح و بشارت زہر سو ماہ رسید ✤ جمال بخت زروے ظفر نقاب کشید ✤ کمال عدل بفریاد داد خواہ رسید ✤ سپہر دوز خوشی اکنون کہ زنگ ماہ آمد ✤ جہان بکام دل اکنون رسد کہ شاہ رسید ✤ ز قاطعان طریق این زمان شنوید امین ✤ تو اخل دل دزدانش کہ مردراہ رسید ✤ خزیمہ مصر بزعم برادران غیور ✤ ز قعر چاہ بر آمد بوج جاہ رسید ✤ کجاست صوفی دجال سکل و ملحد کیش ✤ بگو بسوز کہ مہدی دین پناہ رسید ✤ صبا بگو کہ چرا بر سرم ز این غم عشق ✤ ز آتش دل سوزان و دود آہ رسید ✤ ز شوق روے تو شہبا ز این فراق مرا ✤ جہان رسید ز آتش بہ برگ و کاہ رسید ✤ پس بارھویں تاریخ ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ اول ہجری کو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے مکانوں میں کہ مسجد قبا کے گرد تھے اُترے اور چند روز وہیں رہکر ایک مسجد بنائی کہ اب مسجد قبا کرکے مشہور ہے اور پہلے عہد اسلام میں جو مسجد بنی ہے یہی ہے اور جبتک آپ وہاں رہے اُسی مسجد میں نماز پڑھا کیے اور جاننا چاہیے کہ دوشنبہ کے دن کو مہمت فضیلت ہے کہ اُسی دن آپ پیدا ہوے اور اُسی دن پہلے وحی آئی اور اُسی روز مکے سے ہجرت کی اور اُسی روز مدینہ میں داخل ہوے اور اُسی روز وفات پائی **القصہ** کفار قریش

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت امانت دار جانکر اپنی امانتیں آپکے پاس رکھ جاتے تھے اور آپکو سچا امانت دار کہتے تھے پس جب آپ نے مکے سے ہجرت کا ارادہ کیا تھا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ میرے بعد یہ امانتیں اُنکے مالکون کے حوالہ کرکے تم میرے پاس مدینہ مین چلے آنا پس بموجب آپکے حکم کے حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ امانتین اُنکے مالکون کے سپرد کرکے تین دن کے بعد مکے سے مدینہ کو تشریف لیگئے اور یہ مین منزل قبا مین آپکے حضور مین پہونچے منقول ہی کہ جناب مرتضوی پیادہ پا تشریف لیگئے اور اُنکے پانؤن مین چھالے پڑ گئے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان چھالون پر پھیرا فی الفور وہ جاتے رہے بعد اسکے آپ نے قبہ کے دن وہان سے کوچ کیا اور رستے مین بنی سالم کی مسجد مین کہ قبا سے نزدیک ہی جمعہ کی نماز پڑھی اور خطبہ فصیح و بلیغ تعلیم احکام مین پڑھکر اہل ایمان کے دلون کو پر انوار فرمایا اور بعد نماز کے شہر مدینہ کی طرف متوجہ ہوے اور سب قبیلے والے انصار کے پیدل یا سوار ہتھیار باندھکر آپکے ساتھ چلے بنی عمرو بن عوف نے کہ منزل قبا کے رہنے والے تھے آپکے پاس حاضر ہوکر بکمال عذر خواہی عرض کیا کہ آپکے کوچ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شاید آپکو یہان کچھ تکلیف پہونچی اور گرد و ملال دامن عزت و جلال پر بیٹھی ہی فرمایا ایسا نہین ہی بلکہ مجھکو ناقہ القصوی مین جانے کا حکم ہوا ہی اور ناقہ القصوی بھی مدینہ طیبہ کا نام ہی بعد اسکے ہر ایک انصاری آپکے اونٹ کی مہار پکڑتا تھا اور اپنے اپنے مکان مین اُترنے کی آرزو رکھتا تھا **غزل** ہماے اوج سعادت بدام ما افتد ✤ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد ✤ حباب وار بر اندازم از نشاط کلاہ ✤ اگر بزر روے تو نکسے بکان ما افتد ✤ شبے کہ ماہ مراد از افق شود طالع ✤ بود کہ پرتو فرے بام ما افتد ✤ بہ بارگاہ چون بار در انبات بار ✤ کی اتفاق مجال سلام ما افتد ✤ چو جان فدائے لبش شد خیال می بستم ✤ کہ قطرۂ بمعاش بکام ما افتد ✤ خیال زلف تو گفتا کہ جان وسیلہ ساز ✤ کہ دین تسکار خدا وان بدام ما افتد ✤ بنا امیدی ازین در مرو و بزن فالے ✤ بود کہ گنج دولت نہام ما افتد ✤ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو دعاے خیر دیکر فرمایا یہ میرا اونٹ حکم کیا گیا ہی جس جگہ یہ بیٹھے گا وہین مین اُتروںگا پس اب جس جگہ آپکی مسجد کا منبر ہی وہ اونٹ خود بخود بیٹھ گیا آپ اُسپر سے اُترے اور ابو ایوب انصاری کے گھر مین کہ وہان سے قریب تھا تشریف لیگئے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم **شعر** مبارک منزلے کان خانہ را ماہے چنین باشد ✤ ہمایون کشورے کان عرصہ را شاہے چنین باشد ✤ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر مین تشریف لائے تو نیچے کے

درجے کو اختیار فرمایا اور مجھکو اور میری والدہ اور میرے لڑکون کو اوپر کے درجے مین رہنے کا حکم دیا مین نے عرض کیا یارسول اللہ میرے ماباپ آپکے قربان ہمکو اوپر کے درجے مین رہنے سے کمال بے ادبی معلوم ہوتی ہے ہمکو کیونکر گوارا ہو کہ سید المرسلین خاتم النبیین نیچے تشریف رکھین اور ہم بالاخانہ پر بیٹھین یارسول اللہ آپ اوپر کے درجے کو اختیار فرمائیے اور ہم سب نیچے کے درجے مین رہینگے فرمایا یہی نیچے کا درجہ میرے لیے مناسب ہے اسواسطے کہ لوگ میرے ساتھ ہین اور اور لوگ بھی میری ملاقات کو آتے جاتے ہین تم سب اوپر رہو مین یہین رہونگا اور ایک روایت مین ہے کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ ہمیشہ آپ سے اوپر رہنے کو عرض کیا کرتے تھے یہانتک کہ آپ نے اوپر کے درجے مین رہنا قبول فرمایا اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ نیچے رہنے لگے بعد اسکے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو رافع اپنے آزاد غلام کو اور زید بن حارثہ کو جیسا قولہ ۹۲ روپیہ اور دو اونٹ دیکیکے کو روانہ فرمایا کہ جناب فاطمہ زہرا اور ام کلثوم اور ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہن اور ام ایمن زوجہ زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کو مدینہ منورہ مین لے آوین اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بھی اُنکے ساتھ ہوے کہ اپنے گھر کے سب لوگون کو لے آوین پس جب یہ سب لوگ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ مین بخیر و عافیت تشریف لاچکے تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باطمینان تمام دعوت اسلام مین مشغول ہوے اور جب انصار کے لوگ ایمان لاے اور گھر اور گھر اسی اُنکی دور ہوئی یہود مردود نے طرح طرح کی خباثتین شروع کین اور دشمنی اور تکلیف دہی پر کمر باندھی اور جسقدر ہوسکا عداوت مین کوتاہی نہ کی بعضون نے نفاق اختیار کرکے دنیا کو جمع کیا اور اپنی جان بچائی اور بعضون نے کہ جسمین اُنکی تھی اُنکے شامل حال تھی بسبب اُس ہیچان کے کہ توریت مین دیکھی تھی دین اسلام کو قبول کیا چنانچہ عبداللہ بن سلام کہ بڑے عالم اور سردار یہودیون کے حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے تھے جسدن جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر مین تشریف لائے اُسی روز وہ آپکے حضور مین آکر مسلمان ہوے اور جناب[1] سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ باصح روایات سات مہینے ابو ایوب انصاری کے گھر مین رہے مسجد اور حجرۂ خاص نبوی اُس زمانہ مین وہ جگہ دو یتیمون کی تھی اور نام اُن لڑکون کا سہل اور سہیل بن رافع بن عمرو تھا وہ لڑکے اُس جگہ اپنے فرزند سمجھلاتے تھے آپ نے اُس زمین کو مسجد اور حجرے کے لیے بقیمت دس مثقال کے اُس مال سے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مکے سے

[1] بیان بانا مسجد شریف ۱۲

چلتے وقت اپنے ساتھ لیا تھا اُن تینوں سے مُول لیا اور اونچا نیچا برابر کرایا اور کھرے کے درخت کہ
بے موقع تھے کھدوا ڈالے اور مسجد بنانا شروع کی اور صحابہ سے فرمایا کہ مسجد کے لیے اینٹیں تیار کرو صحابہ
رضی اللہ عنہم نے اینٹیں تیار کیں اور وہ جگہ کہ جہاں اینٹیں بنائی گئیں تعین ابتک مدینہ منورہ میں موجود اور
ظاہر اور مشہور ہے پس دیواریں مسجد شریف کی کچی اینٹوں سے تیار ہوئیں اور چھت اور کھنبے اُسکے کھجور کی
لکڑی کے بنے اور حال اُس چھت کا یہ تھا کہ برسات میں پانی اور مٹی مسجد میں برگرتی تھی اور زمین ایسی تر
ہو جاتی تھی کہ لوگ کیچڑ میں سجدہ کرتے تھے لہذا بنائی مسجد شریف کی پہلی مرتبہ قبلہ شمالی سے جو ٹھیک گز
اور مغرب مشرق تر ستر گز تھی اور بعد فتح خیبر کے سنہ سات ہجری میں مسجد چھیالیس ہاتھ سے
بنائی گئی اور دو دفعہ طرفوں سے صد در صد ہوئی طبرانی نے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک انصاری سے کہ مسجد کے پاس رہتا تھا ارشاد فرمایا کہ اگر تو اس گھر کو
مسجد کے لیے بیچے تو میں اپنی مسجد بڑھاؤں اور اس زمین کے بدلے تجھکو بہشت میں گھر ملے اُسکو
توفیق نہوئی اور عذر کیا کہ یا رسول اللہ میں لڑکے بالے والا ہوں مجھکو اتنی گنجائش نہیں کہ بیچے
دوں تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُسکا وہ گھر روپیہ دیکر دو زمین مول لی اور آپ سے عرض کیا کہ
اگر مجھکو اسکے عوض میں بہشت میں گھر ملے تو مے لیجیے پس جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اُس زمین کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مول لیکر داخل مسجد شریف کیا اور ایک اینٹ اپنے
دست مبارک سے نیو میں رکھی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر اُنکے ہاتھ سے ایک اینٹ مرحمت
اپنی اینٹ کے رکھوائی اور ایسے ہی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ ایک ایک
اینٹ تم بھی رکھو اور وہ جو روایت کہ امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ صحابہ اینٹیں
لاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنکے ساتھ سے آتے تھے ایکبار دو کبھی میں نے
دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سی اینٹیں شکم سے تا سینہ مبارک اٹھا کر لیے آتے ہیں عرض کیا
میں نے یا رسول اللہ مجھکو دیجیے کہ میں ڈال آؤں فرمایا کہ اینٹیں بہت بڑی ہیں اٹھا لاؤ
اور اگر کہو میرے پاس رہنے دو یا ابا ہریرۃ لا عیش الا عیش الآخرۃ یہ واقعہ بنائے ثانی میں ہوا ہوگا
اسواسطے کہ اسلام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا سنہ سات ہجری میں بعد فتح خیبر کے ہے اور بنائے اول
سنہ چار ہجری میں ہوا اور اُس میں سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کے تین دروازے
رکھے ایک دروازہ طرف بیابان کے کہ الآن قبلہ ہے اور ایک دروازہ جانب غربی کہ حالا اُسکو
باب الرحمۃ کہتے ہیں اور ایک دروازہ آمد و رفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ

اب وہ باب آل عثمان ہو اور اسکو باب جبرئیل بولتے ہین آور قبلہ بنا اول مین بیت المقدس کی طرف تھا بعد سولہ یا سترہ مہینے کے ہجرت سے طرف مسجد حرام کے تحویل پائی منقول ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد بنی سلمہ مین نماز ظہر پڑھتے تھے کہ رکوع رکعت دوم مین یہ آیہ کہ یہ قول وجہک شطر المسجد الحرام نازل ہوئی جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی رکوع مین بیت المقدس سے طرف کعبہ مکرمہ کے پھر گئے اور صفوف مقتدیون کی کہ پیچھے آپکے تھین سب پھر گئین اور باقی نماز کعبے کی طرف تمام کی آور وہ مسجد اسمدن سے ذوالقبلتین مشہور ہوئی اور زیادتی اور تعمیر اور تکلفات اور زیب و زینت کہ بعد جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسجد نبوی مین واقع ہوئی تاریخ مدینہ مین مذکور ہو اور بعد بنا مسجد شریف کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرے بنائے بلندی ہر حجرے کی قدر آدم سے ایک ہاتھ بلند زیادہ اور دروازے اکثر حجرون کے جانب مسجد شریف کے تھے بعد تمام ہونے ان عمارات کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ایوب انصاری کے گھر سے مع اہل و عیال تشریف لاکر وہان اقامت فرمائی اور جب مہاجرین نے مدینہ منورہ مین اقامت کی آب و ہوا مدینہ کی اُنکے موافق نہ آئی اور حضرت ابوبکر صدیق اور عامر اور بلال رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کو تپ محرق لاحق ہوئی اور اسقدر ضعیف ہوگئے کہ طاقت جنبش کی نہ رہی اور بیہوشی اور ہذیان اُنکے حال پر طاری ہوئی جب یہ خبر بارگاہ پناہ جناب سید الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیمارون کے حال پر رحم فرماکے دعا کی کہ اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد اللھم بارک لنا فی صاعھا و مدھا وصححھا لنا وانقل حماھا الی الجحفۃ یعنی اے بار خدایا محبت دے تو ہمکو مدینہ کی جیسے کہ محبت دی تو نے ہمکو مکے کی یا اُس سے زیادہ اے بار خدایا برکت دے تو ہمکو مدینہ کے وزن اور پیمانے مین اور موافق کردے تو آب و ہوا اُسکی واسطے ہمارے اور پھیر دے تب اُسکی طرف کہ جحفہ کے ہے برکت دعا اُس مقبول بارگاہ صمدیت کے حق تعالے نے آن بیمارون رنجورون کو شفا بخشی اور ہوا مدینہ کی اُنکو موافق اور سازوار ہوئی اور سب تندرست ہوے آور عفونت اور وبا وہان کی کوہ جحفہ کی طرف جاتی رہی اور دوسرے سال ہجری ماہ صفر مین اور ایک روایت مین ہے کہ ماہ رجب مین عقد نکاح جناب سیدۃ النساء فاطمہ بنت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ سب لڑکیون سے چھوٹی اور از راہ شفقت اور محبت کے نزدیک جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب مین بڑی تھین ساتھ شیر خدا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے منعقد ہوا اور اُن دنون مین سین مبارک

جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کا بعضی روایات مین سولہ برس اور بعضی مین اٹھارہ برس کا تھا اور عمر شریف
جناب مرتضوی کی اکیس برس پانچ مہینے کی تھی قصہ اسکا مدارج النبوۃ مین شیخ المحدث عبد الحق
محدث دہلوی نے اس تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ اول خواستگار اُنکی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق
رضی اللہ عنہما نے کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسکے نکاح کہ دینے مین منتظر
وحی کا ہون بعد اُسکے جناب مرتضوی علیہ السلام نے ایک دن حضور پُر نور نبوی مین آکر عرض کیا
کہ یا رسول اللہ ماباپ میرے فدا تمھارے تئیں مجھکو بالے پن سے ابو طالب چچا اپنے اور فاطمہ
بنت اسد زوجہ اُنکی سے لیکر کنار شفقت اور آغوش رحمت مین پرورش فرمایا اور سعادت تربیت ظاہری
اور باطنی سے مشرف کیا اور جو احسانات اور عنایات کہ جناب احدیت سے اپنے حق مین مین نے
دیکھے وسوان حصہ اسکا اپنے ماباپ سے نپایا اور حق تعالے بطفیل تمھارے مجھکو دین باطل آبا و اجداد
سے نکالکر دین قویم اور صراط مستقیم پر لایا پاس ادب گستاخی نہین کر سکتا ہون ولیکن آرزو
زوجیت سیدۃ النساء کی رکھتا ہون شعر آدم بہر نثارت جان بکف ✤ گر قبول افتد زہے
عز و شرف ✤ آپ نے فرمایا مرحبا یا ابن ابیطالب مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ
مین اُسوقت حضور پُر نور نبوی مین حاضر تھا دیکھا مین نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک
حالت ہائلہ حالت وقت وحی کے طاری ہوئی بعد افاقہ کے اُس حالت سے مجھسے فرمایا کہ اے انس ابھی
جبرئیل علیہ السلام آئے اور پیغام رب العزت کا لائے کہ تزویج کہ تو فاطمہ نور دیدہ اپنی کو ساتھ
علی ابن ابیطالب کے اے انس جا اور ابو بکر صدیق اور عمر اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور تمامی
انصار رضی اللہ عنہم کو بلا لا پس مین نے سبکو لاکر حاضر کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
خطبہ بلیغ اور فصیح متضمن حمد و ثنا بارخداے تعالے اور مشتمل اوپر ترغیب نکاح کے پڑھا اور فاطمہ رضی اللہ
عنہا کو ساتھ علی علیہ السلام کے تزویج کی فرمایا اور مہر مین چار سو مثقال چاندی جسکے ایک سو آٹھ روپیہ
آٹھ ماشہ ہوتے ہین باندھکر فرمایا انھون علی نے قبول کیا تمنے عرض کیا بصد جان و دل قبول کیا پس حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طبق خرمے کا لیکر سب کو عنایت کیے اسی جگہ سے فقہا نے شیرینی وغیرہ
بوگون کو دینا مجالس نکاح مین سنت مستحبہ لکھا ہے اور خطبہ نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ تھا

خطبہ الحمد للہ المحمود بنعمتہ المعبود بقدرتہ المطاع بسلطانہ المرہوب من عذابہ والمسئول
النافذ امرہ فی سمائہ وارضہ الذی خلق الخلق بقدرتہ وممیزہم باحکامہ واعزہم بدینہ واکرمہم
بنبیہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تبارک اسمہ وتعالے عظمتہ جعل المصاہرۃ سببا لاحقا

ذکر خطبہ نکاح حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

وہ اس مقرر فرمایا اور تسبیح بہ الارحام والیوم الانام فقال عز من قائل وہو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصہرا وکان ربک قدیرا آو نکل اجل کتاب یحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتاب ثم ان اللہ تعالے نے امر فرمایا ان ازدواج فاطمۃ من علی بن ابیطالب اور آیا ہے کہ پوچھا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ تمہارے پاس کچھ ہے عرض کیا کہ حال اس شکستہ بال کا کسی آشنا اور دوست پر پوشیدہ نہیں خصوصاً خاطر عاطر والا پر کیونکر مخفی ہوگا ہمگی متاع ایک زرہ مطہیہ اور ایک تلوار اور ایک گھوڑا رکھتا ہوں جو ارشاد ہو بجا لاؤں فرمایا تلوار تمکو ضرور ہے کہ ہمیشہ کام رکھتا ہے رہتا ہے اور گھوڑا بھی سواری کو چاہیے زرہ بیچ کر قیمت اسکی میرے پاس لاؤ پس لائے جناب مرتضوی نے وہ زرہ چار سو اسی درہم کو اور تقبضی روایات تین چار سو درہم کو جسکے بھتر روپیہ ایک ماشہ ہوتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قیمت اسکی دی اور وہ زرہ بھی جناب امیر علیہ السلام کو ہبہ کی حضرت علی علیہ السلام تسلیم منہم حقیقی کا بجا لائے **صحیح** ہم یا بدست آمد و ہم کار بر آمد ۔ اور دونوں کو مضمون پر نور نبوی میں لائے اور قصہ بیچنے زرہ کا بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان کے حق میں دعا خیر فرمائی اور ایک مٹھی دراہم اسمین سے لیکر حوالہ بلال کے کیے میں تو خوشبو و خیرہ میں صرف کرے اور باقی دراہم ام سلیم مادر انس بن مالک کو دیں تا جہیز فاطمہ کا اور جو بچے کہ اسباب خانہ داری کا خرید کرے پس ام سلیم نے دو چادر یمانی اور دو نہالی کتان کی کہ اسمین بجائے تری کے پوست خرما کوٹ کر بھرا تھا اور چار تکیہ چمڑے خوشبودار کے کہ دو میں پشمینہ اور دو میں پوست خرما بھرا تھا اور دو بازو بند چاندی کے اور ایک پیالہ پانی پینے کا اور مشکی اور بان سن مٹی کے اور مشک وغیرہ خرید کرکے نظر انور میں لاکر گذرانا اور مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ روایت کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا اور قبل اسکے کسی کا ولیمہ نہیں ہوا تھا پس گوسفند رکھی زرہ اپنی ایک یہودی کے پاس اور چند صاع جو اور چند صاع خرما اور پنیر وغیرہ لیکر سب کو کھانا بلا کر کھلایا روایت کی ہے امام احمد حنبل نے مناقب میں اسی قدر اور امام جزری نے حصن حصین میں لکھا ہے کہ بعد تزویج فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہ پانی لاؤ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا ایک لکڑی کے پیالہ میں پانی بھر کر لائیں پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب دہن مبارک اپنا اسمین ملایا اور فرمایا اے فاطمہ آگے آؤ جب وے آگے آئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پانی اسکے سینہ اور

منھ پر ڈالا اور فرمایا الٰہی میں اسکو تیری پناہ میں شیطان رجیم سے دیتا ہوں بعد اُسکے فرمایا
اے فاطمہ میری طرف بیٹھ کر پیٹ باقی پانی درمیان دونوں شانوں کے ڈالا اور فرمایا الٰہی میں اسکی
اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوایا
اور دعا پڑھ مبارک ملا کر ساتھ علی رضی اللہ عنہ کے ایسے ہی معاملہ کیا اور فرمایا جاؤ ساتھ اہل اپنے
میں نے تمکو خدا کو سونپا اور بعضی روایات میں یوں آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح
فاطمہ زہرا کے بعد نماز عشا کے اُنکے گھر تشریف لیگئے اور برتن پانی کا اُٹھا لیا اور اسمیں لعاب دہن مبارک
ملایا اور سورہ قل پڑھیں اور دم کیا اور علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کو دیا کہ اس سے وضو کرو اور
پیو بعد اُسکے فرمایا الٰہی یہ دونوں مجھسے ہیں اور میں اِنسے ہیں جیسا کہ تو نے مجھکو دور رکھا اور
پاک کیا شیطان پلید سے دور رکھ اور پاک کر اِن دونوں کو شیطان لعین سے بعد ازاں فرمایا جاؤ
اپنی خوابگاہ کو اور فرمایا خدا وند الفت دے اِنکو بہ یمین اور برکت کرے اِنمیں اور اِنکی اولاد میں اور
وعدہ کرے یہ پیشانی اُنکی اور نیکبخت کرے اِنکو اور اِنکی اولاد کو دنیا اور آخرت میں اور حدیث عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما میں آیا ہے کہ جب تزویج کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہا کو ساتھ علی بن ابیطالب کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم نے اے بیٹی کس چیز نے رُلایا تجھکو عرض کیا یا رسول اللہ تزویج فرمایا تھا مجھکو ایسے
شخص کے ساتھ کہ وہ محتاج اور بے مال و مایہ ہے پس فرمایا آیا راضی نہیں ہے تو ایسے شخص سے کہ
برگزیدہ کیا حق تعالےٰ نے وہ آدمیوں کو تمام روئے زمین سے ایک باپ تیرا اور ایک زوج تیرا اور
مروی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آیا راضی نہیں ہے تو ایسے شخص سے کہ وہ اقدم اصحاب ہے
اندروے اسلام کے اور دانا تر ہے از روے علم کے اور تزویج کیں نساء اُمت میری کی ہے جیسے کہ مریم اپنی
قوم میں اور تزویج کیا میں نے تجھکو ساتھ نیکبخت دنیا اور آخرت کے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے تمام کام گھر کے اندر کرنے کے جیسے کہ روٹی پکانا اور خمیر بنانا اور جھاڑو دینا اور مثل اسکے
واسطے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے مقرر فرمائے اور باہر کے کام سب علی رضی اللہ عنہ کے واسطے مقرر کیے
بعد استقرار ان امور کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے کام میں مشغول اور مصروف رہتی تھیں اور
از بسکہ رنج اور محنت اسمیں کرتا ہے اتفاق اِن کاموں کا نہ پڑا تھا اُٹھائے تھے پس
رنگ روے مبارک جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کا زرد اور متغیر ہو گیا اور کثرے غبار آلود
اسواسطے ایکدن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ والا میں عرض کیا کہ اگر ایک باندی

مجھکو عنایت فرمایئے تو محنت میری اُن کاموں میں کہ مجھسے متعلق ہیں بتلایئے۔ سے فرمایا اے فاطمہ یاد رکھو دو میں تجھکو یاد وہ چیز کہ اُس سے بہتر ہو دوسرے عرض کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہ جو بہتر ہو وہ عنایت فرمایئے کہا ہر روز وقت خواب کے تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ بار اللہ اکبر ایک ایک بار لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شیء قدیر پڑھا کرو روز قیامت میں خوش اسکے ہر احسانات اپنے اعمال میں تم لکھی دیکھو گی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُس روز سے اس مرد کو مخلوق نے ترک نہ کیا اور کتب سیر میں لکھا ہے کہ جب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اپنے نہ سے واقف ہوئیں جناب قدس نبوی میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم کی اڑکیوں کا مہر درہم اور دینار مقرر ہوتا ہے پس اگر میرا بھی یہی مقرر ہوا تو کیا فرق ہوا مجھے تمنا یہ ہے کہ مہر میرا شفاعت اُمت کی مقرر ہو آپ جناب رب العزت میں میری طرف سے التماس فرمادیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب کبریا میں دعا کی فوراً وہ مستجاب ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک نامہ حریر بہشتی کا لاکر نظر انور میں گذرانا اسمیں کا بان قضا اور قدر نے لکھا تھا کہ حق سبحانہ جل جلالہ نے مہر حضرت فاطمہ زہرا کا شفاعت اُمت گنہگار پدر بزرگوار اسکے کی مقرر فرمائی جناب خاتون قیامت نے اُس نامہ فیض خاتمہ کو تا بر بیت حرز جان اپنا کیا اور وقت انتقال کے وصیت فرمائی کہ اس نامے کو مجھسے جدا نہ کرنا اور میرے ساتھ میری قبر میں رکھدینا کہ جب میں قیامت کو اٹھوں تجھی اس نامے کو دستاویز کروں گی کہ اُمت گنہگار پدر بزرگوار اسنے کی شفاعت کرونگی کہ اس نامے میں حق تعالےٰ نے مجھسے عدہ شفاعت اُمت کا کیا ہے اور اللہ وعدہ خلاف نہیں ہے اور یہ خود اجماع مسلمانوں کہ مادر آقا مت شفیعہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرتبہ منورہ میں باتفاق اہل تواریخ چھ دن برس تھی اور اس مدت میں جو کچھ کہ واقعات اور روایات غزوات اور سرایا اور فتوحات اور شرائع اور احکام سے گذرے ہیں کتب سیر اور تواریخ کے مذکور ہیں بقدر اُنمیں سے مجملاً یہاں بھی لکھے جاتے ہیں طالب شمائل کو جائز ہے کہ انکو بالاستیعاب اور تفصیل دراز بڑی کتابوں میں دیکھے واللہ ولی التوفیق والعصمۃ والہ الا اہل یہ

یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

تمام ہوئی مجلس چہارم کتاب دوازدہ مجلس کی

فصل در ذکر ہجرت آنحضرت صلعم بمدینہ طیبہ و بنا کردن مسجد و مواخات

مجلس یازدہم

یہ مجلس گیارھوین ہے بیچ ذکر غزوات اور سرایا اور اُنکی تعداد مین

ف ذکر غزوات و سرایا

جانو تم اے اہل مجلس کہ دوسرے برس ہجری مین حب یار اور اصحاب اور مہاجر اور انصار زیادہ ہوے اور اُنکی وفاداری اور جان نثاری سے دین اسلام نے خوب مضبوطی پائی اور ظاہر دین کے دشمنون کا بھی حد سے زیادہ گذرا تب جہاد کی آیتین پے در پے اُترنے لگین اور حکم کلم دیگیم ولی دین کا منسوخ ہوا تب آپ نے جھنڈا اناتحنا السیف والقلم کا بلند کیا اور کمر ہمت اور ہدایت کی دین کے دشمنون کی خرابی پر باندھی اور اُنکی بیخ کنی کے لیے بعوث اور سرایا بھیجنے لگے بعوث اُسکو کہتے ہین کہ جس لشکر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود شریک ہوتے اُسکو غزوہ بھی کہتے ہین اور جہان آپ تشریف نہ لیجاتے مگر یارون اور اصحابون کو بھیجتے اُسکو سریہ بولتے ہین اور بروایت صحیح بخاری اور مواہب لدنیہ کے یہ ہے کہ جن لڑائیون مین آپ خود تشریف لیگئے اُنتیس ۲۹ یا ستائیس ۲۷ ہین اور روضۃ الاحباب نے ایک روایت مین اکیس ۲۱ دوسری مین چوبیس ۲۴ لکھی ہین غرض کہ جن لڑائیون مین کافرون سے مقابلہ ہوا وہ یہ ہین بدر ۱ احد ۲ احزاب ۳ کہ اسکو غزوہ خندق بھی کہتے ہین اور بنو قریظہ ۴ بنو المصطلق خیبر ۵ فتح مکہ ۶ طائف ۷ حنین ۸ اور وہ لڑائیان کہ جنمین آپ شریک نہین ہوے ستائیس ۲۷ ہین اور بعضے چھبیس کہتے ہین تفصیل اُنکی بڑی کتابون مین لکھی ہے ذکر غزوہ بدر یہ غزوہ بہت بڑا ہے کہ سترھوین ماہ رمضان المبارک کی دوسرے سال ہجری مین واقع ہوا اور یہ جگہ مدینہ سے آٹھ میل ۸ منزل کے فاصلہ پر ہے اور قصہ اُسکا یہ ہے کہ جب اللہ تعالے نے چاہا کہ اسلام کو ظاہر کرے اور کفر اور گمراہی کو مٹاوے تو بہت سے کافر بہت مال لیکر ملک شام کی طرف متوجہ ہوے اور سردار اُس قافلہ کا ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد مناف تھا جب یہ خبر آپکو پہونچی آپ نے کچھ لوگ لیکر اُس قافلہ کا قصد کیا اور ذوالعشیرہ مین تشریف لائے اتفاقاً وہ قافلہ وہان سے نکل گیا تھا پھر آپ مدینہ کو پھر گئے اور وہان سے طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید کو ملک شام کی

مدینہ پر بھیجا کہ اُس قافلے کے پھرنے کی خبر تحقیق کر کے اطلاع کریں کہ دوسری مرتبہ اُس قافلہ کا قصد کیا جاوے اور قبل خبر پہونچنے کے آپ نے باہمین رمضان المبارک کو عمر بن ام مکتوم کو شہر کی حفاظت اور نماز کی امامت کے لیے خلیفہ کر کے تین سو پانچ آدمیوں کے ساتھ کہ اسمین چھیاسی آدمی مہاجرین اور دو سو اکتیس انصاری تھے نکلے اور تین آدمی مہاجرین سے اور پانچ انصار سے کہ ہر ایک بسبب عذر کے حاضر نہ تھے آپ نے انکو بدر کی کوٹ سے حصہ عنایت فرمایا اور اہل سیر انکو بدریون مین داخل کر کے سب تین سو تیرہ آدمی موافق لشکر طالوت کے کہ جالوت کی لڑائی کے لیے گیا تھا کہتے ہین اور ان آٹھ آدمیون کی تفصیل یہ ہے کہ ایک ان تین مہاجرین مین سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے کہ وہ اپنی بی بی رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیمارداری کے لیے آپکے حکم سے مدینہ مین رہ گئے تھے اور طلحہ بن عبداللہ اور سعید بن زید آپکے حکم سے اُس قافلے کی خبر لگانے کے لیے شام کی طرف گئے تھے اور ان پانچ انصاریون سے ایک ابولبابہ تھے کہ آپنے انکو منزل روحا سے مدینہ کو روانہ فرمایا تھا دوسرے عاصم بن عدی کہ انکو بھی راہ سے اہل نسب کی حفاظت کے لیے خلیفہ فرما کر مدینہ کو بھیجا تھا تیسرے حارث بن حطب کہ انکو بھی منزل روحا سے کسی مہم پر بھیجا تھا چوتھے حارث بن الصمہ پانچویں خوات بن جبیر کہ یہ دونون راہ مین گر پڑے تھے اور زخمی ہوے تھے انکو بھی راہ سے پھیرا تھا اور بہت صحابہ اس خیال سے کہ قافلے کا لوٹنا مقصود ہے اور لڑائی نہین منظور اس سفر مین آپکے ساتھ نہوے اور مدینہ مین رہ گئے اسی سبب ان پر بھی غنیمت نہوئی اور اس لشکر مین تین گھوڑے اور ستر اونٹ اور چھ زرہین اور آٹھ تلوارین تھین اور تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر اپنی اپنی باری چڑھتے تھے اور آپکی سواری مین علی ابن ابیطالب اور مرثد بن ابی مرثد مہاجری شریک تھے جب آپ پیادہ چلتے یہ دونون عرض کرتے کہ آپ سوار ہو لین ہم آپکے ہمراہ رکاب پیادہ پا چلینگے آپ فرماتے کہ تمہارا مجھسے زیادہ طاقت نہین ہے غرض کہ جب جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے نکلے اور وادی صفرا کے قریب پہونچے صحابہ مین سے دو آدمی ایک بسبسہ بن عمر خزرجی دوسرے عدی بن ابزغبا رضی اللہ عنہما کو کافرون کے قافلہ ڈھونڈھنے کے لیے روانہ کیا انھون نے جانب بدر کے متوجہ ہو کر قافلے کے پھرنے کی خبر سنکر فی الفور آپکے حضور مین خبر پہونچائی اور جب ابوسفیان قریب بدر کے پہونچا اور ان لوگون کی خبر سنی کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگ اس قافلے کی فکر مین ہین تب وہ بہت ڈرا اور سیدھی راہ چھوڑ کر بدر کے داہنی طرف کنارے کنارے جنگل کے

جلد جلد روانہ ہوا اور راہ سے ضمضم بن عمرو غفاری کو کچھ سونا مزدوری مین دیکر بھیجا کہ قریش کو اسکے قتل سے اطلاع کرے اور کہے کہ جسطرح ہو سکے اپنے تئین قافلے مین پہونچاؤ اور مال اسباب کی حفاظت کرو ضمضم نے بہت جلد یہ خبر مکے مین پہونچائی ابوجہل لعین نے کہا کہ محمد اور اسکے اصحاب نے اس قافلے کو عمر حضرمی کے قافلہ کے مثل سمجھا ہو واللہ یہ ایسا نہین ہو اور قبل اسنے ضمضم کے مکے مین ایکی بھیجو پھپی عاتکہ نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شتر سوار موضع ابطح مین کھڑا ہوا باواز بلند کہتا ہو کہ اے جماعت قریش تم اپنی قتلگاہ کو دوڑو جب یہ خواب عاتکہ کی ابوجہل نے سنی عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ عورت تم مین کب سے پیغمبر ہوئی کیا تم مردون کی نبوت پر راضی نہین ہو کہ تمھاری عورتین بھی نبوت کا دعوی کرتی ہین مین تین دن تک یہ خواب عاتکہ کی اگر ظاہر ہوا تو تمام عرب کے قبیلون مین لکھ بھیجونگا کہ نبی ہاشم نہایت جھوٹے ہین اور ضمضم غفاری سے بھی مروی ہو کہ اسنے کہا جب مین قافلے سے جدا ہوا اور مکے کی طرف گیا مین نے ایک خواب دیکھا کہ تین ایک اونٹ پر سوار ہون اور جنگل خون سے بھرا ہوا اور بہتا ہو جب جاگا سمجھا کہ قریش بڑی مصیبت مین گرفتار ہونگے اور نبی ہاشم ضمضم کی خواب سنکر خوش ہوے کہ موافق عاتکہ کی خواب کے تھی القصہ مکے والے لڑائی کا سامان کرنے لگے اور بعضے قریش کے نہین لڑائی پر راضی نہ تھے ابوجہل نے انکو غیرت دلا کر چلنے پر راضی کیا اور ابولہب نے اپنی عوض عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیجا پس ہزار مرد جنگی بصد کر و فر مکہ کے ساتھ سامان درست کر کے مکے سے نکلے اور کافرون کے لشکر مین سو گھوڑے اور سات سو اونٹ تھے اور جو لوگ پیادہ تھے زرہین پہنے تھے اور عورتین ناچنے گانے والیان باجون سمیت ہمراہ تھین اور کافر لوگ جہان پانی دیکھتے اتر پڑتے اور عورتین باجا بجا کر وہ راگ گاتی تھین جسمین مسلمانون کی ہجو اور برائی ہوتی اور ہر روز ہر ایک شخص ماہوار کھانا پینا لشکر کا اپنے ذمہ لیتا اور ہر روز نو یا دس اونٹ ذبح کرتے تھے اتنے مین ابوسفیان نے قافلے کو خوف کی جگہ سے نکالکر قیس بن امرء القیس کو قریش کے پاس بھیجا کہ تمھارا قافلہ کی محافظت کے لیے تھا سو قافلہ خوف کی جگہ سے نکل آیا اب بہتر ہو کہ تم پلٹ جاؤ اور محمد کو نہ چھیڑو اسپر سب لشکر کے لوگون نے پلٹ جانیکا ارادہ کیا مگر یہی ابوجہل خون گرفتہ نے کہا کہ جبتک ہم بدر مین پہونچکر اور تین دن وہان رہ کر اونٹون کو ذبح کر کے جشن نہ کرینگے اور شراب نہ پینگے اور گانا نہ سنینگے تب تک نہ پھرینگے تاکہ ہمارا دبدبہ سب کہین مشہور ہو اور پھر ہمیشہ ہمسے ڈرین اور کبھی ایسا قصد نہ کرین پس جبر جبل

علیہ السلام نے اکر سب خبر قریش کی حضور اقدس میں پہونچائی تب آپ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا اور صلاح پوچھی انھوں نے عرض کیا کہ قافلہ چلا گیا اور قریش کر اِدھر آتے ہیں ہم انکی لڑائی پر مستعد ہو کر نہیں آئے اور بے ساز و سامان نکلے ہیں اب مصلحت یہی ہو کہ ہم پلٹ چلیں اور مقابلہ نہ کریں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات سے غصہ ہوئے اتنے میں پہلے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے مہاجرین کی طرف سے اٹھ کر کچھ ایسا کہا کہ آپ خوش ہوئے بعدا سکے سعد بن عبادہ نے اٹھکر عرض کیا کہ قسم خدا کی ہم جان و مال سے حاضر ہیں اور ہر حال میں آپکے تابع اور فرمانبردار اگر آپ عدن تک چلیے گا ہم انصاریوں میں سے کوئی شخص نہ پھر گا اور مقداد بن عمرو نے التماس کیا کہ ہم آپکے ساتھ ہیں جہاں چلیے گا چلینگے اور جیسا بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تمہارا رب اور تم جا کر لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں ویسا ہم نہیں کہتے ہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ نحن المقاتلون یعنی ہم لڑنے والے ہیں اور قسم اس خدا کی جسنے آپکو نبی کر کے بھیجا ہو ہم ہرگز آپ سے جدا نہونگے اور جبتک زندہ ہیں آپکا ساتھ نہ چھوڑینگے اور سعد بن معاذ نے کہ انصار کے سردار تھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپکا ایمان لائے ہیں جہاں چاہیے ہمکو لے چلیے گزوا دیجیے تو ابھی بلا تامل دریا میں گھوڑے ڈال دیں اور اگر ہمیں لے جا کر ہمکو دشمنوں سے لڑنے میں ہم صابر اور ثابت قدم پائیے ہیں پس جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور ہر ایک کو دعائے خیر دی اور فرمایا اللہ تعالے تمکو فتح دیگا قسم خدا کی میں کافروں کے ہلاک ہونے کی جگہوں کو دیکھتا ہوں اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ بدر میں آپ نے اپنی خلی سے اشارے سے فرمایا تھا کہ یہ فلانے شخص کے مارے جانے کی جگہ ہو اور یہ فلانے شخص کی ہنسنے اسکے دہن مبارک میں پایا اور روضۃ الاحباب میں مذکور ہو کہ جب قریش منزل جحفہ میں آئے جہیم بن الصلت بن مخرمہ بن عبد المطلب نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار آتا ہو اور اسکے ساتھ ایک اونٹ ہو اور کہتا ہو کہ عتبہ اور شیبہ اور ابوجہل اور امیہ اور فلانے فلانے سب بے سمجھے بوجھے اسکے اس سوار نے اپنے اونٹ کے گلے میں ایک چھری مار کے چھوڑ دیا میں قریش کے ہر شخص کے اس اونٹ کے خون کی چھینٹیں پڑیں جب ابوجہل نے یہ خواب سنی کہا یہ دوسرا بچہ عبد المطلب کی اولاد میں پیدا ہوا عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ کون مارا گیا القصہ ابوسفیان نے قافلے کو لے مکہ میں پہونچا کر فی الفور اپنے تئیں قریش کے لشکر میں پہونچایا اور جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لشکر ظفر پیکر کے ساتھ وادی بدر کے کنارے پر نزول فرمایا اور غرض کافروں کی دوسرے کنارے پر ٹکنے کی طرف آتری اور پانی کو گھیر لیا اور مسلمانوں کے

نہ چھوڑا اور جہاں لشکر اسلام کا اُترا تھا وہاں اسقدر ریت تھی کہ لوگوں کے پانوں اور جانوروں کے سُم زانوتک آہمین سما جاتے تھے اور مسلمان پیاس سے بہت تنگ آئے پس شیطان نے اُنکے دلوں مین وسوسہ ڈالا کہ تم جانتے ہو کہ پیغمبر خدا ہمارے ساتھ ہین اور خدا کے دوست ہین دیکھو قریش پانی پر غالب آئے اور منتظر ہین کہ جب تمکو پیاس بہت ہوا ور طاقت نرہے تو جو چاہین کرین اُسنے مین اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسقدر پانی برسایا کہ جنگل مین بہنے لگا پس لوگ خوش اور سیراب ہوے اور طہارت کی اور اونٹون کو پانی پلایا کہ اپنی مشکین بھر لین اور وہ زمین ریت کی سخت اور مضبوط ہوگئی اور وہ زمین کہ جہان کافر تھے سخت تھی دلدل ہوگئی اور وسوسہ شیطان کا مسلمانون کے دلون سے جاتا رہا اور اطمینان حاصل ہوا جیسا کہ حق جل شانہ فرماتا ہے وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ ویذہب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم ویثبت بہ الاقدام یعنی جسنے تم پر آسمان سے پانی بھیجا کہ تمکو پاک کرے اور وسوسہ شیطان کا تمسے دور ہو اور تم پریشان نہو اور تمہارے قدم جمے رہین اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ سے اجازت لیکر آپکے لیے ایک بنگلہ خرمے کی لکڑی اور پتون سے تیار کیا اور اُسکے باہر آپکی نگہبانی کے لیے انصار کے لوگ مقرر کیے کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس بنگلہ مین تشریف رکھین اور آپکی سواری وہان تیار رہے اور ہم سب لڑائی مین مشغول ہونگے اور جان نثاری کرین اگر اللہ تعالےٰ نے ہمکو فتح دی تو فبہا نہین تو آپ سوار ہوکر مدینہ کو تشریف لیجائیے گا کہ وہان لوگ وفاداری اور محبت مین ہمسے کم نہین ہین اگر وہ جانتے کہ لڑائی کی نوبت ہوگی تو ہرگز آپکا ساتھ نہ چھوڑتے اور آج کے دن جان نثاری اور سرفروشی کرتے آپ نے سعد بن معاذ کو دعاے خیر دی پھر لشکر اسلام لڑائی پر مستعد ہوا آپ نے صفین برابر کرکے جھنڈا مہاجرین کا مصعب بن عمیر کو اور خزرج کا حباب ابن المنذر کو اور اوس کا سعد بن معاذ کو عنایت فرمایا کہ جبتک مین نہ کہون دشمنون پر حملہ نکرنا اور اگر تمہارے نزدیک آوین تیرون سے مارنا لیکن اوس مین تفرقہ نہ ڈالنا جب ترکش سب خالی ہوجاوین تو تلوار لینا پس اول کافرون کے لشکر سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نکلے اور لشکر اسلام سے عوف اور معاذ اور عبداللہ بن رواحہ جماعت انصار سے نکلے کافرون نے پوچھا کہ تم کون قوم ہو کہا ہم انصار ہین کافرون نے کہا ہمکو تمسے کچھ کام نہین تم پھر جاؤ ہم اپنے چچاؤن کے بیٹون کے طالب ہین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبیدہ بن حارث اور حمزہ بن عبدالمطلب اور علی ابن ابیطالب سے فرمایا کہ اٹھو پس یہ تینون شخص مست شیر کے مانند میدان مین آئے اور حضرت عبیدہ نے

عتبہ سے اور حضرت حمزہؓ نے شیبہ سے اور حضرت علیؓ نے ولید سے مقابلہ کیا چنانچہ کرار صفدر حیدر ار علی نامدار نے ولید پلید کو ایک ہی ہاتھ مین جہنم کو بھیجا اور شیر بیشۂ ولاوری یعنی امیر حمزہ نے اپنی تلوار سے شیبہ کو ریزہ ریزہ کیا مگر عتبہ ملعون کے ہاتھ سے حضرت عبیدہ کے زانو پر زخم پہونچا لیکن حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما نے عبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کرکے عتبہ ملعون کو جہنم مین بھیجا اور حضرت عبیدہ کو اٹھا کر آپ کے حضور مین لائے عبیدہ نے کہا یا رسول اللہ مین شہید ہون فرمایا ہان تو شہید ہو اور بدر سے پھرتے وقت وادی صفرا یا روحا مین عبیدہؓ نے وفات پائی اور وہین دفن ہوے پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑائی کے میدان مین پاؤن کو کہ اور دشمنون کو بہت دیکھا غصے مین آکر دعا کے لیے اٹھا کر کہا اے پروردگار دیکھ یہ قوم قریش کس تکبر اور رعونت سے آئے ہین اور چاہتے ہین کہ تجھسے لڑین اور تیرے رسول کو جھٹلاوین اگر تو انکے ہاتھون سے ان مسلمانون کو ہلاک کہ وائیگا تو روے زمین پہ تیری عبادت نہ کیجاویگی تو نے جو مجھسے مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے اسکو پورا کر اور اسقدر دعا مین مشغول ہوے کہ آپ کے کاندھے سے چادر شریف گر پڑی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسکو اٹھا کر آپکے کاندھے پہ ڈالکر کہا یا رسول اللہ بس کر تو قریب ہے کہ اللہ تعالے اپنا وعدہ پورا کریگا غرض کہ آپ دعا کرتے کرتے سو گئے بعد ایک لحظہ کے جاگ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا بشارت ہو تمکو اے ابوبکر کہ جبرئیل علیہ السلام ہزار فرشتے زرہ پوش البق گھوڑون پہ سوار ساتھ لیکر زمین پر آئے اور لشکر اسلام کے آگے صف کھینچی اور اسرافیل علیہ السلام کے ساتھ بھی ہزار فرشتے زرہ پہنے لشکر اسلام کے داہنی طرف کھڑے ہوے اور میکائیل علیہ السلام سے ہزار سوار فرشتون کے بائین طرف لشکر کے کھڑے ہوے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثۃ الاف من الملئکۃ منزلین یعنی تمھارے رب نے تین ہزار فرشتے بھیجکر تمھاری مدد کی پس جب لڑائی شروع ہوگئی اور دونون طرف سے حملہ ہوا تب جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خیمے سے نکلکر یہ آیہ شریف کہ سیھزم الجمع ویولون الدبر یعنی تم جلد شکست اٹھاؤگے اور الٹے پھروگے زبان مبارک پہ لائے اور ایک مٹھی خاک دشمنون کی فوج کی طرف پھینکی ساتھ ہی اسکے کافرون کے لشکر مین ہل چل پڑا اور انکے دلون مین خوف سما گیا جب ابوجہل لعین نے یہ حال دیکھا اونٹ پہ سوار ہو کر میدان مین آیا اور پکار کر کہا کہ عتبہ اور شیبہ اور ولید کے مارے جانے سے اندیشہ مت کرو کہ یہ بے وقوف تھے اور لڑائی مین جلدی کی قسم ہے مجھکو جبتک کہ محمدؐ کے اصحاب کو رسیون مین نہ باندھ لونگا ہرگز نہ جاؤنگا

نہ پھیرونگا چاہیئے کہ تم لوگ انکو جان سے نہ مارو بلکہ زندہ پکڑو تاکہ عبرت ہو جاوے اور پھر کوئی اپنے باپ
دادا کا دین نہ چھوڑے اتنے میں معوذ اور معاذ دونوں بیٹے عفراء کے ابوجہل کے پاس پہونچے اور
شیر کے مانند ڈپٹ کر معاذ نے ایک ہی تلوار میں ٹانگ اُسکی صدا کی اور معوذ نے ایک زخم دوسرا دیکر
زمین پر گرایا ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کے ایک تلوار ماری اُنکا ہاتھ کٹ گیا مگر
کہ معاذ رضی اللہ عنہ باوجود اُس زخم کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے اور
قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں ابن وہب سے روایت کی ہے کہ معاذ ابن عفراء آپ کے
حضور میں آئے اور ہاتھ اُنکا کمر پر لٹکتا تھا پس آپ نے اپنا لعاب دہن مبارک لگا کر اُس ہاتھ کو
اُسکے مقام پر جما دیا اور وہ اسی لڑائی میں شہید ہوئے اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون ہے جو ابوجہل کی خبر لاوے پس عبداللہ بن مسعود گئے اور اُس
ملعون کو دیکھا کہ زخمی پڑا ہے اور کچھ دم باقی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اُسکے سینہ پر سوار
ہوئے اور اُس ناپاک کی ڈاڑھی پکڑ کر فرمایا اے دشمن خدا کے تو ہی ابوجہل ہے اُس کافر نے کہا کچھ
مضائقہ نہیں ہے کہ ایک مرد کو اُسکے قوم والے نے مارا اور تو بہت بڑی جگہ پر چڑھا ہے کہ ایک سردار
کے سینہ پر بیٹھا ہے پس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُسکا سر کاٹ لیا اور رسی سے باندھکر
اُسکے حضور میں لے آئے آپ نے فرمایا شکر اُس خدا کا جسنے اپنے بندے کی مدد کی اور اپنے دین کو عزت
دی اور اُسکے پیغمبر کو اس ملعون کو اس امت کا فرعون کہتے ہیں مگر وہ فرعون سے بدتر تھا کیونکہ فرعون نے
جب دیکھا کہ غرق ہوتا ہوں تو ایمان لایا تھا اور اس بدبخت نے مرتے دم تک تکبر اور غرور کو نہ چھوڑا بعد اُسکے
عاصم بن عدی اور سہل نے دشمن کے لشکر میں گھسکر کمال شجاعت سے لڑائی مانگی ادھر سے ابوخزانہ انصاری نے
اُنپر حملہ کیا ایک ہی تلوار سے سہل کو قتل کیا جب ابوخزانہ اُسکا اسباب لوٹنے لگا اُترے معبد بن وہب نے
اور ابوخزانہ کی ران پر ایک تلوار ماری اُنھوں نے معبد پر کئی مرتبہ تلوار لگائی مگر کارگر نہ ہوئی آخر کار معبد
بھاگ کر ایک غار میں گھسا ابوخزانہ نے اُسی جگہ جاکر اُسکو قتل کیا اور نوفل بن فوید کو بڑا سخت کافر تھا
ایک انصاری کے ہاتھ میں دیدیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے اُسکے حق میں بددعا سُنی تھی اُسکو مار ڈالا جب اُس کافر کے مارے جانے کی خبر حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی فرمایا شکر اُس اللہ کا جسنے میری دعا قبول فرمائی اور اُس روز حضرت علی رضی اللہ
عنہ نے چوبیس کافر اپنی تلوار سے مارے اور امیہ بن خلف اور اُسکے بیٹے کو عبدالرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہ نے قید کیا تھا چونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اُس بدبخت کے

باتھ سے بہت تکلیف اٹھائی تھی فریاد کی کہ اے مدد کرنے والو اللہ اور اسکے رسول کی یہ ہمراہیہ ستر کافرون کا اسکے سنتے ہی ایک انصاری نے اسکو اور اسکے لوٹکے کو دونون مین سے پہونچایا اور امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاصم بن ہشام کو مار ڈالا مروی ہے سلمہ بن اسلم سے کہ بدر کی لڑائی مین میری تلوار ٹوٹ گئی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لکڑی میرے ہاتھ مین دی کہ وہ خوب تیز تلوار بنگئی اور مین اس سے برابر لڑتا رہا اور اتنک میرے پاس موجود ہے اور اسی سے ہی عکاشہ بن محصن اسدی کو بھی انکی تلوار ٹوٹ جانے پر آپ نے ایک لکڑی ہی عنایت فرمائی تھی کہ وہ انکے ہاتھ مین سخت اور سفید لوہے کی بنی تلوار ہوگئی اور وہ ہمیشہ ہر لڑائی مین اسی سے لڑا کیے اور جب لڑائی خوب گرم ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ مین جانتا ہون کہ اس شہر مین کچھ لوگ بنی ہاشم کے جبراً اور زبردستی سے انکے ساتھ لگے سے آئے ہین تمہین سے جو کوئی انپر قابو پاوے خصوصاً عباس کو جان سے نہ مارے اور قید کرکے میرے پاس لے آوے اور اسی سے ہی ابو البختری کے مارنے کو منع فرمایا اسلیے کہ اسنے اپکو اور آپکے اصحاب کو کچھ تکلیف نہ دی تھی بلکہ کافرون کو آپ کے تکلیف دینے سے منع کرتا تھا پس کعب بن عمرو انصاری نے عباس کو گرفتار کیا آپ نے کعب سے پوچھا کہ تو باوجودے کہ عباس سے کہ زور تھا انکو کیونکر قید کیا کعب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک شخص نے میری مدد کی کہ مین نے اسکو کبھی نہین دیکھا تھا آپ نے فرمایا وہ فرشتہ تھا جسنے تیری مدد کی اور اسدن فرشتون نے بہت کافرون کو قید اور قتل کیا اور سب کافر اور مسلمان انکو دیکھتے تھے اور جب ابو البختری ہی طرح ہاتھ نہ آیا اور قید نہ ہوسکا تب ابو داود مازنی نے اسکو مار ڈالا اور مسلمانون نے قیدیون کو تیسون سے خوب مضبوط باندھا تھا عباس اسکے درد سے روتے تھے اور آپکے رونے سے چین نہین آتی تھی ایک صحابی نے قریب سے اس بات کو دریافت کرکے رسی عباس کی ڈھیلی کردی اور عباس سو گئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عباس کیا ہوگیا جو اسکے رونے کی آواز نہین آتی اس صحابی نے عرض کیا کہ مین نے عباس کے بندھن ڈھیلے کردیے آپ نے فرمایا سب قیدیون کے بندھن ایسے کردو المختصر کافر لوگ غنیمت دولت اور خواری سے مارے گئے اور بھاگ گئے چنانچہ ستر آدمی مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے اور ستر آدمی کو انمین عباس بن عبد المطلب اور نوفل بن حارث بن عبد المطلب اور عقیل بن ابیطالب بن عبد المطلب تھے زمعہ قتیبہ دے اور ابو سفیان دست زنی ہوکر کافرون کے ساتھ میدان سے بھاگ کر چکے مین پہونچا اور بھاگنے وقت کہتا تھا کہ مین نے اس مقام سے زیادہ کوئی مقام ڈرکا

نہیں دیکھا اور جب مکے میں ابوسفیان پہونچا ابولہب نے کہا ادھر میرے بھتیجے آؤ اور سچ کہو کہ اس محمد
میں کیا گذرا کہا اے چچا جب ہم محمد اور اُسکے اصحاب کے نزدیک پہونچے ہمنے یہی دیکھا کہ ہمارے
ہتھیار پھینے لیتے ہیں اور ہماری مشکیں باندھ دیتے ہیں اور آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک
فوج سفید کپڑے پہنے ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھی اور کوئی اُنسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا ابورافع عباس کا
غلام کہتا ہے کہ میں نے کہا واللہ وہ فرشتے تھے ابولہب نے نہایت غصہ سے میرے منہ پر ایک طمانچہ
مارا اور مجھکو پچھاڑ کر میرے سینہ پر چڑھ بیٹھا تو میں نے خوب مارا اور میں کم زور آدمی تھا اُسکے ساتھ
لڑ نہ سکا تب ام الفضل عباس کی بی بی نے یہ خبر سُنکر ایک لاٹھی اُٹھالی اور اُس بدبخت کے سر پر ماری
وہ ذلیل ہوکر اپنے گھر چلا گیا اور سات آٹھ دن کے بعد ابولہب بیمار ہوکر مرگیا اور اُسکو بدسے بدتر
بیماری تھی کہ عرب والے اس بیماری کو بہت بُرا اور نامبارک جانتے تھے اسلیئے خوف سے کوئی شخص
تین دن تک اُسکی لاش کے نزدیک نہ گیا آخر شُش اُسکو نوکروں نے گھسیٹ کر مکے کے باہر ایک خارمیں
پھینک دیا اور اُس خار کو کانٹوں اور کوڑے سے بھر دیا اور اس معرکے میں مسلمان لوگ سب چودہ
آدمی چھ مہاجری اور آٹھ انصاری شہید ہوئے اور بعد تمام ہونے لڑائی کے آپ نے حکم دیا کہ کافروں
کی لاشیں بدر کے ایک کنوئیں میں ڈال دی گئیں اور جب عتبہ ربیعہ کی لاش کھینچی گئی اُسکے بیٹے
ابوحذیفہ کا چہرہ متغیر ہوگیا آپ نے اُسکے چہرے کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اے حذیفہ اس واقعہ سے
تیرے دل میں کچھ رنج آیا عرض کیا یارسول اللہ خدا کی قسم ہمکو اسلام کے حق ہونے میں کچھ
شک اور شبہہ نہیں ہوگا میرا باپ اچھے کام اکثر کیا کرتا تھا اور مجھکو امید تھی کہ اُسکی برکت سے
وہ مسلمان ہوگا اب جو میں نے دیکھا کہ وہ اس دولت سے محروم رہا اس بات سے مجھکو رنج ہوا
آپ نے حذیفہ کے حق میں دعا سے خیر فرمائی اور عادت شریف آپکی یہ تھی کہ جب دشمنوں پر غلبہ پاتے
اور فتح کرتے تین روز اُس میدان میں مقام فرماتے چنانچہ تین دن کے بعد مع لشکر بدر سے
کوچ کرکے اُس کنوئیں پر جہاں کافروں کی لاشیں ڈلوادی تھیں آکر کھڑے ہوئے اور ہر ایک کا
نام لے لے کر کہا اے ابوجہل اور اے عتبہ اور اے شیبہ جو کچھ تمسے اللہ تعالے نے وعدہ کیا تھا
تمنے پایا اور جو کچھ ہمسے وعدہ کیا تھا ہمنے پایا تم بُرے لوگ تھے کہ اپنے رسول کو جھٹلایا اور
اُسکا کہنا نہ مانا اور تمنے مجھکو وطن سے باہر نکالا اور مجبور کیا کہ اپنے یہاں مجھکو جگہ دی پس
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ مردوں سے باتیں کرتے ہیں فرمایا قسم خدا کی یہ مسے زیادہ
ان باتوں کو سُنتے ہیں لیکن جواب نہیں دے سکتے بعد اُسکے قیدیوں کو آپکے حضور میں حاضر کیا

آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ انسے فدیہ لیکر انکو چھوڑ دینا چاہیے یا مار ڈالنا انھوں نے عرض کیا کہ انکے مارنے کا حکم نہ دیجیے شاید مسلمان ہوجاوین اور فدیہ لیجیے کہ اُس سے مسلمانوں کو قوت حاصل ہو پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمھاری کیا صلاح ہے عرض کیا ان سبکو قتل فرمایئے کہ کافروں کے سرغنا اور سردار ہین اور اللہ تعالے نے آپ کو مال کے لینے سے بے پروا کیا ہے میرے فلانے رشتہ دار کو مجھکو دیجیے اور عقیل کو علی کے سپرد کیجیے اور عباس کو حمزہ کے حوالے فرمایئے کہ ہر ایک اپنے اپنے رشتہ دارون کو قتل کرے تاکہ معلوم ہو کہ اب ہمارے دلون مین کافرون کی دوستی مطلق نہین باقی رہی پس حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بمقتضاے وفور رحمت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات پسند کرکے فرمایا کہ مثل ابی بکر کی میرے صحابہ مین مثل ابراہیم اور عیسے علیہما السلام کے ہے کہ یہ دونون ہمیشہ اپنی قوم پر نرم دل تھے اور کبھی سواے رحم کے انکے عذاب کے لیے دعا نہ مانگی چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے بار خدایا میری قوم نے بہتیرون کو گمراہ کیا پس جسنے میرا کہا مانا وہ میرا ہوا اور جسنے نہ مانا پس تو بخشنے والا مہربان ہے اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر تو انکو عذاب کرے تو وے تیرے بندے ہین اور اگر بخشدے تو تو زبردست حکمت والا ہے اور عمر مثل نوح اور موسیٰ علیہ السلام کے ہے کہ یہ دونون اپنی قوم پر بہت سخت تھے نوح علیہ السلام نے کہا اے پروردگار کسی کافر کو زمین پر بیتابانہ چھوڑ اور موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی کہ اے پروردگار کافرون کے مالون کو مٹا دے اور اُنپر بہت سختی کر کیونکہ جبتک اُنپر عذاب نہو گا ایمان نہ لائینگے **الغرض** فدیہ لینا اور چھوڑ دینا خدا کی مرضی کے خلاف ہوا اور وحی اتری کہ اپنے اصحاب کو کافرون کے فدیہ لینے اور انکو چھوڑ دینے مین یا انکو قتل کرنے مین اختیار دے اگر فدیہ لینا اور انکو چھوڑ دینا اختیار کرین تو اسکی یہ شرط ہے کہ اگلے سال مین ستر صحابی ان ستر قیدیون کے بدلے مارے جاوینگے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کچھ بلحاظ برادری اور کچھ اس خیال سے کہ شاید یہ لوگ مسلمان ہوجاوین اور اسلام کی توفیق پاوین اپنا شہید ہونا قبول کرکے فدیہ لینا اختیار کیا اور اگلے سال اُحد کی لڑائی مین ستر صحابی درجۂ شہادت کو پہونچے بعد اسکے جو لوگ اُنمین سے مفلس اور بے مقدور تھے اور اُنسے کچھ نفع نہ تھا اُنکو آزاد فرمایا اور یہ شرط کی کہ پھر مسلمانون کی لڑائی پر کمر نہ باندھین اور جنکو کچھ مکنہ اتا تھا اُنکے واسطے یہ بات مقرر فرمائی کہ ہر ایک اُنسے انصار کے دو دو لڑکے پڑھایا اور لکھایا کرین اور جو لوگ کہ مالدار تھے اُنسے اُنکے مقدور کے موافق مال لینے کا حکم فرمایا اور عاصم بن ثابت موزی کو اور عقبہ بن ابی معیط شقی کو جسنے خون اور غلیظ بھری اوجھڑی

اونٹ کی کمے تین تین نمازین آپکے کندھون پر رکھی تھی حکم کیا کہ ان دونون کو مار ڈالو اور جب عباس پر انکی ذات کے واسطے اور انکے دونون بھتیجون یعنی عقیل اور نوفل اور عتبہ بن مجرم کہ اُس سے عباس دوستی رکھتے تھے ان سب کے بدلے عباس پر فدیہ مقرر ہوا اور بیس اوقیہ سونا کہ کافرون کی مدد کے لیے اپنے ساتھ لائے تھے اور اچھی وہ خرچ ہوا تھا اور مسلمانون کے ہاتھ لگا وہ انکے فدیہ مین محسوب ہوا تب عباس نے کہا یا رسول اللہ مین اور کچھ نہین رکھتا ہون یہ سب مال کہان سے دون کیا آپکو منظور ہے کہ آپکا چچا بھیک مانگے اور لوگون کے سامنے ہاتھ پھیلاوے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مکے سے نکلتے تھے اتنا سونا اپنی بی بی کو سپرد کرکے وصیت کی تھی کہ اگر مین اس لڑائی مین مارا جاؤن تو اسمقدر تم صرف کرنا اور اسمقدر میرے لڑکون کو دینا وہ مال کیا ہوا عباس نے حیران ہوکر کہا یا رسول اللہ آپکو اس بات کی کسنے خبر کی فرمایا میرے پروردگار نے عباس نے عرض کیا کہ آپ نے سچ کہا اسوسطے کہ نبوت مین نے یہ مال اپنی بی بی کو دیکر یہ وصیت کی تھی اسوقت سوائے خدا کے کوئی اس حال سے واقف نہ تھا اب مین گواہی دیتا ہون کہ آپ رسول برحق ہین اور کلمۂ شہادت پڑھکر مسلمان ہوجانے کی رخصت چاہی بعد اسکے جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارثہ کو فتح کی خوشخبری دینے کو مدینہ کی طرف روانہ فرمایا اور آپ وادی صفرا مین پہونچکر لوٹ کے مال کی تقسیم مین مشغول ہوئے اور ذوالفقار کہ اُس تلوار کی مانند مثل آدمی کی بیٹھ کے گرہیون کی تھی اپنے واسطے پسند فرمائی اور غزوۂ خندق مین وہ تلوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی پھر وہان سے کوچ کرکے عید کے دن صبح کو مدینہ طیبہ مین پہونچے اور اُسی روز آپکی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تھی لوگ انکو دفن کرچکے تھے کہ آپ بنفس نفیس فرون ہوئے اور فتح کی خبر سنکر بہت سے نصاریٰ روم کے اور اور بادشاہ نہایت ڈر سے اور اسمقدر انکے دلون مین خوف اور رعب چھا گیا کہ اگر کبھی کسی کے بیٹے کو دیکھتے تھے اُسکو بھی اپنا حریف سمجھکر نہایت پریشانی اور اضطراب سے بے اختیار بھاگتے تھے اور دین اسلام روز بروز ترقی پر تھا اور فضائل اصحاب بدر کے بہتیرے ہین انمین سے یہ ایک حدیث ہے کہ فرمایا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال عملوا ما شئتم فقد غفرت لکم یعنی بیشک اللہ تعالے اصحاب بدر سے واقف ہوا پس فرمایا تم جو چاہو سو کرو یقینی ہمنے تمکو بخشا اور جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ اصحاب بدر کا کیا مرتبہ ہے فرمایا یہ میری ساری اُمت سے بہتر ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا مین بھی ان فرشتون کو جو بدر کی لڑائی مین حاضر تھے سب فرشتون سے

ذکر غزوۂ احد ۱۲

بہتر جانتا ہون الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر غزوۂ اُحد

جانو تم اے مسلمانو کہ اُحد کی لڑائی بھی بڑی لڑائیون مین سے ہی کہ ہجرت سے تیسرے سال شوال کے مہینے مین واقع ہوئی اور اُحد ایک پہاڑی مدینہ کے سامنے شمال کی جانب دو کوس کے فاصلہ پر ہی اور اُسکی فضیلتون مین بہت حدیثین آئی ہین از انجملہ ایک یہ ہی کہ آپ نے اُسکے حق مین فرمایا احد جبل یحبنا و نحبہ یعنی اُحد ایک پہاڑ ہی کہ وہ مجھکو دوست رکھتا ہی اور مین اُسکو دوست رکھتا ہون اور جانب جنوب مدینہ کے ایک پہاڑ عیر ہی آپ نے اُسکی شان مین فرمایا کہ عیر جبل بغضنی و ابغضہ علی باب من ابواب النار یعنی عیر ایک پہاڑ ہی کہ مجھسے دشمنی رکھتا ہی اور مین اُس سے دشمنی رکھتا ہون اور یہان سے معلوم ہوا کہ پتھرون مین بھی محبت اور عداوت ہوتی ہی اور قصہ اس لڑائی کا یہ ہی کہ جب مشرکان قریش بدر سے پلٹ گئے صفوان بن اُمیہ اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ نے کہ اُنکے عزیز قریب بدر مین مارے گئے تھے ابوسفیان سے کہا کہ تم لوگون سے کہدو کہ اپنے اپنے مال سے ہماری مدد کرین تاکہ ہم لشکر تیار کرکے محمدؐ سے بدلا لین اور سب مال پہلے قافلے کا مع نفع کے کہ ابوسفیان نے دارالندوہ مین رکھا تھا تنہا تو تھوڑے اشرفیون کے تھے اُنمین سے اصل مال جنکا جنکا تھا دیکر نفع کو کہ اصل مال کے برابر تھا لشکر کی درستی مین صرف کیا بعد اُسکے کئی آدمی چرب زبان خوش بیان عرب کے کہ ایک اُنمین کا عمرو بن عاص تھا عرب کے قبیلون کی طرف روانہ کیا تاکہ اُنکو غیرت دلاکے مدد کے لیئے بلا لاوین پس لشکر بہت جمع کیا اور ایک جماعت عورتون کی اسلیئے اپنے ساتھ لی کہ جو لوگ بدر مین مارے گئے تھے اُنکو یاد کرکے وہ روئین اور اُنکا حال بیان کرین اور لشکر والے اسکو سنکر جوش مین آوین اور بدلا لینے پر خوب مستعد ہوکر لڑین اور جب کافرون نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا تین ہزار آدمی لڑنے والے تھے کہ اُنمین سات سو آدمی زرہ پوش تھے اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ اور مذرہ ہووے عورتون کے گنتی مین آئے اور عباس رضؓ ابن عبدالمطلب نے کہ مکے مین تھے آپکے حضور مین ایک خط بوشیدہ اس مضمون کا کہ کافرون نے لڑائی کا بندوبست کیا ہی اور اُنکا لشکر اسقدر ہی لکھ کر بھیجا غرض کہ یہ لشکر گیارہ سو مین تاریخ شوال کی تیسرے سال ہجری مین مکے سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور جب وہ بالخلیفہ مین کہ وہان سے مدینہ پانچ یا چھ میل رہتا ہی پہونچکر مقام کیا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن المنذر کو اُس لشکر کی طرف بھیجا کہ وہان جاکر دریافت کر آوین کہ لشکر کسقدر ہی وہ جاکر موافق لکھنے حضرت عباسؓ کے خبر لائے آپ نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل

لہ عیر جبل بغضنی و انا ابغضہ علی باب من ابواب النار

اللھم بک احول وبک اصول یعنی اللہ ہمکو کفایت کرتا ہی اور اچھا کارساز ہی اے اللہ مین تیرے ہی سبب سے باز رہتا ہون اور تیرے ہی سبب سے حملہ کرتا ہون پس لشکر کفار نے وہان سے کوچ کرکے بطن وادی مین قریب اُحد کے سامنے مدینہ کے اپنا پڑاو ڈالا اور سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم نے بہت سے سپاہی ہتھیار بند ساتھ لیکر آپکی حفاظت شروع کی اور آپ نے خواب مین دیکھا کہ میری تلوار مین رخنہ پڑا اور اسکی تعبیر یون فرمائی کہ اس لڑائی مین مسلمانون کو مصیبت پہنچیگی اور وہ انصار کو بدر مین حاضر نہ تھے چاہتے تھے کہ کوئی لڑائی ہو کہ ہماری مذامت دور ہو لڑائی پر مستعد ہوے اور مضبون کی یہ صلاح ٹھہری کہ مدینہ سے نکلنا نہ چاہیے اور عورتون اور لڑکون کو قلعہ مین بٹھلا دیا چاہیے اور کہتے ہین کہ آپکی بھی یہی مرضی تھی مگر حمزہ رضی اللہ عنہ اور کچھ مہاجرین اور کچھ انصار نے کہا کہ اگر ہم مدینہ مین بناہ پکڑ کر بیٹھ رہینگے دشمن ہمکو ضعیف اور بودا جانینگے اور انکی جرأت اور قوت زیادہ ہوگی اور اللہ تعالی نے بدر کی لڑائی مین اگرچہ تین سو آدمی تھے ہمکو دشمنون پر فتح دی اب تو اسکی عنایت سے ہمارا لشکر قوی بہت ہی اور ہمکو ایک مدت سے اسی دن کی آرزو تھی اور ابو سعید خدری کے والد سنان مالک بن سنان نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو فتح ہی یا شہادت اور ہم دونون کو درست رکھتے ہین اگر فتح پائی تو اسکا شکر ہی اور اگر مارے گئے تو کچھ غم نہین اور اسی طرح اور دوسرے انصار جانبازی پر مستعد اور شہادت پر آمادہ تھے آخر کو جب سب نے بہت التجا کی آپ نے نکلنے کا قصد کیا اور روزہ جمعہ کا روز تھا آپ نے لوگون کو نصیحت کرکے فرمایا کہ اگر تم صبر کروگے اور قدم جمائے رکھوگے تو فتح تمھارے ہی لیے ہی پھر لشکر کی تیاری کا حکم دیا وہ لوگ کہ لڑائی پر مستعد تھے خوش ہوے اور آپ عصر کی نماز پڑھکر حجرۂ شریف مین تشریف لے گئے اور عمامہ باندھا اور زرہ پہنی اور تلوار لگائی اور نیزہ ہاتھ مین لیکر نکلے اور دروازے پر بہت لوگ صف باندھے آپکا انتظار کر رہے تھے جو مین آپکو ہتھیار بند دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو نہین پہونچتا ہی کہ آپکی مرضی مبارک کے خلاف کرین اور جو آپنے تکرار کی اور آپکو لڑائی پر مستعد کیا ہمسے خطا ہوئی آپ صاف فرماوین اور جو آپ حکم کرین ہم وہی بجا لاوین فرمایا کہ مین نے پہلے ہی تمسے کہا تھا نے سنا اب نہین لائق ہی کہ جب پیغمبر نے ہتھیار لگائے تو اُنکو کھولڈالے یا ان اگر خدا کا حکم ہو تو ہو سکتا ہی اب جو کچھ مین کہون اور کرون اُسکو تم سنو اور کرو اور صبر اختیار کرو اور دل مضبوط رکھو کہ تمھاری فتح ہوگی پھر آپ نے تین علم تیار کروائے گروہ مہاجرین کا علم علی رضی اللہ عنہ کو تفویض کرا اور اوس کا سعد بن عبادہ کو اور خزرج کا

ابن المنذر کو عنایت فرمایا اور عبداللہ بن اُم مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کرکے ہزار آدمی مرنے اور جان دینے والے کہ نشانہ تیر و شمشیر تھے اپنے ساتھ لیکر اُحد کی طرف متوجہ ہوے اور رات کو بنی النجار کے مکانون مین ٹھہرکر محمد ابن مسلمہ کو پچاس آدمی دیکر نگہبانی کے لیے مقرر فرمایا اور قریب صبح کے گھوڑے پر سوار ہوکے اُحد مین پہونچے اور بعد نماز فجر کے اُس زرہ پر ایک اور زرہ پہنکر اور خود سر مبارک پر رکھکر لشکر کی صفین اسطرح درست کین کہ اُحد کے پہاڑ کو پیچھے اور مدینہ کو سامنے رکھا اور ابو عبیدہ بن جراح اور سعد بن وقاص کو لشکر کے آگے کیا اور عکاشہ اسدی کو داہنی طرف اور ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی کو بائین طرف مقرر فرمایا اور مقداد بن عمر کو لشکر کے پیچھے کھڑا کیا اور وہان عینین ایک پہاڑ تھا کہ اُسکی گھاٹی مین دشمنون کا خوف تھا اُس مقام پر عبداللہ بن جبیر کو پچاس تیرانداز دیکر متعین فرمایا کہ اُس راہ کو دیکھتے رہین ایسا نہو کہ کافر اُس راہ سے لشکر اسلام پر حملہ کرین اور بہت تاکید سے فرمایا کہ مسلمانون کی فتح ہو یا شکست تم کسی حال مین اس جگہ سے جنبش نہ کرنا اور کافرون نے بھی اپنی صفین اسطرح پر آراستہ کین کہ خالد بن ولید کو داہنی طرف اور عکرمہ بن ابی جہل کو بائین طرف اور ابوسفیان کو پیچھے لشکر کے مقرر کیا اور صفوان بن اُمیہ کو اُسکے ساتھیون سمیت اُس پہاڑ کی گھاٹی کے برابر رکھا اور عبداللہ بن ربیعہ کو تیراندازون کا افسر کیا اور طلحہ بن ابی طلحہ کو علمدار بنایا پھر لڑائی دونون طرف سے ہونے لگی ابو عامر نے پچاس آدمیون سے نکلکر لشکر اسلام پر تیر مارے مسلمانون نے اُن سبکو تیرون اور پتھرون سے زخمی کرکے بھگا دیا اور قریش کے علمدار یعنی طلحہ نے میدان مین آکر مقابلہ کرنے والا طلب کیا اسطرف سے شیر بیشہ مردانگی ہزبر میدان امامت یعنی علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے جھپٹ کر اُسکے سر پر ایک ایسی تلوار ماری کہ اُسکا بھیجا نکل پڑا بعد اُسکے عثمان بن ابی طلحہ علمدار ہوا اُسکو بھی امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے جہنم کو بھیجا اسی طرح کافرون کے دس علمدار سے زیادہ مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے یہانتک کہ نوبت علمداری کی علقمہ کے بیٹے عمرو کو پہونچی یہ جو کوئی کافرون کے لشکر سے سر اُٹھاتا تھا اُسکا سر دس قدم پر پڑتا تھا اور خالد بن ولید نے کئی مرتبہ پہاڑ کی گھاٹی کا قصد کیا کہ اُس راہ سے لشکر اسلام پر حملہ کرین لیکن وہ لوگ جنکو آپ نے وہان مقرر فرمایا تھا کافرون کو تیرون سے اُدھر آنے نہین دیتے تھے اور مسلمانون نے کافرون کے لشکر پر بیکبارگی حملہ کرکے اُنکی جماعت کو متفرق اور پریشان کردیا اور گانے والی عورتون نے بجاے گانے کے رونا اور فریاد کرنا شروع کیا اور بھاگتے ہاتھ سے پھینک کر پہاڑ کی طرف بھاگین اتنے مین اُن تیراندازون نے کہ گھاٹی پر

تھے دیکھا کہ کافرون کے لشکر کے لوگ بھاگے اور مسلمانون نے لوٹنا شروع کیا انھون نے بے صبری کرکے اپنی جگہ سے جنبش کی ہرچند عبداللہ بن جبیر نے کہ انکے افسر تھے نصیحت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت یاد دلائی انھون نے نہ سنا اور اکثر لوگ لوٹ پر گئے اور عبداللہ بن جبیر نو دس آدمی لیے ہوے کھڑے رہے یکایک خالد بن ولید کہ وقت کا منتظر تھا فرصت پاکر بہت کافرون کے ساتھ عبداللہ بن جبیر کی طرف دوڑا کہ انکو اور انکے ساتھیون کو شہید کیا اور اسی راہ سے آکر مسلمانون پر دست درازی کی اور قتل عام شروع کردیا یہانتک کہ مسلمانون میں بڑا تفرقہ پڑا کہ بسبب پریشانی کے ایک دوسرے کو نہین پہچانتا تھا اور آپسمین لڑنے لگے چنانچہ اسید بن حضیر اور یمان و ابوبردہ کو مسلمانون کے ہاتھ سے کئی زخم پہونچے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد یمان مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے القصہ کافرون نے اسقدر غلبہ کیا کہ معاملہ الٹا ہوگیا اور آپکے حکم نہ ماننے کی شامت سے لشکر اسلام پر یہ آفت آئی کہ شکست پائی بہت مسلمان بھاگ گئے لیکن عنایت الٰہی ہنوز انسے منقطع نہوئی تھی کہ اللہ تعالے انکے گناہ معاف کرکے انپر رحم کیا پس اصحاب لوگ چار فرقے ہوے ایک فرقہ لڑکر شہید ہوا دوسرا فرقہ پہاڑ کی گھاٹیون مین بھاگ کر چھپ رہا اور تیسرے فرقے والون نے مدینہ مین دم لیا جو تھا فرقہ ثابت قدم رہا اور داد دلیری اور جوانمردی کی دی سبحان اللہ خالد بن ولید وہی ہے جسنے آخر کو مسلمان ہوکر اسلام مین بہت فتح کی اور اس مرتبہ کو پہونچا کہ خالد سیف من سیوف اللہ اسکی شان مین وارد ہوا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم پھر بسباع بن عبدالعزی خزاعی اُدھر سے لڑنے نکلا ادھر سے امیر حمزہؓ نے سامنا کیا اور فرمایا اے سباع تیری مادر انمار عورتون کا ختنہ کرنے والی ہے تو خدا اور اسکے رسول سے لڑتا ہے یہ کہکر ایک ہی حملہ مین اسکو مار ڈالا اور وحشی ملعون ایک بڑے پتھر کے نیچے چھپا بیٹھا تھا جونہین امیر حمزہؓ اسکے پاس ہوکر نکلے اُس بے حیا نے اپنا نیزہ امیر حمزہؓ کی ناف پر مارا کہ دونون ۔ نون سے نکل گیا اور آپ شہید ہوے منقول ہے کہ جب وحشی بسبب عداوت طعیمہ بن عدی کے کہ اسکا چچا بدر کی لڑائی مین امیر حمزہؓ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور وحشی اسکا غلام تھا اور اسکو یہ طمع تھی کہ اگر مین امیر حمزہؓ کو اسکے بدلے مین مارونگا تو جبیر مجھکو اپنے وعدہ کے موافق آزاد کریگا اور جب وحشی امیر حمزہؓ کے مارنے کے ارادہ پر اُحد کی طرف جاتا تھا عتبہ کی بیٹی ابوسفیان کی جورو معاویہ کی ماں ہندہ رستے مین ملی اور وحشی سے کہا کہ جسطرح ہوسکے حمزہؓ کو مار ڈالنا اور ہرگز نہ چوکنا کہ اسمین

میری بھی خوشی ہو اور تیرا مالک بھی تجھکو آزاد کر دیگا اور مین تجھکو بہت کچھ دیکر خوش کرونگی کہ حمزہؓ نے میرے
باپ عتبہ کو بدر کی لڑائی مین مارا ہو الغرض وحشی سنکر بعد شہادت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے انکی
لاش مبارک کے نزدیک آیا اور انکا پیٹ پھیر کر اور جگر نکالکر ہندہ کو دیا اُس بدبخت نے اپنے مُنھ سے
اُسکو چبا کر پھینک دیا اسی حرکت سے اُسکا نام اکالۃ الاکباد مشہور ہوا اور اُسنے اپنا سب زیور اور لباس
وحشی کو اُتار دیا اور وعدہ کیا کہ مکے مین پہونچکر دس اشرفیان اور انعام دونگی بعد اُسکے ہندہ نے نصیب سے
امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر آکر انکا سب بدن شریف کاٹ کر بطور زیور کے پہنا اور بحیثیت مسلمان
لوگ میدان مین اپنے زخمی ڈھونڈھ رہے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا فعل
عمی یا فعل حمزہ یعنی کیا کیا میرے چچا نے کیا ہوے حمزہؓ اور امیر علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اُنکی
لاش کو تلاش کر کے اِس حال سے دیکھا بہت روئے اور سب حال آپ سے آکر عرض کیا جناب
سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ کے ساتھ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف
لے گئے اور رو رو کر کھڑے ہو کر روئے اور فرمایا کہ کسی جگہ مجھکو یہان سے زیادہ رنج نہین ہوا
اور غصہ نہین آیا قسم خدا کی اگر مین قریش پر فتح پاؤنگا تو ستر آدمی انمین سے اسی طرح مارونگا
اتنے مین جبرئیل علیہ السلام نازل ہوے اور یہ حکم لائے کہ اگر تم اسکے بدلے مین کافرون کو ستر
دینا چاہتے ہو تو وہ اُسکے لائق ہین اور اگر صبر کرو تو تحسین صبر کرنا بہتر ہو آپ نے فرمایا خداوندا
مین نے صبر کیا اور اِس ارادے سے درگذرا اور آپ نے اپنی قسم کے بدلے ستر بار امیر حمزہ رضی اللہ
عنہ کے لیئے استغفار کی اور اگرچہ آپ بدلا لینے کے ارادے سے منع کیے گئے لیکن جس روز
مکہ فتح ہوا اللہ تعالی نے اپنے کرم سے آپکی قسم پوری کی کہ ستر قریش خالد ابن ولید وغیرہ رضی اللہ
عنہم کے ہاتھون سے مارے گئے اور قصہ اُسکا یہ ہو کہ فتح مکے کے روز خالد رضی اللہ عنہ ایک
گروہ سے لڑتے تھے آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ خالد کو لڑنے سے منع کر دو اُس شخص نے
جاکر الٹا بیان کیا کہ آپ نے حکم دیا ہو کہ خوب لڑو اور مارو اسپر خالد نے داد جوانمردی اور دلیری کی
دیکر ستر آدمیون کو مارا پھر جب خالد نے یہ حال عرض کیا آپ بہت غصہ ہوے اور فرمایا کہ باوجود
منع کرنے کے تو نے اسقدر جلدی کیون کی خالد اُس شخص کو بلا لائے جسنے آپکی طرف سے لڑنے
اور مارنے کا حکم پہونچایا تھا اور عرض کیا یا نبی اللہ اِس شخص نے مجھکو آپکا حکم لڑنے کے لیے
پہونچایا تب مین لڑا امیر کچھ قصور نہین ہو جب اُس شخص سے پوچھا گیا اُسنے بیان کیا کہ جب
مین نے چاہا کہ خالد کو آپکا حکم پہونچاؤن اور لڑنے سے منع کرون تب ایک مرد مہیب والا

لہ یعنی پیارے دادا کیا کیا ہوا ۱۲

کہ سعد آسکا آسمان سے رنگا تھا اور اُسکے ہاتھ مین ایک ہتھیار تھا میرے سامنے آیا اور کہا اگر تو اُحد نے کا حکم نہ پہونچا ویگا اور مارنے سے منع کریگا تو مین تجھکو اسی ہتھیار سے مار ڈالونگا مین نے نا چار ہو کر جیسا اُسنے کہا ویسا حال اُسے کہدیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے اُحد کے دن قسم کھا کر کہا تھا کہ حمزہؓ کے بدلے مین ستر قریش کو مارونگا اور اُسد بن اللہ تعالےٰ نے مجھکو اُس ارادے سے منع فرمایا لیکن آج کے دن محض اپنے فضل و کرم سے اُسنے چاہا کہ جو اُسکے رسول کی زبان سے نکلا ہو اُسکو پورا کرے سو یہ معاملہ اسی واسطے ظہور مین آیا اور حدیث شریف مین آیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھکو صفیہ کی خاطر منظور نہ ہوتی تو مین حمزہؓ کو دفن نہ کرتا اور یونہین چھوڑ دیتا کہ اُنکو جانور کھا لیتے اور قیامت کو اللہ تعالےٰ حمزہؓ کو انھین مین سے اُٹھاتا اور منقول ہو کہ جب صفیہ آپکی پھوپھی امیر حمزہؓ کی بہن دور سے نمودار ہوئین آپ نے اُنکے بیٹے زبیر سے فرمایا کہ اپنی ماں کو سمجھا لیجاؤ کہ یہان اکر اپنے بھائی کو اس حال سے نہ دیکھین اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہو کہ آخر کو حضرت صفیہ امیر حمزہؓ کی لاش پر آئین اور روئین اور اُنکے رونے سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی روئے اور فرمایا کہ حمزہؓ کو ساتون آسمان والے اسد باللہ اور اسد الرسول کہتے ہین بعد اسکے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہو کہ سعد بن ربیع انصاری خزرجی کی خبر لاوے کہ زندہ ہین یا شہید ہوے پس ایک انصاری نے جاکر سعد کو تلاش کیا اور شہیدون اور زخمیون مین پایا کہ کسی قدر انمین دم باقی تھا اُس انصاری نے آپکا سلام پہونچایا سعد نے کہا میرا اسلام حضرت کو پہونچانا اور میرے یارون سے بعد سلام کے میری طرف سے یہ پیغام کہنا کہ اگر اپنے پیمبر کی فرمانبرداری اور خدمتگاری مین قصور کروگے تو قیامت مین خدا کو کیا جواب دوسکوگے یہ کہکر انتقال کیا اُس انصاری نے اکر یہ سب حال آپکے حضور مین عرض کیا آپ نے فرمایا اللھم ارض عن سعد بن الربیع سبحان اللہ کیا اخلاص اور محبت کا مقام ہو کہ جان دیتے تھے اور شکر کرتے تھے اور لوگون کو جان دینے مین حرص اور رغبت دلاتے تھے اور مروی ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب مسلمانون نے اُنکو تنہا چھوڑا اور چلے گئے آپ غصہ مین آئے اور کمال غضب سے آپکی پیشانی سے پسینا ٹپکنے لگا اور مین آپکے پاس کھڑا تھا فرمایا تو اپنے بھائیون مین کیون جا ملا مین نے عرض کیا کہ مجھکو آپ سے کام ہو جو لوگ لوٹ پر پڑے اور بھاگ گئے اُنسے کیا کام اُتنے مین ایک گروہ کافرون کا آپکی طرف متوجہ ہوا آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا

کہ اب مدد کا وقت ہی تو میری مدد کر جناب امیر علیہ السلام نے بہت کافرون کو دوزخ مین بھیجکر اُنکی
جماعت کو متفرق کر دیا جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام نے کہ آپکے داہنے بائین کافرون سے
لڑتے تھے اور آپکی حفاظت کرتے تھے حضرت علی کو مست شیر کی طرح دوڑتے اور کافرون کو
بکریون کی طرح ہانکتے دیکھکر کہا یا رسول اللہ یہ کمال جانفشانی اور جوانمردی ہی کہ علی رضی اللہ عنہ
آپکی طرف سے کر رہے ہین آپ نے فرمایا انہ منی وانا منہ یعنی بیشک علی مجھسے ہی اور مین علی سے
ہون جبرئیل علیہ السلام نے کہا انا منکما یعنی مین تم دونون مین سے ہون بعد اُسکے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تو کچھ سنتا ہی کہ رضوان بہشت کا داروغہ آسمان سے
کہتا ہی لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار یعنی کوئی جوان مثل علی کے اور کوئی تلوار مثل ذوالفقار
کے نہین روضۃ الاحباب مین اسی قدر لکھا ہی اور کشف الغمہ مین اس واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان
کیا ہی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ مین اُترنا ناد علی کا بھی اسی
معرکہ مین نقل کیا ہی مگر اور حدیث کی کتابون مین اسکا کچھ ذکر نہین ہی الغرض حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے اس معرکہ مین اسقدر جوانمردی اور شجاعت کی کہ بیان مین نہین آسکتی چنانچہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ اُحد کی لڑائی مین میرے بدن پر نو زخم لگے اور چار زخمون کے صدمہ سے
مین زمین پر گر پڑا اور جب گرتا تھا تو ہر بار ایک مرد خوبصورت کہ اُسکے بدن سے خوشبو آتی تھی زور
سے میرے بازو پکڑکر کھڑا کر دیتا تھا اور کہتا تھا کہ تو خدا اور رسول کی تابعداری مین ہی اور وے
دونون تجھسے راضی ہین کافرون کی طرف متوجہ ہو کر جہانتک ہو سکے مارنے مین قصور نہ کر پھر جب
لڑائی ہو چکی مین نے یہ حال آپکے حضور پر نور مین عرض کیا فرمایا اُسکو تمنے پہچانا مین نے کہا نہین
مگر وہ شخص مثل دحیہ کلبی کے تھا آپ نے فرمایا اے علی اللہ تعالے تیری آنکھ روشن کرے وہ جبرئیل
تھے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس لڑائی مین بہت دلاوری سے لڑے اور اپنا ہاتھ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آڑ کر کے ابن قمیہ ملعون کی تلوار کو روکا کہ اُنکا ہاتھ زخمی ہو کر لٹک پڑا
اور باوجود اسکے کہ اُنھون نے اس لڑائی مین اسّی زخم کھائے مگر کافرون سے لڑتے رہے
اور آپکی حفاظت کیا کیے اور انس بن النظر انس ابن مالک کے چچا نے جب سنا کہ کافرون نے
دور از حال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کیا اپنے یارون سے کہا کیا بیحیائی ہی کہ ہم زندہ
رہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مارے جاوین پس تلوار میان سے کھینچ لی اور کافرون کے
لشکر مین جاکر بہتیرون کو فی النار اسفر کیا اور کچھ اوپر اسّی زخم کھاکر شہید ہوئے اور سعد

بن وقاص سنے کہ تیر اندازی پر بقدر تھے مالک ابن زہیر کو کہ اُسنے بہت مسلمانون کو مارا اور زخمی کیا تھا
ایک ہی تیر سے ہلاک کیا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے حق مین دعاے خیر کی کہ
اے اللہ ہمیشہ سعد کی دعا قبول کیا کہ پس سعد رضی اللہ عنہ آپکی دعا کی برکت سے مستجاب الدعوات
ہوگئے اور ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے تئین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سپر بنایا
اور جو تیر کافرون کی طرف پھینکتے تھے وہ خالی نہ جاتا تھا اور اُنکے ترکش مین بیس پچاس تیر تھے
جب سب ہو چکے آپ نے اُنکو ایک لکڑی دی کہ اُنھون نے اُسکو کمان مین رکھکر مارا اُسنے تیر کا
کام کیا اور ایسے ہی جب عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی آپ نے اُنکو خرمے کی ایک شاخ دی
کہ اُنکے ہاتھ مین بہت اچھی تلوار بنگئی اور اُسکا نام عجون رکھا اور وہی تلوار کسی امیر کے ہاتھ
دو سو دینار کو بکی اور اُسی دن قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر ایک تیر ایسا آلگا کہ اُنکی آنکھ
نکل پڑی آپ نے اپنے ہاتھ سے اُسکو اُسکی جگہ پر رکھکر فرمایا اے اللہ اُسکی آنکھ کو اچھا کر دے
پس اُنکی وہ آنکھ دوسری آنکھ سے بہتر اور زیادہ روشن ہوگئی اور جنگ احد اور جنگ دلا اور رون اور جانبازون کے
حفظہ ایک صحابی تھے کہ اُنکو غسیل الملائکہ کہتے ہین اُنکا قصہ عجیب و غریب لائق سننے کے ہے
کہ اُسی رات کو مدینہ مین اُنکا بیاہ ہوا تھا صبح کو وے غسل کے ارادے مین تھے کہ اُنھون نے
یکایک کافرون کا غلبہ سنا اور بیچین ہوے اُسی وقت ہتھیار باندھکر معرکے مین شریک ہوے
اور لڑنے لگے اور بہت کافرون کو زخمی اور مار کر خود شہید ہوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے دیکھا کہ اُنکو فرشتے نہلا رہے ہین بعد دریافت حال کے معلوم ہوا کہ اُنکو نہانے کی حاجت تھی
اسی سبب سے اُنکو غسیل الملائکہ کہتے ہین ابو سعید ساعدی فرماتے ہین کہ جب مین حنظلہ رضی اللہ
عنہ کی لاش پر گیا تو اُنکے سر سے پانی ٹپکتا پایا اور عمرو بن جموح انصاری لنگڑے تھے جب اُنھون نے
سنا کہ اصحاب پر بڑی تنگی اور آفت ہے جانے کا ارادہ کیا اُنکی بی بی نے منع کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے تمکو بسبب معذوری کے یہان چھوڑا ہے اور مین جانتی ہون کہ تم بھاگ کر پھیر
اوگے اُنھون نے ہتھیار اُٹھا لیے اور دعا مانگی کہ الٰہی تو مجھکو میرے گھر پھیر کر نہ لانا اور آکے
حضور مین پہونچکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین امیدوار ہون کہ لنگڑے پانون سے بہشت مین جاؤن
آپ نے منع کیا اُنھون نے جب بہت اصرار کیا آپ نے اجازت دی پھر وہ معرکہ مین پھرتے تھے
احد کافرون سے لڑتے تھے یہانتک کہ شہید ہوے اور جب اُنکی بی بی نے اُنکو اُنکی لاش کو اونٹ پر
لادکر دفن کے لیے مدینہ کا قصد کیا اونٹ بیٹھ گیا ہر چند اُٹھایا نہ اُٹھا آخر کو معلوم ہوا کہ

انھوں نے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھکو میرے گھر کی طرف نہ پھیر بیجانا پھر اُنکو اُتار کر وہین دفن کیا اور مصعب بن عمیر کہ مہاجرین کا علم اُنکے ہاتھ مین تھا ابن قمیہ ملعون نے تلوار سے اُنکا سیدھا ہاتھ کٹ گرا دیا اُنھون نے اُلٹے ہاتھ مین علم لیا اور کہا وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل پھر اُس ملعون نے دوسرا ہاتھ بھی کاٹ ڈالا مصعب رضی اللہ عنہ دونون بازو سے علم کو سینہ مین ملائے ہوے میدان مین چلتے تھے پھر ایک تیر اُنکے سینہ پر لگا وہ گر پڑے اللہ تعالے نے ایک فرشتہ مصعب کی صورت کا بھیجا کہ آخر لڑائی تک علم کو لیے رہا اور وہب بن قابوس مزنی رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے کہ نہایت شجاعت سے تین مرتبہ کافرون کے لشکر کو برہم درہم کر دیا اور اُنکو اُنکی طرف نہ آنے دیا یہانتک کہ شہید ہوے سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُحد کی لڑائی مین مین نے جو شجاعت اور دلاوری وہب بن قابوس مزنی سے دیکھی ایسی کسی معرکے مین کسی سے نہ دیکھی اور بعد اُنکی شہادت کے مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اُنکے سرہانے کھڑے فرماتے رضی اللہ عنک فانی عنک راض یعنی اللہ تجھسے راضی ہو اور مین بھی تجھسے راضی ہون اور فحریق ایک یہودی نہایت عقلمند تھا اُسنے آپکی صفتین اگلی کتابون مین دیکھی تھین جسدن جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُحد کی لڑائی کو نکلے تھے اُس یہودی کے دل مین اسلام کی خواہش پیدا ہوئی وہ ہتھیار لگا کر آپکے حضور مین آکر مسلمان ہوا اور نہایت جوانمردی اور دلاوری سے اسقدر لڑا کہ شہید ہوا اور مسلمانون کے لشکر مین چند عورتین تھین کہ غازیون کو پانی پلا پلا کر ٹھنڈا کرتی تھین اُنمین ایک عورت نسیبہ مازنی کعب کی تھی جب اُسنے کافرون کا غلبہ دیکھا پانی پلانا موقوف کیا اور ہتھیار لگا کر بہت کافرون کو جان سے مارا اور بہتیرون کو زخمی کیا اور میدان سے نہ ہٹی اور لڑائی سے منھ نہ موڑا اور ہاتھ نہ روکا اور اُسکے تیرہ زخم لگے تھے کہ ایک زخم سال بھر مین اچھا ہوا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے حق مین اور اُسکے خاوند زید مین عاصم اور اُسکے لڑکون عمارہ اور عبداللہ کے حق مین دعا فرمائی کہ اللھم اجعلھم رفقائی فی الجنۃ یعنی الٰہی جنت مین ان سبکو میرا رفیق کر سبحان اللہ کیسی عورت تھی کہ بہت مردون پر فائق تھی اور یہ بات سچ ہے کہ جب شیر جنگل سے نکلتا ہے سب یہی کہتے ہین کہ شیر نکلا کوئی نہین کہتا کہ یہ یا وہ ہے یا مرد الغرض اس لڑائی مین اصحاب رضی اللہ عنہم کا مارنا اور مارا جانا اس سے زیادہ ہے جو یہان ذکر ہوا اگر ہر ایک کا قصہ جدا جدا مفصل بیان ہو تو یہ کتاب ایک بڑا دفتر ہو جاے اور جو شدتین اور تکلیفین خاص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اس لڑائی مین پہونچین اُسکے علاوہ ہین

منقول ہے کہ پانچ کافروں نے آنحضرت پر اتفاق کیا ایک عبداللہ بن قمیہ دوسرا عتبہ بن ابی وقاص تیسرا عبداللہ بن شہاب زہری چوتھا ابی بن خلف پانچواں عبداللہ بن حمید اسدی تھا اور ان کافروں نے نہ جانا کہ آپ اُنکے ہاتھ سے نہ رہ جائینگے اور جبتک آپکا دین پورا نہو لیگا اور سب دینوں پر غالب نہ آویگا آپ عالم سے نہ جائینگے غرض کہ ابن قمیہ ملعون نے اسقدر تیر مارے کہ آپکا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا اور خود کے حلقے گالوں میں دھنس گئے جم بیٹھے کہ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے اگلے دانت سے کھینچا اُنکا دانت ٹوٹ گیا پھر دوسرے دانت سے کھینچا وہ بھی گر پڑا اتنے میں ایک تیر آنکی پیشانی مبارک میں لگا کہ وہ زخمی ہوگئی اور خون اُس سے بہ کر ڈاڑھی تک آیا آپ اُسکو اپنی چادر سے پوچھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر اس خون کا ایک قطرہ زمین پر گریگا بلاے آسمانی نازل ہوگی اور ساری خلق کو نیست اور نابود کریگی اور کبھی زمین پر سبزہ نہ جمے گا اور باوجود اسکے کمال رحمت سے دعا کرتے تھے اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون یعنی اے اللہ میری قوم کو تو بخشدے کہ مجھکو نہیں جانتے اور میری حقیقت نہیں پہچانتے اور عتبہ بن ابی وقاص ناپاک نے آپکے چہرہ شریف پر ایک تیر ایسا مارا کہ نیچے کا ایک اگلا دانت شہید ہوا اور عبداللہ بن شہاب نے ایک تیر سے آپکے سر مبارک کو زخمی کیا اور آپکے منہ پر تلوار ماری پر اللہ تعالے کے حفظ و حمایت سے کسی نے کچھ کام نہ کیا اور جب ابن قمیہ ملعون نے اپنے ہاتھ آپکے بدن مبارک پر مارا تو آپ اسکے صدمہ سے گر پڑے اُس ملعون نے پکار کر کہا کہ میں نے محمد کو مارا اور شیطان بھی خوش ہوا اور یہ خبر کافروں کے لشکر میں مشہور کی لیس طلحہ رضی اللہ عنہ نے جھپٹ کر آپکو اپنی بغل میں لے لیا اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے آپکا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا جناب پیغمبر علیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن پانچوں کافروں کے لیے بد دعا فرمائی کہ یہ سب ایک ہی سال میں مرجائیں پس چھ روز نہ گذرے تھے کہ اُسی سال میں مرے اور ابی ابن خلف اخیر لڑائی میں گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور آنحضرت کو دیکھکر بے ادبانہ کلام کیا اور کہا کہ اے محمد اگر تم آج میرے ہاتھ سے بچ جاؤ تو میں نجات پاؤں پس صحابہ نے اُسکے مارنے کا قصد کیا آپ نے فرمایا ان عوام کے ہاتھ سے نیزہ لیکر مارا اُسکی گردن پر لگا وہ گھوڑے پر سے گر پڑا چلاتا ہوا کہ مجھکو محمد نے مارا اپنی قوم میں پہونچا لوگوں نے کہا یہ زخم ایسا نہیں کہ تو اسقدر چلاتا ہے فقط کچھ خراش سا لگا ہے اُس بدبخت نے کہا قسم خدا کی میرا آدھا زخم اگر تمام عرب والوں کو تقسیم کیا جاوے سب کیلئے کافی مرجائیں آخر وہ بدبخت بھاگتے

مرا نظر ان پر پڑی کہ مکہ وہان سے ایک منزل رہجاتا ہے مرگیا اور عبداللہ بن حمید ملعون نے آپکے مارنے کو گھوڑا دوڑایا ناگاہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی ہاتھ میں اسکو دوزخ میں بھیجا اسی طرح یہ پانچوں کافر برے حال سے مارے گئے جب آپکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ پھر پیٹھ جائیں ناطاقتی سے چڑھ نہ سکے طلحہ رضی اللہ عنہ اگرچہ منہوں سے جوڑ رہے تھے مگر آپکے لیے بیٹھ گئے اور آپ چڑھ بانوں انکی پیٹھ پر رکھکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور فرمایا کہ طلحہ نے اپنے اوپر جنت کو واجب کرلیا اور کافر میدان میں دوڑتے اور اپنی بہادری اور شجاعت بیان کرتے تھے اور انکی عورتیں مثل ہندہ وغیرہ کے مسلمانوں کے بدن کو کاٹ کر اور تاگے میں پرو کر زیور کی طرح گلے اور ہاتھوں میں پہنتی تھیں اور کافر یہ کہکر وہان سے چلے کہ اے گروہ مدینہ میں پھر ہمارے تمہارے لڑائی ہو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب کافر ہرگز فتح نہ پائینگے اور اس معرکے میں ستر مسلمان کہ انمیں چار مہاجر اور باقی انصار تھے درجہ شہادت کو پہونچے اور بیس کافر مارے گئے اور ابو عزہ شاعر کہ اسکو بدر میں بے فدیہ چھوڑ دیا تھا پھر لیکر آیا تھا اس لڑائی میں پھر قید ہوکر مارا گیا اور بعد اس معرکے کہ اس سے مسلمانوں کو بہت تکلیف پہونچی تھی گرفتار ہوکر قتل ہوا اور احد کے شہیدوں کے اوپر نماز پڑھنے میں دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازے کی نماز پڑھی بعد اسکے جسکا جنازہ آتا تھا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے آگے رکھدیا جاتا تھا اور امیر حمزہ نماز پڑھی جاتی تھی یہانتک کہ احد میں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازے پر ستر مرتبہ نماز پڑھی گئی اور اس روایت کو حنفیوں نے اختیار کیا ہے اور دوسری روایت کہ اکثر حدیث کے اماموں نے نقل کی ہے اور اسکو شافعیوں نے اختیار کیا ہے یہ ہے کہ آپ نے احد میں احد کے شہیدوں پر نماز نہیں پڑھی اور بعد آٹھ برس کے شروع مرض میں قریب اپنی وفات کے ایک نماز پڑھی لیکن اس سب کا اتفاق ہے کہ شہیدوں کو غسل نہیں دیا گیا اور جو کپڑے خون بھرے تھے انمیں دفن ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی شہید کو یہاں سے اور جگہ نہ لیجاوے اور جو کوئی لیگیا ہو پھیر لاوے جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد عبداللہ کو پھیر لے گئے تھے آپکے حکم سے احد میں پھیر لائے اور فرمایا کہ جس جس کو انمیں بہت محبت تھی انکو ایک ہی قبر میں دفن کرو چنانچہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو آپکے بھانجے عبداللہ بن جحش کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا اور جب سب شہیدوں کو دفن کرچکے تو شب شام کے آپ سوار ہوکر مدینہ طیبہ کو تشریف لیگئے وہان ہر قبیلے کی عورتیں کہ آپکی منتظر تھیں آپکا استقبال کرکے ساتھ چلیں [illegible] اور سلامت رہنے کا شکر کرنے [illegible]

اور جس کسی کو یہ مصیبت پہونچی تھی اپکی تندرستی سے اُسکو اُسکا رنج نہ تھا اور ایک عورت تھی کہ اُسکا باپ اور خاوند اور بھائی سب غریزو قریب مارے گئے تھے وہ کہتی تھی اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہین تو مجھکو کسی کے مارے جانے کا غم نہین بلکہ وہ آپ پر تصدق ہوے اچھا ہوا اور جب آپ بنی عبدالاشہل کے قبیلے کے نزدیک پہونچے کہ بشر بنت رافع سعد بن معاذ کی والدہ دوڑتی ہوئی آپکی زیارت کے لیے باہر نکل آئین اور آپ گھوڑے پر سوار تھے سعد بن معاذ نے گھوڑے کی باگ روک کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ میری ماں ہو کہ آپکی زیارت کو آئی ہو آپ ٹھہر گئے اور وہ نزدیک آکر دیدار فیض آثار سے مشرف ہوئین اور عرض کیا مین نے آپکو سلامت پایا اب سب مصیبت مجھپر آسان ہو آپ نے اُنکے بیٹے عمر بن معاذ کا ذکر کرکے فرمایا اے ام سعد خوشی کی جگہ ہو نہ رنج کی اسواسطے کہ اُحد کے سب شہید بہشت کے مکانون مین سیر اور خوشی کرتے پھرتے ہین وے لوگ اپنے عزیزون مین سے جسکی شفاعت کرینگے اللہ تعالے اُنکو قبول فرماویگا ام سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ اب جو لوگ باقی ہین اُنکے حق مین دعا فرمایئے آپ نے فرمایا اللھم اذھب حزن قلوبھم واجر مصیبتھم یعنی اے اللہ اُنکے دلون کا رنج دور کر اور اُنکی مصیبت کا بدلا دے پھر فرمایا جو کوئی زخمی ہوا اپنے گھر جاکر دوا کرے میرے ساتھ میرے گھر تک آنا کچھ ضرور نہین اُس قبیلے کے قریب تیس آدمیون کے زخمی تھے اپنے اپنے گھر چلے گئے اور سعد بن معاذ آپکے ساتھ رہے اور آپکو پہونچا کر اپنے گھر گئے منقول ہو کہ جب مدینہ کے لوگ آپکے استقبال کو نکلے تھے فاطمہ بیٹی امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بھی ہمراہ آکر بیٹھی تھین دیکھا کہ اپکا لشکر غول کا غول چلا آتا ہی ہر چند اپنے باپ کو تلاش کیا نپایا تب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میرا باپ کہان ہی ہین اُسکو لشکر مین نہین دیکھتی ہون صدیق اکبر کو رقت آئی اور آنکھون مین آنسو بھر آئے اور فرمایا یہ دیکھو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیے آتے ہین جب آپ قریب آئے اُس تیمیہ نے اپنے باپ حمزہ کو آپکے ساتھ بھی نہ دیکھا گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض کیا میرا باپ حمزہ کہان ہی آپ نے فرمایا مین تیرا باپ ہون اُسنے کہا یا رسول اللہ اس کلام سے مجھکو اپنے باپ کی شہادت کی ہوا آتی ہی اور یہ کہکے بے اختیار رونے لگی سب اصحاب بھی اُسکا حال دیکھکر رونے لگے بعد اُسکے اُسنے اپنے باپ کی شہادت کی کیفیت پوچھی آپ نے فرمایا اے بیٹی اگر مین اُسکو بیان کرون تو تیرے دل کو اُسکے سُننے کی تاب نہ آویگی اِس بات سے وہ اور بھی زیادہ بے اختیار رونے لگی آپ نے اُسکی تسلی کرکے خاموش فرمایا اور منقول ہو کہ جب ابوسفیان وغیرہ قریش اُحد سے مکہ کو پھرے راہ مین اپنے پھرنے سے پشیمان ہوکر کہنے لگے کہ ہمنے مصیبت

اٹھائی اور لشکر جمع کیا اور ابھی کام ناتمام چھوڑ کر پھر آئے اب مصلحت یہ ہو کہ پھر علیین اور بیخ کنی اسلام کی کریں جب یہ خبر اکیو پہونچی اتوار کے دن کہ لڑائی کا دوسرا دن تھا بلال کو حکم کیا کہ مدینہ کے محلون مین پکارو کہ کافرون کے جہاد کے لیے دوڑو اور جو لوگ کل لڑائی مین شریک تھے وہی آوین سوائے اُنکے اور کوئی نہ آوے اسواسطے کہ مشرک لوگ یہ نہ جانین کہ مسلمان کل کی لڑائی سے سست ہو گئے اور بہت مارے گئے ہین صحابہ رضی اللہ عنہم یہ آواز سنتے ہی زخمون پر پٹیان باندھکر لڑائی کے واسطے مستعد ہوے اور سوائے اُنکے اور لوگ بھی لڑائی پر آمادہ ہوے مگر آپ نے سوائے جابر بن عبداللہ کے اور کسی کو اجازت نہ دی اور علم کو علی مرتضیٰ یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد فرما کر روانہ ہوے اور حمراء الاسد مین کہ مدینہ سے تین کوس ہے مقام کیا اور فرمایا کہ پاسو جگہ پر آگ جلا دو تاکہ کافر لوگ بڑا لشکر سمجھکر ڈرین اور معبد خزاعی کہ ابھی مسلمان نہین ہوا تھا اُسی دن مکے کو جاتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کو وہان دیکھکر ابوسفیان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑا لشکر لیے ہوے تمسے لڑنے کو حمراء الاسد مین تشریف رکھتے ہین وہ لوگ یہ خبر سنکر بہت ڈرے اور اگرچہ ظاہر مین ابوسفیان نے مسلمانون سے کہلا بھیجا کہ ہم تمسے لڑنے اور تمکو برباد کرنے آتے ہین لیکن اسقدر ڈرے کہ پیچھا پھیرکر نہ دیکھا اور بہت جلد مکے مین پہونچے پھر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی مقام وہان کرکے مدینہ طیبہ کو پلٹ گئے **فائدہ** یہ بیان ہو اُحد کے شہیدون کی فضیلتون کا منقول ہو کہ جو لوگ غزوۂ اُحد مین شہید ہوے تھے اُنکے عزیز و قریب اُنکے مارے جانے سے نہایت مجروح خاطر شکستہ دل تھے آپ نے اُنکی تسلی اور اطمینان کے لیے اُن شہیدون کا حال بیان کیا کہ جب اُنکی روحین اُنکے بدنون سے جدا ہوئین حق تعالیٰ نے اُن روحون کو سبز چڑیون کے بدن عنایت کیے پس ہر روز بہشت کی نہرون پر آکر اُسکا پانی پیتے ہین اور بہشت کے میوے کھاتے ہین اور بہشت کے باغون مین اُڑتے پھرتے ہین اور وہان کے مکانون مین رہتے ہین بعد اُسکے سب سیر کرچکتے ہین رات کو سونے کی قندیلون مین کہ عرش مجید مین لٹکتی ہین رہتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین مناجات کرتے ہین کہ الٰہی ایسا کون ہو کہ ہمارا پیغام ہمارے بھائیون کو پہونچاوے اور ہمارا سب حال اُنسے کہے اور اس عیش و آرام سے اُنکو آگاہ کرے کہ وہ دنیا مین فرصت نہیت جانکہ لڑائی اور جہاد مین جان و دل سے کوشش کرین اللہ تعالیٰ نے اُسکے جواب مین فرمایا کہ مین تمہارا پیغام تمہارے بھائیون کو پہونچاؤنگا اور اُسی پر یہ آیہ نازل فرمائی ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہ

ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم الا خوف علیہم ولا ہم یحزنون یعنی جو لوگ خدا کی راہ مین مارے گئے
انکو تم مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہین اور وہان کھاتے پیتے خوش خرم ہین اور
انکو اُنکے پروردگار نے اپنی عنایت اور فضل سے جو نعمتین دی ہین اور وہ چاہتے ہین کہ اپنے بھائیون کو
یہ خبر پہونچا دین کہ ہمپر کچھ خوف اور رنج نہین ہے اور ابی قروہ سے مروی ہے کہ ایکدن جناب رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء اُحد کی قبرون کی زیارت کو تشریف لیگئے اور فرمایا اے اللہ
مین اس بات کا گواہ ہون کہ یہ لوگ تیرے راضی ہونے کے لیے شہید ہوے ہین پھر فرمایا قیامت تک
جو شخص انکی زیارت کرے اور اپنا سلام بھیجے یہ اُسکا جواب دینگے اور ہر سال آپ اُنکی زیارت کو
جاتے اور فرماتے تھے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور بعد آپکے جناب صدیق اکبر اور
عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے بھی یہی طریقہ ہمیشہ جاری رکھا اور فاطمۂ خزاعیہ فرماتی ہین
کہ مین ایکدن اُحد مین گئی اور کہا کہ اے حمزہ پچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میرا اسلام
کہا ہو پہنچے پھر مین نے اُسکے جواب مین یہ آواز سنی کہ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ باقی
انیسمیلتین اُحد کے شہیدون کی حدیثون کی کتابون مین بہت ہین یہان اُن سبکی گنجایش نہین

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم + ذکر غزوہ

حنین حنین کی لڑائی سنہ آٹھ ہجری عید کے مہینے مین واقع ہوئی اور حنین مکے اور طائف کے
بیچ مین ایک جگہ کا نام ہے اور ایک روایت مین ہے کہ حنین اُس دریا کا نام ہے جو مکے سے طائف کی
طرف تین رات دن کی راہ ہے اور قصہ اسکا یہ ہے کہ جب مکہ فتح ہوا اور اُسکے انتظام و بست سے
فراغت ہوئی سب حرب والون نے آپکی تابعداری اختیار کی مگر دو قبیلون یعنی ہوازن اور
ثقیف نے حسد اور تکبر سے چھوڑا اور یہ لوگ بہت سرکش اور مالدار تھے انھون نے آپسمین کہا کہ
اب محمد نے قریش پر فتح پائی اور اس سے اُنکی خاطر جمع ہوئی کچھ عجب نہین ہے کہ ہماری طرف
متوجہ ہون اب صلاح یہ ہے کہ وہ ہماری طرف نہ آنے پاوین ہم لشکر لیکر اُنکی طرف جائین بعد اسکے
ہوازن نے زبردست لشکر جمع کر کے مالک بن عوف نضری کو سردار کیا اور ثقیف نے کنانہ بن عبد یالیل
ثقفی کو اور بعضے قبیلون کو کہ اُنکی حوالہ مین رہتے تھے اپنی کمک کو بلا کر سب چار ہزار آدمیون
سے نکلے اور اپنے اہل و عیال اور جانور سب ساتھ لیے جب یہ خبر جناب سرور عالم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی آپ نے ایک شخص کو اس خبر کی تحقیق کے لیے بھیجا وہ اُنکے لشکر مین
جا کر اور سب حال دریافت کر کے پلٹ آیا اور وہان کی سب خبر عرض کی کہ اسقدر آدمی اور

ف ذکر غزوہ حنین ۱۲

ہتھیار اور جانور ہین آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالے یہ سب مسلمانون کو ملیگا اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ لڑائی کے لیے مستعد ہو جائین ایک صحابی نے کہا کہ آج ہمپر کافر غالب ہونگے آپ اس بات سے آزردہ ہوے اسواسطے کہ جنگ احد مین ایسی ہی باتون سے مسلمانون کو شکست ہوئی تھی کہ اپنی شوکت اور کثرت پر نازان تھے اور یہ نہ جانا کہ فتح ہونا لشکر کے بہت ہونے سے نہین ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوا القصہ جب لشکر اسلام تیار ہوا آپ نے عتاب بن اسید کو مکے کا عامل کیا اور بارہ ہزار مسلمان کہ دس ہزار مدینہ کے اور دو ہزار مکے کے نئے مسلمان تھے ساتھ لیکر شنبہ آٹھ ہجری عید کی چھٹی تاریخ دوشنبہ کے دن مکے سے نکلے اور ہوازن نے تین جاسوس لشکر اسلام کی خبر لانے کو بھیجے تھے وہ یہان کا حال دریافت کرکے نہایت ڈرے اور کانپتے ہوے اپنے لشکر مین جاکر کہا کہ ہمنے محمد کے لشکر مین ہزارہا آدمی سفید کپڑے پہنے ابلق گھوڑون پر سوار ایسے دیکھے کہ ہرگز کبھی ویسے لوگ نہین دیکھے تھے اب مصلحت یہ ہے کہ تم بھر جاؤ اور ادھر کا ہرگز قصد نکرو کہ تم پر بھی فتح نہ پاؤگے ان بدبختون نے ان جاسوسون کا کہنا نہ مانا اور انہی لوگ بھیجے وہ بھی یہی حال دیکھکر آئے اور انکو اس قصد سے منع کیا وے نخون کرفتہ اپنے ارادے سے نہ پھرے اور لشکر اسلام کے پہونچنے سے پہلے حنین کے جنگل مین آکر آڑ مین بیٹھ رہے اور یہ صلاح کی کہ جب مسلمانون کی فوج داخل ہو تو ہر طرف سے تیر مارو الغرض جناب پیغمبر عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤلفین تاریخ صحیح کو اس جنگل کے نزدیک پہونچے اور جھنڈے لشکر کے ہر قبیلے کے سردارون کو عنایت کیے اور چونکہ راستہ وہان کا بہت تنگ تھا مسلمانون کی فوج نے چاہا کہ تھوڑے تھوڑے غول ہوکر اور راہون سے وہان پہونچین پس ساری فوج متفرق ہوئی دشمنون نے موقع پایا اور آڑ سے نکلکر مسلمانون کے لشکر مین آکر لڑائی شروع کردی اور ہر طرف سے مارنے لگے پس وہ غول مسلمانون کا کہ اسمین اکثر نئے مسلمان تھے ہتھیار تھے بھاگا اور انکو دیکھکر اورون کے بھی پانون اکھڑے اور متفرق ہوے اور اسقدر تفرقہ پڑا کہ سوائے چند آدمیون کے آپکے پاس کوئی نہ رہا اور آپ کو اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھتے تھے اور اسباب ظاہری پر نظر نہ تھی باوجود اس پریشانی کے اپنے گھوڑے کو کہ دلدل نام تھا دشمنون کی طرف بڑھاتے تھے اور پکارتے تھے کہ اپنے تئین دشمنون کے لشکر مین پہونچاوین ابوسفیان بن حارث آپکے گھوڑے کی باگ روکتا تھا اور آپ فرماتے تھے کہ یا انصار اللہ و یا انصار رسولہ اس وقت مین بیشمار صحابہ اور [illegible] یقینی جانتا ہون کہ اللہ تعالے موافق اپنے وعدہ کے میری مدد کریگا ثم [illegible] اور لڑنے

مگر بھاگنے والوں میں سے کوئی منہ پھیر کر نہیں دیکھتا تھا اور بعضے نئے مسلمان کہ انکا سینہ منفض
اور حسد سے خوب صاف نہیں ہوا تھا کہتے تھے کہ آج محمد کا جادو نہ چلا اور انکے اصحاب انسے
بھاگ گئے ہیں کہ دریا کے کنارے تک نہ ٹھہرینگے پس جب یہ سب لوگ پریشان ہو گئے اور سوائے
ان چند آدمیوں کے اور کوئی نہ رہا علی ابن ابیطالب عباس بن عبد المطلب ابوسفیان بن حارث
ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب تتمہ فضل اسامہ بن زید عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب عقیل
بن ابیطالب ابوبکر عمر عبد اللہ بن مسعود اور چند آدمی اور اہلبیت کے پس آپ نے ان
صحابیوں کے ساتھ ثبات قدمی کر کے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنے یاروں کو پکارو اور
کہو یا معشر الانصار یا اصحاب السمرۃ اور سمرہ ایک درخت کا نام ہے کہ صحابہ نے حدیبیہ کی لڑائی میں
اسکے نیچے بیعت کی تھی اُن اصحاب کو اصحاب الشجرہ اور اہلبیت الرضوان بھی کہتے ہیں عباس نے
کہ انکی آواز بہت بڑی تھی آپکے فرمانے سے ہر ایک کا نام لیکر پکارا سب نے کہا ہم حاضر ہیں اور
عباس رضی اللہ عنہ کی طرف دوڑے اور بعضوں کی سواری سست تھی وہ اپنی سواریوں سے
کود کود کر آپکی طرف دوڑے اور ترتیب بتوارد میمنہ کے جمع ہوئے اور تلواریں نکالکر انکی باڑ کافروں پر
ایسی مارنی شروع کی کہ گویا آسمان سے ستارے ٹوٹ پڑے اور آپ بھی سواری سے اُترے اور ایک
مٹھی خاک یا کنکریاں دشمنوں کی طرف پھینکیں نہیں رہ خاک سبکی آنکھوں میں پڑی اور اُن
بے نصیبوں نے شکست کھائی اور بھاگے اور نہایت بُری طرح سے مارے گئے اور اس لڑائی میں
چار مسلمان شہید ہوئے اور ستر کافر جہنم کو گئے اور بہت لوگ مسلمان ہوئے اور ایک گروہ نے
ہوازن سے کہ پس کے ساتھ طائف کے قلعہ میں پناہ لی اور بعضے اس مال کے بچانے کو جو اوطاس میں
رکھ آئے تھے دوڑے اور مسلمانوں نے انکا پیچھا تک نہ کیا سب کو قتل کر کے وہ سب مال لوٹ
لائے اور وہاں کے سب قیدی نے توڑ ڈالے اور وہ لوگ کہ طائف کے قلعہ میں پہنچے تھے عاجز
ہو کر حاضر ہوئے اور اس روز چھ ہزار غلام اور چوبیس ہزار اونٹ اور چھ ہزار بکریاں اور
اور کئی سو چاندی مسلمانوں کے ہاتھ لگی آپ نے فرمایا کہ اس لوٹ کو جعرانہ میں جمع کرو اور
حفاظت رکھو کر بعد فرصت کے میں بانٹونگا اور جعرانہ ایک چشمہ ہے بین مکہ و طائف اور اوطاس اور
حنین کے بیچ میں مکے سے ایک منزل پر ایک جگہ ہے اور آپ طائف کی مہم سے فراغت
کر کے جعرانہ میں تشریف لائے اور اس مال کو تقسیم کیا اور چند روز یا مہینہ دن وہاں رہکر شب
کو گئے ہیں آپ عمرہ بجا لائے اور بعد اس فتح کے بہت لوگ ایمان لائے اور وہاں کے

صلے اور وہ ملک ہوازن میں ایک جنگل ہے اور طائف کے

قیدیون مین شیما انکی دودھ شہر کی بہن بھی تھین آپ نے اُنکے لیے اپنی چادر مبارک بچھادی اور محبت
خاطر کرکے انکو اسیر نہ سمجھا یا اور جوش محبت سے آپکے آنسو جاری ہوے پھر آپ نے اپنی دائی حلیمہ اور
انکی قوم کا حال پوچھا انھون نے عرض کیا کہ یہ سب لوگ دنیا سے چل بسے پھر آپ نے فرمایا تیرا جی
چاہتا ہے تو میرے پاس رہ کہ مین تجھکو بہت اچھی طرح سے رکھونگا اور اگر مناسب رہو تو اپنے گھر جا اور
مین تجھکو کچھ دون انھون نے اپنے شہر مین جانا قبول کیا پھر آپ نے ایک لونڈی اور تین غلام
اور چند بکریان دیکر رخصت فرمایا شیما رضی اللہ عنہا مسلمان ہوکر اپنے گھر تشریف لیگئین اور
باقی لڑائیون کا حال کہ سنہ اول ہجری سے سنہ دسن ہجری تک وقوع مین آئین کتب سیر اور
احادیث مین مذکور ہی یہان اُن سبکے بیان کی گنجایش نہین الصلوٰۃ والسلام علیک
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصل یہ ذکر ہوا آپکی بیماری اور اُسکی شدت کا
اور اُن واقعون کا جو اُن دنون مین گذرے جاننا چاہیے کہ جب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ہجرت کے دسوین برس حج کیا تو بعد دین کے حکم اور حج کے طریقے سکھلانے کے
اپنی وفات کا اشارہ بیان فرمایا اور لوگون کو رخصت کیا اور کہا یہ حجۃ الوداع ہی شاید اسکے
سال مجھکو حج نہ نصیب ہو اور مین تم مین نہ رہون اور اُسی دن عصر کے وقت یہ آیۃ شریف
نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی آج مینے
تمھارا دین کامل کیا اور اپنی نعمتین پوری کین اور تمسے سبب دین اسلام کے راضی ہوے
پس اس آیۃ کے اُترنے کے بوجھ سے آپکا اونٹ قصواء بیٹھ گیا اور اگرچہ بظاہر یہ آیت موجب
سرور اور باعث خوشی تھی لیکن جو صحابہ عقلمند اور باریک بین تھے نہایت ملول اور
شکستہ خاطر ہوے اور سمجھے کہ اب زمانہ آپکی وفات کا قریب آیا چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ بعد اس
آیت کے اُترنے کے بروایت صحیح جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دو مہینے اکیس دن
دنیا مین زندہ رہے منقول ہی کہ اللہ تعالے نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ ہم تجھکو صفر کے
مہینے کے بعد اپنے پاس بلا لینگے سو اخیر اس وعدے کے آپ ربیع الاول کے جانے کے نہایت
مشتاق رہتے اور اللہ تعالی کے دیدار کے شوق مین بیقرار ہوکر فرماتے تھے مین بشارتی ہجوم
صفر شدہ بدخول اجنۃ یعنی جسمین مجھکو صفر کے مہینے کے تمام ہونے کی خوشخبری پہونچیگی
مین اُسکو بہشت مین داخل ہونے کی بشارت دونگا اور اسی حج کے دنون مین صحیح روایت
اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی آپ بموجب حکم خدا کے یہ وظیفہ بہت پڑھا کرتے تھے سبحانک اللھم وبحمدک

اعلم اغفرلی انک انت التواب الرحیم صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ یہ وظیفہ زیادہ کیوں پڑھتے ہیں فرمایا کہ اب تمسے جدا ہونے اور اللہ تعالے سے نزدیک ہونے کا وقت قریب آیا ہے اور اللہ نے مجھکو تسبیح اور استغفار کا حکم کیا ہے یہ کہا اور روئے سب نے عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ مرنے سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالے نے آپکو معصوم اور بے گناہ پیدا کیا ہے آپ نے فرمایا یہ دن بہت سخت ہے کہ سکتہ آنے والا ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک مہینے آگے سے اپنی وفات کی اس طرح خبر دی تھی کہ ایک دن ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے خاص صحابیوں کو بلایا اور نہایت شفقت اور رحمت سے آب دیدہ ہو کہ فرمایا میں تمکو وصیت کرتا ہوں کہ پرہیزگاری نہ چھوڑنا اور خدا کے غضب سے ڈرتے رہنا اب میں تمکو خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ ہر حال میں تمہارا مددگار اور نگہبان رہیگا تمکو لازم ہے کہ حق تعالے سے غرور اور تکبر نہ کرنا اور اسکی خلق میں فساد نہ ڈالنا کہ وہ اس سے راضی نہیں جب آپ نے یہ کلمات درد آمیز رقت انگیز فرمائے ہمکو نہایت غم ہوا اور عرض کیا کہ آپ کبتک دنیا میں تشریف رکھینگے فرمایا فراق کا زمانہ بہت نزدیک ہے اور اللہ تعالے نے مجھکو اختیار دیا ہے چاہوں دنیا میں رہوں اور چاہوں اپنے پروردگار کی نزدیکی اختیار کروں لیکن میں نے دنیا کو چھوڑا اور قرب بارگاہ الٰہی اختیار کیا پھر ہنسنے پر پوچھا کہ آپکو کون رلاوے فرمایا میرے اہلبیت سے جو لوگ زیادہ میرے قریب ہیں پھر ہنسے التماس کیا کہ کفن آپکا کس کپڑے کا ہو فرمایا انھیں کپڑوں میں کہ میں پہنے ہوں یا مصر یا یمن کے کسی سفید کپڑے میں جو میسر آوے پھر ہنسے عرض کیا یارسول اللہ آپکی نماز کون پڑھاوے یہ پوچھکر ہمارا دل قابو سے جاتا رہا اور نہایت رقت طاری ہوئی اور آپ بھی بسبب شفقت کے آبدیدہ ہوئے اور فرمایا تم صبر کرو اللہ تعالے تمپر رحمت کرے اور تمھارے سب گناہ بخشے جب تم مجھکو نہلاؤ کفن میں لپیٹنا تب اسی گھر میں میری قبر کے کنارے مجھکو رکھکر باہر نکلجانا اور ایک گھڑی مجھکو اکیلا چھوڑ دینا کہ اس گھڑی میں پہلے میرا پروردگار اپنی رحمت خاص بھیجکر نازل کریگا پھر جبرئیل میرا دوست نماز پڑھیگا پھر اسرافیل پھر میکائیل پھر ملک الموت یعنی فرائض بہت فوجوں کے ساتھ مجھپر نماز پڑھینگے بعد اسکے میرے اہلبیت کے مرد پھر عورتیں بعد اسکے تم فوج فوج آکر نماز پڑھنا اور رونے پیٹنے سے مجھکو تکلیف نہ دینا اور جو میرے یار اور اصحاب اسوقت نہ موجود ہوں انکو میرا اسلام پہونچانا اور جو لوگ میری تابعداری کرینگے اور میرے کہے پر چلینگے انکو قیامت تک میرا اسلام پہونچاتے رہنا پھر ہنسنے عرض کیا

آپکو قبر مین کون اتارے فرمایا میرے اہلبیت اور اُنکے ساتھ فرشتے ہونگے کہ تمکو دیکھینگے اور تم اُنکو نہ دیکھوگے اور صحیحین مین عقبہ بن عامر سے مروی ہی کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھین دفنون مین ایک روز منبر پر کھڑے ہوے اور فرمایا کہ مین تمھارے آگے چلتا ہون اور تمھارا گواہ ہون اور تم سب حوض کوثر پر آؤگے اور مین یہان سے حوض کوثر کو دیکھتا ہون اور مجھکو تمام زمین کے خزانون کی کنجیان دی گئی ہین یہ اشارہ اس طرف ہی کہ بہت شہر فتح ہونگے اور مسلمانون کو بہت خزانے ملینگے اور منقول ہی کہ پہلے آپکو دردسر شروع ہوا اور آپ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین بیمار ہوے اور جب بیماری زیادہ بڑھی سب بیبیان اُسی مکان مین آپکی خدمت کے لیے حاضر ہوئین آپ نے کئی بار یہ کلمہ فرمایا اِنی اناغد اً یعنی مین کل اِس مکان مین نہ رہونگا سب بیبیان سمجھین کہ عائشہؓ کے گھر جانے کی مرضی ہی سب نے عرض کیا کہ آپ عائشہؓ کے مکان مین تشریف لے چلیے آپ نے بسکی مرضی پاکر قبول کیا اور وہان جاکر لیٹے ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا میری یہ تمنا ہی کہ مین اِس بیماری مین آپکی خدمتگذاری مین حاضر رہون فرمایا اے ابوبکرؓ اگرچہ تم یار غار ہو اور لائق پاس رہنے اور خدمت کرنے کے ہو لیکن اگر مین آپ سے سوائے اپنی بیبیون اور لڑکیون کے کسی اور سے خدمت لونگا تو اُنکو بڑی حسرت رہیگی اور اپنے دلون مین نہایت غمگین ہونگی اور بار مفارقت اور جدائی کا نہ اُٹھا سکینگی اور تمھاری بیٹی کی خدمت سے اللہ تعالے اُنکو ثواب سے محروم نہ رکھیگا پس روز بروز بیماری زیادہ ہوئی یہانتک کہ ایکدن نہایت بیچینی سے بچھونے پر لوٹتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اگر ہمسے کسی کو ایسا اضطراب ہوتا تو آپ غصہ فرماتے آپ نے فرمایا اے عائشہؓ میری بیماری بہت سخت ہی اور قاعدہ ہی کہ اللہ تعالے انبیا اور اولیا پر بہت سختی نازل کرتا ہی اور اُسکے بدلے مین سب سے زیادہ ثواب اور مرتبے عنایت فرماتا ہی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین آپکو دیکھنے آیا اور چاہا کہ آپکے بدن مبارک پر ہاتھ رکھون لیکن بسبب شدت حرارت تپ کے مین ہاتھ نہ رکھ سکا اور آپکے بدن شریف سے ایسے شعلے نکلتے تھے کہ پاس بیٹھنے والو کو اُسکی گرمی معلوم ہوتی تھی مین نے تعجب سے سبحان اللہ کہا آپ نے فرمایا کہ انبیا کے برابر کسی پر سختی نہین ہوتی اور جسقدر اُنپر مصیبت زیادہ ہوتی ہی اُسی قدر اُنکا مرتبہ زیادہ ہوتا ہی اور مروی ہی کہ اپنی سب بیماریون مین اپنے اچھے ہوجانے کی دعا مانگتے تھے مگر اِس بیماری مین دعا نہ کی اور منقول ہی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک دن اُسی بیماری مین

آپ نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور اپنے پاس بٹھایا کہ انکے کان میں کوئی ایسی بات کہی کہ وہ نہایت غمگین اور ملول ہوئیں پھر دوسری مرتبہ آپ نے انکے کان میں کچھ فرمایا کہ وہ بہت خوش ہوگئیں میں نے کہا کہ اے فاطمہ یہ کیا بات ہے تم اسقدر غمگین ہوئیں اور ابھی خوش ہوگئیں انھوں نے اسدن مجھکو کچھ جواب نہ دیا پھر آپکی وفات کے بعد میں نے وہی بات انسے پوچھی انھوں نے اسدن مجھکو جواب دیا پہلے مجھسے یہ فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال میرے پاس اکبار ایک مرتبہ کلام اللہ پڑھ جاتے تھے اس برس میں دو مرتبہ پڑھا اس سے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ میری موت بہت قریب ہے اور تمسے جدائی کا وقت نزدیک آیا یہ سنکر مجھکو نہایت غم ہوا پھر آپ نے مجھکو غمگین دیکھکر فرمایا کہ تو رنج مت کر کہ میرے اہلبیت میں سے تو ہی سب سے پہلے میرے پاس پہونچیگی پھر میں خوش ہوگئی چنانچہ چھ مہینے کے بعد حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور مبتلا زندہ رہیں آپکے غم میں رویا کیں اور کبھی خندہ نہ ہوئیں اور بتول ہر کہ جب بخار کی شدت ہوتی آپ نے فرمایا ساتھ مشکیں پانی کی مجھپر چھوڑو شاید کچھ تخفیف ہو اور میں لوگوں کو کچھ نصیحت کروں لوگ آپکا حکم بجالائے اور آپکو کچھ تسکین ہوئی پھر آپ نے باہر تشریف لاکر بیٹھنے کے ساتھ نماز پڑھی اور خطبہ بلیغ فرمایا اور بعد حمد پروردگار کے اپنی امت کے شیعوں کے لیے دعا مانگ کر فرمایا کہ انصاری میرے بڑے دوست ہیں میں انکے شہر میں آیا انھوں نے مجھکو جگہ دی اور میرا حق خوب بجالائے اور میری محبت اور مدد میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور نہایت جوانمردی کی قسم پروردگار کی میں انکو بہت دوست رکھتا ہوں تم انکے انھوں کے ساتھ نیکی کرنا اور بیرون کی برائی کا بدلا نہ لینا القصہ جب انصار نے دیکھا کہ ہماری اپکی دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے حیران و پریشان ہوئے اور اپنے اپنے گھر چھوڑکر آپکی مسجد کے گرد پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لیے جاتے ہیں خدا جانے انکے بعد ہمارا کیا حال ہوگا جب آپ نے انصار کی یہ کیفیت سنی اٹھنے کا قصد کیا اور ایک ہاتھ علی مرتضیٰ کے کاندھے پر اور دوسرا ہاتھ فضل بن عباس کے شانہ پر رکھکر مسجد کی طرف چلے اور پانوں مبارک ناطاقتی سے گھسٹتے جاتے تھے اسی طرح مسجد شریف میں پہونچے اور منبر کے پہلے درجے پر بیٹھ گئے اور بسبب شدت درد سر کے سر مبارک پر پٹی بندھی تھی مسلمان لوگ آپکی خبر سنکر مسجد میں جمع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد حمد خدا کے فرمایا اے مسلمانو میں نے سنا ہے کہ تم میری موت سے ڈرتے ہو سو کوئی پیغمبر اپنی امت میں ہمیشہ نہیں رہا اور ہم تم اب خدا کی طرف

جانے والے ہین تمکو لازم ہی کہ آپسمین محبت رکھو اور ایک دوسرے سے احسان اور نیکی کیا کرے
اور کسی کام مین جلدی نہ کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ کسی کی جلدی کرنے سے کسی کام مین جلدی نہین کرتا اور
سوے اسکی خواہش اور رضامندی کے کچھ نہین ہوتا اور اہی گروہ مہاجرین مین تمکو وصیت کرتا ہون
کہ انصار کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا کہ یہ لوگ تمسے پہلے ایمان لائے اور اپنے گھرون مین تمکو جگہ دی
اور اپنے آدھے باغ تمکو بانٹ دیے اور اپنی ضرورت اور احتیاج کا کچھ خیال نکیا جو شخص تمسے اپنے
حاکم ہونیکے ساتھ نیکی کرے اور انکی بدی کو معاف کرے اور انصار کو بھی یہی وصیت کرتا ہون کہ اسیطرح
مہاجرین سے اتفاق رکھین کہ انھون نے مکے کو چھوڑا اور تمھارے مدینہ کو اختیار کیا اور میرا حق
ایسی طرح ادا کیا اور میری محبت اور تابعداری مین کسی طرح کا قصور نہین کیا اور فرمایا اہی انصار
میرے بعد اوروں کو تمسے بہتر جانینگے اور انکی خاطرداری تمسے زیادہ کرینگے انصار نے عرض کیا
یارسول اللہ پھر ہم انکے ساتھ کیا کرین فرمایا ہمیشہ صبر کرنا چنانچہ آپکے بعد معاویہ کے زمانے مین
ایک انصاری پر ظلم ہوا وہ معاویہ کے پاس آیا معاویہ نے اسکی طرف کچھ التفات نکیا اور اسکے
ظالم سے مدلانہ لیا اس انصاری نے کہا صدق اللہ وصدق رسولہ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے
آپ نے ہمکو خبر دی تھی کہ میرے بعد تمپر ظلم ہوگا اور کوئی تمھاری فریاد نہ سنے گا معاویہ نے کہا کہ پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی عوض مین تمکو کیا حکم دیا کہا فرمایا تھا کہ تم صبر کرنا معاویہ نے
کہا جا اور صبر کر اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ جب آپکی بیماری خاصے زیادہ گذری
تو آپ نے سر مبارک پر پٹی باندھی اور میرا ہاتھ پکڑکر مسجد مین تشریف لائے اور منبر پر بیٹھکر بلال
رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگون کو جمع کرو اور کہدو کہ یہ تمھارے رسول کی آخری وصیت ہی
تم سب سن لو بلال رضی اللہ عنہ موافق حکم شریف کے مدینہ کے محلون اور کوچون اور بازارون مین
پکارتے پھرے کہ اہی لوگو آج خاتم النبیین کی آخری وصیت حاضر ہو کہ سن لو نہین تو پھر یہ رسول
کہان اور یہ وصیت کہان لوگون نے بلال کی صدا ناک آواز سنی اور اپنے گھرون اور دوکانون کے
دروازے ویسے ہی کھلے چھوڑکر حیران اور پریشان دوڑے اور اتنے چھوٹے بڑے مرد و عورت
جمع ہوے کہ مسجد مین مطلق جگہ نہ رہی پس اس مسافر ملک عدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد
حمد خدا کے فرمایا اہی گروہ مین عنقریب اس عالم سے جانے والا ہون جس شخص کو مجھسے کچھ
تکلیف پہونچی ہو اسکو چاہیے کہ آج مجھسے اپنا بدلا لے لیوے اور جس کسی کا حق میرے ذمہ ہو اسکو
لازم ہی کہ مجھسے بھیر بیرے اور ہرگز نہ ڈرے مین اس سے کچھ منفعل اور خجالت نہ رکھونگا کہ پیغمبر

خصلت اور بہتر نہین ہے میرا دوست وہی ہے جو آج مجھسے اپنا حق لینے مین تامل نہ کرے اور مین پاک اور صاف ہوکر اللہ تعالے کے حضور مین جاؤن اور مین جانتا ہون کہ یہ میرا کہنا تمکو ایکبار کفایت نہ کریگا مین اس بات کو کہے جاؤنگا اور اسمین بہت تاکید کرونگا پھر منبر سے اتر کر امۃ تشریف لیگئے اور ظہر کے وقت پھر مسجد مین تشریف لائے اور نماز کے بعد منبر پر بیٹھکر وہی کلمہ پھر فرمایا تب ایک شخص نے اٹھکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے تین درم آپکے ذمہ ہین آپ نے فرمایا مین تجھکو جھوٹا نہین جانتا ہون اور قسم بھی نہین دلاتا ہون لیکن تو بیان کر کہ یہ تین درم کس وجہ سے میرے ذمہ ہین اسنے عرض کیا کہ آپ نے ایک محتاج کو دلوائے تھے آپنے فرمایا اچھا فضل اسکو تین درم دے پھر فرمایا جس کسی کے ذمے کسی کا حق ہووے چاہیے کہ اسکو آج ہی ادا کرے اور دنیا کی بدنامی سے نہ ڈرے اسلیے کہ آخرت کی رسوائی دنیا کی رسوائی سے بہت زیادہ ہے پھر ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نے لوٹ کے مال سے تین درم چرائے تھے وہ میرے ذمہ ہین آپ نے پوچھا تو نے یہ کیون کیا کہا مجھکو احتیاج تھی فرمایا اچھا فضل تین درم اس سے لیکر بیت المال مین رکھدو پھر فرمایا جس کسی سے کوئی گناہ ہوا ہو بیان کرے کہ مین اسکے حق مین دعا کرون ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مین بہت جھوٹ بہت بولتا ہون اور مجھکو نیند بہت آتی ہے فرمایا اے اللہ اس سے یہ عیب دور کر اور ایک شخص نے گذارش کی کہ مین منافق ہون اور کوئی برا کام مجھسے چھوٹ نہین رہتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے شخص تو نے اپنے تئین رسوا کیا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی فضیحتی سے بہت کم ہے اے اللہ تو اسکو ایمان نصیب کر اور سب برے کام اس سے چھڑا کر نیک کاموں کی توفیق دے پھر آپ منبر سے اتر کر حجرۂ مبارک مین تشریف لیگئے اور وہان بھی اسیطرح کی نصیحتین فرمائین اور ازواج مطہرات کو گوشہ نشینی اور صبر کرنے کا حکم فرمایا کہ یہ آیت پڑھی

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی واقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا یعنی اے بیبیو تم اپنے گھر مین بیٹھی رہو اور اگلے زمانے کی طرح باہر نہ پھرو اور نماز پڑھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اسکے رسول کی تابعداری کرو بیشک اللہ تعالے نے تمسے ہر برائی کو دور کیا اور تمکو خوب پاک فرمایا اور منقول ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنی عادت کے موافق اذان کہکر دروازۂ شریف پر جاتے ہوتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز کے لیے اطلاع کرتے اور آپ مسجد شریف مین آکر جماعت کے ساتھ نماز

پڑھتے ایک دن اخیر بیماری میں عشا کے وقت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے پکارا آپ نے فرمایا مجھکو بیماری کی شدت سے باہر آنے کی طاقت نہیں ابوبکر سے کہدو کہ نماز پڑھاویں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ کا دل نہایت نرم ہے اور اگر تو آپکی بیماری سے انکو بہت غم رہتا ہے وہ جب آپکی جگہ پر کھڑے ہونگے اور آپکو وہاں نہ دیکھینگے نہایت روئینگے اور نماز نہ پڑھا سکینگے اگر کسی اور کو یہ حکم ہو تو بہتر ہے اور ہر چند صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کئی بار یہی کہا مگر آپ نے منظور نہ کیا اور یہ کہا کہ ابوبکر سے کہدو نماز پڑھاوے **القصہ** نبی بلال سے آپکا یہ حکم کہا گیا وہ روتے اور کلمات حسرت اور اندوہ کے کہتے ہوئے پھرے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھکو باہر آنے کی طاقت نہیں ہے تم امامت کرکے نماز پڑھاؤ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حسب الحکم امامت کے لیے اٹھے جب آنکی نگاہ محراب پر پڑی اور آپکی جگہ خالی دیکھی ضبط نہ کرسکے اور روتے روتے بیہوش ہوکر گر پڑے

شعر ور نماز خم ابرو بے تو چون یاد آمد ✤ حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد ✤ آسوئت درد دیوار حزین و انس نالک و فلک سے رونے کی آواز بلند ہوئی جب یہ شور و غل آپ نے سنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کیا فریاد و شور ہے **نظم** گفتا ہمہ دود غمت خراب اند ✤ زین راہ و روش بہ پیچ و تاب اند ✤ صد مرحلہ طے در آرزویت ✤ صد قافلہ گم بجستجویت ✤ پاران تو از غمت ز بونند ✤ زین بیش چہ گویمت کہ چونند ✤ از ہجر تو سوخت استخوانہا ✤ چون موم گداخت مغز جانہا ✤ پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے شانوں پر ہاتھ رکھکر مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا اے مسلمانو اب میں تمسے جدا ہوتا ہوں اور تمکو خدا کے سپرد کرتا ہوں تمکو چاہیے خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری میں رہو اور کوئی بات اسکے حکم کے خلاف نہ کرو اور کوئی پیغمبر اپنی امت میں ہمیشہ نہیں رہا اور میں بھی نہ رہونگا جو کوئی یہاں آیا ہے اسکو یہاں سے جانا ضرور ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو بقا نہیں پھر آپ نے عشا کی نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھکر پڑھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی امت میں سے سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی مگر ایکبار سفر میں عبدالرحمن ابن عوف کے پیچھے قریب ایک رکعت کے پڑھی تھی اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپکی وفات کے روز میں مرہانے بیٹھی تھی آپکے ہونٹ ہلتے دیکھکر میں نے کان لگائے اور سنا آپ فرماتے تھے الٰہی میری امت کو ضعف سے بچانا

اور کہ پر قیامت کا حساب آسان اور سہل کرنا پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکا کیا حال ہے فرمایا
اے ام سلمہ تھوڑی دیر میں تو میری آواز نہ سنیگی اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ
کہیں سے کچھ دینار آپکے پاس آئے تھے اور محتاجوں فقیروں کو بانٹ کر چھ یا سات دینار
رہ گئے تھے جب آپ بیمار ہوئے وہ دینار عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عنایت کرکے فرمایا کہ
یہ کسی فقیر محتاج کو دے دو بعد اسکے آپ بیہوش ہو گئے صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بسبب رنج
کچھ یاد نہ رہا جب آپکو افاقہ ہوا فرمایا اے عائشہ وہ دینار دے ڈالے یا نہیں انہوں نے کہا کہ
ابھی میرے پاس ہیں فرمایا دے ڈالو اور پھر بیہوش ہو گئے اسی طرح تین مرتبہ بعد
افاقہ کے فرمایا کہ صرف کر ڈالو اور صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کمال اضطراب سے یاد نہ رہا پھر
چوتھی مرتبہ بعد افاقہ کے آپ نے پوچھا انہوں نے عرض کیا کہ ابھی میرے پاس ہیں فرمایا
لے آؤ دے لے آئیں آپ نے اپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا بڑے حیف کی بات ہے کہ میں اللہ تعالیٰ
سے ملاقات کروں اور یہ دینار میرے پاس رہیں پھر وہ دینار محتاجوں کو بانٹ دیے اور اسی روز
انتقال فرمایا جب شام ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی کو اپنی ایک پڑوسی عورت
کے پاس بھیجا کہ اگر تیرے چراغ میں کچھ تیل ہو تو تھوڑا سا مجھکو دے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا آخری وقت ہے سبحان اللہ کیا مرتبہ عالی ہے کہ اگرچہ گھر میں تیل تک نہ تھا مگر بات
دینا رسول کے کیسی وقت تصدق فرمائے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم

تمام ہوئی مجلس یازدہم کتاب دوازدہ مجلس کی

مجلس ۱۲ دوازدہم

یہ مجلس بارھوین ہے بیچ ذکر وفات شریف اور غسل اور تجہیز و تکفین اور نماز اور دفن کے اور بیچ بیان فضائل زیارت مزار شریف اور انبیا کی زندگی کی قبرون مین

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ دوشنبہ کے دن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دروازے کا پردہ اٹھا کر مسلمانون کی صفون کو دیکھا اور خوشکرائے صحابہ سمجھے کہ آپ تشریف لیے آتے ہین نہایت خوش ہو کر چاہا کہ نماز کو چھوڑ کر آپکی زیارت سے مشرف ہون اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹکر مقتدیون کی صف مین کھڑے ہون آپ نے سبکو اشارے سے فرمایا کہ تم سب کھڑے رہو اور اپنی نماز تمام کرو پھر اسکے پردہ چھوڑ دیا اور اسی روز انتقال فرمایا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آپکی وفات کے دن اللہ تعالے نے ملک الموت کو حکم دیا کہ میرے حبیب کے دروازے پر جا کر کھڑا ہو اور اجازت مانگ اگر وہ سرور انبیا اجازت دین تو انکی روح شریف قبض کر نہین تو جلد پھر آ ملک الموت نے ہزارون فرشتے ساتھ لیکر دنیا کا قصد کیا اور نہایت اچھی آدمی کی شکل پر حاضر ہوا اور دروازے پر کھڑے ہو کر کہا السلام علیک یا اہل بیت النبوۃ و معدن الرسالۃ اگر اجازت ہو تو مین گھر کے اندر آؤن جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اے اعرابی پھر جا ایسوقت

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات نہ کی عزرائیل نے دوسری بار اجازت مانگی پھر وہی جواب پایا تیسری مرتبہ ایسی آواز سے پکارا کہ اس گھر کے سب لوگ مارے ڈر کے کانپنے لگے اتنے میں آپکو ہوش آیا اور آنحضرت نے فرمایا کیا حال ہے اور تم سب کیوں ڈر رہے ہو حضرت عزرائیل نے عرض کیا کہ دروازے پر ایک گنوار کھڑا ہوا اندر آنے کی اجازت مانگتا ہے میں نے ہر چند عذر کیا نہیں سنتا ہے فرمایا اے فاطمہؑ تم نہیں جانتی ہو کہ یہ کون ہے انھوں نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے فرمایا اے فاطمہؑ یہ شخص لذتوں کا کھونے والا اور مرادوں کا ناتمام رکھنے والا اور جماعتوں کا جدا کرنے والا اور عورتوں کا بیوہ کرنے والا اور لڑکوں کا یتیم کرنے والا بزرگ ہے کسی دروازے کو کھولے اور بے تحاشا جان نکالے اگر دروازہ بند کرلیں دیوار کے کودنے سے گھس آوے اور جس گھر میں جائے وہاں رنج و غم چھا جائے اے فاطمہؑ یہ ملک الموت ہے کہ تیرے باپ کی روح قبض کرنے آیا ہے اور ادب سے باہر کھڑا اجازت مانگتا ہے نہیں تو اجازت مانگنا اسکی عادت نہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلام سنکر رونا اور واویلا شروع کیا اور کہا افسوس صد افسوس آج مدینہ خراب ہوتا ہے آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے سینے سے لگا کر دیر تک انکھیں نہ کھولیں لوگوں نے جانا کہ آپکی روح شریف نے بدن مبارک سے مفارقت کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپکے کان میں کہا یا ابتاہ آنکھیں کھولو اور مجھ غمدیدہ سے کچھ فرماؤ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھیں کھولدیں اور فرمایا اے بخت جگر نور بصر رونا سو موقوف کر کہ تیرے رونے سے حاملان عرش روتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے خون کے آنسو جاری تھے اور آپ اپنے دست مبارک سے انکے آنسو پونچھتے تھے اور تسلی دیکر فرماتے تھے اے میری فاطمہؑ کو صبر چاہئے انھوں نے کہا آہ افسوس میرے باپ پر کیا سختی ہے آپ نے آنکھیں کھولکر فرمایا اے فاطمہؑ تیرے باپ پر آج کے سوا کچھ کوئی مصیبت نہیں ہے اور حسنین علیہما السلام کو بلوایا اور اپنے برابر بٹھلایا وہ آپکا حال دیکھکر نہایت روئے اور آپکے سینہ مبارک پر سر رکھکر ایسے بیخبر ہوئے کہ سکے ہوش و حواس جاتے رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیار سے انکی طرف دیکھتے اور انکی پیشانی کو پیار سے چومتے تھے اور لوگوں کو انکی محبت اور تعظیم کے لیے وصیت فرماتے تھے پھر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ؎ ہم رحمت بکشا سوے من انداز نظر + اے قریشی نقب و ہاشمی و مطلبی + آخر کچھ ہمکو وصیت فرمایئے کہا جو کچھ میں نے کل کہا ہے اسی پر عمل کرو اور اسی طرح سب بیبیوں کو تسلی اور نصیحت فرمایا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا وہ آکر آپکے پاس

بیٹھ گئے آپ نے اپنا سر مبارک بچھونے سے اٹھایا تب جناب امیر علیہ السلام نے اپنے زانو پر رکھ لیا اور آپ نے اُنسے فرمایا کہ اے علی فلانے یہودی کے اِتنے دینار مجھپر قرض ہین تم اُسکو دیکر مجھکو بری الذمہ کردینا اور اے علی سب سے پہلے تمھین حوض کوثر پر مجھسے ملاقات کروگے اور میرے بعد تمکو بہت مکروہات پیش آئینگے تم ملول نہونا اور صبر کرنا اور جب دیکھنا کہ خلق نے دنیا کو اختیار کیا تم آخرت کو اختیار کرنا بعد اسکے آپ نے ملک الموت کو آنے کی اجازت دی مرسے آئے اور کہا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالےٰ نے آپکو سلام کہا ہے اور مجھکو حکم دیا ہے کہ بغیر اجازت میرے حبیب کی روح قبض نہ کرنا جیسا حکم ہو بجا لاؤن آپ نے فرمایا اے ملک الموت جلدی نہ کرو اور جبرئیل کو بلا لیتے دے اتنے مین جبرئیل علیہ السلام روتے ہوئے آکر آپکے سرہانے بیٹھ گئے آپ نے اُنسے فرمایا کہ مجھکو سفر آخرت درپیش ہے اسوقت مجھکو کوئی اللہ تعالےٰ کی عنایت اور مہربانی کی بات سُناؤ کہ مین خوش ہوجاؤن اپنی روح ملک الموت کے سپرد کردون جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ آج آسمانون کے دروازے کھل گئے اور دوزخ کی آگ بجھا دی گئی اور مقرب فرشتے اور حورین اور غلمان صف صف آپکی روح مبارک کے انتظار مین کھڑے ہین اور اللہ تعالیٰ آپکا مشتاق ہے آپ نے فرمایا کوئی ایسی خبر سُناؤ کہ مین خوش ہون جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا آپ اِس سے زیادہ کیا چاہتے ہین فرمایا مجھکو اپنی ذات کی کچھ پروا نہین لیکن اپنی اُمت کا رنج اور خیال ہے کہ وے بیچارے میری شفاعت کی امید پر بیٹھے ہین اور میری محبت اور دوستی مین جان دیتے ہین مجھکو اُنکے حال سے خبر کرو کہ اُنکا کیا انجام ہوگا اور کل قیامت کو حق تعالیٰ اُنکے ساتھ کیا معاملہ کریگا اُنھون نے عرض کیا کہ جبتک آپ بہشت مین نہ داخل ہونگے تبتک سب نبیون پر بہشت حرام ہے اور جبتک آپکی سب اُمت بہشت مین نہ پہونچ لیگی تبتک کسی نبی کی اُمت بہشت مین نہ جا سکیگی آپ نے فرمایا الحمد للہ اور مقصد دو تین ہے آیا ہے کہ آپ نے اُسوقت یہ بھی فرمایا کہ اے جبرئیل بارگاہ کبریا مین جاکر میری طرف سے عرض کرو کہ اے نبی عنایت سے میری تین امیدین اور پوری کرو اوّل یہ کہ قیامت کے دن مجھکو حکم دے کہ مین اپنی اُمت گنہگار کی شفاعت کرون دوسری یہ کہ میری اُمت کو اُنکے گناہون کی شامت سے دنیا مین عذاب کرکے رسوا نہ فرمادے بلکہ اُس عذاب کو قیامت پر اُٹھا رکھے تیسری یہ کہ ہر ہفتہ مین دوشنبہ اور جمعرات کو میری اُمت کا حال مجھکو معلوم ہوتا رہے اسلیئے کہ اگر اُنکے کام اچھے ہون تو مین اللہ تعالیٰ کا شکر کرون اور وہ کام اُنکے نامۂ اعمال مین اِسطرح لکھوائون کہ کسی گناہ سے نہ مٹے اور اگر اُنکے کام بُرے ہون تو دعا کرکے بخشوائون اور اُنکے نامۂ اعمال مین نہ لکھنے دون پس جبرئیل علیہ السلام جاکر اللہ تعالیٰ کا

پیغام لایا ہے کہ میں نے تیری تینوں باتیں قبول کیں اور جیسی تیری مرضی ہو ویسے ہی ہوگا پھر خطاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہوکر ملک الموت سے فرمایا کہ اے عزرائیل اب تو اپنا کام پیش ببر جبرئیل علیہ السلام رخصت ہوئے اور کہا السلام علیک یا احمد آج سے میں دنیا میں کبھی نہ آؤنگا کیونکہ میں دنیا میں فقط آپ ہی کے پاس آتا تھا اور مجھکو آپ ہی سے کام تھا رفت از دیدہ سرزلف تو حرفے بجبین + ورنہ کو داشت نسیم سحری با وی غرض + الغرض ملک الموت قبض روح میں مشغول ہوئے اور آنحضرت پر اسقدر موت کی سختی ہوئی کہ رنگ مبارک کبھی سرخ کبھی زرد ہو جاتا تھا اور چہرۂ مبارک پر اسکی شدت سے پسینا آگیا ایک پیالہ پانی آپکے پاس رکھا تھا آپنے پانی میں ہاتھ ڈالکر منہ پر ملتے تھے اور فرماتے تھے اللھم اعنی علی سکرات الموت یعنی اے اللہ موت کی سختی میں میری مدد کر بعد اسکے فرمایا اے ملک الموت جان نکلنے میں بہت سختی ہوتی ہے تو میری اُمت کی جان بھی اسی سختی سے نکالتا ہوگا عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اس آسانی سے کسی کی جان نہیں نکالی فرمایا اے ملک الموت مجھکو بسبب میری اُمت پر سختی کرنا ہووے سب آج تو میری جان پر کرلے مجھکو انکی تکلیف گوارا نہیں جو انہیں اور سختی ہو مجھی پر ہو انیز ہو شعر اے جان صد ہزار چو او وقف جان تو + ہر دم ہزار تحفہ ز ما بر روان تو + حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت اپنا سر مبارک میری گود میں رکھا اور آپ آسمان کی طرف دیکھتے تھے پس ہاتھ اُٹھا کر فرمایا رب الغفر لی وا لحقنی بالرفیق الاعلی پھر آپکا ہاتھ گر پڑا اور روح شریف بدن مبارک سے نکلکر متوجہ تھا سے ایزد ذوالجلال ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون **غزل** اُٹھا جہان سے جو وہ خیر الرسلان افسوس + سیاہ ہوگیا آنکھوں میں سب جہان افسوس + یہ حال دیکھ کے رونے لگے صغیر و کبیر + صحابہ کرنے لگے نالہ و فغان افسوس + ہجوم غم سے ہوئے اہل بیت سب نالان + سبھوں کی آنکھوں سے دریا ہوئے رواں افسوس + لگی جو آتش فرقت سبھوں کے سینے میں + جلا متاع شکیب اور جسم و جان افسوس + بیان میں حضرت زہرا کا کیا کروں رونا + یہی کہے تھیں کہ بابا مرا کہاں افسوس + ہوا فراغ نہ ماتم سے انکو اس غم سے + ہلاک ہوگئیں حیون و بسمل طپان افسوس + کلام حضرت حسنین کا تھا وا جداہ + چلے اکیلا ہمیں چھوڑ تم کہاں افسوس + پڑا ہے شکر غم آکے کشور دل پر + کیا ہے لوٹ سبھی طاقت و توان افسوس + نہیں بیان کی مجھے اصطباح اے فاضی کہ رنگ غم مرے چہرے پہ ہے عیان افسوس + **الغرض** اس واقعہ جانگداز اور سانحہ جانسوز کے اُس دن پیچھے میں ایک مدت بعد یا تھا کہ قلم اُسکی تحریر سے

عاجز اور طاقت نہ تھی اُسکے بیان سے قاصر ہوں آپکے فراق سے ہر ایک کو اپنی زندگی دشوار تھی صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ حال ہوا کہ بعضے مبہوت اور بعضے گونگے اور بعضے بہرے اور بعضے دیوانے ہو گئے اور بعضے شل ہو کر جہاں تھے وہیں رہ گئے اور اکثر لوگ بیمار اور روتے روتے اندھے ہو گئے اور منافقوں نے مدینہ کو چھوڑ دیا چنانچہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے اور زمانہ خلافت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ میں ایکدن بلال رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اے بلال تو نے یہ کیا ظلم کیا کہ میرے مدینہ سے چلا آیا اور ہماری زیارت کو نہیں آتا بلال رضی اللہ عنہ جاگتے ہی مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر آپکی زیارت سے مشرف ہوئے اور ایک انصاری اپنے گھر میں تھا جب اُسنے یہ خبر سُنی دوڑا ہوا گیا کہ آپکی میں نہیں چاہتا کہ اب ان آنکھوں سے کسی کو دیکھوں پس اُسی وقت وہ اندھا ہو گیا شعر دیدہ را فائدہ آنست کہ دلبر بیند ورنہ بینندہ چہ بود خانۂ بینائی را ۱۲ القصہ بعضے منافق کہنے لگے کہ اگر محمد پیغمبر ہوتے تو انکو موت نہ آتی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سُنکر تلوار میان سے نکال لی اور مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ جو کوئی کہیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا میں اُسکو اسی تلوار سے مار ڈالونگا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُسوقت اپنے گھر میں تھے یہ خبر سُنکر روتے اور یا محمداہ وا محمداہ کہتے ہوئے دوڑے اور گرتے پڑتے مسجد شریف تک آئے وہاں لوگوں کو پریشان دیکھکر از خود رفتہ ہو گئے اور آپکی چادر مبارک اُٹھا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا وانبیاہ پھر آپکے دونوں ہاتھ چوم کر کہا واصفیاہ واخلیلاہ بابی انت وامی طبت حیا وطبت میتا یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ زندگی میں پاک صاف تھے اور بعد وفات کے بھی پاک صاف رہے اگر میرا اختیار ہوتا تو اپنی جان آپ پر نثار کرتا اور اگر آپ نے مُردے پر رونے کو منع کیا ہوتا تو آج اپنی آنکھوں سے خون کی ندیاں بہا دیتا اے اللہ نے حبیب کو میرا سلام پہونچا اور اے محمد مجھکو اپنے پروردگار کے پاس یاد فرما پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے باہر نکلکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کہہ رہے ہیں کہ جو کوئی آپکی وفات کا نام لیگا اُسکو میں مار ڈالونگا اُنھوں نے کئی مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ اُنھوں نے نہ سُنا تب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُنسے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اور کیا تمکو نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انک میت وانہم میتون حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اسوقت میں ایسا بیحواس تھا کہ گویا میں نے یہ آیت کبھی نہیں سُنی تھی جب ابوبکر نے یاد دلائی میرا بدن تھرا گیا اور میں گر پڑا بعد ازاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور بعد حمد خدا اور نعت سرور انبیاء کے فرمایا کہ اے مسلمانو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اور

اللہ عزوجل جلالہ نے فرمایا ہو وہ ہر گز نہ مریگا تب لوگون نے جانا کہ آپ نے اس جہان سے سفر کیا سنکے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام اہل بیت کی تسلی فرمائی اور کہا کہ تجہیز اور تکفین تمھارے تعلق ہو تم اسکا سر انجام کرو اور آپ مہاجرون و انصار کے سردارون کو لیکر دوسطے قرار دادا امر خلافت اور دفع نزاع اور انتظام امور اسلام کے متعلق بنی ساعدہ مین تشریف لیگئے تفصیل اسکی آگے بیان ہوگی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وصل یہ ذکر ہو آپکے غسل اور تجہیز اور تکفین اور نماز اور دفن کا اور اہل مجلس جانو تم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیماری مین فرمایا تھا کہ غسل اور تجہیز اور تکفین میری مردان اہل بیت کرین موافق اسکے یہ خدمت انھین سے متعلق رہی چنانچہ حضرت عباس بن عبدالمطلب اور علی بن ابیطالب اور فضل اور قثم اور اسامہ بن زید اور صالح حبشی رضی اللہ عنہم حجرۂ شریف مین تشریف لیگئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حجرۂ شریف کا دروازہ بند کیا اور چادر یمانی کا پردہ باندھکر لاش مبارک کو نہلانے کے لیے اس پردے مین لیگئے ناگاہ ایک آواز آئی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل نہ دو کہ وہ پاک ہین حاجت نہلانے کی نہین ہر چند ڈھونڈھا کہنے والے کا پتا نہ لگا اور سب نے جانا کہ غسل دینا موقوف کرین مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آواز سے ہم سنت نہین چھوڑ سکتے اور نہین جانتے کہ یہ کسکی آواز ہے دوسری بار پھر آواز آئی کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہلاؤ اور اسلیے کہ منع کرنے والا شیطان تھا اور مین حضرت کے بعد اسکے آپسمین اختلاف پڑا کہ آپکو کپڑے پہنے ہوے نہلاوین یا اور مردون کی طرح ننگا کرکے کپڑے غیب سے آواز آئی کہ کپڑون سمیت نہلاؤ اور بدن شریف ننگا نہ کرو پھر حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے چاہا کہ چارزانو بیٹھکر لاش مبارک کو گود مین لیکر نہلاوین آواز آئی کہ لٹا کر نہلاؤ تب آپکو اسطرح لٹایا کہ سر مبارک شرق کی جانب اور پانون غرب کی طرف کیے اور جناب امیر علیہ السلام نے بموجب وصیت کے آپکے سینہ کو اپنے سینے سے ملا کر اور دستانہ ہاتھ مین پہنکر بہت نرمی اور آہستگی سے بدن شریف ملا اور اسامہ بن زید اور صالح نے سات مشک پانی بموجب وصیت کے عریس کے کنوین سے بھر کر ڈالا اور عریس مدینہ مین ایک کنوان ہے کہ آپ نے اسکا پانی پیا اور وضو کرکے بچا ہوا پانی اسمین ڈالدیا تھا اور قثم اور عباس رضی اللہ عنہما آپکو اٹھاتے اور پلٹتے تھے اور فرشتے انکی مدد کرتے تھے کہ ذرا سی جنبش مین آپ ایک طرف سے دوسری طرف پھر جاتے تھے اور آپکو تین بار پانی سے غسل دیا گیا پہلے سادے پانی سے پھر اس پانی سے کہ اسمین بیری کی پتیان ڈالکر گرم کیا تھا پھر کافور کے پانی سے اور بعد غسل کے کئی قطرے پانی کے بلکون کے نیچے

وصل بیان غسل اور تجہیز اور تکفین اور نماز اور دفن شریف کے ۱۲

اور ناقہ مین رہ گئے تھے انکو بموجب وصیت کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پی لیا اُسکے پینے سے اُنکا علم اور حافظہ زیادہ ہوا پھر آپکے بدن شریف اور جوڑون پر کافور اور مشک ملا اور جناب امیر علیہ السلام نے تھوڑا سا مشک اور کافور بچا ہوا اپنے صاحبزادون کے سپرد فرمایا کہ اسکو تبرکاً میرے کفن مین لگا دینا اور تین سفید کپڑون مین آپکو کفن دیکر اور خوشبو لگاکر موافق حکم کے اُسی حجرے مین تنہا چھوڑکر سب باہر نکل آئے اور فرشتون نے فوج فوج آکر نماز پڑھی بعد اُسکے مسلمانون نے بے امامت اور بے جماعت اکیلے اکیلے اسطرح آپ پر نماز پڑھی کہ پہلے اہل بیت مین سے حضرت علی اور حضرت عباس اور بنی ہاشم پھر مہاجرین پھر انصار پھر اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بعد اُسکے گھر کی بیبیون نے پھر اور مسلمانون کی عورتون نے پھر لڑکون نے اور اسطرح جدا جدا جنازے کی نماز بے امامت خاص آپکے لیے تھی دوسرے کے لیے درست نہین اور چونکہ لوگ بہت تھے اور سب نے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی دفن شریف مین دیر ہوئی کہ آپنے دوشنبہ کے دن انتقال فرمایا اور بدھ کی رات کو پچھلے وقت دفن ہوے اور لوگون نے آپکی نماز مین جناب امیر علیہ السلام کی سکھلائی ہوئی یہ دعا پڑھی ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً اللھم ربنا لبیک وسعدیک صلوات اللہ البر الرحیم والملائکۃ المقربین والنبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وما سبح لک من شیء یارب العالمین علی محمد بن عبداللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین الشاہد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر علیہ السلام بعد اُسکے صحابہ مین یہ اختلاف پڑا کہ ہر ایک آپکے مزار شریف کو دوسری جگہ تجویز کرتا تھا بعضون نے کہا کہ جس جگہ روح مبارک قبض ہوئی وہین دفن کرو اور بعضون نے مسجد مین اور بعضون نے بقیع مین اور بعضون نے مکے مین اور بعضون نے بیت المقدس مین دفن کرنا تجویز کیا تب جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ سب پیغمبر اسی جگہ دفن ہوے ہین جہان اُنکی روح قبض کی گئی ہے پس آپکو بھی یہین دفن کرو اور جناب امیر علیہ السلام نے بھی کہا کہ جہان سے کوئی جگہ بزرگ اور بہتر نہین پھر ابو طلحہ انصاری نے گورکن کو بلاکر اور بستر مبارک اُٹھاکر اُسی مقام پر مزار شریف بطور لحد کے کھودا یا اور عباس اور علی اور فضل اور قثم رضی اللہ عنہم قبر شریف مین اُترے اور ایک چادر مُرخ دھاریدار نجران کی کہ خیبر کی لڑائی مین آپکو ملی تھی اور آپ اُسکو کبھی اوڑھتے اور کبھی بچھا لیتے تھے بموجب وصیت کے تہ کرکے قبر شریف مین بچھادی اور یہ بات بھی آپکے لیے خاص تھی پھر اُسکے لاش مبارک کو قبر مین رکھا اور کچی ٹوانیون سے لحد کو بند کرکے مٹی ڈالی اور اُسکو زمین سے ایک بالشت

اور نچا کر کے سرخ اور سفید تھجر امیر جن دیے اور بلال رضی اللہ عنہ نے سرہانے سے پانوں تک پانی ڈالا قثم بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں سب سے بعد قبر مبارک سے نکلا اور نکلتے وقت آپکا منہ کھولکر دیکھا تو آپکے ہونٹ ہلتے تھے میں نے کان لگا کر سنا کہ آپ یارب امتی امتی فرما رہے تھے اور بعد دفن کے جب سب صحابہ رضی اللہ عنہم جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر ماتم پرسی کے لیے گئے جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کر آئے ہو عرض کیا ہاں فرمایا تمھارے دلوں نے کیونکر گوارا کیا کہ آپکے بدن مبارک پر مٹی ڈالو کیا تمھارے رسول اور رہبر رہنما اور نبی المرتہ نہ تھے سب یہ کلام سنکر رونے لگے اور کہا اے سیدۃ النسا ہمارے دل بھی اس بات سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے مگر کیا کرتے کہ حکم شرع یوں نہیں تھا اور ہم سب مجبور تھے اور بعد آپکے صحابہ رضی اللہ عنہم آپکے فراق سے نہایت مصیبت زدہ اور پریشان ہوئے اور تا بچا در از گوش آپکے غم سے ابی الہیثم کے کنوئیں میں گر پڑا اور آپکے ناقہ نے تین روز کچھ نہ کھایا پیا آخر کو اپنا سر توڑ کر مر گیا اور ہر چند یہ رنج و غم سبکو تھا مگر بسقدر جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اپنے باپ کی جدائی کا غم تھا کسی کو نہ تھا کسی نے زندگی بھر آنکو خوش ہوتے اور ہنستے نہ دیکھا اور مقبول ہے کہ بعد دفن جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت علی علیہ السلام نے جناب سیدہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا آج مدینہ میں قیامت برپا ہے اور سب لوگ مسجد کے گرد جمع ہیں ایسا نہو کہ کوئی تمھارے رونے کی آواز سن لے تم اسوقت صبر کرو اور رات کو تنہائی میں روضہ منورہ اور مرقد مطہرہ پر جا کر زیارت کرنا اور دل کھولکر رو لینا انھوں نے قبول فرمایا اور رات کو جب مسجد بیگانوں سے خالی ہوئی جناب امیر علیہ السلام گھر میں تشریف لائے دیکھا تو جناب سیدہ بیہوش پڑی ہیں آپ ٹھہر گئے اتنے میں انکو ہوش آیا اور پوچھا اے ابوالحسن رات کتنی گئی فرمایا تین حصے یا کچھ زیادہ تب خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اب مجھکو اجازت ہے میں باہر آؤں جناب امیر علیہ السلام نے اجازت دی آپنے چاہا کہ کھڑی ہوں بسبب ناطاقتی کے گر پڑیں جناب امیر علیہ السلام ہاتھ پکڑ کر مزار شریف پر لائے جب آپکی نظر قبر شریف پر پڑی دوڑ کر لپٹ گئیں اور بے اختیار رونے لگیں کہ اے گوہر پاک آپکو خاک سے کیا کام تھا اور تھوڑی سی خاک مزار شریف کی اپنے منہ اور آنکھوں پر ملی اور رو رو کر یہ مرثیہ پڑھا

اشعار اذا اشتد شوقی زرت قبرک باکیاً + الوذ و اشکو ما اراک محاذیاً + ماذا علی من شم تربۃ احمد + ان لا یشم مدی الزمان غوالیاً + صبت علی مصائب لو انھا + صبت علی الایام صرن لیالیا + یا ساکن الغبراء علی البکا + و مذکرک افسانی جمیع المصائب +

فان کنت عن عینی فی التراب غیبا ۔ فما کنت عن قلبی المخرن یغیب ۔ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید ابن جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تھے اُس سے مہتر کوئی دن نہ تھا اور جسدن آپ نے انتقال فرمایا اُس سے کوئی روز بدتر نہ تھا اور اُس روز ہکو ہمارے غم کے کچھ نہ سوجھتا تھا اور جانتا چاہیے کہ زبگا کو مین دفن ہونا اور جد امجد اجداد نے کی نماز پڑھنا اور قبر مین جا دینا پیچھا نا آپکے لیے خاص ہی یا تمن اور کسی کے لیے درست نہین اور آپکا مال میراث نہونا آپ ہی کے لیے خاص ہی کیونکہ فرمایا ہی نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا ہ صدقۃ یعنی ہم انبیا لوگ وارث نہین چھوڑتے ہین جو کچھ ہمارے بعد رہے صدقہ رہے چنانچہ بعد آپکے اہل بیت نبوت نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے میراث مانگی اُنھون نے فرمایا کہ آپکا سب مال صدقہ اور خیرات ہی اور ہم آپکے خلیفہ ابن اُسکے خلافت نہین کر سکتے جسطرح آپ اُس مال کو اپنے وقت مین صرف کرتے تھے یعنی لڑکے بالون کو نفقہ دیتے اور مہمانون بن محتاجون کو کھلاتے تھے اسی طرح ہم بھی کرینگے اور جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی شخصون کو کچھ دیتے کا وعدہ فرمایا تھا وہ لوگ آپکے انتقال کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پاس آئے اُنھون نے اُنکو موافق آپکے وعدہ کے دیا اور انبیا علیہم السلام کے مال مین میراث نہونے کی یہ وجہ ہی کہ وہ اپنی قبرون مین زندہ ہین اور میراث مُردہ کے مال مین ہوتی ہی اور انبیا علیہم السلام کی زندگی جیسی قبر مین ثابت ہی ویسی کسی کی نہین اور انبیا علیہم السلام اور شہدا کی زندگی مین اتنا فرق ہی کہ اُنکی زندگی دنیاوی ہی اور شہدا کی زندگی اخروی ہی چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون بین یدی اللہ حتی ینفخ فی الصور یعنی سب نبی زندہ ہین اور اپنی اپنی قبرون مین اللہ تعالے کے سامنے نماز پڑھتے ہین اور قیامت تک اسی طرح رہینگے اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو مسلمان مجھپر سلام بھیجتا ہی مین اُسکا جواب دیتا ہون اور فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھپر بہت درود پڑھا کرو کہ اُسدن تمھارا درود میرے سامنے لایا جائیگا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپکا بدن مبارک مٹی مین گل جائیگا تب ہمارا درود آپکو کیونکر پہونچے گا فرمایا ایسا نہین ہی بلکہ اللہ تعالے نے نبیون کا بدن اور گوشت کھانا زمین پر حرام کیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ زندگی انبیا علیہم السلام کی ویسی ہی ہی جیسے دنیا مین تھی اسی واسطے اُنکا مال اُنھین کے ملک مین رہتا ہی اور کوئی اُسکا وارث نہین ہوسکتا اور اس دعوی پر سعید بن مسیب کی اذان اور افاقت سننے کا قصہ دلیل قوی ہی اور وہ قصہ یہ ہی کہ سنہ تریسٹھ ہجری مین یزید پلید نے مسلم بن عقبہ علیہ اللعنۃ کو بارہ ہزار آدمی

فصل دوم در بیان آنکہ انبیا علیہم السلام وارث نمی گذارند

شام کے دیگر مدینہ طیبہ مین بھیجا کہ مدینہ کے لوگون سے میری بیعت کے بعد اسطرح اقرار لیوے کہ اگر مین چاہون تو انکو بیچ ڈالون یا آزاد کردون یا خدا کی بندگی کا حکم کردون یا اُنسے فسق و فجور کراون اگر وہ قبول کرین تو خیر نہین تو اُنکو قتل کرے اور سب مال و متاع وہان کا لوٹ لے اور تین دن تک وہان جو ظلم چاہے کرے چنانچہ مسلم بن عقبہ ملعون مقام حرہ مین کہ مدینہ سے ایک میل ہے پہونچا اور وہان کے لوگون سے یزید پلید کی بیعت کے لیے کہا کسی نے قبول نہ کیا تب اُنکو نہایت شقاوت اور سوءِ ذاتی سے قتل کیا اور ظلم اور ہتک و حرمت پر خوب باتھ کھولا اور سترہ سو آدمی مہاجر و انصار اور عالم مارے اور عوام الناس مین سے سوائے عورتون اور لڑکون کے دس ہزار آدمی قتل کیے اور ستاسی سو حافظ قرآن اور ستانوے سردار قریش کے مارے کہ سب بارہ ہزار چار سو ستانوے آدمی ہوے اور فسق و فجور اور بدکاری اسقدر جاری کی کہ بعد اس واقعہ کے ہزار عورتون سے زنا کے لڑکے پیدا ہوے اور آپکی مسجد مین گھوڑے دوڑا اور درمیان منبر اور قبر شریف کے کہ اُسکو آپ نے جنت کا ٹکڑا کہا ہے گھوڑے باندھے کہ اُنھون نے وہان لید اور پیشاب کیا اور جو کوئی موافق قرآن اور حدیث کے کوئی کام کرتا اُسکو مار ڈالتے اس زمانے مین مدینہ مین کوئی آدمی نہ رہا اور وہان کے باغون کے بیل جانورون نے کھائے اور مسجد شریف مین جانور رہنے لگے اور تین دن تک وہان کے لوگ بڑی قید مین رہے کہ کسی نے کھانا پانی نہ پایا اور جیسا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا سب ظاہر ہوا اور سعید بن مسیب کو مسلم بن عقبہ کے سامنے لے گئے اُسنے کہا کہ یزید کی بیعت کرو اُنھون نے قبول نہ کی اسپر اُنکی گردن مارنے کا حکم دیا اُسنے مین کسی نے کہا کہ یہ مجنون سودائی ہے اسکو جانے دو تب وہ اُسکے ہاتھون سے بچے اور مسجد نبوی مین جا کر بیٹھ رہے اور سوائے اُنکے کوئی مسجد مین نہ تھا جب مسلم ملعون کے لشکری وہان آتے تھے کہ یہ دیوانہ مسجد مین کیون بیٹھا ہے وہ فرماتے ہین کہ تین دن تک ہر نماز کے وقت آپکے حجرے سے اذان اور تکبیر کی آواز مین سنتا تھا اور اُسی آواز پر نماز پڑھتا تھا اور ایک اور ظلم ان لوگون کا یہ تھا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر مین آکر سب اسباب اُٹھا لیتے اور آپکی ڈاڑھی کے بال اُکھاڑ ڈالے اور اُنھون نے صبر کیا غرض کہ اسی طرح بہت ظلم کیا کہ اُسکے بیان کی طاقت نہین اور آخر کو موافق ارشاد جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھوڑے عرصہ مین نہایت ذلت اور خواری سے جہنم کو گئے اور اسی طرح آپکے قبر شریف مین زندہ موجود ہونے کی دلیل سلطان نور الدین شہید کی حکایت سے ثابت ہوتی ہے اُس قصے کو مدینہ طیبہ کی تاریخ لکھنے والون نے اس طرح بیان کیا ہے کہ سنہ پانسو ستاون ہجری مین سلطان نور الدین شہید محمود زنگی نے ایک رات مین تین مرتبہ بخواب دیکھا کہ سرور عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپکے سامنے دو شخص حاضر ہیں آپ انکی طرف اشارہ کرکے مجھسے فرماتے ہیں کہ اسے سلطان جلد آ اور مجھکو ان دونوں کے شر اور اذیت سے بچا سو سلطان محمود بیدار ہوا عقل سے دریافت کیا کہ شاید مدینہ منورہ میں کوئی حادثہ واقع ہوا ہے وہاں چلا چاہیئے اور دیکھیے کہ کیا ماجرا ہے اسی رات کو بہت سا مال اور بیش از حد اپنے خاص مصاحب سے تحفہ لیکر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا اور رات دن برابر چلا یہاں تک جلد بلاد شام سے مدینہ منورہ میں پہونچا اور دعوت کا حیلہ کرکے سب خلق کو بلایا اور حکم دیا کہ جو شخص یہاں آویگا میں اسکو کھانا کھلاؤنگا اور بہت مال دونگا اور غرض اس سے یہ تھی کہ شاید وہ دونوں ملعون جنکو خواب میں دیکھا ہے کہیں نظر پڑیں میں اس خبر کے سنتے ہی تمام شہر کے لوگ حاضر ہوئے بادشاہ نے سبکو دیکھا مگر وہ دونوں شخص نہ نظر آئے دریافت کیا کہ شہر میں کوئی اور بھی باقی رہا ہے کہ حاضر نہوا ہو سب نے عرض کیا کہ اب کوئی باقی نہیں مگر دو شخص مغربی کہ نہایت بزرگ اور بے پروا ہیں اور دن رات عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور اپنی جگہ سے نہیں اٹھتے اور کسی کے دروازے پر نہیں جاتے بادشاہ نے حکم دیا کہ انکو ابھی بہت جلد حاضر کرو جو بدار دونوں نے انکو اسی دم لاکر حاضر کیا بادشاہ نے ان دونوں کو اسی صورت اور شکل پر دیکھا کہ جناب پیغمبر عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دکھلایا تھا پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو عرض کیا کہ اس حجرے میں کہ آپکے حجرہ شریف کے قریب ہے اور اب وہ مکان ویران پڑا ہے اور ایک بھٹیار ہی اسکی طرف مسجد کے دیوار میں کروی گئی ہے بادشاہ ان دونوں شخصوں کو وہاں چھوڑ کر اس مکان کے دیکھنے کو گیا جب وہاں پہونچا دیکھا کہ کلام اللہ طاق میں رکھا ہے اور وعظ اور نصیحت کی کتابیں جا بجا رکھی ہیں اور تھوڑا مال بھی ایک کونے میں فقیروں کے لیے رکھا ہے اور انکے سونے کی جگہ پر ایک بوریا پڑا ہے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے وہ بوریا اٹھایا دیکھا کہ وہاں سے مزار شریف کی طرف ایک سرنگ کھودی ہے اور ایک جگہ پر ایک تختہ کھودا ہے کہ اسمیں سرنگ کی مٹی بھری ہے اور ایک روایت میں ہے کہ چمڑے کی مشکیں نکلی ہیں کہ اسمیں مٹی بھر کر آدھی رات کو باہر ڈال آتے تھے بادشاہ نے وہاں سے آکر تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ وہ دونوں شخص نصرانی ہیں کہ انکے بادشاہ نے انکو بہت مال دیکر حاجیوں کے بھیس میں بھیجا تھا کہ سرنگ کھود کر مدینہ شریف قبر سے نکالیں اور اسکے ساتھ بے ادبی اور گستاخی کریں اور سب رات کو ان بدبختوں نے سرنگ مزار شریف کے نزدیک پہونچائی تھی پانی بہت برسا اور نہایت اندھیرا ہوگیا اور اسقدر بجلی تڑپی کہ تمام مدینہ میں نہایت بڑا زلزلہ آیا اور اسی رات کی صبح کو سلطان محمود وہاں پہونچا اور رات کا حال سنکر بہت رویا اور ان دونوں ملعینوں کو حجرہ شریف کے پاس جہنم رسید

نیچے کھڑا کرکے اپنے ہاتھ سے مدا اور قریب شام کے انکی لاشین جلوادین اور حجرۂ مبارک کے گرد و پیلیا سوت خندق کھدوا کر سیسا بھروادیا تاکہ پھر کوئی ایسی حرکت نالائق نہ کرے سبحان اللہ کیا عنایت اس بادشاہ کے حال پر تھی کہ اسکو اتنی دور سے بلوایا اور مدینہ والوں کو خبر نہوئی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ**

وصل یہ ذکر ہے فضائل اور اثبات زیارت مزار مبارک کا اہم حاضران مجلس معلوم کرو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار شریف اور مسجد نبیف کی زیارت کرنا بڑی عبادت ہے اور قرآن شریف اور احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے اسی واسطے بعضے عالمون نے مالدار مسلمان پر واجب جانا واجب لکھا ہے اور علماے حنفیہ کے نزدیک عین ایمان اور قریب واجب کے ہے اور جن آیتون سے آپکے مزار شریف کا زیارت کرنا ثابت ہوتا ہے انمین سے ایک یہ ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی اگر کوئی برے کام کرکے تیرے پاس آوے اور خدا سے بخشنا چاہے اور اسکا رسول بخشوا دے تو اللہ اسکی توبہ قبول کرے اور رحم کرے شیخ ابن حجر مکی نے جواہر المنظم فی زیارۃ قبر المکرم مین لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیہ سے اپنے بندون کو اپنے رسول قبول کے پاس حاضر ہونے اور اس سے طلب بخشش کرنے کے لیے حث اور رغبت دلاتا ہے اور یہ رتبہ عظیم آپکا آپکی وفات سے جاتا نہین رہا بلکہ بحسب حالت زندگی مین تھا اسی طرح اب بھی باقی ہے اور شیخ الاسلام عبد الحق محقق دہلوی نے جذب القلوب مین اس آیہ سے قبر شریف کی زیارت واجب ثابت کرکے فرمایا ہے کہ حافظ عبد اللہ نے مصباح الظلام مین امیر المؤمنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے تین دن بعد ایک اعرابی یعنی کسان آیا اور مزار مبارک پر گرکر اپنی خاک اپنے سر پر ڈالنے لگا اور کہا یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہمنے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے خدا سے سیکھا ہمنے آپ سے سیکھا اور وہ آیتین جو خدا نے آپ پر اتارین انمین سے ایک یہ ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم الآیہ اور مین اپنے اوپر ظلم کرکے آپکے پاس آیا ہون کہ آپ مجھکو بخشوا دیں اسی وقت قبر مبارک سے آواز آئی کہ اللہ نے تجھکو بخشا انہین آیتون مین سے دوسری یہ آیہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور اسکے رسول کی طرف چلے پھر اسکو موت آجاوے تو اللہ تعالیٰ اسکا ثواب اسکو دیگا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ جوہر المنظم مین فرماتے ہین کہ جسکو علم حدیث اور قرآن کی

وصل اس ذکر فضائل اور اثبات زیارت مزار شریف کے ۱۲

کچھ لذت حاصل ہوا سکو اس بات مین شک نہو کہ جو شخص اب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو نکلیگا اُسکو مہاجر الی اللہ و رسولہ کہینگے کیونکہ صحیح حدیثون مین آیا ہی کہ آپکی زیارت زندگی اور موت مین برابر ہی اور آپ بعد وفات کے بھی زندہ ہین اور جیسا اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ آپکی زیارت زندگی مین واجب تھی ویسا ہی بعد وفات کے حدیثون سے ثابت ہوتا ہی چنانچہ جو حدیثین امام تقی الدین سبکی نے صحیح سندون سے اپنی کتاب شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام مین لکھی ہین یہان نقل کی جاتی ہین

حدیث اول من زار قبری وجبت لہ شفاعتی یعنی جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا اسکے لیے شفاعت کرنا مجھپر واجب ہوگی

حدیث دوسری من زار قبری حلت لہ شفاعتی یعنی جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا اسکے لیے میری شفاعت حلال ہوگی

حدیث تیسری من جاءنی زائرا لا یعلمہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیمۃ یعنی جو شخص میری زیارت کو آوے اور سوائے زیارت کے کوئی اور غرض اسکی نہو تو اسکا حق مجھپر واجب اور ثابت ہوگا کہ قیامت کو مین اسکی شفاعت کرونگا

حدیث چوتھی من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی یعنی جو شخص حج کرکے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کریگا پس گویا اُسنے زندگی مین میری زیارت کی

حدیث پانچوین من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی یعنی جو کوئی کعبہ کا حج کرنے آوے اور میری زیارت کو نہ آوے پس مشک اُسنے مجھپر ظلم کیا

حدیث چھٹی من زار قبری کنت لہ شفیعا او شہیدا و فی روایۃ عنہ من زارنی بمکۃ کنت لہ شفیعا یوم القیمۃ و من مات فی احدی الحرمین بعثہ اللہ من الآمنین یوم القیمۃ یعنی جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا مین اسکی شفاعت کرونگا اور گواہی دونگا اور جو کوئی حاجی میری زیارت کرے وہ قیامت کو میرے پاس ہوگا اور جو کوئی مکے یا مدینے مین مریگا اللہ تعالی اُسکو قیامت کے روز عذاب اور حساب سے محفوظ اٹھاویگا

حدیث ساتوین من حج الی مکۃ ثم قصد زیارتی فمات فی احد المسجدین بعثہ اللہ من الآمنین یوم القیمۃ یعنی جو کوئی حج کو جاوے پھر میری زیارت کا قصد کرے پس اس تقصیر کا عذر ہرگز نہ سنا جائیگا اور اسی طرح ان حدیثون کو شیخ ابن حجر مکی نے جواہر المنظم مین اور شیخ المحدث عبد الحق دہلوی نے جذب القلوب مین روایت کیا ہی

یہاں تک قبر شریف کی زیارت واجب اور مستحب ہونا قرآن اور حدیث سے ثابت ہوا اب اجماع امت سے ثابت کیا جاتا ہے ملا علی قاری نے منسک متوسط کی شرح میں لکھا ہے اعلم ان زیارۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باجماع المسلمین من اعظم القربات وافضل الطاعات وادرج المساعی وارجی الوسائل الدواعی لنیل الدرجات قربۃ من درجۃ الواجبات بل قیل انہ من الواجبات کما بینہ فی الدرۃ المضیئۃ فی الزیارۃ المصطفویۃ من ادلۃ ساطعۃ وبراہین قاطعۃ وترکہا غفلۃ عظیمۃ وحقوقۃ کثیرۃ یعنی جانو تم اے مسلمانو کہ زیارت جناب سید المرسلین خاتم النبیین کی بڑی عبادت ہے اور بڑا دین حاصل ہونے کے لیے بہت اچھا وسیلہ ہے اور درجہ میں واجب کے ہے بلکہ بعضوں نے واجب کہا ہے جیسا کہ بینے کتاب درۃ المضیئہ فی زیارۃ المصطفویہ میں بیان کیا ہے اور آپکی زیارت اُس شخص پر واجب ہے جو زادراہ اور چلنے کی طاقت رکھے اور جو باوجود قدرت اور طاقت کے اتنی بڑی سعادت اور عبادت سے محروم رہے وہ بڑا غافل اور ظالم ہے اور شیخ ابن حجر مکی نے جوہر المنظم میں لکھا ہے کما اجمع العلماء علی استحبابہ وحثہ علیہ والسفر الیہا فکذلک اجمع المسلمون من العلماء وغیرہم علی فعل ذلک فان الناس لم یزالوا من عہد الصحابۃ الی الیوم یتوجہون من سائر الآفاق الی زیارۃ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل الحج وبعدہ ویقطعون فیہ مسافات بعیدۃ ویحققون فیہ الاموال ویبذلون الحج معتقدین ان ذلک من اعظم القربات ومن زعم ان ہذا الجمع العظیم علی تکرار الازمنۃ مخطئون فہو المخطی المحروم یعنی جسطرح عالمون نے آپکی زیارت کرنا اور اسکے لیے سفر کرنا لکھا ہے اُسی طرح سب مسلمانوں اور عالموں نے فعل اسکا متفق ہوکر مشروع اور مسنون کہا ہے اسلیے کہ تمام مسلمان صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے سے آج تک دور دور سے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے قبل حج کے ہو یا بعد حج کے آتے جاتے ہیں اور بڑی بڑی محنتیں اور مشقتیں اٹھاتے ہیں اور اُسکو بڑی عبادت اور سعادت سمجھکر اپنا جان اور مال صرف کرتے ہیں پس اب اگر کوئی منکر شقی کہے کہ یہ سب لوگ اتنی مدت سے برا کرتے رہے ہیں تو وہی کہنے والا خلی اور بے نصیب اور اس سعادت اور دولت سے محروم ہے اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب کریم اور رسول رحیم کے سب مسلمانوں کو یہ دولت ابدی اور سعادت سرمدی نصیب کرے اور منکرین کو گمراہی سے نجات اور ہدایت سے رہائی دے آمین یارب العالمین الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

فصل یہ بیان ہے ازواج مطہرات اور اولاد کرام اور اہل بیت نبوت اور خلفائے راشدین اور اُنکے مناقب کا **وصل** بیچ ذکر ازواج مطہرات اور سرایائے نیک ذات رضی اللہ عنہن کے جاننا چاہیے کہ بیبیان جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گیارہ تھیں چھ قریشی اور چار

عربی غیر قریشی اور ایک نبی اسرائیل کی قوم سے تھیں وہ بھی بیان کرتا ہوں کہ قریشی تھیں یہ ہیں ایک ام المومنین خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد عزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی تھیں کہ انکا نسب قصی بن کلاب ہیں آپکے نسب سے ملتا ہے اور سوائے ام المومنین خدیجہ کبریٰ اور ام حبیبہ کے کوئی بی بی قصی کی اولاد سے نہ تھیں لقب شریفہ انکی ام الہند تھی اور وہ آپکی پہلی بی بی تھیں آپ نے انکی زندگی میں کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا مقدار مہر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ایک ہزار مثقال رسوا شاہون پر چہرہ دار سو اونچ آنہ اور یہ ہوتی ہے اور آپکی سب اولاد لڑکے اور لڑکیاں انہیں سے ہیں سوائے ابراہیم علیہ السلام کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تھے اور وہ یعنی خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا بعد نکاح کے پچیس یا چھبیس برس زندہ رہیں اور عمر شریف انکی پینسٹھ برس کی ہوئی اور نبوت کے دسویں برس رمضان کی دسویں تاریخ انکی وفات ہوئی اور حجون میں کہ مکے والوں کا قبرستان ہے دفن ہوئیں مناقب اور فضائل انکے بہت ہیں اور سب فضیلتوں سے بڑھکر فضیلت ہے کہ جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا انسے پیدا ہوئیں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ یہ خدیجہ کبریٰ آپکے لیے کھانا لاتی ہیں جب آپکے پاس آویں انکو اللہ تعالے کی طرف سے سلام پہونچایئے اور میری طرف سے بھی تسلیم کے خوشخبری دیجیے کہ ہمارے لیے بہشت میں موتی کا ایک گھر ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ چار عورتیں جنت کی سب عورتوں سے بہتر ہیں خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد مریم بنت عمران آسیہ زوجہ فرعون اور ایک روایت میں ہے کہ جنت ان چار عورتوں کی مشتاق ہے اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مریم بیٹی عمران کی اپنے وقت کی عورتوں سے بہتر تھیں اور خدیجہ بیٹی خویلد کی اپنے زمانہ کی عورتوں سے بہتر ہیں دوسری ام المومنین سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود تھیں کہ انکا نسب بھی عامر بن لوی میں آپکے ساتھ ملتا ہے کنیت انکی ام الاسود تھی اور بیچ شروع زمانے نبوت کے مکے میں اسلام لائی تھیں اور پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس اپنے چچازاد بھائی کے نکاح میں تھیں اور سکران انکے خاوند بھی مسلمان ہوئے تھے اور انسے ایک بیٹا عبدالرحمن نام پیدا ہوا تھا جب سکران نے انتقال کیا تو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کے دسویں برس بعد وفات حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعوض مہر چار سو درم جسکے چھ سو روپیہ چہرہ دار اور ایک ماشہ نقرہ ہوتے ہیں انسے نکاح کیا وفات انکی سنہ چون ہجری

ماہ شوال مین مدینہ منورہ مین معاویہ کے زمانہ مین ہوئی اور بقیع مین دفن ہوئین صدیقہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیٹی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھین آپ نے نبوت کے دسوین برس عید کے مہینے مین مکہ معظمہ مین بعوض مہر چار سو درم یعنی چھ سو روپیہ چہرہ دار روا ایک ماشہ نقرہ اُنسے نکاح کیا اور رخصت اُن دنون مین ہوئی جب پانچ برس کی تھین پھر مدینہ منورہ مین سنہ دو ہجری مین نو برس کی عمر مین زفاف واقع ہوا اور بعد نکاح کے نو برس آپکی صحبت مین رہین اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی وہ اٹھارہ برس کی تھین اور ترسٹھ برس کی ہو کر سنہ ستاون یا اٹھاون ہجری مین شب سہ شنبہ سترھوین رمضان المبارک مین انتقال کیا اور بموجب وصیت کے رات ہی کو بقیع مین دفن ہوئین اور اُنسے دو ہزار دو سو دس حدیثین مروی ہین مناقب اور فضائل اُس گوہر کان ملاحت اور دُر دریاے عفت اور عصمت کے بیشمار ہین اور اٹھارہ آیتین اُنکی پاکدامنی کی شان مین موجود ہین اور بڑی فضیلت اُنکی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُنسے نہایت محبت اور کمال اُلفت تھی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سب سے زیادہ کس عورت سے محبت رکھتے ہین فرمایا عورتون مین عائشہ سے اور مردون مین اُسکے باپ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور منقول ہے کہ سوا سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آپ پر کسی بی بی کے پاس اکٹھے کحاف مین وحی نہین اُتری اور ایک روز آپنے جناب سیدۃ النسا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جسکو مین دوست رکھتا ہون اُسکو تم بھی دوست رکھتی ہو عرض کیا ہان یا رسول اللہ فرمایا تم عائشہ سے محبت رکھو کہ مین اُنسے بہت محبت رکھتا ہون اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود مین انتقال فرمایا اور اُنھین کے مکان مین دفن ہوے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت کچھ خدا کی راہ مین صرف کیا کرتی تھین مگر اُنکی چادر مین پیوند لگے رہتے ایکبار عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لاکھ درم بھیجے اور اُسیدن وہ روزہ تھین اُسی وقت وہ سب درم فقیرون اور محتاجون اور عزیزون کو بانٹ دیے اور اپنے واسطے ایک بھی باقی نہ رکھا لونڈی نے عرض کیا اگر اپنے لیے ایک درم کا گوشت منگاتین تو کیا ہوتا فرمایا مجھکو یاد نہ رہا اگر تو یاد دلاتی تو لے لیتی چوتھی حفصہ بیٹی عمر بن خطاب کی تھین کہ پہلے خنیس بن حذافہ سہمی کے نکاح مین تھین جب وہ بدر مین شہید ہوے اور حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئین تب آپ نے سنہ تین ہجری مین بعوض چار سو درم یعنی چھ سو روپیہ چہرہ دار روا ایک ماشہ نقرہ اُنسے نکاح کیا وفات اُنکی سنہ پینتالیس ہجری ماہ شعبان مین ہوئی اور قبرستان بقیع مین

دفن ہوئیں انکی عمر شریف ساٹھ برس کی تھی اور اُنسے ساٹھ حدیثیں منقول ہیں **پانچویں** ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ پہلے ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد کے نکاح میں تھیں اور اپنے خاوند کے ساتھ پہلے انھیں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور انکے چار لڑکے پیدا ہو چکے تھے بعد غزوۂ بدر یا آمد کے انکے خاوند نے وفات پائی تب سنہ چار ہجری ماہ شوال میں آپ نے انکے ساتھ نکاح فرمایا اور دس درم کی تھیلی کے کسی اسباب پر مہر باندھا اور انھوں نے سنہ انسٹھ ہجری تیسری تاریخ ماہ ربیع الثانی میں وفات پائی اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ سنہ باسٹھ ہجری یزید بن معاویہ بن ابو سفیان کے زمانہ میں بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے وفات فرمائی انکی عمر شریف چوراسی برس کی ہوئی اور انھوں نے سب بیبیوں کے بعد وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں تین سو اٹھتر حدیثیں انسے مروی ہیں **چھٹی** ام المومنین ام حبیبہ بیٹی ابو سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں اور انکا نام رملہ تھا وہ پہلے عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جب انکے خاوند حبشہ میں مرے تو سنہ چھ ہجری میں آپکے نکاح میں آئیں اور نجاشی حبشہ کے بادشاہ نے وہیں انکا نکاح آپکے ساتھ چار سو دینار یعنی ایک ہزار چھ سو چھیاسٹھ روپیہ چھ پیسہ دو اور ساڑھے دس آنہ سوا تولہ درم کا مہر باندھکر انکی نیابت میں روانہ کیا اور مہر بھی اپنے پاس سے انکو دیدیا سنہ بیالیس یا چوالیس ہجری میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں انکی عمر شریف بہتر یا چھیاسٹھ برس کی ہوئی اور پینسٹھ حدیثیں انسے مروی ہیں **ساتویں** ام المومنین زینب بیٹی خزیمہ بن حارث کی تھیں انکو ہجرت کے تیسرے سال رمضان میں بموجب چار سو درم یعنی چھتیس روپیہ چھ دو دار و ایک ماشہ نقرہ اپنے نکاح سے مشرف فرمایا وہ بعد نکاح کے آٹھ مہینے زندہ رہیں اور آپکے ساتھ چھ برس چوتھے برس ربیع الثانی کے مہینے میں انتقال فرمایا بقیع میں دفن ہوئیں دو حدیثیں ام المومنین زینب بیٹی جحش کی تھیں پہلے انکا نام برہ تھا آپ نے بدل کر زینب رکھا کنیت انکی ام الحکیم اور ابو احمد انکی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبد المطلب تھیں وہ پہلے زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں جب زید نے طلاق دی تب آپ نے سنہ پانچ ہجری ماہ ذیقعدہ میں بموجب مہر چار سو درم یعنی چھتیس روپیہ دو ایک ماشہ نقرہ اُنسے نکاح کیا بغیر گواہ اور فرمایا نکاح کرنے والا اللہ ہے اور گواہ جبرئیل یہ خاصہ آپ ہی کا ہے دوسرے کو روا نہیں سنہ بیس یا اکیس ہجری میں انھوں نے وفات پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور تمام مدینہ والوں نے آپکی نماز پڑھی اور بقیع میں دفن کیا انکی عمر شریف تریپن برس کی ہوئی اور گیارہ حدیثیں انسے مروی ہیں اور انکے فضائل حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں **تیسری** ام المومنین جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار تھیں انکا نام بھی برہ تھا آپ نے

جویریہ رکھا اور انکو چھ پانچ ہجری ماہ شعبان مین غزوۂ بنی المصطلق سے پھرتے ہوے بعوض مہر چار سو
درم یعنی چھ سو روپیہ وایک ماشہ نقرہ اپنے نکاح سے مشرف فرمایا سنہ پچاس یا چھپن ہجری ماہ
ربیع الاول مین اُنھون نے انتقال کیا اور بقیع مین دفن ہوئین اُنکی عمر شریف پینسٹھ برس کی ہوئی
اور سات حدیثین اُنسے مروی ہین چوتھی اُم المومنین میمونہ بنت حارث بن الیہ عامریہ تھین اور انکا
نام بھی برّہ تھا آپ نے میمونہ رکھا وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حقیقی خالہ تھین اور پہلے مسعود
بن عمرو ثقفی کے نکاح مین تھین پھر ابی رہم بن عبدالعزی سے وہ سر نکاح ہوا بعد اُسکے سنہ سات ہجری ماہ
ذیقعدہ مین آپنے اُنسے نکاح کیا اور چار سو درم یعنی چھ سو روپیہ مہر وہ دارد وایک ماشہ نقرہ کا مہر باندھا اور
سنہ اکیاون ہجری مین مقام سرف مین کہ مکے سے دس میل ہے انتقال کیا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
وغیرہ اُنکے بھانجون نے اُنپر نماز پڑھکر اُنکو وہین دفن کیا اور اُنسے چھہتر حدیثین مروی ہین یہانتک چھٹی قرشی
اور چار غیر قرشی بیبیون کا ذکر ہوچکا گیارھوین صفیہ بنت حیی بن اخطب حضرت ہارون علیہ السلام کی
اولاد سے پہلے سلام بن مسلم کے نکاح مین تھین پھر کنانہ بن ربیع کے نکاح مین آئین بعد اُسکے جب کنانہ
خیبر کی لڑائی مین مارا گیا اور یہ وہان کی لوٹ مین آئین اور آپکے حصہ مین پڑین آپ نے اُنکو آزاد کرکے
اُنسے نکاح کیا اور آزادی اُنکا مہر مقرر فرمایا اور یہ واقعہ سنہ سات ہجری ماہ رمضان مین ہوا اُسوقت اُنکی
عمر سترہ برس کی تھی اور سنہ پچاس ہجری ماہ رمضان مین انتقال کیا اور بقیع مین دفن ہوئین عمر شریف
اُنکی ساٹھ یا باسٹھ سال کی ہوئی اور دس حدیثین اُنسے مروی ہین یہ گیارہ بیبیان وہ تھین جنسے صحبت
واقع ہوئی اور بعضی اِنمین سے صاحب اولاد تھین اور ام المومنین خدیجہ کبریٰ اور زینب بنت جحش
رضی اللہ عنہما نے آپکے سامنے وفات پائی باقی سب بیبیون نے آپکے بعد رحلت فرمائی اور باقی حال
اُن عورتون کا کہ قریب بیس کے تھین بعضون سے فقط نکاح ہوا اور نوبت صحبت کی نہین آئی کہ اُنکو
چھوڑدیا اور بعضون کے لیے صرف پیغام بھیجا اور نکاح نہین ہوا سیر کی کتابون مین اُنکا حال مفصل
لکھا ہوا اور آپکی سراپا چار عورتین تھین اور سریہ اُسکو کہتے ہین کہ جہاد مین مسلمان کو ملے اور بے نکاح کے
اُس سے صحبت درست ہو عرض کہ اس طرح کی عورتین چار تھین ایک ماریہ قبطیہ مصری شمعون قبطی کی
کہ مقوقس اسکندریہ کے حاکم نے اُنکو آپکی نذر کیا تھا اور وہ نہایت حسین اور خوبصورت تھین حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو اپنا سریہ کیا اور اپنے تصرف مین لائے اور اُنسے صحبت رکھتے تھے
اور ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنھین سے پیدا ہوے دوسری ریحانہ بنت زید
کہ بنی النضیر کی لڑائی مین ملی تھین اور آپ نے اُنپر تصرف فرمایا تھا اُنھون نے حجۃ الوداع کے

دنون مین وفات پائی اور بقیع مین دفن ہوئین تیسری جمیلہ کہ وہ بھی کسی لڑائی مین قید ہوئی تھین
اور آپکے حصہ مین بڑی تھین چوتھی ایک اور لونڈی تھین کہ حضرت زینب بنت مجش رضی اللہ
عنہا نے آپکو دی تھی الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وصل بیچ ذکر اولاد
کرام کے اے اہل مجلس معلوم کرو کہ سب اولاد شریف بالانفاق چھ ہین دو فرزند قاسم اور ابراہیم
اور چار لڑکیان زینب رقیہ ام کلثوم فاطمہ اور بعضون نے دو اور کہی ہین طیب اور طاہر کہ دونون
ملاکر آٹھ ہوے چار مرد اور چار عورتین اور بعضون نے کہا ہے کہ سوا ے حضرت قاسم اور ابراہیم کے
ایک صاحبزادے آپکے عبداللہ تھے کہ لڑکپن مین انتقال کیا اور باحوال ان سب کے
جدا جدا بیان ہوتے ہین قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نبوت کے پہلے پیدا
ہوے انھین کے سبب سے آپکا لقب ابوالقاسم ہوا اور انکی عمر مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین
کہ چلنے پھرنے کے قابل ہوے تھے اور بعضون کے نزدیک قابل سواری کے اور بعضون کے نزدیک
دو برس کے اور بعضون کے نزدیک سترہ مہینے کے ہوے تھے اور تحقیق یہ ہے کہ قبل نبوت کے
انکا انتقال ہوا تھا عبداللہ بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی مین بعد اسلام کے
پیدا ہوے اور لڑکپن مین جاتے رہے ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپکی
سب اولاد سے پیچھے پیدا ہوے اور انکا تولد ماریہ قبطیہ سے مدینہ منورہ مین ہجرت کے آٹھوین برس
ذیحجہ کے مہینے مین ہوا اور دسوین محرم یا دسوین ربیع الاول روز شنبہ سنہ دس ہجری مین وفات پائی
اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے برابر بقیع مین دفن ہوے اور آپ نے آنکی قبر پر چھڑکنے
پانی ڈالا اور فرمایا کہ اگر یہ لڑکا جیتا تو مین اسکے تمام اقربا ے مادری کو آزاد کر دیتا اور سارے قبطیون
سے جزیہ موقوف کرتا اور صاحبزادیان جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار ہین بڑی صاحبزادی
حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین ولادت باسعادت انکی واقعہ فیل کے تیس برس
بعد نبوت سے دس برس پیشتر ہوئی نکاح انکا انکے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزی
بن عبدالشمس بن عبد مناف کے ساتھ ہوا والدہ انکے خاوند کی ہند بنت خویلد حقیقی بہن حضرت
خدیجۃ الکبریٰ کی تھین انکے ایک لڑکا علی نام اور ایک بیٹی اُمامہ نام پیدا ہوے علی بن ابی العاص
جوان ہوے اور روز فتح مکہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اپنے نانا کے ساتھ ایک ہی سواری
تھے اور اُمامہ کو جناب امیر علیہ السلام بعد وفات جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے بحسب وصیت
جناب سیدہ کے اپنے نکاح مین لاے اُنسے ایک لڑکا پیدا ہوا نام اُسکا محمد اوسط تھا

وفات پائی جناب زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روبرو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھوین سال ہجری مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکو اپنے دست مبارک سے قبر مین دفن کیا دوسری صاحبزادی رقیہ[1] بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تعین مبداء آنکی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے تین برس کے بعد ہوئی یہ قبل نبوت کے عتبہ بن ابی لہب کے نکاح مین تھین جب سورہ تبت یدا نازل ہوئی ابولہب نے اپنے بیٹون سے کہا کہ مین تمسے راضی نہین ہونے کا جبتک کہ تم محمد کی بیٹی کو نہ چھوڑ دوگے پس عتبہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو قبل صحبت کے چھوڑ دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکو حضرت عثمان بن عفان خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہ دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آنکے ساتھ حبشہ کو ہجرت فرمائی وہین آنسے ایک بیٹا عبداللہ نام پیدا ہوا ایک یا دو برس کا تھا کہ آسکی آنکھ مین مرغ نے چونچ ماری کہ وہ اسی زخم کی وجہ سے جنت کو گیا انھون نے بھی اپنے والد بزرگوار یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سال دو ہجری عید کی پہلی تاریخ وفات پائی اور بقیع مین دفن ہوئین تیسری صاحبزادی ام کلثوم[2] بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تعین انکا نکاح پہلے عتیبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوا تھا مثل حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انکو بھی انکے خاوند نے چھوڑ دیا بعد انتقال حضرت خاتون رقیہ رضی اللہ عنہا کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسرے سال ہجری مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیا آنسے کوئی اولاد نہین ہوئی وفات آنکی ماہ شعبان شنہ نو ہجری مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوئی فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر میری تیسری بیٹی باقی ہوتی تو مین آسکو بھی عثمان کے ساتھ بیاہ دیتا چوتھی صاحبزادی سب سے چھوٹی فاطمہ[3] رضی اللہ عنہا تعین قبل نبوت کے پانچ برس پیدا ہوئین القاب شہیرہ آنکے سیدۃ نساء العالمین اور سیدۃ نساء اہل جنت اور زہرا اور بتول اور زاکیہ اور راضیہ اور مرضیہ ہین اور نہایت مشابہ تعین ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راہ اور روش اور صورت اور سیرت اور گفتگو مین اور آپکے ساتھ کمال الفت اور محبت تھی کہ اپنی اور صاحبزادیون سے زیادہ تھی جب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضور نبوی مین آتین آپ اٹھ کھڑے ہوتے اور جا قدم آگے بڑھکر آنکو لیتے اور پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھلاتے اور ایسے ہی جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زہرا علیہا السلام کے گھر تشریف لیجاتے وہ اٹھ کھڑی ہوتین اور اپنی جگہ پر بٹھلاتین اللہ تعالے کے حکم سے آنکا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے

[1] رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

[2] ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[3] فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ساتھ ہوا جناب سیدہ رضی اللہ عنہا سے تین صاحبزادے حسنؑ اور حسینؑ اور محسنؑ اور تین لڑکیاں زینبؑ اور ام کلثومؑ اور رقیہؑ پیدا ہوئیں محسنؑ اور رقیہؑ نے لڑکپن میں وفات پائی اور زینب عبداللہ بن جعفر طیار اور ام کلثوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اگرچہ ام کلثوم کا عمر خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک لڑکا زید نام پیدا ہوا تھا مگر ان دونوں سے کوئی اولاد باقی نہ رہی اور عمر شریف حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت پندرہ سال پانچ مہینے پندرہ روز کی تھی اور مغیرہ نے کہا کہ اٹھارہ سال کی مہر انکا چار سو مثقال چاندی کا تھا جسکے ایک سو اٹھ روپیہ ہوتے ہیں اور آٹھ ماشہ چاندی ہوتی ہے حسن شریف پینتیس یا چھتیس یا اٹھائیس سال کا ہوا اور بعد انتقال جناب سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھ مہینے کے بعد تیسری ماہ رمضان سنہ پچاس ہجری میں وفات پائی اور روایت کو بقیع میں دفن ہوئیں جب جب وفات جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو پہونچی انہوں نے جناب امیر علیہ السلام سے شکایت کی کہ آپ نے ہمکو خبر نہ کی کہ ہم بھی شریک نماز جنازہ ہوتے جناب امیر علیہ السلام نے عذر کیا کہ میں نے بجہت وصیت کے شب کو دفن کیا اور آپکی وصیت یہی تھی کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں تو مجھکو رات کو دفن کرنا کہ کسی نامحرم کی نگاہ میرے جنازے پر نہ پڑے ولادت باسعادت حضرت سبط رسول قرۃ العین بتول ریحانۂ رسول شہید مظلوم امام معصوم نور دیدۂ مصطفےٰ جگر گوشۂ مرتضےٰ امام حسن مجتبےٰ علیہ السلام کی نصف ماہ رمضان سنہ تین ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی کنیت حضرت امام حسن علیہ السلام کی ابو محمد اور القاب تقی و زکی اور طیب اور سید اور سبط اور ولی اور حجت تھے اور آپ میرے سینہ تک بہت مشابہ تھے پیمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکو اور آپکے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام کو جنت کے جوانوں کا سردار فرمایا وقت وفات جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمر شریف کی سات برس چھ مہینے کی تھی اور بعد شہادت جناب امیر علیہ السلام کے مسند آرائے خلافت ہوئے اور باشارہ اس حدیث شریف کے کہ الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ یعنی خلافت بعد میرے تیس برس رہیگی چھ مہینے کمی دن خلافت کی اور سنہ اکتالیس ہجری ماہ ربیع الاول میں امر خلافت کو معاویہ بن ابی سفیان کے سپرد کیا اور گوشہ نشینی اختیار فرمائی اور مضمون حدیث ہذا ابنی سید لعل اللہ یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین یعنی میرا بیٹا سید اور سردار ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اسکے سبب سے دو بڑے گروہ مسلمانوں میں صلح کریگا آپکی ذات پاک سے ظاہر ہوا

اور آخر عمر نصف میں یزید پلید نے بیعیا کہ لاکھ درم عہدہ بنت اشعث بن قیس کندی کو کہ آپکے نکاح میں تھی بھیجے اور اقرار کیا کہ اگر تو امام حسن کو زہر دیگی تو میں تجھسے نکاح کرونگا اس بدنصیب نے دنیا کے تھوڑے اور رذالیج میں آکر آپکو تین بار زہر دیا اور زہر نے کچھ اثر نہ کیا تیسری بار کارگر ہوا یعنی چالیس دن اسکی تکلیف اٹھا کر بستاسی ۸۷ برس ۸ مہینے ۸ دن ۸ ہوے عمر شریف آپکی سینتالیس ۴۷ برس کئی مہینے کی ہوئی جمادی الاول سنہ ۴۹ ہجری میں وفات حضرت امام حسن علیہ السلام کے جا پاکہ یزید اپنا وعدہ پورا کرے اور اسکو اپنے نکاح میں لاوے یزید نے کہا کہ جب میں نے تیرا بہنا حسن کے پاس گوارا نہ کیا تو اپنے واسطے کب جائز کرونگا وہ روسیاہ دونوں جہان کی مردود ہوئی نہ دنیا ملی نہ آخرت ہاتھ آئی مروی ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے بھائی موت میری آپہونچی اور رفاقت کا وقت نزدیک آیا اور وعدہ دیدار الٰہی قریب ہوا مجھکو تین بار زہر دیا لیکن اس مرتبہ ٹکڑے جگر کے گرتے ہیں امام مظلوم شہید کربلا نے عرض کیا کہ اے برادر عزیز گوارا یہ حرکت نالائق کسنے کی فرمایا تم اسوا سطے پوچھتے ہو کہ اسکو قتل کرو عرض کیا ہاں فرمایا کہ اگر میرا قاتل وہی ہے جسپر میرا گمان ہے تو خدا عذاب کرنیکو کفایت کرتا ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ کسی بیگناہ کو میرے واسطے تو قتل کرے پھر سبحان اللہ کیا مقام استقامت و رضا جوئی ہے کہ باوجود امکان عوض کے معاملہ اسکا بمقتضی حقیقی کے سپرد فرمایا اور اپنے قاتل کا نام نہ لیا سمجھا کہ یہ کہا جائے کہ آپکے متفق علیہ فرزند حضرت زید امام حسن امام حسین حسن مثنی عمر قاسم عبداللہ عبدالرحمن حسن ملقب باثرم اور حمادان چھ طلحہ فاطمہ ام عبداللہ فاطمہ ثانیہ ام سلمہ رقیہ منجملہ اولاد کے تین صاحبزادے قاسم عمر عبدالرحمن ہمراہ اپنے چچا سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے واقعہ کربلا میں شہید ہوے اور چار بیٹے حسن مثنی بھی ہمراہ تھے اور بعد شہادت امام مظلوم علیہ السلام کے یزیدیوں کے ہاتھ میں قید ہوے اسما بنت خارجہ نے اگر انکو وہاں سے خلاص کروایا اور زید کہ کنیت انکی ابوالحسن تھی عمر شریف انکی نوے ۹۰ برس کی اور عبداللہ کی پچانوے ۹۵ برس کی اور حسن مثنی کی ستر برس کی ہوئی وہ اپنے چچا یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں نہیں گئے تھے اور باقی انکی اولاد میں اختلاف ہوا جو کتب سیر میں مذکور ہے اور ولادت باسعادت سبط رسول قرۃ العین بتول نور ہدیٰ حدیقہ بستان رسالت قمر سپہر سیادت امام مظلوم سید الشہدا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی روز شنبہ پنجم ماہ شعبان سنہ چار ہجری میں مدینہ منورہ میں واقع ہوئی کنیت آپکی ابوعبداللہ

اور لقب زکی جد اور سینہ سے قدم تک مہبت مشابہ حضرت رسول مقبول صلعم سے تھے اور محبت اور شیعت اور فضائل اور کمالات مین سب سے فائق اور برتر جور و ستم ستمگاران بیحیا اور تعدی بدکردار ان پر ظلم و دغا خاسر الدنیا والعقبیٰ سے واقعہ کربلا مین دسوین محرم روز جمعہ بعد ظہر ۶۱ سنہ اکسٹھ ہجری مین در رتبہ شہادت سے فائز ہوکر کربلا مین آسودہ ہوے عمر شریف چھپین ۵۶ برس پانچ مہینے کئی دن کی ہوئی اولاد شریف انکی چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیان حسین علی اکبر والدہ انکی لیلیٰ بنت عروہ بن مسعود ثقفی علی اوسط ملقب بزین العابدین والدہ انکی شہربانو بنت یزدجرد بن نوشیروان مجفعہ والدہ انکی خزاعیہ تھین عبداللہ اصغر سکینہ والدہ ان دونون کی رباب بنت امرء القیس علی الصغر اور محمد اور فاطمہ صغریٰ ایک مان سے نام انکا ام اسحٰق بنت طلحہ بن عبیداللہ اور زینب نقش نگین خاتم امام مظلوم علیہ السلام کا نکل اہل کتاب تھا **فصل** یہ ذکر ہے فضائل اہل بیت نبوت کا عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال لما نزلت ہذہ الآیۃ ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیا و فاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ہؤلاء اہل بیتی رواہ مسلم **یعنی** روایت کی ہے مسلم نے حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ جب یہ آیہ کریمہ ندع ابناءنا وابناءکم نازل ہوئی بلایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو اور فرمایا کہ بارخدایا یہ میرے اہل بیت ہین وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرجل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا رواہ مسلم **یعنی** روایت کی ہے مسلم نے حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ باہر آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن صبح کے وقت اور بدن شریف پر بسیا یکملی تھی پس آئے حسن بن علی تب نے انکو یکملی مین لے لیا بعد اسکے حسین بن علی آئے انکو بھی اس کملی مین داخل کیا پھر فاطمہ آئین انکو بھی اسی کملی مین لے لیا پھر علی آئے انکو بھی اسی مین داخل کرکے یہ آیہ کریمہ انما یرید اللہ الخ پڑھی اور فرمایا کہ خواہش الٰہی یہی ہے کہ رہے اہل بیت نبی تم سے تمہارے گناہون کو دور کرے اور سنجاست معاصی سے خوب پاک فرماوے وعن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حارب لمن حاربتم وسالم لمن سالمتم رواہ الترمذی اور بروایت کی ترمذی نے حدیث زید بن ارقم سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے حق مین کہ مین لڑنے والا ہون اس شخص سے جو لڑے تم سے اور صلح کرنے والا ہون اس سے جو تم سے صلح کرے وعن جابر رضی اللہ عنہ

وصل در ذکر فضائل اہل بیت نبوت ۱۲

قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجۃ یوم عرفۃ وہو علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول
یا ایہا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی رواہ الترمذی اور
روایت کی ہم نے ترمذی نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو حجۃ الوداع کے دن اس حال میں کہ آپ ناقہ قصواء پر سوار خطبہ پڑھتے تھے پس سنا میں نے
کہ فرمایا آپ نے اے لوگو میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر اسپر عمل کروگے اور اسکی پیروی
نہ چھوڑو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب اللہ دوسرے میرے اہل بیت میرے وعن انس بن مالک
رضی اللہ عنہ قال لم یکن احد اشبہ بالنبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من الحسن بن علی وقال فی
الحسین ایضا کان اشبہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رواہ البخاری اور نقل کیا ہم
بخاری علیہ الرحمۃ نے حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ نہ تھا کوئی شخص مشابہ زیادہ صورت میں
ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنین علیہما السلام سے وعن البراء رضی اللہ عنہ قال
رایت النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم والحسن بن علی علی عاتقہ یقول اللہم انی احبہ فاحبہ متفق علیہ اور
روایت کی ہم بخاری اور مسلم نے حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا میں نے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حسن بن علی دوش مبارک پر تھے فرمایا بارخدایا میں اسکو دوست
رکھتا ہوں پس تو بھی اسکو دوست رکھ وعن ابی جحیفۃ قال رایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
علی المنبر والحسن بن علی جنبہ ومرۃ یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ یا خی ہو ذا وہو یقول ان ابنی ہذا سید لعل اللہ
ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین رواہ البخاری اور نقل کیا ہم بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے
حدیث ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر اور حسن بن علی برابر
پہلو مبارک کے بیٹھے تھے میں جناب ہی کی طرف دیکھتے تھے
اور وہ مرتبہ بار اور حسن علیہ السلام کی جانب متوجہ ہوتے تھے اور فرماتے تھے یقینی یہ بیٹا میرا سردار
قوم کا ہے اور عنقریب اللہ تعالی اسکے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کریگا اور آپس کی
لڑائی سے باز رکھیگا وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ضمنی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الی صدرہ
فقال اللہم علمہ الحکمۃ وفی روایۃ علمہ الکتاب رواہ البخاری اور روایت کی ہم بخاری نے حدیث
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کہا انھوں نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے مجھکو اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور فرمایا بارخدایا اسکو حکمت سکھلا اور ایک روایت میں ہے
کہ اسکو اپنی کتاب یعنی قرآن کی تفسیر کا علم عنایت کر وعن ابراء رضی اللہ عنہ قال لما توفی

ابراہیم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لہ مرضعا فی الجنۃ رواہ البخاری اور بھی بخاری نے روایت کی ہے حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہ وقت وفات ابراہیم بن رسول اللہ کے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اسکے لیے جنت میں دودھ پلانے والی ہوویگی وعن اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ قال قمت الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاتاہ لیلۃ فی بعض الحاجۃ فخرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہو مشتمل علی شیء لا ادری ما ہو فلما فرغت من حاجتی قلت ما ہذا الذی انت مشتمل علیہ فکشفہ فاذا الحسن والحسین علی ورکہ فقال ہذا ابنای وابنا ابنتی اللہم انی احبہما فاحبہما واحب من یحبہما رواہ الترمذی اور ترمذی نے حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ کہا اسامہ بن زید نے ایک رات میں میرا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی بعض حاجتوں کے لیے بیٹھا تھا کہ جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے اور آپکے پاس کچھ تھا کہ مجھکو معلوم نہ تھا پس بعد فراغت اپنی حاجت کے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکے پاس کیا ہے پس آپ نے اپنی چادر مبارک کھولی تو حسن اور حسین گود میں تھے پھر فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے فرزند ہیں بار خدایا ان دونوں کو میں دوست رکھتا ہوں تو بھی انکو دوست رکھ اور ان لوگوں کو دوست رکھ جو انکو دوست رکھیں وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ رواہ الترمذی اور ترمذی نے حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حسن اور حسین بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں وعن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الحسن والحسین ہما ریحانای من الدنیا رواہ الترمذی یعنی ترمذی نے حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن اور حسین یہ دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں وعن حذیفۃ رضی اللہ عنہ فی حدیث طویل ان فاطمۃ سیدۃ نساء الجنۃ وان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ رواہ الترمذی اور بھی ترمذی نے حدیث حذیفہ بن یمان سے کہ طویل ہے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار اور حسنین اہل بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں وعن سلمی قالت دخلت علی ام سلمۃ وہی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی فی المنام وعلی راسہ ولحیتہ التراب فقلت مالک یا رسول اللہ قال شہدت قتل الحسین آنفا رواہ الترمذی اور بھی ترمذی نے حدیث سلمی رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ ایک دن میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے

گھر گئی دیکھا کہ ام المومنین روتی ہین مین نے عرض کیا کہ آپ کیون روتی ہین فرمایا مین نے خواب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپکے سر اور ڈاڑھی شریف پر گرد و غبار ہے حال پوچھا فرمایا مین اسوقت شہادتگاہ حسین مین تھا وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حامل الحسن بن علی علی عاتقہ فقال رجل نعم المرکب رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونعم الراکب ہو رواہ الترمذی اور بھی ترمذی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن بن علی کو اپنی گردن مبارک پر چڑھائے تھے پس ایک شخص نے کہا کیا اچھی سواری ہے اے لڑکے جسپر تو سوار ہے آپ نے فرمایا یہ سوار بھی کیا اچھا ہے اور مروی ہے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین اپنی بیٹی فاطمہ کو دیکھتا ہون کہ اسکا دہن نور سے بھرا ہوا ہے اور اسکے دہنے بائین آگے پیچھے ستر ستر ہزار فرشتے ہین اور میری امت کی مسلمان عورتون کو بہشت کی طرف کھینچتی ہے اور منقول ہے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب قیامت قائم ہوگی پکارنے والا عرش کے نیچے سے پکاریگا کہ اے اہل محشر اپنے اپنے سر نیچے اور آنکھین بند کرلو کہ فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پل صراط سے گذرتی ہین پس جناب سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ستر ہزار حوروں کے ساتھ بجلی کے مانند جھٹ پٹ پل صراط سے گذر جائینگی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ فرمایا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالےٰ فاطمہ کے غصہ سے غضب مین آتا ہے اور اسکی خوشی سے خوش ہوتا ہے اور ترمذی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین نے جعفر کو فرشتون کے ساتھ بہشت مین اڑتا دیکھا اور امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے ابوذر غفاری سے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوب سمجھ لو اور یاد رکھو کہ بیشک میرے اہل بیت تم مین مثل کشتی نوح علیہ السلام کے ہین کہ جو اسپر سوار ہوا نجات پائی اور جسنے پیچھے پھیری وہ ہلاک ہوا اور مروی ہے امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی مجھکو اور میرے اہل بیت کو ایذا دے پس بیشک اسنے ایذا دی خدا کو اور جو کوئی میرے اہل بیت کی تکلیف دہی اور ایذا رسانی مین کسی کی مدد کرے اور انکے دشمنون کا ساتھ دے پس بیشک اسنے اللہ اور اسکے رسول سے لڑائی ٹھانی اور وہ میری شفاعت سے بے نصیب ہے اسی طرح اگرچہ مناقب جلیلہ اور مفاخر عظیمہ اہل بیت نبوت کے اسقدر ہین کہ اگر لکھے جائین دفتر ہو جائین

پھر بھی آخر مضمون اور تمام عمر میں اُسکا احصا نہو سکے مگر یہاں بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے
تھوڑے سے لکھے گئے کہ سُننے والوں کو نور ایمان سے بہرہ ہو

اب یہ تھوڑا سا احوال و مناقب خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بیان کیا جاتا ہے

ذکر احوال و مناقب سید عاقلہ مہاجرین انصار مہبط کریمہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار رفاقہ سالار رباعی صدیق الملقب بالعتیق امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ اخی اہل مجالس معلوم کرو کہ اول خلیفہ برحق مطاع مطلق جناب امیر المومنین ابوبکر صدیق بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی ہیں نسب شریف انکا ساتھ نسب طہر جناب سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کعب بن لوی ہیں ملتا ہے ولادت باسعادت اس معدن صدق و صفا کی واقعہ اصحاب فیل سے دو برس چار مہینے کے بعد آخر روز دوشنبہ یا شب سہ شنبہ کو ہوئی اور نام انکا ایام جاہلیت یعنی قبل زمانہ اسلام کے عبد الکعبہ تھا بعد شرف ہونے کے دولت اسلام سے اور پانے صحبت جناب سید الانام کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام پاک اپکا عبد اللہ رکھا اور کنیت ابوبکر فرمائی اور فرمایا کہ من اراد ان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابی بکر اسوقت سے آپ ملقب بعتیق ہوے اور بسبب تصدیق رسالت جناب خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے تردد اور بے توقف اور تمیز بہ برس کی عمر میں مخاطب بخطاب صدیق ہوے حلیہ مبارک اپکا اسطرح پر صحت کو پہونچا ہے کہ آپ سرو سفید رنگ مائل بزردی اور از قدد بالے تلے خشک رخسارے بلند پیشانی تھے اور عرق منحنی بہت ظاہر اور ڈاڑھی شریف وسمہ اور مہندی سے رنگین رہتی اپکی مہر میں یہ نقش کندا تھا عبدہ ذلیل رب جلیل اور بعض روایت میں ہے کہ نعم قادر اللہ تھا اور خلافت اُس پیشوا کی باجماع صحابہ منعقد ہوئی اور قصہ اُسکا بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یوں منقول ہے کہ آخر روز دوشنبہ دن وفات جناب سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس ہنگام میں کہ لوگ حجرہ مقدسہ کے دروازے پر جمع تھے مغیرہ بن شعبہ نے آکر حضرت عمر سے خبر کی کہ تمام انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں کہ جہاں تمام بڑے بڑے کاموں کی صلاح اور مشورت ہوتی ہے جمع ہیں اور چاہتے ہیں کہ سعد بن عبادہ کو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہراویں جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حال اس طرح پر ہے سو اوٹھ کے اجماع سے اسلام میں فتنہ و فساد برپا ہو

پہلے اصلاح اِس امر کی چاہیئے تاکہ ہم عاقبت مین اِسکی وجہ سے مواخذہ نہ کیے جائین پس دو مرد ان بزرگوار جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُسی حال پر چھوڑ کر عبیدہ بن جراح وغیرہ مہاجرین کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ مین تشریف لیگئے اور دیکھا کہ جماعت کثیرہ سعد بن عبادہ کے گرد ہے اور آپس مین گفتگو بہت ہو رہی ہے اِس اثنا مین عبید پہونچنے اِن بزرگوارون کے ایک انصاری نے اُنسے کہا کہ اے سماشہر قریش ایک حاکم اور امیر ہماری طرف سے ہووے اور ایک حاکم تمھاری طرف سے تب نصرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا گفتگو ہے لاطائل اور رائے باطل ہے کہین ایک میان مین دو تلوارین اور ایک ملک مین دو بادشاہ سماتے ہین پس درمیان مہاجر اور انصار کے گفتگو بہت ہوئی اور ہر ایک اپنے اپنے مفاخر اور مناقب بیان کرتے تھے آخر الامر جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے گروہ انصار کیا تمنے نہین سُنا اور تمکو نہین یاد ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الائمۃ من قریش یعنی خلیفہ بعد میرے قریشی ہوگا تب بشیر بن سعد انصاری نے کہا واللہ یہ حدیث سُنے جناب نبوت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہے اور ہمکو خوب یاد ہے اور یا یقین جانتے ہین کہ یہ امر عظیم اہل قریش پر قرار پاویگا اور اُنسے متجاوز نہوگا پس بعد مشورہ اور قرارداد امر خلافت کے اوپر قریش کے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے گروہ مسلمانان مجھکو اِس منصب کی خواہش اور اِس امارت اور حکومت کی حرص نہین تمکو لازم ہے کہ عمر اور ابو عبیدہ سے کہ اشخاص خلافت اور شان ریاست رکھتے ہین بیعت کرو اور مجھکو اِس سے معذور رکھو حضرت عمر اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہرگز ایسا نہوگا تم سبکے پہلے اسلام لائے اور سب سے زیادہ فضیلت رکھتے ہو ہم کسطرح تمپر اقدام کر سکتے ہین اور علاوہ اِسکے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی مین تمکو دین کا امام فرمایا ہم کیونکر امور دنیا مین تمکو اپنا امام اور پیشوا نہ کرین اپنا ہاتھ دراز کرو کہ ہم سب بیعت کرین اور مسلمانون کا رئیس بناوین پس پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی بعد اُسکے صحابہ کہ اُس جگہ موجود تھے سب نے آپکی خلافت پر اجماع کر کے بیعت کی اور دوسرے دن بیعت عام وقوع مین آئی اور خواص و عوام کا اِستقرار تام ہوا کہ سعد بن عبادہ پامال ہو کر رہے گمنامی رہ گئے اور بعد بیعت عام کے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے گروہ مہاجر و انصار مین نے تمھارے امر سے اِس امر کو اختیار کیا بخدا مے لایزال مجھکو کبھی اِس حکومت کی حرص نہ تھی اور یہ بیعت کہ واقع ہوئی بے سابقہ تدبیر واقع ہوئی اور بجہت خوف فتنہ زوال مین نے اِس امر عظیم کو قبول کیا اور وہ کام کہ نہایت دشوار تھا تمنے میری گردن پر لادا

اب کہ وہ فتنہ موقوف ہوا مین چاہتا ہون کہ جو مجھسے قوی اور بہتر ہو سو اُسکے سپرد کرون اور مجھکو اُس سے معاف رکھو سب نے بالاتفاق و اجماع کہا کہ ہم سب آپکی بیعت پر راضی ہین ہمارے نزدیک آپ سے بہتر کوئی نہین کہ اُسکو ہم اس مرکاوالی کہ مین ہیں خلافت حضرت صدیق اکبر کی باجماع صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین منعقد ہوئی منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام بسبب اشتغال تجہیز و تکفین جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس مجمع مین تشریف نہین رکھتے تھے اور بعد اُسکے بسبب کمال رنج اور حزن فراق نبوی کے گوشہ نشینی اختیار کرکے قرآن شریف کے جمع کرنے مین مشغول ہوے اسی سبب سے بیعت مین توقف ہوا اس اثنا مین ہر خبید ابو سفیان وغیرہ نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر آپ خلافت قبول کرین تو ہم آپکی بیعت کرین جناب امیر علیہ السلام اُنسے بہت ناخوش ہوے اور للکارا اور کہا بخدا مین ابو بکر کو سزاوار خلافت اور لائق اس ریاست کا جانتا ہون اور جب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو دین کے کام یعنی نماز مین ہمیں خوشیت دی اور واسطے امامت کے اختیار فرمایا حالانکہ مین موجود تھا تو اب مین کسطرح اُنکو امور دنیا مین اولیٰ اور احق نہ جانون اور صحبت کو یہ بو نیابی ہے کہ بعد وفات خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے جناب امیر علیہ السلام نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر بلایا اور بعد ملاقات اور بیان فضیلت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ توقف اور تعلل میرا تمسے بیعت کرنے مین کچھ ازراہ حسد کے نہ تھا نعوذ باللہ منہا بلکہ دو وجہ سے تھا ایک یہ کہ تمنے اس امر مین جلدی کی اور مجھکو اس مشورہ مین شریک نہ کیا دوسری یہ کہ مین نے قسم کھائی تھی کہ جبتک قرآن شریف کو جمع نہ کرلونگا چادر کندھے پر نہ ڈالونگا اور بجز نماز فرض کے باہر نہ نکلونگا اسواسطے کہ سبا د قرآن شریف کہ منتشر مسلمانون کے دلون سے محو نہو جائے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے بخوف جنگ و جدال اور وقوع فتنہ و فساد کے اس امر مین جلدی کی قسم خدا کی کہ مجھکو کسی وقت مین خواہش خلافت اور حرص امارت نہین تھی اب تمکو اختیار ہے اگر تم مجھکو افتیار اور قبول کرو مین بجان و دل تمھاری بیعت اور اطاعت کرون کہ تم مجھسے زیادہ اسکے لائق اور مقتدار ہو جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا حاشا و کلا ہرگز ایسا نہوگا تم افضل اور اسکے احق ہو اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات مین تمکو ہمارا امام اور پیشوا کیا ہے مجھکو ہرگز ہمین انکار نہین پس دونون بزرگوار مسجد نبوی مین تشریف لائے اور جناب امیر علیہ السلام نے سبکے روبرو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور خلافت اُس محبوب کبریا کی بروایت صحیح دو برس تین مہینے کی دن رہی اور

ذکر مدت خلافت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

مدت قلیل مین قتل مسیلمہ کذاب کا کہ اُسنے نبوت کا دعوی کیا تھا اور رفع شر طلیحہ اسدی اور شجاع
اور شر اکثر اہل فساد و ارتداد کا واقع ہوا اور بسبب شہرون مین اور شام کے اس عہد مبارک مین
فتح ہوکر مسخر اہل اسلام ہوئے اور یہودی کے زہر دینے سے اور ایک سال کی بیماری اور تکلیف
اُٹھانے سے ۶۳ برس کی عمر مین بروایت اصح روز جمعہ بائیسوین یا تیئیسوین ماہ جمادی الثانی کی
سنہ تیرہ ہجری مین وفات پائی اور بموجب وصیت کے روضۂ مقدسۂ جناب سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین مدفون ہوے جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مین مرض الموت صدیق اکبر
عیادت کے واسطے گیا اور اُنکے سر مبارک کو اپنی گود مین رکھا صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے مخدوم و جہان اب
تمسے فراق اور جدائی کا وقت قریب آیا اور زمانہ وصال محبوب حقیقی کا نزدیک ہوا پس امیدوار ہون
کہ بعد جدا ہونے کے میری روح کے میرے بدن سے تم اُن ہاتھون سے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو غسل دیا ہے مجھکو بھی غسل دو اور کفن پہناؤ اور جنازہ میرا لیجاکر روبرو آستانہ کرامت نشانہ
روضۂ مقدسہ جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکھکر یہ عرض کرو کہ یا رسول اللہ
ابوبکر آپکے آستانۂ فیض کاشانہ پر حاضر ہے پس اگر دروازہ بغیر کسی کے کھولے خود بخود کھل جائے
تو مجھکو وہین دفن کرنا ورنہ مسلمانون کے قبرستان مین مدفون فرمانا جناب امیر علیہ السلام نے
بہت حیرت اور تاسف کیا اور فرمایا رحمت خدا کی ہو تجھپر اے ابوبکر کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کو تجھسے الفت تھی اور تمھارے وہ دار سے نوش ہوتے تھے اور تمکو امانتدار جانتے تھے اور تمسے
راز اسرار کہتے تھے اور مشورہ لیتے تھے افسوس کہ تم ہمسے مفارقت کر چلے اور ہمکو تنہا اس دنیا مین
چھوڑا ؎ اے بے تو گردش فلک بیمار حیف ۔ با شد ز زمانہ و تو نباشی ہزار حیف ۔ بعد ازان جناب
امیر علیہ السلام نے بموجب وصیت کے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاتھ سے غسل دیکر اور کفن
پہنا کر جنازہ آستانۂ مبارک پر رکھا اور بمقام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہونچا یا ہنوز وہ پیغام
تمام نہین ہوا تھا کہ دروازہ روضۂ مقدسہ کا خود بخود کھل گیا اور معلوم ہوا کہ کسنے کھولا اور روضۂ
منورہ کے اندر سے یہ آواز آئی کہ اوتلوا دفنوہ کرامۃ یعنی داخل ہو اور دفن کرو ابوبکر کو
صاحبہ کرامت کے جناب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے امام ہوکر مع
تمام صحابہ نماز جنازہ پڑھی اور پہلوے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دفن کیا اور
دوست کو پاس دوست کے پہونچا یا اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وفات کی خبر آپکے
اہل و عیال کو پہونچی اُنھون نے کچھ جزع و فزع نہ کیا اور جیرہ و متغیر نہوا اور کہا انا للہ ما اخذ ولہ ما اعطی

یعنی اللہ نے لیلیا اور اُسی نے دیا تھا اور رجا فوتم کہ ایام جاہلیت مین جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو عورتون سے نکاح کیا تھا ایک قتیلہ بنت عبد العزی اُنسے عبد اللہ بن ابی بکر اور اسماء بنت ابی بکر پیدا ہوے دوسری ام رومان بنت عامر پر والدہ عبد الرحمن اور عائشہ صدیقہ کی تھین اور زمان اسلام مین بھی دو بیبیان تھین ایک اسماء بنت عمیس الدہ محمد بن ابی بکر کی دوسری حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری کہ وقت وفات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حاملہ تھین اُنسے ایک لڑکی پیدا ہوئی **ذکر فضائل و مناقب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ**

فضائل اور مناقب اُس مخزن اسرار نبوی و مہبط انوار مصطفوی سے تمام کتابین مذہب کی مملو اور مشحون ہین اور کلام الہی اُس سے ناطق بشر کی طاقت نہین کہ اُسکا احاطہ کر سکے مگر تیمنا و تبرکا تھوڑا سا ذیب اس مختصر کا کیا جاتا ہو قال اللہ تعالی ثانی اثنین اذ ہما فی الغار یعنی دو مین کا دوسرا تھا جب وے دونون غار مین تھے اور اُس سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہین کہ سوا اُنکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس غار مین تیسرا نہ تھا اور فرمایا حق سبحانہ تعالی نے حضرت صدیق اکبر کی شان مین وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی یعنی عنقریب دور کیا جائیگا ہم آتش دوزخ سے سب سے زیادہ پرہیزگار شخص کو جسنے اپنا مال راہ خدا مین دیا اور پاکی ڈھونڈھی الا منش دینا سے اور اللہ تعالی نے اُنکی سیرت سے خبر دی فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی سنیسرہ للیسری یعنی وہ شخص ہو کہ اُسنے اپنا مال راہ خدا مین دیا اور شرک اور کبائر سے پرہیز کیا اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تصدیق کی پس عنقریب ہو کہ اُسکو مین آسانی دونگا نیک راہ کی اور فرمایا حق تعالی نے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنی بزرگترین تم لوگون کا نزدیک اللہ تعالی کے وہ شخص ہو کہ تم سے زیادہ پرہیزگار ہو اور مراد اُس سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہین اور فرمایا واللذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون یعنی وہ شخص کہ لایا بات سچی اور وہ شخص کہ اُسنے سچ مانا اُسکو وے دونون پرہیزگارون مین سے ہین اور اول جس شخص نے تصدیق ماجاء بہ النبی کی صدیق اکبر تھے لہذا اُنکا لقب صدیق ہوا اور فرمایا حق تعالی نے والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنی جو لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے والے ہین کافرون پر سختی کرنے والے ہین اور آپسمین دوستی اور محبت اور نرمی رکھنے والے اور یہ مدح اور تعریف صدیق اکبر کی ہو کہ اُنھون نے کسی حال مین جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا اور ہمیشہ آپکی رفاقت مین دور اور غار اور جہاد وغیرہ مین موجود اور حاضر رہے اور رسولے اسکے اور تعیین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان مین بہت ہین کہ تفسیر کی کتابون کے ملاحظہ سے

دریافت ہو سکتا ہے یہاں تک بیان اُن بعض مناقب کا ہوا جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اب ذکر ہے اُن مناقب کا جو باحادیث صحیحہ ثابت ہیں جاننا چاہیے کہ مفاخر اور مناقب عظیمہ اُس مظہر تجلیات ربانی کے کتب حدیث میں بیشمار ہیں بمجملہ اُنکے ایک یہ ہے کہ مروی ہے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ توزن ایمان ابوبکر بایمان امتیان یعنی اگر تولا جاوے ایمان ابوبکر کا اور ایمان تمام جن اور انس کا بیشک ایمان ابوبکر کا گراں اور غالب ہوگا سبکے ایمان پر اور مروی ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی نے مجھ پر احسان نہیں کیا اور منت نہیں رکھی اپنے جان اور مال سے سوائے ابوبکر بن ابوقحافہ کے اور مروی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں نفع پہنچتا کسی شخص سے کسی کا بدلا دیا مگر ابوبکر کے حق کا بدلا نہ دے سکا اللہ تعالیٰ میری طرف سے قیامت کے دن اُسکا بدلا دیگا اور مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق سے انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض یعنی تو میرا ثور کے غار میں میرا صاحب ہے اور حوض کوثر پر بھی میرا صاحب ہوگا اور مروی ہے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس قوم میں ابوبکر ہووے اُس قوم کو سوائے ابوبکر کے اپنا امام کرنا نہ چاہیے اور بھی مروی ہے جناب صدیقہ سے کہ ایکدن در دولت پر گواہ میرے ابوبکر صدیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا انت عتیق من النار یعنی اللہ تعالیٰ نے تمکو جہنم سے محفوظ اور آزاد کیا ہوا ہے اور فرمایا جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ما صب اللہ فی صدری شیئاً الا وصببتہ فی صدر ابی بکر یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں اسرار خزینہ میں بھرا اور مجھکو حاصل ہوا وہ سب میں نے ابوبکر کے سینہ میں بھر دیا اور فرمایا اے ابوبکر کل قیامت کو اللہ تعالیٰ اپنی تجلی عام سے تمکو مہ فراز فرماویگا اور مجھکو تجلی خاص سے مخصوص کریگا اور فرمایا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے کہ فرمایا جناب نبوت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بعد میرے ابوبکر ہر شخص سے افضل ہے اور فرمایا کہ جو شخص بغرض ابراہیم خلیل الرحمن کے سینہ کی طرف دیکھنے کا مشتاق ہو اُسکو چاہیے کہ ابوبکر کے سینہ کی طرف دیکھے یعنی آپ سراسر پر قدم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اور فرمایا کہ جسقوت تمام حالہ قیامت کے میدان میں حاضر ہوگا اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ پکاریگا کہ اے ابوبکر بہشت کے دروازوں کے ساتھ بہشت میں داخل ہو اور مروی ہے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپکے نزدیک

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا ذکر فضائل مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو احادیث صحیحہ ثابت ہیں ۱۲

سب سے زیادہ کون محبوب اور دوست ہے فرمایا کہ عائشہ پھر میں نے عرض کیا کہ مردوں میں سے کون پیارا دوست ہے فرمایا باپ اسکا یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر میں نے پوچھا کہ بعد اُنکے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ اور منقول ہے کہ ایکدن جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالے فرماتا ہے کہ تو اپنے یار یعنی ابوبکر سے دریافت کر کہ ہمسے راضی ہے یا نہیں آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پیغام ایزد متعال و تقدس کا کہا اُنھوں نے عرض کیا کہ میں ایک کمینہ بندہ اُسکا ہوں میرا کیا رتبہ اور میں کون ہوں کہ وہ میری رضا چاہتا ہے اور اگر وہ اپنی کمال عنایت اور نوازش خداوندی سے پوچھتا ہے تو میں اُس سے بہت راضی ہوں بعد اسکے پھر جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضور پر نور نبوی میں عرض کیا کہ حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے کہ اگر ابوبکر کہتا کہ میں راضی نہیں ہوں تو میں سب انبیا کو اُسکے راضی کرنے کو بھیجتا اور منقول ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب آسمان کی طرف لیگئے میں روبرو اللہ تعالیٰ کے کھڑا ہوا فرمایا حق تعالیٰ نے اے احمد تو نے زمین کسکا چھوڑا میں نے عرض کیا اے پروردگار ابوبکر صدیق کو فرمایا حق تعالیٰ نے کہ وہ بعد تیرے سب بندوں سے زیادہ میرا محبوب ہے اُسکا میرا سلام پہونچانا اور سرور ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب میں آسمانوں پر گیا تو ہر آسمان پر نام میرا لکھا تھا محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق پیچھے لکھا تھا ابوبکر صدیق اسی طرح بہت احادیث آپکے فضائل اور مناقب میں وارد ہیں

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ذکر احوال و مناقب زبدۃ الاصحاب قدوۃ الاصحاب زین المنبر و المحراب لناطق بالحق و الصواب امام المتقین امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

انہیں سے ثانی خلیفہ ثانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر المومنین عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی ہیں نسب پاک اُنکا نسب اطہر جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ کعب بن لوی میں ملتا ہے تولد شریف اُنکا بعد ۳۰ برس کے واقعہ فیل سے روز دوشنبہ ۱۰ جمادی الاولیٰ کے سہار میں کہ جانب جنوب کے مکہ معظمہ سے واقع ہے اور کنیت اُنکی ابوحفص اور لقب شریف فاروق ہے فرمایا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ وھو الفارق فرق اللہ بہ بین الحق والباطل علیہ مبارک آپکا یہ ہو کہ مرد جسیم فربہ ورازقامت گندم گون اور آنکھین نہایت سرخ اور ڈاڑھی انبوہ اور چھوٹی ایسی لانبی کہ غصہ کے وقت انٹھتی نہین اور بال اوائل مین مخضوب برنگ حنا تھے اور بعد بلاحظہ اس حدیث شریف کے کہ من شاب شیبۃ فی الاسلام کانت لہ نورا یوم القیمۃ خضاب کو چھوڑ دیا اور سال ششم نبوت مین بیس برس کی عمر مین اسلام لائے اور اعلاے کلمۃ الحق پر کہ ہمت باندھی اور بعد اسلام لانے کے جناب رسالتمآب اور صحاب ہدایت انتساب کے گوشہ گوشہ مین ادا ے فریضہ کرتے تھے مسجد حرام مین لیجاکر آشکارا ادا ے نماز پر قیام کیا اور مشرکین اس شجیع عرب کے دبدبہ اور مہابت سے منع نہ کرسکے انھین دنون مین یہ آیہ کریمہ یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین نازل ہوئی یعنی اے نبی کفایت کرتا ہے تجھکو اللہ تعالی اور وہ شخص جسنے تیری تابعداری کی مسلمانون مین سے حضرت فاروق اعظم کی شان مین نازل ہوئی اور اول جس شخص نے کہ آپکو بجماعت اور نماز جنازہ چار تکبیرون سے پڑھنے کا حکم دیا آپ ہی تھے کہ قبل آپکی خلافت کے نماز تراویح نہ تھا نماز جنازہ پانچ یا چھ تکبیرون سے تھی اور پہلے جس شخص نے درہ بنایا اور تیر انی کو اسی درہ مارے آپ ہی تھے اور آپکی خلافت کے زمانہ مین کہ دس برس چھ مہینے پانچ دن رہی کوفہ اور بصرہ بنا اور مصر اور اسکندریہ اور اکثر شہر شام اور عراق اور فارس اور کرمان کے اور بعضے طبرستان کے فتح ہوے منقول ہو کہ عہد خلافت آپکا چھ لاکھ مانی مین ایک ہزار چھتیس شہر فتح ہو کر مسلمانون کے بقبضہ اختیار مین آئے اور چالیس ہزار مسجدین بنین اور چار ہزار بتخانہ خراب اور ویران ہوے اور ایک ہزار نور سو منبر جمعہ کے خطبہ پڑھنے کو بنی بنین طیار ہوے اور اتحاد و میت الما ل کا اسلام مین اور جاری ہونا کچہری کا اور وقف کرنا گانون اور کھیتون کا اور مقرر ہونا تاریخ ہجری کا اور بنانا قید خانہ کا سب آپ ہی کے وقت مین ایجاد ہوا اور روپیہ اشرفی پر نام اللہ تعالے کا نقش ہوا بخلاف کلمہ لا الہ الا اللہ اور بعضے پر احمد رسول اللہ یا علی ہو اللہ اور اسکے بیچ عمر فاروق لکھا گیا اور قبل اسکے نام نوشیروان کا کندہ ہوتا تھا ابو لولو مجوسی کے خنجر کے زخم سے غرہ محرم روز یکشنبہ ۲۴ سنہ ۲۴ ہجری مین مدینہ منورہ مین شہید ہو کر انتقال فرمایا آپکی وفات کی تاریخ عدل بیس ماندہ ہوا

قصہ شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۲۴ مرقعہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ مرقعہ کی بازار مین بیٹھے تھے کہ فیروز غلام مجوسی مغیرہ بن شعبہ کا کہ اسکی کنیت ابو لولو تھی آپکی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ یا خلیفۃ الرسول میرا مالک یعنی مغیرہ بن شعبہ ہر روز مجھسے دو درم لیتا ہی اور مین اسقدر اوا کرنے مین عاجز ہون آپکی عدالت اور انصاف سے امیدوار ہون کہ آپ میرے مالک سے فرمادین کہ

فن
خلیفہ مبارک
حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ ۱۲

فن
ترجمہ
حدیث جو پڑھا
ہم الاسلام مین
اسکے واسطے
قیامت مین
نور ہوگا ۱۲

فن
آپکی تاریخ ہجری
بحکومت فاروق رضی اللہ عنہ
پر تاریخ پہلی لگائی ۱۲

فن
جلالت منقبت
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کچھ کم کیا کرے اور میری طاقت کے موافق مجھسے معاملہ کرے آپ نے فرمایا تو کیا پیشہ رکھتا ہی عرض کیا کہ زرودگری اور آہنگری اور نقاشی فرمایا کہ دودرم لینا تیرے پیشہ کے لحاظ سے بہت مناسب ہی تو اس سے کم کی درخواست مت کر اُس فیروز بدروز کو یہ حق بات بہت ناگوار اور نہایت شاق ہوئی اور خنجر کو تیز کرکے اور زہر میں بجھا کر آپکے خون کا پیاسا ہوا اور منتظر فرصت کا رہتا تھا کہ روز چہارشنبہ بتاریخ چھ میں ذی حجہ کو فجر کی نماز میں کہ آپ موافق عادت کے اندھیرے میں اول وقت نماز پڑھتے تھے اور پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ یوسف شروع کی تھی اُس ملعون نے تاک کر ہاتھ ایک شانہ پر اور ایک پہلو پر اور ایک ناف کے نیچے مارے آپ نماز ہی میں گر پڑے اور یہ آیت پڑھی وکان امر اللہ قدرا مقدورا یعنی جو اللہ نے چاہا وہ ہوا قتلنی خبیث یعنی قتل کیا مجھکو خبیث نے اور ایک روایت میں ہی کہ کلب یعنی قتل کیا مجھکو کتے نے بعد اُسکے عبدالرحمن بن عوف کہ خلیفہ نماز کا کیا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جھٹ پٹ نماز تمام کرکے آپکو کہ بسبب کثرت سیلان خون کے بیہوش تھے گھر لے آئے ابولولو ملعون نے اسی روز بارہ یا اٹھارہ آدمی زخمی کیے اور جب دیکھا کہ میں بھی کسی طرح نہیں بچ سکتا ہوں تب اسی خنجر سے اپنا گلا کاٹ کر فی النار واسقر ہوا پھر جب جناب خلافت مآب ہوش میں آئے پوچھا کہ لوگوں نے نماز پڑھی عرض کیا کہ سب نے پڑھی بعد اُسکے آپ نے وضو کرکے نماز فجر کی ادا کی اور پہلی رکعت میں سورۂ والعصر اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون پڑھی اور عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس خلافت کو تمھارے سپرد کروں انھوں نے کہا واللہ میں اس بارگران کا تحمل نہیں کرسکتا بعد ازاں حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب رضحت زبیر بن العوام اور سعد بن وقاص اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم کو بلایا طلحہ نہیں گئے تھے اُس دن مدینہ میں نہ تھے باقی سب اصحاب کبار امت انتساب جمع ہوئے آپ نے اُن سے فرمایا کہ تم اس قوم اہل اسلام میں سب سے بزرگ زیادہ ہو سوائے تمھارے کسی کو لائق اور سزاوار نہیں کہ خلیفہ ہووے اور طلحہ بن عبیداللہ یہاں نہیں ہیں تین دن اُنکا انتظار کرنا اگر آویں تو انکو اس مشورہ میں شریک کرنا والا تمکو اختیار ہی اور جب تک کوئی خلیفہ مقرر نہو تب تک نماز کی امامت صہیب بن سنان کے سپرد کرنا یہ فرماکر انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور آپکے انتقال کے بعد تیسرے روز حضرت عثمان بن عفان مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے عمر شریف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ترسٹھ برس کی ہوئی اور جب جناب فاروق رضی اللہ عنہ نے جانا کہ یہ زخم کاری اچھا ہونے والا نہیں اپنے فرزند عبداللہ کو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ میری طرف سے بعد سلام کے عرض کرو

کہ عمر رسول اور صدیق کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہو جناب صدیقہ نے فرمایا کہ وہاں ایک قبر سے زیادہ اور جگہ نہیں ہو اسکو میں نے اپنی قبر کے لیے رکھا تھا مگر اب میں تمکو دیتی ہوں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ یہ سنکر نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ بعد میری وفات کے بارگاہ جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت لے لینا اور تھوڑی دیر میرا جنازہ درمیان منبر اور روضہ شریف کے رکھدینا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس جگہ کی شان میں کہ بین قبری و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی وہ جگہ کہ درمیان میری قبر اور منبر کے ہو ایک باغیچہ ہو جنت کے باغوں میں سے اور بعد حاصل ہونے اجازت ثانیہ جناب صدیقہ کے حجرۂ مقدسہ کے اندر مدفون کرنا والا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا پھر جب آپ نے انتقال فرمایا سب اکابر اصحاب اعیان قریش نے بعد فراغ غسل اور تجہیز و تکفین کے جنازہ انکا موافق وصیت کے ماہین قبر و منبر شریف کے رکھا اور بعد حاصل ہونے اجازت دوبارہ کے نماز جنازہ پڑھا بعد امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا میں اس واقعۂ جانگداز و حادثۂ روح فرسا سے ایک عالم درد ناک اور سینہ ہر ایک کا اس رنج و غم سے چاک چاک تھا اور ہر ایک بزبان حال کہ رہا تھا ؎ اخ فلک با عجب نقش غریبے با ختی ✤ آفتابے را بریدی روز ما شب ساختی ✤ در جہیم وصل او بودیم با عیش و نشاط ✤ رخت عیش ما چہ دریا سے غم انداختی ✤ از الم در سینہ ما آتشے افروختی ✤ وز ستم در خانہ ما رایتے افراختی ✤ ہمیشہ ان کی چھ اور سہ دختریں اور سب صاحبزادیاں مجموع اولاد انکی نو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں انمیں سے عبداللہ اور عبدالرحمن اور حفصہ رضی اللہ عنہم کہ حضرت زینب بنت مظعون سے پیدا ہوے مشہور و معروف ہیں اور باقی نام اور احوال ازواج و اولاد شریف کا بڑی کتابوں میں مذکور ہی

مفاخر اور مناقب اُس نائب مناب خیر البشر کو نہایت نہیں اور فضائل اور خصائل اُنکے کو غایت نہیں حدیث شریف میں آیا ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ فضائل عمر کے شمار کرو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ عمر نوح کی چاہیے تاکہ فضائل حضرت عمر کے تمام ہوں پس احصا اسکا کیونکر ہو سکے ایک ادنی فضیلت انکی یہ ہو کہ دختر انمیں قرآن شریف کی موافق خواہش اور رضاے شریف اُس نبی تجلیات کے نازل ہوئیں ایک واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی کہ جب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ابراہیم میں پہونچے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ تھے پوچھا یا رسول اللہ یہ مقام ہمارے جد جلیل الرفعت کا ہو فرمایا ہاں عرض کیا کہ بھیجہم اسکو اپنا مصلی کیوں نہ بناویں

فرمایا کہ مجھکو ایسا گمان نہیں ہوا ہے پس اُسی وقت یہ آیہ نازل ہوئی دوسری آیہ حجاب کی جس حال میں کہ اچھے
جرے سب لوگ ازواج مطہرات کی خدمت میں آمد و رفت رکھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نا گوار معلوم
ہوا تب آپ نے حجاب کے واسطے دعا کی اُسپر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی کہ فاذا سئلتموہن متاعا فاسئلوہن
من وراء حجاب ذلکم اطہر لقلوبکم وقلوبہن یعنی جب تم کچھ ازواج مطہرات سے مانگو تو پردہ کے
پس طرف سے مانگو کہ یہ پردہ تمھارے اور اُنکے دونوں کے حق میں بہتر ہے تیسری آیہ طلاق عسی ربہ
ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا الآیہ چوتھی وما کان لنبی ان یکون لہ اسری الآیہ اسیران بدر کے
حق میں پانچویں عبداللہ بن ابی سلول منافق کے اوپر نماز جنازہ پڑھنے کے حق میں و لا تصل علی
احد منہم مات ابدا الآیہ چھٹی قبہ چھٹی آیہ تحریم خمر یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر ساتویں آیہ احل لکم
لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم منقول ہے کہ قبل نزول اس آیت کے رمضان میں رات کو بعد نماز عشا کے کھانا پینا
جماع سب کچھ حرام تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسکی خلش تھی کہ اگر یہ امور تا طلوع صبح صادق مباح
اور درست ہوتے تو خوب ہوتا اتفاقاً ایک شب کو ماہ رمضان میں بعد نماز عشا کے آپکو اتفاق اہلی بی بی کے
پاس رہنے کا پڑا اور آپ نے آکر حضور نبوی میں عرض کیا اُسی وقت یہ آیہ نازل ہوئی کہ رمضان میں
تمام رات صبح صادق تک تمکو کھانا پینا بی بی کے ساتھ رہنا حلال کیا گیا اب تم بے دغدغہ یہ سب امور
شام سے صبح تک کرنے کے مجاز ہو آٹھویں آیہ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین جب یہ آیہ کریمہ کہ ثلۃ
من الاولین قلیل من الآخرین نازل ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور عرض کیا کہ ہم خدا اور
اُسکے رسول کا ایمان لائے اور اُسکے کلام کی تصدیق کی اور باوجود اسکے نجات نہ ملی تو ہم تو ہلاک ہوئے
تب یہ آیہ نازل ہوئی کہ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین نویں آیہ من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ و
جبرئیل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین منقول ہے کہ بہت سے یہود کے عالموں نے جناب سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ جبرئیل آپکے پاس آتے ہیں اور وہ ہمارے دشمن اور ہم اُنکے دشمن ہیں اور
اگر میکائیل آپکے پاس آیا کرتے تو ہم آپکا ایمان لاتے اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو دشمن
جبرئیل کا ہو وہ دشمن میکائیل کا اور جو دشمن میکائیل کا وہ دشمن جبرئیل کا ہو اور جو ان دونوں کا
دشمن ہو وہ خدا کا دشمن ہو پس یہ آیہ کریمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق کے لیے نازل
ہوئی دسویں آیہ کریمہ فتبارک اللہ احسن الخالقین مروی ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ ولقد خلقنا الانسان
من سلالۃ من طین الآیہ نازل ہوئی اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کے روبرو پڑھی حضرت عمر نے فرمایا فتبارک اللہ احسن الخالقین حالانکہ ہنوز

یہ کلمہ آپ نے زبان مبارک نبوی سے نہ سنا تھا اور مروی ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے لائے ہیں بعضوں کے کپڑے سینہ تک اور بعضوں کے اس سے کم اور عمر بن خطاب کو میں نے دیکھا کہ اسکے کپڑے پانوں کے نیچے تک تھے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اسکی تعبیر کیا فرمائی فرمایا کہ یہ دین اسلام تھا کہ بصورت پیراہن کے نظر آیا اور کمال اور تفقہ میں اسکا اسکی درازی اور کوتاہی سے ظاہر ہوتا ہے اور مروی ہے ابو امامہ سے اس تعبیر سے کثرت دین تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ظاہر ہوئی اور مروی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھکو ایک پیالہ دودھ کا دیا ہے میں نے اسکو اسقدر پیا کہ دودھ میرے ناخون سے ٹپکنے لگا اور جو کچھ بچ رہا وہ میں نے عمر کو دیا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ اس خواب کی آپ نے کیا تعبیر کی فرمایا دودھ اشارہ ہے علم سے کہ دودھ اور علم دونوں میں نفع بہت ہے پس جو علم کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تھا وہ آپ ہی کے علم کا ٹکڑا تھا چنانچہ بسطرح پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق کی ہدایت کے وسیلہ ہوئے ویسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلق کی ہدایت کے ذریعہ ہوئے کہ آپکے نور ہدایت سے سیاہی اور ظلمت کفر و شرک کی کوسوں بلکہ منزلوں دور بھاگی اور مروی ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر بعد میرے نبی ہوتا تو عمر ہوتا اور مروی ہے جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شیاطین جن اور انس کے عمر کے سایہ سے بھاگتے ہیں اور مروی ہے امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ طلوع نہ کیا آفتاب نے کسی شخص پر بہتر عمر سے اور روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ابوبکر اور عمر جنت کے میانہ سالون کے سردار ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایکدن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داہنے ہاتھ سے ابوبکر کا ہاتھ اور بائیں ہاتھ سے عمر کا ہاتھ پکڑے ہوئے نکلے اور فرمایا اسی طرح قیامت کے دن اٹھونگا اور مروی ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہر نبی کے لیے آسمان میں جبرئیل اور میکائیل وزیر ہیں اور میرے دو وزیر ہیں زمین میں ابوبکر اور عمر اور بھی راوی مذکور سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اول کس علیہ الباب یوم القیمۃ عمر بن الخطاب یعنی قیامت کو اللہ تعالے اور تقدس سب سے پیشتر

عمر بن خطاب پر سلام کریگا اور مروی ہی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ جب مدائن فتح ہوا اور غنائم
مال فنیمت جمع ہوا امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنا حصہ
مانگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہزار درم دیے بعد اسکے جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام تشریف لائے
انکو بھی ہزار درم دیے اور اپنے بیٹے عبداللہ کو پانسو درم دیے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا عمر تم ہم دونوں کو
ہمیں اور ہمارے بھائی کو ہمراہ رکاب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جہاد کیا ہی اور دشمنوں کو تلوار سے
ماری ہیں آپ نے ہمکو ان لڑکوں کے برابر بھی حصہ نہ دیا حالانکہ یہ لڑکے ان دنوں میں مدینہ کی بازاروں میں
کھیلتے تھے اور بہت چھوٹے تھے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اے عبداللہ اگر تو اپنا باپ اپنے باپ کا
ایسا اور اپنی ماں انکی ماں کی ایسی اور اپنا دادا دانکے دادا کا ایسا اور اپنی دادی انکی دادی کی ایسی
اور چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ انکے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی ایسی پیدا کرے تو مجھکو
بھی ہیں انکے برابر حصہ دوں تو نہیں جانتا ہی کہ باپ انکا علی مرتضیٰ اور ماں انکی فاطمہ زہرا اور دادا انکا
محمد مصطفےٰ اور دادی انکی خدیجہ کبریٰ اور چچا انکا جعفر طیار اور پھوپھی انکی ام ہانی اور خالہ انکی رقیہ اور
ام کلثوم اور ماموں انکے ابراہیم ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جب یہ حال امیر المومنین علی
کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا فرمایا ہیں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہی کہ عمر اہل جنت کا
چراغ ہی بعد اسکے جب یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہونچی انھوں نے آکر عرض کیا کہ یا علی یہ حدیث
مجھکو لکھدو جناب امیر علیہ السلام نے یہ حدیث انکو لکھدی انھوں نے اپنی اولاد سے فرمایا کہ اس پرچہ
میرے کفن میں رکھدینا چنانچہ بعد وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انکی اولاد نے اسی وصیت پر
عمل کیا اسی طرح آپکے فضائل اور کمالات میں احادیث کثیرہ وارد اور کتب مطولہ میں مذکور ہیں

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ذکر احوال ومفاخر ومناقب معدن علم وحیا منبع جود وسخا امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا

جاننا چاہیے مسلمانو کہ خلیفہ عرب نی نسخ ہو رسول انتقلین کے جناب امیر المومنین عثمان ذی النورین بن عفان بن ابی العاص بن حارث بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب ہیں نسب شریف انکا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب میں عبد مناف میں ملتا ہی ولادت باسعادت انکی مدت گذرنے پانچ برس دو مہینے جناب رسول کے واقعہ فیل سے شش شنبہ ماہ ربیع الثانی کو مکہ میں ابو احمیل کے گھر میں بطن
پاکی کہ فیہ سے انکی ابو عمر اور نام مبارک عثمان تھا اور بسبب نکاح دو صاحبزادیوں رقیہ اور ام کلثوم بنات

ف ذکر احوال ومناقب وفضائل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماتحت بہ ذی النورین ہوے اور بہ دولت صحبت جناب صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کے اسلام سے مشرف ہو کر طاعات اور عبادات پر کمر ہمت باندھی قد شریف نہ اتنا لمبا
بدن نہ بہت موٹا اور بال سر کے انبوہ اور صورت مبارک نہایت نورانی باہیبت رنگ گندم گوں
سینہ مبارک چوڑا داڑھی شریف لمبی الغرض نہایت زیبا صورت و سیرت تھے کہ جو دیکھتا تھا پہچان لیتا
شیفتہ و فریفتہ آپکی صورت کا ہوتا تھا حدیث شریف میں آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے جناب رسالت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر یوسف علیہ السلام کے دیکھنے کا آپکا جی چاہے تو عثمان رضی اللہ عنہ
دیکھیے یعنی آپ حسن و خوبصورتی میں حضرت یوسف علیہ السلام سے بہت مشابہ ہیں خلافت حضرت آپ کی
گیارہ سال گیارہ مہینے آٹھ دن رہی اس مدت میں بہت شہر مثل ہمدان و اسکندریہ و رے و قبرص اور کئی ملک
عجستان کے مثل طالقان وغیرہ اور ملک فارس اور جرجان مفتوح ہوے اور اٹھارہ شہر تھے میں
آئے اور غنائم اور مال بہت آپکے عہد مبارک میں مسلمانوں کو ملا اور آپ کمال باحیا اور حلم اور
نہایت صاحب جود و کرم تھے اور آپ ہی نے قرآن مجید کو جمع و منع پر اتبا باقی ہو ترتیب کیا اور
مصریوں کے بلوے میں اٹھارہ ماہ ذیحجہ روز جمعہ سنہ پینتیس ہجری کو مدینہ منورہ میں شہید
ہوے انہ شرف بلقاے ایزد ذوالجلال ہوے اور قصہ آپکی شہادت کا یوں ہوا کہ جب موسم حج کا آیا
اور دو سو کوفے سے اور بحاش بصرے سے سنہ پینتیس ہجری ماہ شوال میں مدینہ طیبہ کو آئے
عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ظلم اور تعدی اور فسق و فجور سے کہ آپکی طرف سے مصر کا حاکم تھا آپکی
خدمت میں شکایت کی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے آپکی بہت تسلی و تشفی فرمائی اور محمد بن ابی بکر
مصر کی حکومت سے معزول کر کے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو اسکی جگہ پر مقرر فرمایا غرض کہ وہ سب
گروہ بہت کچھ رخصت ہو کر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اپنے اپنے شہروں کو چلے
بعد تھوڑی منزلوں کے ایک ناقہ سوار کو دیکھا کہ مصر کو جاتا ہے لوگوں نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں کو
جاتا ہے کہا میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں عبداللہ کے پاس مصر کو جاتا ہوں
پوچھا تجھکو کسنے بھیجا اسکے جواب میں کبھی کہتا کہ عثمان خلیفہ وقت نے اور کبھی کہتا کہ مروان نے
پوچھا تیرے پاس کوئی خط ہے کہا نہیں بعد اسکے مصریوں نے اسکے اسباب میں جستجو تلاش کیا تو ایک
خط سر بمہر پایا اسکو کھولا مضمون اسکا یہ تھا کہ محمد بن ابی بکر کو مار ڈالنا اور جو فرمان حکومت مصر کا
انکے پاس ہو اسکا کچھ اعتبار نہ کرنا اور مصریوں کو کہ انھوں نے تیری شکایت یہاں کی ہے
اور محمد بن ابی بکر کے ہمراہ وہاں آتے ہیں خلاف نے خلاف کو جان سے مارنا اور انکا سر

مدینہ میں بھیجدیا اور محصورین کو مشکل کرنا یعنی اُنکے ہاتھ یا فون کاٹ ڈالنا اور یہ خط مروان کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور اُنکی مُہر کیا ہوا تھا حالانکہ کیفیت اِس خط کی یہ تھی کہ پہلے مروان نے یہ پروانہ مضمون تعظیم و احترام عبداللہ بن زبیر و توبیخ اور سرزنش ولی عبداللہ کے لکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دکھلا کر نقد اُنکی مُہر ولی عبداللہ کے مضمون اس پروانہ کا بدل دیا اور لفافہ وہی مُہری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رہنے دیا اور حوالہ شتر سوار کے کیا القصہ اہل مدینہ اس نامے کے مضمون سے واقف ہو کر نہایت غضبناک ہوئے اور کوفیون اور بصریون کو خبر بھیجی پھر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور آتش فتنہ و فساد کی روشن کی جناب خلافت مآب نے ہرچند قسم کھائی کہ میں اِس نامے سے آگاہ نہیں ہوں انھون نے نہ مانا یار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور وہ گروہ بلوائی چالیس دن اُنکا گھر گھیرے رہے اور روز جمعہ اٹھا ہوں نے بیچ مسند کوفہ کے خلافت کو جلا دیا اور اندر جا کر بس حال میں کہ جناب خلافت مآب قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھے شربت شہادت کا پایا اور اول قطرہ خون کے آپکے مصحف پاک سے اِس آیہ کریمہ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم پر ٹپکے مگر کمال علم سے قاتل کی طرف ہرگز نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھا اور ہر چند کہ ایام محاصرہ اور شہادت میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام اور بہت لوگ مہاجر و انصار دار الخلافہ کے دروازے پر جمع تھے اور سنا تھا سو علم خود حضرت کے ہتھیار بند مستعد بجنگ موجود و حاضر مگر آپ نے کسی کو اُن لوگون سے لڑنے کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھکو اِن لوگون کے ہاتھ شہادت کی خبر دی ہے میں ہرگز بچنے کا نہیں پھر مسلمانون کی خونریزی سے کیا فائدہ ہے یہ مجھکو ہرگز منظور نہیں اے مسلمانو اس واقعہ جانسوز سے ایک تہلکہ عظیم پڑا اور نالہ و شیون ہر ایک کا فلک کو پہونچا کہ قلم اُسکی تحریر سے عاجز ہے منقول ہے کہ جب بصریون نے گھر کو لوٹا اور مال کثیر لیگئے تو آپکے خزانہ میں ایک صندوق پایا اور جواہرات سمجھکر کھولا اُسمیں ایک ٹکڑا پایا تھا خیال کیا کہ شاید اسمیں کوئی گوہر قیمتی ہے جب اُسکو کھولا ایک کاغذ نکلا اُسمیں یہ لکھا تھا عثمان یشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور اور صحت کو پہونچا ہے اکابر مصریون نے بسم مبارک بعوض ہمایون تین دن تک اُٹھانے نہ دیا آخر کو اُنکی صاحبزادی کہ اُنکا نام عائشہ تھا مہمات کو بعوض آدمیون کے ساتھ جا کر لاش مبارک کو اُٹھا لائیں اور جنازہ تیار کیے زبیر بن عوام و طلحہ و صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نماز پڑھکر چاہا کہ بقیع میں مدفون کریں جب ظالم لوگ اِس سے بھی مانع آئے تب ناچار ہو کر اُس مقام میں کہ مشہور بحشش کوکب ہے دفن کیا اور منقول ہے

کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبل معاصرہ اور اپنی شہادت کے مبشر کوکب ہین گذرے تھے اور فرمایا تھا کہ عنقریب اس باغ مین ایک نیک آدمی کو دفن کرینگے اور عدی بن حاتم سے منقول ہو کہ جب روح پاک اس مجدن علم و حیا کی اس عالم سفلی سے اعلیٰ علیین کو گئی گھر کے چاروں گوشون سے چار آواز مینا آئین ایک گوشے سے یا ابن عفان ابشر بجنات ذات الوان دوسرے گوشے سے یا عثمان ابشر بنعیم غیر فان تیسری جانب سے یا ابن عفان ابشر بروح وریحان چوتھے گوشے سے یا ابن عفان ابشر برب غیر غضبان اور عمر شریف آپکی بیاسی برس کی پہونچی تھی کہ یا دم لذات نے بنیان تصبر جو کو منہدم کیا ازدواج طاہرات آپکے مع حضرت رقیہ و ام کلثوم دونون صاحبزادیون جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آٹھ بیٹے آپکے تھے آٹھ بیٹے اور نو بیٹیان اور بعض روایات مین گیارہ لڑکے اور چھ لڑکیان اسماے شریف انکے تاریخ کی کتابون مین مذکور ہین مفاخر اور مناقب اس معدن صبر و رضا و منبع جود و سخا کے کلام مجید اور احادیث رسول حمید مین بہت ہین اور بڑا فخر اور بڑی فضیلت آپکی کہ کسی امت مین کسی شخص کو میسر نہ آئے یہ تھی کہ دو صاحبزادیان جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپکے نکاح مین آئین اور کون سعادت اس سے زیادہ ہو گی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے بعد وفات حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے کہ تم مین سے جس کسی کی لڑکی ہو لائق ہو کہ اسکا نکاح عثمان سے کردے اور اسکو تنہا مت چھوڑے بیشک اگر میرے چالیس بیٹیان ہوتین تو مین ایک بعد دوسرے کے عثمان کے نکاح مین دیتا اور فرمایا اللہ تعالے نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان مین کہ الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یعنی وے لوگ کہ اپنا مال خدا کی راہ مین دیتے اور خرچ کرتے ہین اور اس دینے کا احسان نہین رکھتے اور بعد دینے کے منت رکھکر ایذا نہین دیتے انھین لوگون کے واسطے ہو بہت اجر و ثواب نزدیک پروردگار کے اور انکو قیامت مین کچھ ڈر اور رنج نہین حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ مین آیا ہو کہ غزوہ تبوک مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسقدر زر اور اونٹ اور گھوڑے سے بجز شنودی قلب و محبت و اخلاص کی سے لشکر اسلام کی مدد کی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شام سے صبح تک ست مبارک اٹھا کہ یہ دعا فرمائی کہ یارب رضیت عن عثمان فارض عنہ یعنی الہی پروردگار مین عثمان سے راضی ہوا پس تو بھی اس سے راضی ہو تب آیۂ مذکورہ نازل ہوئی اور فرمایا اللہ تعالے نے امن ہوفانت

اناء اللیل ساجداً وقائماً یحذر الآخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ یہ آیت بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان
میں ہے کہ راتوں کو نماز اور سجدہ میں بخوف روز قیامت اور بامید عفو و رحمت گذارتے تھے اور رات بھر
مطلق نہ سوتے تھے اور فرماتا ہے حق تعالیٰ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم
من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین یعنی جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی تابعداری کریگا
وہی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں کے ساتھ ہوگا اور یہ تینوں شہیدوں سے حضرت عمر اور
حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ہیں جیسا کہ مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ ایکبار جناب رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جبل احد پر تشریف لیگئے اور آپکے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور عثمان
رضی اللہ عنہم تھے سو فرمایا احد جبل یحبنا ویحبہ یعنی احد ایسا پہاڑ ہے کہ ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم
اسکو دوست رکھتے ہیں پس جبل احد حرکت اور جنبش میں آیا اسوقت آپ نے اسکو اپنے پاؤں
مبارک سے مارا اور فرمایا کہ ٹھہر ارہ اپنی جگہ پر اے احد بیشک تجھپر نبی ہے اور صدیق اور دو شہید اور
آیہ کریمہ رحماء بینہم بھی آپکے حال فرخندہ مآل سے خبر دیتی ہے کیونکہ آپ فقیروں پر بہت رحیم اور
شفیق تھے اور یہ آیت بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے کہ تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر
اسواسطے کہ آپ ہمیشہ خلق کو راہ حق اختیار کرنے اور مصائب پر صبر و تحمل کرنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے
اور سوائے اسکے بہت آیتیں ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں اور
مروی ہے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو شخص بزار رومہ عثمانؓ سے بیشک وہ بزار ہوا اپنے ایمان سے اور منقول ہے عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے کہ ایک دن فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اس کوچہ سے
ایک ایسا شخص آتا ہے کہ وہ اہل جنت سے ہے پس آئے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور مروی ہے
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں
لیٹے ہوئے تھے اور تھوڑی سی ران یا ساق آپکی کھلی تھی پس ابوبکرؓ نے آنے کی اجازت
چاہی آپ نے انکو اجازت آنے کی دی وے آئے اور آپ اسی حال سے لیٹے رہے بعد اسکے
عمرؓ نے اجازت مانگی انکو بھی اجازت ملی اور انکے آنے پر بھی آپ اسی طرح لیٹے رہے بعد اسکے
عثمانؓ نے اجازت مانگی آپ نے اجازت دی اور اٹھ بیٹھے اور ران کو چھپا لیا اور جب یہ سب
بزرگوار رخصت ہو کر چلے گئے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے آنے سے
آپ نے جنبش نہ کی اور عثمانؓ کے آنے سے آپ اٹھ بیٹھے اور ران یا ساق کو چھپا لیا اسکا

کیا سبب ہو فرمایا ہو صدیقہ کیا ہین اُس شخص سے حیا نہ کرون جس سے فرشتے حیا کرتے ہین زور مروی ہو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق تعالیٰ کی ایک تلوار ہو خلاف ہین جبتک کہ عثمانؓ زندہ ہو اور جب عثمانؓ کا انتقال ہوگا وہ تلوار خلاف سے باہر نکلیگی اور قیامت تک پھر خلاف ہین نہوگی اور منقول ہو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غفر اللہ لک یا عثمان ما تقدم وما اخرت یعنی اے عثمانؓ اللہ تعالیٰ نے تیرے سب اگلے پچھلے گناہ بخشدیے اور مروی ہو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واللہ عثمان میری امت مین سے اُن ستر ہزار آدمیون کی شفاعت کرینگے کہ بڑے گنہگار ہونگے اور دوزخ مین جانا اُنکو واجب ہوگا پس وہ لوگ عثمانؓ کی شفاعت سے بہشت مین داخل کیے جائینگے اور مروی ہو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حیا ایمان کا جز ہو اور اکثر حیا میری امت مین سے عثمانؓ کو ہو اور مروی ہو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیعت الرضوان کا حکم دیا تو اُس زمانہ مین عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ نے مکے کو قریش کے پاس صلح کے واسطے بھیجا تھا پس سب صحابہ نے آپکے دست مبارک پر بیعت کی آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ اللہ اور اُسکے رسول کے کام کے لیے گیا ہو اور اپنا سیدھا ہاتھ اُٹھائے ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ سیدھا ہاتھ رسول کا ہو اور اُلٹا ہاتھ عثمانؓ کا غرض کہ اپنا اُلٹا ہاتھ عثمان کا ہاتھ قرار دیا اور اسمین شک نہین کہ آپکا ہاتھ صحابہ کے ہاتھون سے بہر حال بہتر تھا یہ تھوڑے سے مناقب آپکے تھے کہ یہان لکھے گئے باقی بڑی کتابین صحابہ کے احوال و مناقب سے مملو و مشحون ہین الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

یہ ذکر ہے جناب ولایت مآب شیر یزدان شاہ مردان مظہر العجائب والغرائب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا

اے اہل مجلس معلوم کرو کہ خلیفہ چہارم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلطان الاولیا برہان الاصفیا مظہر العجائب والغرائب امام المشارق والمغارب امیر المومنین علی بن ابیطالب بن عبد المطلب چچازاد بھائی جناب سید البشر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین ولادت شریف آپکی تیرہ تعوین ماہ رجب روز جمعہ سنہ اٹھائیس یا تیس عام الفیل سے کعبے کے اندر کہ وہ جگہ تمام عالم سے بہتر ہو ہوئی اور یہ شرف و بزرگی کسی مشہور کو میسر نہ آئی چنانچہ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہو ؎ مولود بمخانہ خدا شد + بانبت رسول کہ خدا شد +

فصل در احوال جناب خلافت مآب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اور بعد پیدا ہونے کے جب گہوارے مین لائے آپکی آنکھین بند تھین جون ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے آنکھین کھول دین اور پہلے آپکی نظر کہ دنیا مین بڑی پیغمبر خدا ہی کے روے مبارک پر پڑی آپ نے آنکو گود مین اٹھا کہ اپنی زبان مبارک چسائی اور ایک طشت اور پانی منگا کہ نہلایا اور فرمایا کہ مین نے اسکو پہلے روز نہلایا اور یہ مجھکو آخر روز غسل دیگا بعد اسکے فرمایا کہ اسکا نام کیا رکھا ابوطالب نے کہا مین نے زید تجویز کیا ہے اور آنکی ماں فاطمہ بنت اسد بولین کہ مین نے حیدر رکھا مگر جو نام آپ رکھین وہی بہتر اور منظور ہے آپ نے فرمایا کہ مین نے اس فرزند ارجمند کا نام علی رکھا لقب آپکا مرتضیٰ اور کنیت ابوالحسن اور ابوتراب اور ابوالریحانین اور ابوالسبطین ہے اور عرش نگین آپکا الملک للہ تھا آپ نے کبھی بت کو نہین پوجا اور کبھی کفر کی باتون کو اختیار نہین فرمایا اور لڑکون مین کسی نے پہلے اسلام قبول کیا اور پیغمبر خدا کی رسالت کی تصدیق کی آپ ہی تھے اور ہر جگہ اور ہر لڑائی مین ہمراہ رکاب جناب رسالت مآب کے رہکر دادشجاعت اور جانبازی کی دیا ہے حلیۂ شریف آپکا یہ تھا کہ مردمیانہ قامت مائل بکوتاہی گندم گون مائل بسرخی آنکھین بڑی کشادہ دہن اور بال سر اور ڈاڑھی کے سفید نورانی چمکتے ہوے جیسے آفتاب اور آپکی پیشانی نورانی سے آثار شجاعت و شہامت کے تابان اور بعد شہادت امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اشراف مہاجر و انصار کے کہنے اور اصرار کرنے سے مسند خلافت کو چار برس نو مہینے کئی دن تک اپنے وجود فائض الجود سے زینت بخشی اور تریسٹھ برس کی عمر مین عبدالرحمن بن ملجم مرادی کی تلوار کے زخم سے شہید ہوکہ مشرف بلقاے الٰہی ہوے قصۂ شہادت اس مرد میدان شجاعت ہزبر بیشۂ ولایت کا بروایت اصح یہ ہے کہ بعد فتح جنگ نہروان کے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کون ہے کہ کوفے کو جاوے اور اس فتح کی خبر کوفے کے لوگون کو سناوے آسین عبدالرحمن بن ملجم کہ قبیلۂ مراد سے تھا روبرو آیا اور عرض کیا کہ یا امیرالمومنین اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور اہل کوفہ کو اس فتح کا مژدہ سناؤن جناب خلافت مآب نے فرمایا کہ جا تا تو ہی مگر تو اپنا کام کریگا ابن ملجم اس کلمہ سے سمجھا کہ حضرت نے اپنے قتل کی نسبت میری طرف کہا میہات میہات ہرگز یہ خیال محال میرے جی مین نہین اور مین اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتا ہون اس امر سے کہ آپ میری طرف نسبت کرتے ہین مین اپنا وطن اور یار و احباب چھوڑ کر آپکی محبت مین آیا ہون اور جان و دل آپکی دوستی اور تابعداری پر فدا کی ہے آپ یہ کیا فرماتے ہین فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ مقدر یون ہی ہے اور جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے کہ قاتل تیرا قبیلۂ مراد سے ہوگا اس سے کسی طرح چارہ اور گریز نہین اور آخر کو تو ہی برگشتہ ہوکر زہر نفاق کا جام وفاق مین بھریگا کہا یا امیرالمومنین

ہیں اسوقت آپکے روبرو حاضر ہوں کسی سے فرمایئے کہ مجھکو مار ڈالے اور میں اس گناہ عظیم سے بچوں آپ نے فرمایا کہ قبل صادر ہونے گناہ کے قصاص یعنی مار ڈالنے کا بدلا درست اور روا نہیں ہیں ابھی تجھکو کیونکر قتل کروں تو جا اور فتح کی خبر اہل کوفہ کو پہونچا پس ابن ملجم وہاں سے کوفے کو گیا اور کوچہ و بازار میں فتح و شجر فتح نہروان کی پہونچی اس اثنا میں ایک گھر کے دروازے پر گذرا اور آواز راگ باجے کی سُنکر وہاں کھڑا ہوا اور انکو اس واہیات سے منع کیا اور عقوبت الٰہی اور سیاست بادشاہی سے ڈرایا اتنے میں بہت سی عورتیں زیور اور لباس فاخرہ پہنے آراستہ اس گھر سے نکلیں انمیں ایک عورت تھی قطام نام کہ حسن و جمال میں تمام اہل عرب میں فائق و بے نظیر تھی جو ہیں ابن ملجم مرادی نے اسکو دیکھا اسکے حسن و جمال پر فریفتہ و عاشق ہوگیا اور وقت فرصت و تنہائی کے اس سے نکاح کا سوال کیا اسنے کہا آج مجھکو مہلت دے کہ میں اپنی برادری والوں سے اس بات کا مشورہ کر لوں اور قطام خارجیوں کے قبیلہ میں سے تھی کہ بارہ آدمی اس قبیلے کے نہروان کی لڑائی میں مارے گئے تھے اور وہ سب باپ اور بھائی اور خویش و اقارب اسی قطام کے تھے لہذا اس بدنصیبہ کو جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ نہایت عداوت تھی آخر کار دوسرے روز صبح کو اپنے تئیں نہایت آراستہ کرکے ناز و عشوہ دکھاتی ہوئی جلوہ گر ہوئی اور ابن ملجم سے کہا کہ میرے اقربا اس امر سے راضی نہیں مگر بمہر عظیم ابن ملجم نے کہا مہر کیا ہے کہا تین چیزیں ایک تین ہزار درم نقد دوسری ایک لونڈی گانے والی نہایت خوبصورت تیسری قتل کرنا علی بن ابیطالب کا کہ انھوں نے بارہ آدمی میرے اہل قرابت سے مارے ہیں ابن ملجم نے کہا کہ دو باتیں تو آسان ہیں مگر قتل کرنا ہر پشہ شجاعت مشہور میدان جلادت علی بن ابیطالب کا کہ جسکے خوف سے آدمی کا زہرہ پانی پانی ہوتا ہے یہ کام مجھسے کسطرح ہوسکے اس ملعونہ نے کہا کہ مال اور لونڈی میں نے معاف کی مگر قتل علی بن ابیطالب سے درگذر نہ کرونگی آخر الامر وہ شقی ازلی تاب مفارقت اور طاقت مہاجرت اس ملعونہ کی نہ لایا اور اس امر عظیم کو قبول کیا اور دو شخص یعنی شبیب ابن بجیر شجعی اور وردان کو قبیلہ ہمدان سے ہمراہ لیکر یہ تمام امر عظیم کا ہوا مقبول ہمکہ جب جناب امیر علیہ السلام جنگ نہروان سے مراجعت فرما کے کوفے کو پہونچے لوگ آپکے استقبال کو آئے پس جناب امیر علیہ السلام پہلے مسجد کوفہ میں تشریف لائے اور دو گانہ تحیت وضو پڑھکر منبر پر بیٹھے اور بعد حمد و صلوٰۃ و نصائح کے ایک جانب کو طرف امیر المومنین امام حسن علیہ السلام کے منہ پھیر کر دیکھا اور فرمایا اے فرزند دلبند اس مہینے کے کتنے دن گذرے عرض کیا تیرہ دن اور رہے رمضان کا مہینا تھا بعد اسکے دوسری طرف دیکھ کر جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ اے نخت جگر کتنے روز اس مہینے میں باقی رہے عرض کیا سترہ دن بعد اسکے آپ نے

اپنی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اس مہینے میں بڑا بدبخت اس امت کا میری داڑھی خون سے رنگیگا
یہ کہکر نہایت افسکبار ہوئے اور اسقدر روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور فرمایا کہ یہ رونا میرے
کسی خوف سے نہیں ہے بلکہ رنج ان دونوں قرۃ العین بتول بخت جگر رسول کا ہے کہ یہ رنج یتیمی اور غریبی میں مبتلا
ہونگے بعد اسکے منبر پر سے اتر آئے اور آپ ایک شب امام حسن علیہ السلام کے گھر روزہ افطار فرماتے اور ایک شب امام حسین
علیہ السلام کے گھر اور تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے اور کہتے کہ اب میرا وصال الٰہی کا قریب آیا ہے اسلئے میں اپنے تئیں
الایش طعام سے محفوظ رکھتا ہوں القصہ جب انیسویں شب کہ وہ شب جمعہ تھی آئی آپ تمام رات نہ سوئے اور بار بار گھر کے
صحن میں نکلتے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے تھے کہ صدق اللہ ورسولہ میں نے جناب پاک سے کبھی جھوٹ نہیں سنا آج
میرے قتل کو کیا ہوا اور اسکو کون چیز مانع ہے میرے قتل سے یہانتک کہ صبح کی نماز کا وقت آگیا آپ نے تازہ وضو کیا
اور مسجد میں تشریف لیجا کر اذان دی اور اس وقت اندھیرے میں مسجد میں لگ رہے تھے شبیب اور زدروان
مسجد کے دروازے پر اور ابن ملجم اندر مسجد کے تھا جب آپ اذان دیکر مسجد کے اندر چلے ایک نے تلوار ماری
وہ مسجد کے طاق پر لگ کر ٹوٹ گئی پھر دوسرے نے تلوار چلائی وہ بھی دیوار پر لگ کر ٹوٹ گئی آپ اندر مسجد کے
تشریف لیگئے دوسرے دونوں بدبخت خوف سے بھاگ گئے آپ نے دوگانہ تحیت الوضو کا پڑھکر نماز فجر شروع
کی تھی اور سر مبارک پہلے سجدے سے اٹھایا تھا کہ ابن ملجم لعین نے تلوار آپکے سر مبارک پر ماری اور
ضرب اس ناپاک کی اس مقام پر پڑی کہ عمر بن عبدود نے روز خندق کے زخم مارا تھا جناب امیر علیہ السلام نے
باواز بلند فرمایا کہ فزت برب الکعبۃ یعنی قسم رب کعبہ کی کہ میں اپنے مقصود کو پہونچا اور حجاب ہستی سے
چھوٹا ابن ملجم ملعون نے جب یہ آواز سنی مسجد سے بھاگا اور کہا قتل امیر المومنین یعنی قتل کیے گئے
امیر المومنین اہل کوفہ دوڑے اور مسجد میں آئے اور صاحبزادوں نے واویلا و اصیبتا شروع کیا
جناب امیر علیہ السلام اپنے سر مبارک کا خون ہاتھ میں لیکر منہ اور داڑھی پر ملتے اور فرماتے کہ اسی
حال سے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہونچونگا اور فاطمہ زہرا سے ملاقات کرونگا
اور سید الشہدا امیر حمزہ اور برادر جعفر طیار سے ملونگا لوگوں نے پوچھا یا امیر المومنین یہ حرکت کس بدبخت
نے کی فرمایا اسی ساعت مسجد کے دروازے سے نکلیگا ناگاہ شبیب بدبخت اس دروازے سے نکلا لوگوں
نے اسکو منہ کے بھل گرا کے اسقدر مارا کہ مر گیا اور ابن ملجم ملعون اپنے چچازاد بھائی کے گھر بھاگ کر گیا
اسکے بھائی نے اسکو مضطرب گھبرایا ہوا دیکھ کر کہا کہ مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قاتل امیر المومنین کا
تو ہی ہے کہا ہاں پس وہ ہاتھ اور گردن اسکی باندھکر مسجد میں لایا جناب ولایت مآب رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ اسکو قید رکھو اور جو میں کھاؤں اور پیوں جب تک میں زندہ رہوں اسکو بھی دو اور اسکا

کھانا پینا موقوف نہ کرو اگر ہمین زندہ رہوگے جو کچھ میری راسے مین آویگا اسکے ساتھ کرونگا اور بعد میرے ایک ضرب سے اسکو زیادہ نہ مارنا کہ اسنے مجھکو اس سے زیادہ نہین مارا سبحان اللہ کیا شان عالی ہے کہ باوجود ایسی خطا کے اپنے دشمن کے ساتھ احسان سے نہ گذرے اس مقام کے

مناسب میر عبد الجلیل بلگرامی نے فرمایا ؎

ابن ملجم چو بر شہ یزدان — از سر تیغی زخم زد کاری
گشت زان بحر سر لاہوتی — ہر طرف جوہا خون جاری
طپش زخم شعاذ در دل — تشنگی سخت تنگ بسیاری
شہر سے ساختند چون کوشک — منبر و خشت چند بسیاری
جام شربت چو پیش آورند — تا نشاند حرارت ساری
شاہ گیتی پناہ اہر لطف — گفت با خادمان روباری
کز ازین جام حصہ بخشند — بہر آن بحر نوش خونخواری
ابن ملجم چو شہ تبش دادند — تا نگردد پہ سودہ الماس
نزند لشتر دل افگاری
زین ابا شاہ صورت و معنی — کرد وا یاز سر زیبا کاری
کرد از زیر لب گہر باری
گر چہ بعد خود ز زین جام — ابن ملجم این ستمگاری
نہ خورم جام از مے کوثر
و اسطی چون شنید این قصہ — خواند این بیت از طلبگاری
مہ ستان را کجا کنی محروم
پس جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے نماز صبح کی جماعت پڑھی اور حضرت کو وہان سے اٹھا کر گھر لے آئے و دختران فاطمہ زہرا اور تمامی فرزندان جناب سلطان الاولیا نے خروش کیا اور نعرۂ واویلا و اماصیبتا جاہ کا زمین سے آسمان تک بلند ہوا جب جراح کو بلایا اسنے زخم کو دیکھ کر واویلا کیا اور کہا کہ یہ زخم اچھا ہونے والا نہین کہ یہ تلوار زہر کی بجھی تھی اسکی گفتگو سے غمزدون کا غم و الم اور تازہ اور بے اندازہ ہوا پس جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو حجرے مین لیجاؤ اور اسمین کسی کو آنے نہ دو صاحبزادون نے ویسا ہی کیا اور دروازہ حجرے کا بند کرکے آپ باہر دروازے کے بیٹھے ناگاہ حجرے کے اندر سے کہنے والے نے کہا کہ اُمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی آمنا یوم القیٰمۃ یعنی وہ شخص کہ دوزخ مین ڈالا جائے بہتر ہے یا وہ شخص کہ بسلامت اور امن آوے روز قیامت کو دو سہ بار یا تلف سے جواب آیا کہ بل من یاتی آمنا یوم القیٰمۃ یعنی وہی بہتر ہے جو بے خوف و ہراس ہو قیامت کو بعد ازان آواز لا الٰہ الا اللہ کی آئی صاحبزادون نے دروازہ کھولا دیکھا کہ روح اطہر نے قالب عنصری سے طرف جوار رحمت الٰہی کے پرواز کیا اور جسم پاک آپکا غسل دیا ہوا اور کفن مین لپٹا ہوا پس اسپر نماز پڑھی اور جنازہ لیکر اسی شب کو اس مقام پر کہ آپ نے اسکا نشان دو فرسخ سے بتلایا تھا دفن کیا اور بموجب وصیت کے مرقد انور و مدفن مطہر کو خلائق کی نظرون سے پوشیدہ رکھا اور تا زمان ہارون رشید خلیفہ عباسی کے وہ مقام

مخفی رہا بعد اسکے اشتہار پایا اور مشہور بنجف اشرف ہوا اور قصہ ظاہر ہونے اور شہرت پانے مزار شریف کا
کتب تواریخ میں یوں مذکور ہے کہ ایک روز اتفاقاً ہارون رشید شکار کو نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے
شکاری کتے چھوڑے وہ ہرن ایک ٹیلے پر جا کر کھڑا ہو گیا اور کتے ٹھٹھک رہے اسکے قریب نہ گئے
اسپر ہارون رشید نے اُس مقام کے گرد و نواح کے رہنے والوں سے کیفیت اُس مقام اور اُس ٹیلے کی
دریافت کی اُن لوگوں نے کہا کہ ہمنے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ یہاں مزار شریف علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ کا ہے پس ہارون رشید کو اُنکے بیان اور بازدہنے شکاری کتوں سے یقین کامل ہوا کہ یہ مقام معظم
بیشک مزار محترم حضرت کا ہے پس بوجہ عقیدت صادقہ کے وہاں عمارت بنوائی اور گاہ گاہ وہاں سے زیارت
روضۂ مقدسہ کے جایا کیا آخر مرض یہ واقعۂ شہادت جناب امیر علیہ السلام شب یکشنبہ اکیسویں ماہ رمضان المبارک
سنہ چالیس ہجری میں واقع ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون منقول ہے کہ دوسرے روز حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے اور خطبہ بلیغ پڑھا اور لوگوں نے اُنکی بیعت کی اور ابن ملجم ملعون کو
قید خانہ سے نکالکر منبر کے سامنے کھڑا کیا پس ایک شخص ہمدانی نے امام علیہ السلام کے حکم سے ایک
ضرب تلوار سے اُس ملعون کی گردن ماری کہ سر اُسکا تن سے جدا ہو کر دس قدم پر جا گرا بعد اسکے مسجد سے
باہر لاکر ہاتھ پاؤں اُسکے کاٹ کر اور بورے میں لپیٹ کر بھونک دیا بعد اُسکے جناب امام سوم علیہ السلام
نے بموجب ارشاد جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا
عضوضا چھ مہینے کئی دن کم تیس برس میں باقی تھے پورے کر کے خلافت کو چھوڑ دیا اور گوشہ نشینی اختیار
کر کے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ ظالم بادشاہوں میں شمار کیا جاؤں اور جانو تم کہ یہاں حضرت شیر خدا
مشکلکشا علی مرتضی کی بعد جناب سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی آٹھ بیٹے میں اور صاحبزادے
بروایت اصح پندرہ تھے منجملہ اُنکے باتفاق تمام اہل سیر و تواریخ کے آپکے پانچ صاحبزادوں کی نسل
رہی حسن اور حسین اور محمد حنفیہ اور عباس اور عمر اور صاحبزادیاں سولہ تھیں تفصیل اُنکے اسماء
پاک کی بڑی کتابوں میں موجود و مذکور ہے فہمن شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ **فضائل ذات**
اور مفاخر صفات اُس برگزیدۂ روزگار کے ادراک و فہم سے زیادہ ہیں لیکن بحکم ارشاد
فیض بنیاد مولوی معنوی معنوی علیہ الرحمۃ کے کہ ؎ واجب آمد چون کرم آید بنام او ؎ شرح کردن
تبرکہ از انعام او ؎ تھوڑے فضائل اُس والا مناقب پر اختصار کیا جاتا ہے کہ آپ چچازاد بھائی
جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں کہ دنیا و ما فیہا بلکہ دونوں جہان اُنکے وجود فائض الجود
کے طفیل سے ہیں اور بوطالب کہ اُنہوں نے ہمیشہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش و نگہبانی

فرمائی باپ اُنکے اور عبد المطلب بن ہاشم کہ رئیس اور سرجمع اشراف وعظما وصنادید محترم کے تھے دادا اُنکے
اصہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم یان اُنکی اور سیدۃ النساء فاطمہ زہرا بنت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
زوجہ اُنکی اور سبطین رسول الثقلین بیٹے اُنکے اور جعفر طیار بھائی اُنکے اور سید الشہداء امیر حمزہ اور
عباس بن عبد المطلب چچا اُنکے اور دعائے مستجاب اللھم صل علی محمد وآل محمد وعادی من عاداہ نازل اُنکی شان
میں اور آیۂ کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون
خبر دینے والی اُنکی رفعت شان اور علو مکان کی بسند معتبر انا مدینۃ العلم وعلی بابہا سے مقرر ومبین اور وجود بخشش اُنکی کلام
شہور بہ حدیث کامل صحیح ثابت ہے اور حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا سے مقرر ومبین اور وجود بخشش اُنکی کلام
سنجر نظام الدین مفعول ابو الہم بالجلیل والنہار ہنر اور علانیہ سے روشن وہویدا اور آثار علالت وشجاعت
کے بصحوائے لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کے جبین جبین سے پیدا اور وفور فضیلت اُنکی
مضمون لمبارزۃ علی بن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی سے ظاہر وباہر اور انوار
خلافت اُنکے مقتضائے من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے ساطع ولامع ہوئے اور صاف علی بگفتگو
نمکین نیست ✤ گنجایش مجرد رسبو نمکین نیست ✤ من ذات علی بر ابھی نشناسم ✤ الا دانم کہ مثل او
نمکین نیست ✤ خصہ اللہ تعالے روحہ مجددا بوجوہ التحیات وشرفہ بقبول مجددا من روضۃ الشریف بوفور
الترحیبات انہ مجیب الدعوات ومعطی المرادات سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین و
الحمد للہ رب العالمین الحمد للہ علی الاختتام والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ خیر الانام وعلی آلہ الغر الکرام وانظام
اصحابہ البررۃ الکرام وعلی من تبعہم باحسان الی یوم القیام وقد وقع الفراغ من تالیف ہذہ الاذکار الحسنی
بریاض الازہار فی احوال سید الابرار یوم الجمعۃ من شہر رمضان سنہ ۱۲۵۶ الف مائتین وست وخمسین من
ہجرۃ سید الانس والجان علیہ افضل التحیات واکمل الصلوات من الملک المنان وانا العبد الضعیف المسکین الراجی الی
رحمۃ ربہ القوی المتین ابو العلاء محمد خیر الدین البجوفاموی تاب اللہ سبحانہ علیہ وعفر لوالدیہ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب ریاض الازہار فی احوال سید الابرار بمرحلہ طبع رسید وبدوازدہ مجلس مبین بارہ وفات کی
بارہ مجلسوں میں ذکر خیر حضرت رسول الثقلین کا مقید وآیات سے مذکور ہوا ہر مجلس میں ایک طرز تازہ ہے تصنیف
مولوی محمد خیر الدین گویا موی مسند ارشاد مولوی حبیب الدین محمد موہانی برحسب امر ارشاد تعین فائز ہوئے
مقام لکھنؤ مطبع نامی ونشو منشی نولکشور میں باہتمام مولوی محمد ۱۲۸۶ ہجری مطابق ماہ شوال بسنہ ۱۸۶۹ عیسوی